

UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234617

UNIVERSAL
LIBRARY

فلاح النواظ

جس میں قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت مخصوصات رسم
وزواج والقباب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولف

نواب عزیز خاں بہادر اولیٰ القادار و طیفہ خوار

حُسن خدمت سرکار نظام دامت اقبال

اس کتاب کی رجسٹری بیانیہ قواعداً نافذ ہو چکی ہے۔ ہر ایک
حکومت میں تمام حقوق مولف کے ہر طرح پر محفوظ ہیں

غزیر المطالع

اعزاز

مجھ کو اور میری اس مختصر تالیف کو یہ اعزاز مایہ فخر و ناز ہے کہ میں اس کتاب کو اپنے آقائے نعمت والی عزت قدر قدرت اعلیٰ حضرت بندگاہِ تعالیٰ حضور پر نور آصف جاہ سادس نواب تنغنی عن الانقلاب نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہاؤ فتح جنگ جی سی یس آئی جی سی بی۔ فرمانروائے ریاست اصفیہ حیدر آباد و کن صانہ الد عن الشرور والفتن ادام اللہ اقبالہم وضاعف اجلاہم کی بارگاہ اقدس میں بطور نذر پیش کرتا ہوں۔ میں واقف ہوں کہ ایسے موقع پر اہل تصانیف و نویسندگان و ڈکیشن کے ذریعہ سے اپنی تصنیف و تالیف کی عزت بڑھانے لیکن اسوجہ سے کہ میں اپنے آقائے نعمت کی الوالعزم بارگاہ میں

ایک نہایت کم رتبہ اور بے حقیقت شخص ہوں۔ مجھ کو اس قدر
جبر نہ ہوئی کہ بحیثیت ایک مولف کے اپنے مالک کی مہتمن
ڈوٹکیشن کی درخواست کروں۔

دعا گوئی این دولت مندہ وار	خدا یا تو این سایہ پائندہ وار
----------------------------	-------------------------------

عزیز جنگ مولف
و طیفہ خوار حسن خدمت عہدہ اول تعلقہ داری
سرکار عالی

تاریخ لکھنؤ

جس میں قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت - مخصوصات رسم و رواج و القاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولف

نواب غریز خاں بہادر اول تعلّم دار و طیفہ یاب

حُسن خدمت سرکار نظام ام اقبال

اس کتاب کی رجسٹری بپا بندی قواعد نافذ ہو چکی ہے
ہر ایک حکومت میں تمام حقوق مولف کے ہر طرح پر محفوظ ہیں

غریز المطالع
۱۳۲۲ھ

فہرست مضامین تاریخ النوايط

صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر
۱	۲	۱
دیساجہ کتاب		
۱	حمد و نعت و شکر و والی ریاست ادا م اللہ اقبالہم	۲
۲	وجہ تالیف	۳
۳	ابواب و فصول کا مختصر بیان	۴
۴	فہرست اوں کتابوں کی جن سے مدد ملی	۵
باب اول متعلق بحالات خاندان مولف و مختصر سوانح عمری		
پہلی فصل متعلق بہ حالات خاندان مولف		
۱	خاندان مولف کا سلسلہ اور جد اسعلیٰ کا بیان جو سب سے	۸
۲	پہلے ہندوستان آئے	۱۱
۲	اون کا ذیلی سلسلہ	۱۱

۳	مولف کی مختصر سوانح عمری	۹
۴	مولف کا نہالی سلسلہ	۱۳
دوسری فصل متعلق بہ سوانح عمری مولف		
۱	ولادت	۱۵
۲	تعلیم	۱۶
۳	ملازمت کی ابتداء اور مدارج درمیانی۔ وظیفہ حسن خدمت	۱۶
۴	پبلک خدمات	۱۸
۵	مقامی یادگار	۱۹
۶	اولاد	۲۰
۷	تالیفات اور ادنیٰ حاصلہ جو سرکار نظام وغیرہ سے عطا ہوئے	۲۰
۸	سرکار نظام سے سرفرازی خطاب	۲۲
۹	سکونت عالیہ	۲۴
دوسرا باب قوم نایاب کے نسب اور ہجرت کے متعلق		
پہلی فصل قوم نایاب کے نسب کے متعلق		
۱	وجہ تسمیہ قوم	۲۵

۲۸	قوم کا نسب	۲
۳۰	شجرہ نسب قوم	۳
۳۱	بعض اختلافات زمانہ کی بحث	۴
۳۲	جن افراد قوم کو سیادت کا شرف حاصل ہے وہ اپنے ناموں کے ساتھ اسکا اظہار کیوں نہیں کرتے۔	۵
۳۳	دوسری فصل قوم نایط کی ہجرت کے متعلق	
۳۵	ہجرت اول۔ مدینہ مطہرہ سے بغداد کی جانب	۱
۳۷	امیر قوم کی وفات	۲
۳۸	ہجرت دوم۔ بغداد سے بصرہ کی جانب	۳
۳۹	مورخین کا اختلاف حکومت وقت اور زمانہ ہجرت میں	۴
۴۰	ہجرت ثالث بصرہ سے سواحل ہندوستان کی جانب	۵
۴۱	تیسرا باب قوم نایط کے مذہب مخصوصات رسم و راج کے متعلق	
۴۲	پہلی فصل مذہب اور مخصوصات قوم کے متعلق	
۴۳	مذہب	۱
۴۴	کفو کی پابندی	۲

۳	پردہ	۴۵
۴	لباس	۴۷
۵	زبان	۴۹
۶	تعلیم و تربیت اور اوس کے ساتھ بعض مہبائیون کا	۵۰
۷	صدارت قوم کا خاتمہ اور قومی پنچایتیں	۵۲ ۱۵
دوسری فصل رسوم و رواجات قوم کے متعلق		
	الف۔ شادی کے رسوم	
۱	شادی میں پابندی رسوم کے نسبت عورتوں کا ہر	۵۲
	اور اوسکی ضرورت۔ اور بعض خاندانوں کی ترمیم۔	
۲	شہنشاہ اکبر کے قواعد معاملات شادی میں اور	۵۵
	ہندو نکاح تعلق۔	
۳	منگنی کی رسم اور اوس کی حقیقت اور طرز عمل	۵۹
۴	چڑاوسے کی حقیقت	
۵	پنید کی حقیقت	۶۰
۶	مہبائی کے اشرافیوں کی ایجاد	۶۱

۶۲	بعض خاندانوں کی ترمیم رسم سنگنی کی نسبت	۷
۶۳	شادی کا آغاز اور ہتھیہ سامان میں فکر و تردد اور	۸
	اور اوس کے نتائج - اور بعض افراد خاندان کی ترمیم	
۶۵	بیوی کی صنف کی متبرک رسم اور اوس کا تاریخی احوال	۹
	اور بعض افراد قوم کی ترمیم -	
۶۹	رسم منجہ کی حقیقت اور بعض افراد قوم کی ترمیم	۱۰
۷۰	رسم ساچق کا تاریخی احوال اور اوس کی حقیقت اور	۱۱
	بعض افراد قوم کی ترمیم -	
۷۳	رسم مہدی کا تاریخی حال اور بعض افراد قوم کی ترمیم	۱۲
۷۴	رسم شب گشت کی حقیقت اور بعض افراد قوم کے	۱۳
	ترمیمات -	
۷۷	سہرے کا رواج اور اوسکی حقیقت اور ترمیم	۱۴
۸۰	مجلس عقد کی حقیقت	۱۵
۸۱	مہر کا رواج اور نتائج اور ترمیمات	۱۶
۸۳	رسم جلوہ کی حقیقت	۱۷

۱۸	شرم و حیا کی رسم	۸۵
۱۹	رونمائی اور سلامی کی رسم	
۲۰	رسم بازگشت کی حقیقت - ۱ اور بعض مقامی رواجات کا بیان -	۸۷
۲۱	چوتھی کی رسم کی حقیقت اور بعض افراد قوم کی ترمیم	۹۲
۲۲	وسندانہ کی رسم	۹۳
۲۳	ہات برتاناہ کی رسم	۹۴
۲۴	بیوہ کے عقد ثانی کا رواج اور بعض تاریخی واقعات	۹۶
	<u>ب - متفرق رواجات قوم کے متعلق</u>	
۱	عیادت اور تعزیت کا رواج	۱۰۰
۲	متفرق تعازیہ تہنیت کا رواج اور اون کی حقیقت اور ترمیم -	۱۰۱
الف	چوماسا - حل کے چوتھے مہینہ کی تقریب کا رواج	۱۰۳
ب	ستواسا - حل کے ساتویں مہینہ کی تقریب	
ج	نوماسا - حل کے نویں مہینہ کی تقریب کا رواج	۱۰۴

۱۰۵	د بانگ کا گڑ - یعنی روڑ ولادت کی تقریب کا رواج -	
۱۰۶	۵ چٹھی - ولادت کے چٹے دن کی تقریب کا رواج	
	و منڈن یعنی عقیقہ کی تقریب کا رواج	
۱۰۷	ز نام رکھائی یعنی تشبیہ کی تقریب کا رواج	
	ح چہلہ - زچا کے چالیس دن کے غسل کی تقریب کا رواج	
۱۰۸	ط جھولے کی تقریب کا رواج	
	ی چٹانا - یعنی دود کی غذا کم کرنے کی تقریب کا رواج	
۱۰۹	ک سالگرہ کی تقریب کا رواج	
۱۱۰	ل دود بڑھائی کی تقریب کا رواج	
	م مکتب یعنی بسم اللہ خوانی کی تقریب کا رواج	
۱۱۱	ن ناک - کان - بیدنے کی تقریب کا رواج -	
۱۱۲	س خستہ کی تقریب کا رواج	
۱۱۳	ہنا دایا - الیچی کا رواج اور تریم	۳
۱۱۴	نیو تہ کا رواج اور تریم	۴

۱۱۸	۵	باجون اور قوالی کا رواج اور ترمیم
۱۲۱	۶	زنگ کھیلنے کا رواج اور ترمیم
۱۲۲	۷	سہاگ کا رواج اور ترمیم
۱۲۴	۸	استعمال زیورات کا رواج اور ترمیم
		سر کے زیور
۱۲۸	۱	جہوم
۱۲۹	۲	چان چس پہول
۱۳۰	۳	لاکڑی
۱۳۱	۴	مرزا بے پروا
		چوٹی کے زیور
۱۳۱	۵	چوٹی کی تعویذ
۱۳۲	۶	چوٹی کے حقے
۱۳۳	۷	چوٹی کی لاکڑی
		مانتے کا زیور
۱۳۳	۸	سکہ

کان کے زیور

۱۳۴	استیان	۹
۱۳۵	اودراج	۱۰
۱۳۶	بہتے	۱۱
۱۳۷	گنگڑے	۱۲
۱۳۸	چنگے	۱۳
۱۳۹	پہول بیان	۱۴
۱۴۰	جہلمی	۱۵
۱۴۱	جھمکے	۱۶
۱۴۲	چاند بالیان	۱۷
۱۴۳	چکریان	۱۸
۱۴۴	چولا پہول	۱۹
۱۴۵	کرن پہول	۲۰
۱۴۶	لونگ کے پہول	۲۱
ناک کے زیور		

۱۴۱	•	بلاق	۲۲
"		بیسر	۲۳
"		دال	۲۴
۱۴۲		ہتہ	۲۵
گلے کے زیور			
۱۴۳		تتسی	۲۶
۱۴۴		جگنی	۲۷
"		چمپا کلی	۲۸
۱۴۵		چٹناک	۲۹
"		چندن مار	۳۰
۱۴۶		ستلرا	۳۱
۱۴۷		گٹلا	۳۲
"		گلسر	۳۳
۱۴۸		پچیا	۳۴
۱۴۹		مالا	۳۵

۱۵۰	ہنسل	۳۶
۱۵۱	مار	۳۷
بازو کے زیور		
۱۵۲	بازو بند	۳۸
۱۵۳	تقوید بازو	۳۹
۱۵۴	بازو کے کرٹ	۴۰
۱۵۴	کنگنی پٹری	۴۱
۱۵۵	نورتن	۴۲
کھائی کے زیور		
۱۵۶	بجربو	۴۳
۱۵۷	پہنچی	۴۴
۱۵۷	سُمرن	۴۵
۱۵۸	کنگن	۴۶
۱۶۰	گوٹ	۴۷
پنجہ کے زیور		

۱۶۱	آرسی	۴۸
۱۶۲	انگوٹھی	۴۹
۱۶۳	جملہ	۵۰
	کمر کا زیور	
۱۶۳	زر کمر	۵۱
	پاؤن کے زیور	
۱۶۴	بیٹری	۵۲
۱۶۵	پازیب	۵۳
۱۶۶	پایل	۵۴
۱۶۷	توڑا	۵۵
۱۶۸	رم جہول	۵۶
۱۶۹	گجہرے	۵۷
۱۷۰	لول	۵۸
۱۷۱	منکے	۵۹
	پاؤن کے انگلیوں کے زیور	

۱۶۹	کہول	۶۰
چوتھا باب القاب اور شاہیر قوم نایط کے متعلق		
پہلی فصل القاب معروفہ کی حقیقتیں		
۱۷۰	القاب کی حقیقت اور اون کی تقسیم چہ اصول پر	۰
۱۷۶	اگ لاوے	۱
۱۷۸	باجتری	۲
۱۸۰	برادر	۳
۱۸۲	بدری	۴
۱۸۳	بہانڈے بہونڈے	۵
۱۸۴	پاکر	۶
۱۸۵	پتو	۷
۱۸۶	پہانٹو	۸
۱۸۷	پہانے	۹
۱۸۸	پنی لے	۱۰
۱۸۹	تانتلی	۱۱

۱۸۹	ٹینڈاسی	۱۲
"	جَدی	۱۳
"	بہری	۱۴
۱۹۰	چکنے	۱۵
"	چندی	۱۶
۱۹۱	چودہری	۱۷
۱۹۲	چوکر و	۱۸
"	چیدہ	۱۹
"	خطیب	۲۰
۱۹۳	دلوائی	۲۱
۱۹۴	ڈوگل	۲۲
۱۹۵	روگے	۲۳
"	رئیس	۲۴
۱۹۶	سبّی	۲۵
۱۹۷	سعد	۲۶

۱۹۷	شاکر	۲۷
۱۹۸	شکری	۲۸
"	شهر اوستاد	۲۹
۲۰۰	صابر	۳۰
۲۰۲	صلواتی	۳۱
۲۰۳	طاهر	۳۲
۲۰۴	عنبی خانی	۳۳
"	غریب	۳۴
۲۰۵	غیاث	۳۵
"	قاری	۳۶
۲۰۶	مشرقی	۳۷
۲۰۷	کتاب خوانی	۳۸
"	کلان تر	۳۹
۲۰۸	کوکنی	۴۰
"	گودر	۴۱

۴۰۹	گوہر	۴۲
"	لوگری	۴۳
۴۱۰	لونیال	۴۴
"	مامون	۴۵
۴۱۱	مدرس	۴۶
"	مڑکے	۴۷
۴۱۲	مکئی	۴۸
۴۱۳	مکک	۴۹
"	مولے	۵۰
۴۱۴	موبنجے	۵۱
۴۱۵	مہاجر	۵۲
۴۱۶	مہکری	۵۳
"	مایل	۵۴
۴۱۷	ناتگر	۵۵
۴۱۸	ہزاری	۵۶

نایطیان بہنکد کے القاب

۲۱۹	اصرنا	۵۷
۲۲۰	افرقا	۵۸
//	افضل	۵۹
//	اکرم	۶۰
۲۲۱	ایکری	۶۱
۲۲۲	پایا	۶۲
//	دام دا	۶۳
۲۲۳	دُرگا	۶۴
//	سُکرتی	۶۵
۲۲۵	شاہ مندری	۶۶
۲۲۶	شریف	۶۷
۲۲۷	صدیقہ	۶۸
//	صوبے	۶۹
//	غوالی	۷۰

۲۲۸	:	فقروئی	۷۱
"		فقیہہ	۷۲
۲۲۹		گوائی	۷۳
"		ما کے	۷۴
۲۳۰		محترم	۷۵
"		محشم	۷۶
"		منیرا	۷۷

دوسری فصل قوم نایط کے مشاہیر کے متعلق

ردیف الف

۲۳۰	۰	تمہید جس میں اصول انتخاب بیان ہوے ہیں -
۲۳۲	۱	ابراہیم نایطی ماموی حیدر علی خان والی میسور
"	۲	ابوبکر نایطی لکپتی تاجر طیار
"	۳	ابو محمد نایطی - دیوان صوبہ کرڑہ
۲۳۴	۴	ملا احمد نایتہ - دارالمہام سلطنت بیجاپور
۲۳۵	۵	نواب احمد حسین خان نایطی الناطب بہ نواب اعظم جنگ بہادر

۶	۲۳۵	احمد عبدالعزیز نایلی - المخاطب بہ نواب عزیز جنگ
۷	۲۳۶	بہادر و لا تخلص - مولف تاریخ و طیفہ خواجہ حسن خد متہ کمر نظام
۸	۲۳۷	مولوی حاجی - احمد علی نایلی دارالمہام پریس آف آرکٹ
۹	۲۳۸	احمد محی الدین خان نایلی المخاطب بہ محمد نواز جنگ بہادر
۱۰	۲۳۹	حکیم ادریس نایلی - نام آور طبیب حیدر آباد
۱۱	۲۴۰	اسلم خان نایلی شایان تخلص میردور بار والا جابی -
۱۲	۲۴۱	ملا اسماعیل نایلی - امیردور بار سلطان محمد شاہ بہمنی -
۱۳	۲۴۲	افضل خان نایلی - المتخلص بہ لذتی
۱۴	۲۴۳	سید امرالہ شاہ نایلی - المخاطب بہ نواب معتمد جنگ بہادر

رد و لفت ب

۱۴	۲۵۵	مولوی باقر حسین نایلی المخاطب بہ حسن علی خان
۱۵	۲۵۶	بہادر - مختار تخلص -
۱۶	۲۵۷	نواب باستر علیخان نایلی - امیر ریاست کرنامک
۱۷	۲۵۸	بدر الزمان خان نایلی جد حیدر علیخان والی میسور -
۱۸	۲۵۹	بہا والدین نایلی - لک پتی تاجر مقام کرنامک

۱۸	مولوی بہا الدین خان نایطی المخاطب بہ شب افروز خان بہادر	۲۵۷
ردیف پ		
۱۹	پادشاہ میان نایطی	۲۵۸
ردیف ت		
۲۰	نواب تراب علی خان نایطی المخاطب بہ نواب شیخ لدو	۲۵۹
	فتح الملک سالار جنگ بہادر - جی - سی - یس - آئی	۲۶۰
ردیف ٹ		
۲۱	نواب ٹیپو سلطان نایطی فرمان رواے میسور	۲۶۱
ردیف ج		
۲۲	شاہ جعفر نایطی - لوہری قدس سرہ	۲۸۱
۲۳	نواب جعفر حسین خان نایطی المخاطب بہ اودت جنگ بہادر	۲۸۲
ردیف ح		
۲۴	نواب حافظ علی خان نایطی المخاطب بہ انتخاب جنگ بہادر	۲۸۳
۲۵	حبیب اللہ نایطی - ذکا تخلص	۲۸۶
۲۶	حبیب اللہ نایطی - امیر سگین پٹی	۲۸۸

۲۸۸	مولانا حبیب الدین بجا پوری نایطی قدس سرہ	۲۷
۲۹۲	حسین نایطی۔ لکپتی تاحسرننگلو	۲۸
۲۹۳	حسین احمد خان بہادر نایطی۔ امیر دربار والا جاہی۔	۲۹
۳۰	نواب حسین دوست خان نایطی المناطیب ارادت جنگ	۳۰
۳۱	سالار الدولہ سالار الملک بہادر۔	۳۱
۲۹۴	نواب حسین دوست خان نایطی المعروف بہ چند اصحاب	۳۱
۲۹۶	مولوی حاجی حسین عطاء اللہ نایطی مجلس نیکوہ آسمانجاہی	۳۲
۲۹۷	حسین علی نایطی۔ المناطیب بہ محمود علیخان المتخلص بہ افصح	۳۳
۲۹۸	حسین محمد خان نایطی۔ مدار المہام سرکار والا جاہی	۳۴
۲۹۹	مولوی حفیظ الدین نایطی ڈپٹی کمشنر کرور گیری سرکار نظام	۳۵

روایت

۳۰۰	سید خلیل الرحمن نایطی المناطیب بہ نواب بہتنام جنگ بہا	۳۶
۳۰۱	خواجہ عمر نایطی۔ جاگیر دارستان گوپال پٹیہ	۳۷

روایت

۳۰۱	نواب دوست علیخان بہادر نایطی۔ امیر آرکاٹ	۳۸
-----	--	----

ر و ل ف ت ر

۳۹	مولوی رحمت اللہ نایبی - رسالتخلص از المہام یاست نیکٹ گری	۳۰۱
۴۰	رضا حسین نایبی المتخلص بہ افسر	۳۰۲
۴۱	قاضی - رضی الدین مرتضیٰ نایبی - ابراہیم عا دل شاہی -	۳۰۵
۴۲	ربیع الدین خان نایبی	۳۰۶
۴۳	رکن الدین حسن نایبی لکپتی تاجر بہار	۳۰۷

ر و ل ف ت ز

۴۴	حکیم شاہ - زین العابدین نایبی المتخلص بہ وائز	۳۰۷
۴۵	زین العابدین نایبی المتخلص بہ دیوان	۳۰۸

ر و ل ف ت س

۴۶	نواب سعادت اللہ خان نایبی والی ارکاٹ	۳۱۰
۴۷	سعید محمد خان نایبی سرکردہ فوج شیو سلطان	۳۱۱
۴۸	مولوی حکیم سلطان علی نایبی المخاطب بہ بیچ نواز خان بہادر	۳۱۲

ر و ل ف ت ش

۴۹	شایق علیخان نایبی المتخلص بہ شایق	۳۱۲
----	-----------------------------------	-----

۳۱۴	مولوی حکیم - شرف الدین نایابی تحصیلدار سرکار نظام	۵۰
۳۱۵	شرف الدین علیخان نایابی المتخلص بہ نگین	۵۱
۳۱۶	حکیم - شرف الدین علیخان نایابی المتخلص بہ انست	۵۲
۳۱۷	مولوی شمس الدین نایابی - لک پتی تاجر بہگلہ	۵۳
۳۱۸	مولانا شہاب الدین محمود نایابی قدس سرہ	۵۴

روایت ص

۳۱۸	حکیم - صبغتہ اللہ نایابی المتخلص بہ عتیق	۵۵
۳۱۹	مولوی صفدر حسین نایابی مہتمم تعمیرات سرکار نظام	۵۶
۳۲۰	نواب صفدر حسین خان نایابی ناظم کرناٹک	۵۷
۳۲۱	مولوی صفی الدین محمد نایابی تنظیم قمر معتمدی علیہ التکوٰۃ والی سر نظام	۵۸
۳۲۱	مولوی حکیم صفی الدین محمد خان بہادر المتخلص بہ ناصر	۵۹
۳۲۳	مولوی حاجی صلاح الدین نایابی منصبدار سرکار نظام	۶۰
۳۲۵	نواب مصام الدین خان نایابی المخاطب بہ ناظم جنگ بہادر	۶۱

روایت ع

۳۲۵	نواب عابد علیخان نایابی المخاطب بہ صولت جنگ بہادر مختصر	۶۲
-----	---	----

۳۲۸	نواب عباس علی خان نایطی لوکھری۔ المخاطب بہ مشیدہ	۶۳
”	جنگ بہادر امیر حیدر آباد	
”	عباس علیخان نایطی۔ ہزاروی لقب تاجر مدراس سید	۶۴
۳۲۹	حکیم حاجی عبدالرحمن نایطی تانتلی لقب ڈاکٹر فوج	۶۵
”	نظام محبوب سرکار نظام۔	
۳۳۰	حاجی مولوی عبدالرحمن نایطی المخاطب بہ قسمت خان	۶۶
”	اعتساب جنگ بہادر امیر دربار والا جاہی۔	
۳۳۱	سقا۔ سید عبدالرحمن نایطی۔ طاہر لقب مشایخ	۶۷
”	مقام بہتکلہ۔	
۳۳۱	سید عبدالرزاق نایطی المخاطب بہ آصف نواز اولہ	۶۸
”	آصف نواز الملک عبدالرزاق خان آصف نواز	
”	جنگ بہادر امیر حیدر آباد	
۳۳۲	نواب عبدالعزیز خان نایطی المخاطب بہ انتظام	۶۹
”	جنگ بہادر امیر حیدر آباد۔	
۳۳۲	مولانا۔ شیخ عبدالفتاح نایطی قدس سرہ	۷۰

۳۳۴	عبدالقادرنایطی الملقب بہ شاہ مندری لک پتی	۷۱
"	تاجہر کلکیوٹ۔	
"	مولوی عبدالقادرنایطی شافعی رحبڑار بلدہ حیدرآباد	۷۲
۳۳۶	مولوی عبدالقادرنایطی۔ خطیب لقب عزت مخاض	۷۳
۳۳۷	مولوی عبدالقادرنایطی طاہر لقب۔ مددگار مقصد مال	۷۴
۳۳۸	عبدالقادرنایطی۔ ولوی لقب۔ المخاطب بہ معتبر خان	۷۵
"	عالمگیری۔	
۳۴۰	مولوی عبدالقادرنایطی تپور لقب صوبہ دار صوبہ	۷۶
"	گلبرگہ شریف۔	
۳۴۲	عبدالقادرنایطی۔ جاگیر دار سرکار نظام	۷۷
"	مولانا عبدالعہ الشہید نایطی قلعہ ارتاڑ پتری	۷۸
۳۴۵	مولانا عبدالعہ نایطی۔ المخاطب بہ مختشم الدولہ شہنشاہ	۷۹
"	بیر عسکری خان سالار جنگ بہادر بخشی فوج والا بانی	
۳۴۶	نوا عبدالعہ خان نایطی چوہری لقب المخاطب بہ فیروز جنگ	۸۰
"	بہادر عالمگیری۔	

۳۴۸	مولانا حاجی عبدالوہاب نایطی المناطیب بہ مدارالامرا	۸۱
۳۴۹	مدبرالملک مختارالدولہ وزارت خان ارسطونبک	۸۲
۳۵۰	مدارالمہام سرکار کرناٹک۔	۸۳
۳۵۱	شمس العلما مولانا۔ قاضی عبیداللہ نایطی قاضی القضاۃ	۸۴
۳۵۲	مدرا س۔	۸۵
۳۵۳	نواب عزیزالدین خان نایطی المناطیب بہ عزیزیاخنگ	۸۶
۳۵۴	بہادر ناظم عطیات صرفخاص	۸۷
۳۵۵	مولوی عظیم الدین نایطی المناطیب بہ احمد کلیم خان	۸۸
۳۵۶	بہادر عظیم تخلص۔	۸۹
۳۵۷	ملا علی المہامی نایطی قدس سرہ	۹۰
۳۵۸	ملا علی قاری۔ کوکنی۔ نایطی قدس سرہ	۹۱
۳۵۹	علی دوست نایطی سعید لقب۔ ذہین تخلص	۹۲
۳۶۰	نواب علی دوست خان نایطی۔ ناظم ارکاٹ	۹۳
۳۶۱	علی رضا خان نایطی المناطیب بہ ضیاء الدولہ بہادر	۹۴
۳۶۲	انگاہ تخلص۔	۹۵

۳۶۷	مولوی علی موسی رضا نایلی - مہاجر لقب المحاطب	۹۰
۳۶۸	بہ اختتام خان رفعت جنگ بہادر امیر سرکار	۹۱
۳۶۹	والا جاہی -	۹۲
۳۷۰	قاضی عمر شہید نایلی - قاضی ادھونی -	۹۳
۳۷۱	عمر نایلی - قاضی لقب لک پتی تاجر بہنگلہ	۹۴
ردیف غ		
۳۷۲	مولوی حکیم غلام احمد نایلی چو دہری لقب المحاطب	۹۵
۳۷۳	بہ مسیح الدولہ حکمت آموز خان مسیح یا جنگ بہادر امیر	۹۶
۳۷۴	در بار والا جاہی -	۹۷
۳۷۵	مولوی غلام احمد نایلی المحاطب بشاہرہ خان قاسم	۹۸
۳۷۶	یا جنگ بہادر ہتھم تقسیم تنخواہ فوج والا جاہی -	۹۹
۳۷۷	مولانا حکیم غلام جیلانی خان بہادر نایلی والا جاہی -	۱۰۰
۳۷۸	غلام حسین نایلی الملقب بہ شہر استاد المتخلص بہ جود	۱۰۱
۳۷۹	مولوی غلام حسین نایلی مہکری لقب - حیدری تخلص	۱۰۲
۳۸۰	حاجی غلام حسین خان نایلی غریب لقب المحاطب بہ نواب	۱۰۳

	حسین یا ور جنگ بہادر امیر حیدر آباد	
۹۹	غلام حیدر خان نایطی المخاطب بہ نواب اقتدار جنگ	۳۷۴
	جمہور الدولہ بہادر امیر حیدر آباد	
۱۰۰	مولوی غلام دستگیر نایطی قریشی لقب تحصیلدار سر نظام	۳۷۵
۱۰۱	مولوی غلام دستگیر نایطی - ناظم عدالت بارادری -	"
۱۰۲	نواب غلام دستگیر خان نایطی المخاطب بہ نواب لغت جنگ	۳۷۶
	بہادر امیر حیدر آباد -	"
۱۰۳	مولوی حکیم غلام دستگیر خان نایطی غیاث لقب لائق	"
۱۰۴	ملک غلام رسول خان بہادر نایطی نائب بخشی پادشاہی	۳۷۸
	در بار والا جاہی -	"
۱۰۵	مولوی - حافظ غلام رسول نایطی - واعظ - کوتوال ریاست	"
	ناکپور -	"
۱۰۶	غلام زرین العابدین خان نایطی لوکھری المخاطب بہ نواب	"
	اعتضاد جنگ بہادر امیر حیدر آباد -	"
۱۰۷	نواب غلام زرین العابدین خان نایطی - لوکھری حیدر آبادی	۳۸۰

	مددگار معتمد مجلس عالیہ عدالت سرکار نظام	
۱۰۸	مولوی غلام عبد القادر نایبی المحاطب بہ قاور عظیم خان	۳۸۲
	بہادر ناظر تخلص امیر ریاست والا جاہی -	۱۱
۱۰۹	مولوی غلام علی نایبی قریشی لقب - نانظم تخلص - وظیفہ	۳۸۳
	خوار عہدہ اول تعلقہ ارمی سرکار نظام	۱۱
۱۱۰	مولوی غلام علی نایبی پتو ر لقب - صاحب تخلص المحاطب	۳۸۴
	بہنشی الملک دبیر الدولہ اعتماد خان عطار جنگ	۱۱
	امیر کرناٹک -	۱۱
۱۱۱	غلام علی خان نایبی کوکنی برادر نواب سعد اللہ نانظم	۳۹۳
	کرناٹک جاگیر دار قلعہ ویلور - امیر عالمگیری -	۱۱
۱۱۲	غلام علی موسیٰ رضا نایبی مڑ کے لقب رایت تخلص المحاطب	۳۹۴
	بحکیم باقر حسین خان بہادر امیر دربار والا جاہی -	۱۱
۱۱۳	نواب غلام محبوب خان نایبی قاری لقب المحاطب	۳۹۶
	باقدر نواز جنگ بہادر امیر حیدر آباد	۱۱
۱۱۴	مولوی حاجی غلام محمد نایبی المحاطب بشرت الدولہ	۳۹۸

	غلام محمد خان غالب جنگ بہادر امیر دربار والا جاہی	
۱۱۵	غلام محمد نایلی مایل لقب الخاطب بہ رضا حسین خان	۳۹۹
"	بہادر امیر دربار والا جاہی۔	"
۱۱۶	نواب غلام محمد تقی خان نایلی لوکھری لقب الخاطب	۴۰۰
"	بہ لشکر جنگ بہادر امیر حیدر آباد۔	"
۱۱۷	حاجی مولوی غلام محمود نایلی الخاطب بہ ستونی الدولہ	۴۰۲
"	شرف الملک محاسب خان محتسب جنگ بہادر والا جاہی	"
۱۱۸	خان بہادر مولوی غلام محمود نایلی ہاجر لقب	۴۰۳
۱۱۹	غلام محی الدین نایلی مکی لقب تاجر ترقی	۴۰۴
۱۲۰	غلام محی الدین نایلی چوکر و لقب تاجر کڑپہ۔	"
۱۲۱	غلام محی الدین نایلی دولوی لقب تاجر وزمیندار	۴۰۵
۱۲۲	مولوی غلام محی الدین خان نایلی الملقب بہ بہانڈے	"
"	بہونڈے و المتخلص بہ معجز امیر دربار والا جاہی	"
۱۲۳	مولوی حاجی غلام نقی نایلی پتور لقب الخاطب بہ	۴۰۷
	بخشی الدولہ بخشی الملک میر عسکر خان سالار جنگ بہادر	

	امیر دربار والا جاہی۔	
روایت		
۱۲۴	فاضل خان نایطی وزیر بیجا پور و صدر الصدور ریاست	۱۲۴
۱۲۵	کر نول۔	۱۲۵
۱۲۶	مولانا فخر الدین نایطی مہکرمی دیواری قدس سرہ	۱۲۶
۱۲۷	فخر الدین خان نایطی المخاطب بہ امین الدولہ مانت	۱۲۷
۱۲۸	خان نگہدار جنگ امیر دربار والا جاہی	۱۲۸
روایت		
۱۲۹	مولوی حکیم قادر علی نایطی بہوش تخلص	۱۲۹
۱۳۰	حکیم قادر علیخان بہادر نایطی رسالدار ریاست ناکپو	۱۳۰
۱۳۱	حکیم قادر محی الدین نایطی چوہدری لقب المخاطب	۱۳۱
۱۳۲	بہ قادر احمد خان مہتمم الدولہ و سربراہ خان مہتمم جنگ	۱۳۲
۱۳۳	امیر کرنامک۔	۱۳۳
۱۳۴	مولانا حاجی قادر مرتضیٰ حسین نایطی المخاطب بہ	۱۳۴
۱۳۵	مختشم الدولہ سالار الملک میر آتش خان مختشم جنگ بہادر	۱۳۵

ردیف ک

۱۳۱	خواجہ کریم الدین خان نایلی حیدر آبادی	۴۱۷
ردیف م		
۱۳۲	حاجی محمد نایلی لک پتی تاجر کلیکوٹ	۴۱۸
۱۳۳	مولوی محمد احمد نایلی تانتلی لقب ناطم سوم	۴۱۹
۱۳۴	فوجدار ی بلده	۴۲۰
۱۳۵	محمد اسد نایلی کوکنی لقب - الملقب بہ کلان تر	۴۲۱
۱۳۶	والمخاطب بہ اکرام خان عالمگیری	۴۲۲
۱۳۷	محمد اسد نایلی قدس سرہ موبجہ لقب	۴۲۳
۱۳۸	محمد اکرم خان نایلی شاہ جہان آبادی	۴۲۴
۱۳۹	محمد اکرم خان نایلی آصف جاہی	۴۲۵
۱۴۰	مولوی محمد امین نایلی اکرم لقب لک پتی تاجر بہنگہ	۴۲۶
۱۴۱	محمد امین عرب نایلی امیر دربار شیو سلطان	۴۲۷
۱۴۲	مولانا مولوی محمد باقر نایلی - آگاہ تخلص قدس سرہ	۴۲۸
۱۴۳	محمد باقر نایلی دلوی لقب برق تخلص	۴۲۹

۱۴۲	محمد باقر خان نایطی المتخلص بہ گوہر	۴۳۵
۱۴۳	محمد باقر علی خان نایطی مہکری لقب -	۴۳۷
۱۴۴	محمد باقر علی خان نایطی وزیر فوج میو سلطان	۴۳۸
۱۴۵	محمد تقی حسین نایطی - مہاجر لقب - رفعت تخلص	۴۳۸
۱۴۶	محمد جعفر خان نایطی رحمانی لقب امیر جیالپور	۴۴۱
۱۴۷	محمد جمال الدین نایطی صبی لقب رسالدار ناکپور	۴۴۱
۱۴۸	شاد محمد حسن علی نایطی المعروف بہ ڈولچی شاد قصبہ	۴۴۲
۱۴۹	مولوی محمد حسین نایطی المخاطب بہ حیدر حسین خان	۴۴۶
۱۵۰	بہادر امیر دربار والا جابی -	۴۴۶
۱۵۰	امام المدرسین مولانا محمد حسین الشہید البیدری	۴۴۶
۱۵۱	نایطی قدس سرہ	۴۴۶
۱۵۱	مولوی حافظ شیخ محمد حسین احمد نایطی عالم گیری	۴۵۳
۱۵۲	محمد حیدر نایطی ناکپوری کوتوال شہر ناکپور	۴۵۴
۱۵۳	محمد رضا نایطی دلوی لقب قلعدار ہاسن	۴۵۵
۱۵۴	محمد سبحان علیخان نایطی مہاجر لقب قلعدار اورنگ آباد	۴۵۵

۱۵۵	مولانا مولوی۔ حاجی مفتی محمد سعید خان نایطی المعروف	۴۵۶
۱۵۶	شہاد محمد سعید نایطی پتر لقب قدس سرہ	۴۶۱
۱۵۷	محمد سیف الدین خان نایطی باجتری لقب امیر کبر کوں	۴۶۲
۱۵۸	مولوی حافظ محمد سعید سلمی نایطی۔ سعید لقب المناطوب	۴۶۸
۱۵۹	محمد شاہ طاہر دکھنی۔ نایطی۔ رئیس احمد نگر	۴۶۳
۱۶۰	مولوی محمد صبغتہ اللہ نایطی پتو لقب المناطوب بہ	۴۶۸
۱۶۱	محمد صبغتہ اللہ نایطی مہاجر لقب رافت تخلص	۴۶۹
۱۶۲	محمد صبغتہ اللہ نایطی۔ فرحت تخلص	۴۷۰
۱۶۳	مولانا۔ حاجی۔ محمد صبغتہ اللہ نایطی المناطوب بامام العلماء	۴۷۱
	قاضی الاسلام بدرالدولہ قاضی الملک دادرس خان	۴۷۱

	مستعد جنگ بہادر امیر دربار والا جاہی	
۱۶۴	مولوی محمد صبغتہ اللہ نایطی مدارالمہام قلعہ پاکپور	۴۷۴
۱۶۵	مولوی محمد صدیق حسین نایطی لوکھری المہاجر عاشق	۴۷۵
۱۶۶	تخلص پر و فسر نظام کلج	۴۷۶
۱۶۷	نواب محمد صدیق علی خان نایطی صبی لقب مدارالمہام	۴۷۷
۱۶۸	وسپہ سالار فوج پاکپور	۴۷۸
۱۶۹	مولوی محمد صفدر نایطی۔ المخاطب بہ فخر الاسلام	۴۷۹
۱۷۰	خان اورنگ آبادی۔	۴۸۰
۱۷۱	نواب حافظ محمد صفدر نایطی رئیس لقب المخاطب	۴۸۱
۱۷۲	بہ صفدر نواز جنگ بہادر امیر حیدر آباد	۴۸۲
۱۷۳	مولوی محمد عبد الغزیز نایطی الملقب بہ لوکھری المہاجر	۴۸۳
۱۷۴	سررشتہ دار صوبہ گلبرگہ	۴۸۴
۱۷۵	مولوی حاجی۔ محمد عبد الغزیز نایطی نعت گر لقب نینچر طبع	۴۸۵
۱۷۶	سرکار عالی۔	۴۸۶
۱۷۷	مولوی محمد عبد القادر نایطی قیرشی لقب تحصیلدار نظام	۴۸۷

۱۷۲	مولوی محمد عبدالقادر نایطی طاہر لقب طاہر تخلص منصبدار کٹر نظام	۴۸۴
۱۷۳	حاجی - مولوی محمد عبداللہ نایطی - المخاطب بصدارت	۴۸۵
۱۷۴	خان بہادر صدر الصدور ریاست کرنامک	۴۸۶
۱۷۵	محمد عبداللہ نایطی - المخاطب بہ حکیم مذاقت علی خان	۴۸۷
۱۷۶	بہادر امیر دربار والا جاہی -	۴۸۸
۱۷۷	نواب محمد عسکری خان نایطی المخاطب بہ شیر افغن	۴۸۹
۱۷۸	جنگ بہادر - امیر حیدر آباد	۴۹۰
۱۷۹	محمد علوی الدلوی - نایطی - از مشاہیر ریاست مسور	۴۹۱
۱۸۰	مولوی - محمد علی نایطی - سعید لقب المخاطب بحکیم	۴۹۲
۱۸۱	حاذق یار خان بہادر - امیر دربار والا جاہی	۴۹۳
۱۸۲	ملا محمد علی نایطی - روگہ لقب - لک پتی تاجر مہی	۴۹۴
۱۸۳	پریسیدنسی -	۴۹۵
۱۸۴	مولوی محمد علی خان نایطی - المخاطب بہ رئیس الامرا	۴۹۶
۱۸۵	مدار الدولہ مدار الملک معزز خان معتمد جنگ بہادر	۴۹۷
۱۸۶	مدار الہام ریاست کرنامک	۴۹۸

۱۸۰	خان بہادر مولوی محمد علی خان نایطی رتنہ سبھا	۴۸۹
۱۸۱	ڈپٹی کمشنر و ظیفہ یاب ریاست میسور	۴۹۰
۱۸۱	حاجی۔ حافظہ محمد غوث نایطی۔ الخطاب بہ انتظام	۴۹۰
۱۸۲	خان بہادر۔ امیر دربار والا جاہی	۴۹۱
۱۸۲	مولوی محمد غوث نایطی قریشی لقب تحصیل دار	۴۹۲
۱۸۳	سرکار نظام۔	۴۹۳
۱۸۳	مولوی محمد غوث نایطی سعید لقب۔ مددگار پریوٹ	۴۹۳
۱۸۴	سکرٹری سرکار عالی	۴۹۴
۱۸۴	مولوی محمد غوث نایطی چیدہ لقب تاجر مدراس	۴۹۵
۱۸۵	حاجی مولوی محمد غوث نایطی۔ الخطاب باعانت	۴۹۶
۱۸۶	خان بہادر امیر دربار والا جاہی۔	۴۹۷
۱۸۶	مولوی محمد غوث نایطی الخطاب بہ شرف الدولہ	۴۹۸
۱۸۷	شرف الملک محمد غوث خان غالب جنگ بہادر	۴۹۹
۱۸۷	امیر کرناٹک۔	۵۰۰
۱۸۷	مولوی محمد غیاث نایطی ناکپوری نقیبہ لقب دیوان	۵۰۱

	نظامت کڑپہ	
۱۸۸	مولوی محمد فخر الدین نایطی چکنے لقب قاضی بلدوہلو	۴۹۸
۱۸۹	مولوی محمد فصیح الدین نایطی نانگر لقب واعظ و تاجر	۴۹۹
۱۹۰	نواب محمد قاسم علی خان نایطی۔ المناطیب بہ فرخ	۵۰۰
۱۹۱	یاب جنگ بہادر امیر حیدر آباد۔	۵۰۱
۱۹۱	محمد قادر محی الدین نایطی ناکپوری صبی لقب سالد	۵۰۲
۱۹۲	فوج ناکپور۔	۵۰۳
۱۹۲	محمد قطب الدین خان نایطی۔ رئیس لقب۔ نجشی	۵۰۴
۱۹۳	المالک کوکن	۵۰۵
۱۹۳	محمد محترم خان نایطی۔ امیر دربار عالم گیری	۵۰۶
۱۹۴	مولوی محمد محی الدین نایطی۔ سعید لقب خاطر تخلص	۵۰۷
۱۹۵	نمک خوار سرکار نظام	۵۰۸
۱۹۵	محمد محی الدین نایطی۔ جاگیر دار سرکار کرنول۔	۵۰۹
۱۹۶	محمد مخدوم نایطی قدس سرہ	۵۱۰
۱۹۷	محمد مخدوم نایطی اودگیری اتالیق والی ریاست	۵۱۱

	بکین پٹی۔	
۱۹۸	محمد مستعد خان نایطی الملقب بہ پتو نائب صوبہ آ	۵۰۴
	کا کنار۔	”
۱۹۹	محمد معین الدین نایطی الملقب بہ آگ لاوے رسالہ	۵۰۵
	فوج بہو پال۔	”
۲۰۰	مولوی محمد معین الدین نایطی الملقب بہ مہکری تحصیل	”
	ضلع اطراف بلدہ۔	”
۲۰۱	حکیم محمد مہدی نایطی سعید لقب المخاطب بہ حکیم شفا	۵۰۶
	دست خان بہادر امیر والا جاہی۔	”
۲۰۲	مولوی محمد میران نایطی۔ الملقب بہ بہانڈے بہونڈ	”
	سہا تخلص نمک خوار سرکار نظام۔	”
۲۰۳	محمد ندیم اللہ نایطی۔ المخاطب بہ ندیم اللہ خان میر	۵۰۸
	در بار والا جاہی۔	”
۲۰۴	مولوی۔ حاجی۔ محمد نظام الدین نایطی۔ تانتلی لقب	”
	وظیفہ خوار حسن خدمت نظامت سوم دیوانی بلدہ	”

	حیدر آباد	
۲۰۵	مولوی محمود علی نایطی پتور لقب المخاطب بہ الملک	۵۱۰
۲۰۶	مشیر الدولہ رازدار خان مجوز جنگ امیر کرناٹک	۵۱۱
	قاضی محمود کبیر نایطی قدس سرہ قاضی القضاۃ	۵۱۱
	گودوہ۔	۵۱۱
۲۰۷	شاہ محی الدین نایطی لوکھری لقب قدس سرہ	۵۱۲
۲۰۸	سید محی الدین علوی نایطی۔ قریشی لقب۔ ماکے۔	۵۱۳
	صدر تعلقدار سرکار نظام۔	۵۱۳
۲۰۹	سید مغیث الدین نایطی۔ امیر دربار سلطان علاؤ الدین	۵۱۵
۲۱۰	ملک محمود نایطی۔ جواہر تخلص۔ جاگیردار سرکار کرنل	۵۱۶
۲۱۱	نواب منیر الدین خان نایطی المخاطب بہ سکندر	۵۱۶
	یار جنگ بہادر۔ امیر حیدر آباد۔ معتمد پائینگاہ	۵۱۶
	خورشید جاہی۔	۵۱۶
۲۱۲	مولانا شیخ میر نایطی۔ سرکردہ شاہی سالہ ولایتی	۵۱۷
۲۱۳	مولانا شیخ میران نایطی۔ بارانہ راری قدس سرہ	۵۱۸

ردیف ن		
۲۱۴	مولانا حاجی ناصر الدین عبدالقادر نایطی المخاطب بہ امیر نواز جنگ بہادر امیر ریاست کرناٹک	۵۱۸
۲۱۵	مولوی ناصر الدین محمد نایطی رحمتہ اللہ علیہ صدر لکھنؤ محمد پور -	۵۱۹
۲۱۶	سید نجیب الدین نایطی امیر دربار سلطان علاء الدین	۵۲۰
۲۱۷	مولانا حاجی نظام الدین احمد نایطی المخاطب بہ منفذ جنگ بہادر امیر کرناٹک	۵۲۱
۲۱۸	مولانا مولوی نظام احمد صغیر نایطی صدر ارکاٹ	۵۲۱
۲۱۹	مولانا نظام الدین احمد کبیر نایطی منشی علی عادل شاہی و سفیر شاہ جہان -	۵۲۲
ردیف و		
۲۲۰	مولوی وجہ الدین خان نایطی معنی تخلص منصبدار و دوم تعلقہ ار سرکار نظام	۵۲۳
ردیف ہ		

۲۲۱	ہدایت محمدی الدین خان نایطی وجہ تخلص منصبدار	۵۳۳
	سرکار نظام۔	۱۱
ردیف می		
۲۲۲	ملائیچے۔ نایطی۔ المخاطب بہ نخلص خان عالمگیری۔	۵۳۹
۲۲۳	مولوی یوسف الدین نایطی۔ پی لے لقب۔ اول ثلثہ۔	۵۴۰
	سرکار نظام۔	
۲۲۴	مولوی یوسف حسین نایطی۔ تانہلی لقب تحصیلدار۔	۵۴۱
	برٹش انڈیا و سرکار نظام۔	۱۱
۲۲۵	یوسف علی خان نایطی۔ المخاطب بہ نواب دارا خان	۵۴۲
	بہادر امیر حیدر آباد۔	

متفرق اسماء جن کا احوال مستقل تذکروں کے ضمن میں
لکھا گیا ہے۔

ردیف الف

نشان نگار	نشان	تاریخ النولط
۱	۱۷۲	۴۸۵ ابو الخیر محمد عیسیٰ نایلی ابن مولوی محمد عبدالقادر طاہر۔
۲	۲۲	۴۸۳ ابو طیب محمد یحییٰ نایلی ابن مولوی محمد عبدالقادر طاہر۔ منصبدار سرکار نظام
۳	۲۳	۲۸۳ مولوی۔ احمد حسین خان بہادر نایلی ابن نواب ارادت جنگ مغفور۔ امیر حیدر آباد
۴	۱۲۴	۴۰۹ قاضی۔ احمد صغیر نایلی ابن قاضی محمود
۵	۱۶۷	۴۸۰ مولوی۔ احمد عبداللہ نایلی ابن مولوی محمد صفدر مغفور۔
۶	۱۷۰	۴۸۴ احمد عبداللہ نایلی ابن محمد عبدالعزیز۔ نعت گر
۷	۲۲۱	۵۳۴ احمد علی نایلی ابن ہدایت محی الدین خان مغفور
۸	۶۲	۳۲۸ احمد علی خان نایلی ابن نواب صولت جنگ بہادر۔ امیر حیدر آباد۔
۹	۱۲۴	۴۰۹ قاضی۔ احمد کبیر نایلی ابن فاضل خان بیجا پوری

۱۰	مولوی۔ احمد حکیم نایطی ابن مولوی غلام دستگیر	۲۰۷	۵۱۳
	منفور۔ وظیفہ خوار سرکار نظام	"	"
۱۱	اسد اللہ نایطی ابن مولوی احمد اللہ مرحوم	۱۳۳	۴۲۱
۱۲	مولوی حکیم اسد اللہ نایطی۔ ابن حکیم حاذق یازن	۱۷۷	۴۸۸
	بہادر مد راسی۔	"	"
۱۳	نواب اکرام الدین خان نایطی ابن نواب غلام	۱۰۶	۴۷۹
	زین العابدین خان مغفور۔	"	"
ردیف ت			
۱۴	مولوی تاج الدین نایطی ابن محمد عبدالعزیز نایطی	۲۲۴	۵۴۲
ردیف ح			
۱۵	حامد علیخان نایطی ابن نواب صولت جنگ بہادر	۶۲	۳۲۸
۱۶	حبیب اللہ نایطی ابن مولوی احمد اللہ مرحوم	۱۳۳	۴۲۱
۱۷	مولوی حکیم خداقت علیخان بہادر نایطی	۸۰	۳۴۷
۱۸	حسن علی خان نایطی ابن نواب صولت جنگ	۶۲	۳۲۸
	بہادر امیر حیدر آباد۔		

		روایت	
۲۸۶	۲۴	درویش علی نایطی ابن نواب انتخاب جنگ بہا	۱۸
		روایت	
۲۰	.	رکن الدین احمد ابن نواب عزیز جنگ بہادر نایطی	۱۹
		روایت	
۲۲۱	۱۳۳	زین العابدین نایطی ابن مولوی احمد اللہ مرحوم	۲۰
۲۹۶	۳۱	نواب - زین الدین خان نایطی باذل تخلص	۲۱
		روایت	
۳۱۵	۱۲۹	مولوی - سلطان محمود نایطی ابن مہتمم الدولہ بہادر	۲۲
		روایت	
۲۸۲	۲۲	شاہ جینی پادشاہ لوکھری نایطی	۲۳
		روایت	
۲۹۲	۲۷	مولانا مولوی صبغتہ اللہ قدس سرہ نایطی ابن لانا	۲۴
"	"	حبیب اللہ قدس سرہ سجاپوری	
۲۵۵	۱۳	سید - صفدر حسین نایطی ابن نواب مقصد جنگ بہا	۲۵

روایت ع

۲۶ خواجہ عالم علیخان بہادر نایطی جمعدار فوج بقاعدہ ۱۳۹ ۴۲۶
سردکار نظام۔

۲۷ قاضی عبداللہ بن قاضی عمر شہید۔ نایطی ۹۱ ۳۶۸

۲۸ نواب عبداللہ خان مصمام جنگ قلعہ داراؤنگ آباد ۸۰ ۳۴۷

۲۹ علی الدین احمد ابن نواب عزیز جنگ بہادر وظیفہ ۰ ۲۰

سردکار نظام۔ نایطی
" "

روایت غ

۳۰ مولوی غازی الدین احمد ابن نواب عزیز جنگ بہادر ۰ ۲۰

آئیریری سٹی میاجسٹریٹ حیدر آباد درجہ سوم نایطی
" "

۳۱ غلام احمد خان نایطی ابن محمد امین ثالث ۱۳۹ ۴۲۵

۳۲ غلام جیلانی خان مرحوم نایطی ابن مولوی غلام ۱۰۱ ۳۷۶

دستگیر مرحوم۔
" "

۳۳ نواب غلام جیلانی خان نایطی ابن نواب ۱۰۶ ۳۷۹

اعتقاد جنگ مرحوم
" "

۲۸۸	۲۶	غلام حسن نایطی تاجر بگین پلی	۳۴
۳۹۸	۱۱۳	غلام رسول نایطی ابن مولوی غلام محمد مغفور جگیردار	۳۵
۵۰۳	۱۹۵	مولوی غلام رسول نایطی ابن محمد حبیب اللہ	۳۶
۵۰۴	۱۹۷	مولوی غلام رسول نایطی قاضی کوٹلیکنڈہ	۳۷
۵۱۵	۲۱۰	غلام علی نایطی ابن غلام حسین گوہر	۳۸
۴۲۶	۱۳۹	غلام محمد خان نایطی ابن غلام احمد خان بہادر	۳۹
۵۰۴	۱۹۷	غلام محمود نایطی تاجر بگین پلی	۴۰
۳۳۸	۷۴	غلام محمود نایطی ابن مولوی عبدالقادر طاہر	۴۱
۵۱۶	۲۱۰	غلام محی الدین نایطی ابن غلام حیدر شہوار	۴۲
۵۱۳	۲۰۷	مولوی غوث محی الدین نایطی ملازم دفتر معتمد	۴۳
۱۱	۱۱	عدالت سرکار نظام	
ردیف ۱			
۴۲۶	۱۳۹	فیض محمد خان نایطی ابن خواجہ عالم علی خان	۴۴
ردیف ۲			
۲۵۸	۱۸	مولوی - قادر حسن خان نایطی ابن نواب شب فروز خان بہادر	۴۵

۳۶۸	۹۱	قاضی حسین نایلی ابن قاضی عمر شہید قدس سرہ	۴۶
۴۲۵	۱۳۹	قاضی قاضی نایلی	۴۷
روایت م			
۳۳۳	۶۹	محبوب علیخان نایلی ابن نواب انتظام جنگ	۴۸
بہادر - امیر حیدر آباد -			
۳۰۲	۳۹	محمد ابوالحسن نایلی ابن مولوی رحمت اللہ	۴۹
"	"	مرحوم - رسالتخلص	
۴۲۱	۱۳۳	محمد احمد نایلی ابن مولوی احمد اللہ مرحوم	۵۰
۲۸۳	۲۳	نواب - حاجی محمد اسلم خان بہادر خلف نواب	۵۱
"	"	ارادت جنگ مغفور نایلی -	
۴۰۰	۱۱۵	مولوی - محمد اعظم نایلی نمبر ۵ رضا حسین	۵۲
"	"	خان بہادر -	
۴۲۶	۱۳۹	محمد امین خان نایلی ابن غلام	۵۳
"	"	احمد خان بہادر	
۴۰۹	۱۲۴	محمد حبیب اللہ نایلی داماد نواب	۵۴

صولت جنگ مرحوم	۵۵	۱۸۴	۴۹۴
محمد حسین چیدہ لقب نمک خوار	۵۶	۱۹۶	۴۷۹
سرکار نظام - نایلی	۵۷	۲۲	۳۰۶
محمد حسن علی خان نایلی ابن نواب	۵۸	۵	۲۳۵
محمد صدیق علینان - مدار المہام بہوپال	۵۹	۲۶	۲۸۸
مولوی محمد حسین نایلی - ابن محمد حسن علی مرحوم	۶۰	۱۵۶	۴۶۲
نواب - محمد خلیل اللہ خان نایلی - سوم تعلقہ دار	۶۱	۴۲	۳۲۹
سرکار نظام -	۶۲	۲۹	۲۹۳
محمد خواجہ فرید نایلی ابن غلام حسن	۶۳	۳۱	۲۹۵
مولوی محمد دستگیر نایلی ابن محمد عبد العلی مغفور			
سررشتہ دار عدالت سرکار نظام			
مولوی - محمد دستگیر نایلی تحصیلدار سرکار نظام			
مولوی محمد زہد نایلی مرحوم ابن نواب			
حسین احمد خان بہادر			
نواب زین الدین خان نایلی ابن			

۶۴	۱۵۶	۴۶۲	نواب حسین دوست خان عرف چندا صاحب	۲۹۷	۳۲	۲۹۷	محمد صبغتہ اللہ نایطی ابن مولوی	۶۵	۸۰	۳۴۷	حکیم محمد سعید خان بہادر نایطی ابن نواب مصباح جنگ بہادر قلعہ دار اورنگ آباد	۶۶	۳۲	۲۹۷	محمد صبغتہ اللہ نایطی ابن مولوی	۶۷	۹۰	۳۴۷	مولوی محمد صبغتہ اللہ نایطی - مہاجر ابن مولوی	۶۸	۱۲۴	۴۰۹	قاضی شاہ - محمد صبغتہ اللہ ابن قاضی احمد غیر نایطی	۶۹	۱۲۴	۴۰۹	محمد صبغتہ اللہ نایطی داماد نواب	۷۰	۱۴۴	۴۷۵	مولوی محمد صبغتہ اللہ نایطی - سررشتہ دار عدالت دیوانی بلدہ -	۷۱	۱۹۵	۵۰۳	محمد صبغتہ اللہ نایطی مانکار ریاست	۷۲	۱۹۵	۵۰۳	ابن محمد محی الدین نایطی -
----	-----	-----	----------------------------------	-----	----	-----	---------------------------------	----	----	-----	---	----	----	-----	---------------------------------	----	----	-----	---	----	-----	-----	--	----	-----	-----	----------------------------------	----	-----	-----	--	----	-----	-----	------------------------------------	----	-----	-----	----------------------------

۵۰۶	۲۰۰	محمد ضیاء الدین نایطی ابن محمد معین الدین	۷۲
۱۱	۱۱	مہکری تحصیلدار صرف خاص	
۴۲۵	۱۳۹	محمد طاہر نایطی ابن قاضی قاضی	۷۳
۴۰۹	۱۲۴	محمد عباس نایطی جاگیردار سر فرار پور	۷۴
۴۸۴	۱۷۰	محمد عبد الرحمن نایطی ابن محمد عبد العزیز	۷۵
۳۳۲	۶۸	نواب - محمد عبد الرشید خان نایطی - المناطیب بہ	۷۶
۱۱	۱۱	سید الدولہ بہادر -	
۳۳۶	۷۲	محمد عبد الرؤف نایطی ابن مولوی	۷۷
۱۱	۱۱	عبد القادر - رجسٹرار بلدہ حیدر آباد	
۵۱۰	۲۰۴	مولوی - محمد عبد الستار نایطی ابن مولوی محمد	۷۸
۷	۱۱	نظام الدین مغفور -	
۳۰۶	۴۲	مولوی محمد عبد العزیز نایطی - ابن مولوی محمد	۷۹
۱۱	۱۱	منیر الدین مغفور -	
۴۹۳	۱۸۳	محمد عبد العزیز نایطی ابن مولوی محمد	۸۰
۱۱	۱۱	غوث سعید - مددگار پریوٹ سکرٹری سرکار نظام	

۳۰۶	۴۲	محمد عبدالغفار نایطی ابن ابو محمد حسن علی مغفور	۸۱
۴۹۳	۱۸۳	محمد عبداللطیف نایطی ابن مولوی محمد غوث سید	۸۲
۳۲۴	۶۰	حکیم - محمد عبدالمد نایطی ابن مولوی صلاح الدین	۸۳
۵۱۰	۲۰۴	محمد عبدالودود نایطی ابن مولوی محمد نظام الدین مغفور	۸۴
۳۲۴	۶۰	مولوی محمد عبیدالمد نایطی ابن مولوی صلاح الدین	۸۵
۳۲۵	۶۱	نواب محمد عسکری خان نایطی ابن نواب نانظم	۸۶
"	"	جنگ بہادر - امیر حیدر آباد	
۵۳۴	۲۲۱	محمد علی نایطی ابن ہدایت محی الدین خان مغفور	۸۷
۳۴۷	۸۰	محمد علی خان بہادر نایطی ابن نواب فیروز جنگ	۸۸
۴۰۹	۱۲۴	مولوی - محمد عیدروس نایطی ابن شاہ محمد صبغۃ اللہ	۸۹
۴۲۵	۱۳۹	محمد عیدروس خان نایطی ابن محمد امین خان	۹۰
۲۸۸	۲۶	محمد غوث نایطی ابن غلام حسن	۹۱
۲۹۷	۳۲	مولوی - محمد غوث نایطی ابن مولوی	۹۲
"	"	حسین عطارالمد میر مجلس یاسیگاہ اسمانجاہی	
۳۱۲	۴۸	مولوی حکیم محمد غوث نایطی - غیاث لقب	۹۳

۲۳۳	۱	محمد فتح نایک سرکرده فوج شاہی	۹۴
۵۰۶	۲۰۰	محمد قادر علی نایلی ابن مولوی محمد معین الدین	۹۵
"	"	مہکری - تحصیلدار صرخاص	
۳۷۴	۹۸	محمد قطب الدین خان نبیرہ نواب حسین	۹۶
"	"	یاور جنگ بہادر - امیر حیدر آباد نایلی	
۴۹۸	۱۸۷	مولوی - محمد کلیم اللہ نایلی سرشتہ دار نظامت	۹۷
"	"	پٹہ خانہ سرکار نظام -	
۳۲۱	۵۸	مولوی محمد مرتضیٰ نایلی ابن مولوی صفی الدین	۹۸
۳۰۰	۳۵	محمد معین الدین نایلی ابن مولوی حفیظ الدین	۹۹
۴۲۶	۱۳۹	محمد ناصر خان نایلی ابن خواجہ عالم علی خان	۱۰۰
۵۲۴	۲۲۰	محمد وزیر الدین خان نایلی ابن مولوی	۱۰۱
"	"	وجہ الدین خان معنی تخلص	
۴۰۹	۱۲۴	قاضی - محمود نایلی ابن قاضی احمد کبیر	۱۰۲
۲۸۶	۲۴	محمود علی خان نایلی ابن نواب انتخاب	۱۰۳
"	"	جنگ بہادر - امیر حیدر آباد	

۱۰۴	خواجہ محی الدین خان نایلی - ابن خواجہ	۱۳۱	۲۱۸
	کریم الدین خان بہادر	"	"
۱۰۵	محی الدین احمد نایلی ابن نواب عزیز جنگ بہادر	۲۰	
	وظیفہ خوار سرکار نظام	"	"
۱۰۶	مولوی محی الدین احمد نایلی منتظم معین الہام لست	۱۶۴	۲۷۵
۱۰۷	محی الدین محمود نایلی ابن مولوی محمد معین الدین	۲۰۰	۵۰۶
	ہکری تحصیلدار صرف خاص	"	"
۱۰۸	ملک محمود نایلی ابن غلام حسین گوہر	۲۱۰	۵۱۵
	ردیفین		
۱۰۹	نواب نظام الدین خان نصرت جنگ نایلی	۱۰۲	۳۷۶
	ردیف و		
۱۱۰	سید ولایت حسین نایلی ابن نواب مقتضد جنگ	۱۳	۲۵۵
	بہادر - امیر حیدر آباد -	"	"
۱۱۱	ولی اللہ نایلی ابن مولوی احمد اللہ مغفور	۱۳۳	۲۱۲
	ردیفی		

۱۱۲	یوسف الدین محمد نایبی بھرہ نواب صفدر نواز	۱۶۸	۲۸۱
	جنگ بہادر۔ امیر حیدر آباد	"	"
۱۱۳	نواب یوسف علی خان بہادر سالار جنگ نایبی	۲۰	۲۷۵

فہرست خامتہ کتاب

ضمیمہ جات یعنی نقتل و نقل النقل مضامین بعض تصانیف

۱	از تو زک والا جاہی مصنفہ برہانخان ہانڈی	۵۴۳
۲	از منتجب اللباب جلد سوم مصنفہ خافی خان	۵۴۴
	نظام الملکی۔	"
۳	از وقائع سعادت مصنفہ محمد امین مغفور	۵۴۹
۴	از سجتہ المرجان مصنفہ حسان الہند میر غلام علی آزاد	۵۵۰
	بلگرامی۔	"
۵	از نزہت الحقائق مصنفہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ	۵۵۱

۶	رسالہ کشف الانساب مصنف علامہ جلال الدین سیوطی	۵۵۴
	رحمتہ اللہ علیہ -	
۷	از آثار الامرا مولفہ نواب شہنواز خان صمصام الملک	۵۵۸
۸	از تاریخ طبری مصنف ابو جعفر طبری منقول از گلستان	۵۵۹
۹	از گلستان نسب مصنفہ نواب قادر عظیم خان بہاؤ	۵۶۰
۱۰	از نفحۃ الغبریہ مصنفہ مولوی محمد باقر آگاہ رحمتہ اللہ علیہ	۵۶۳
۱۱	از تاریخ فرشتہ مصنفہ ملا قاسم ہندو شاہ	۵۶۵

تقریبات

۱	از جناب مولانا مولوی محمد لطیف الدین مفتی مجلس عالیہ	۵۶۶
	عدالت سرکار نظام در زبان اردو -	۵۶۶
۲	از جناب مولوی حکیم وکیل احمد سکندر پوری صدر	۵۶۷
	مددگار و خلیفہ یاب سرکار نظام در زبان اردو -	۵۶۷
۳	از جناب مولوی غلام علی قریشی اول تعلقہ دار و خلیفہ	۵۷۱

سرکار نظام در زبان فارسی	۱۱
از جناب ملا محمد عبد القیوم معتمد مجلس حجاز ریلومی و اول	۵۷۴
تعلقہ اردو خلیفہ یاب سرکار نظام در زبان اردو۔	۱۱
از جناب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی ناظم علوم فنون	۵۷۹
سرکار نظام۔ در زبان اردو۔	۱۱
از جناب مولانا ابو المظفر محمد سعید الدین بزبان عربی۔	۵۸۳
از جناب مولوی محمد میران۔ سہا تخلص نکمخوار سرکار	۵۸۱
نظام در نظم فارسی۔	۱۱
از جناب مولوی مرزا عبیدالحسین مددگار و خلیفہ یاب	۵۸۱
معتمد فوج سرکار نظام۔ بزبان انگریزی۔	۱۱
تمام شد	

تاریخ النواظیر

جن میں قوم نایاب کا نسب و واقعات ہجرت مخصوصات رسم
و رواج و القاب مسرور و فداور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے
مولف

نواب عزیز جنگ بہادر اول القلقہ اور وطنفہ خوا
حس خدمت سرکار نظام دام اقبال
اس کتاب کی رجسٹری باپندی قواعد نافذ ہو چکی ہے۔ ہر ایک
حکومت میں تمام حقوق مولف کے ہر طرح پر محفوظ ہیں

غزیر المطالع

۱۳۲۲ھ

ویباپ



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العزيز حمداً كثيراً واصل على سيد القریش
 افضل ولد ادم خیر البشر احمد الذي ارسل الى الخلق
 بشيراً ونذيراً وعلى الال واهل اصحاب ذوی الغرة الباهرة
 شیوخ القوم اولی الانساب الطاهرة۔ اما بعد احمد عبد الغفریز تاشلی نایلی
 شافعی بجان و دل شکر گزار ہے اپنے آقائے نعمت والی دولت قدر قدرت
 اعظم حضرت بندگانی حضور پر نور مدظلہ العالی آصف جاہ سادس نظام الدولہ
 نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ جی۔ سی۔ یس
 آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ ادا م اللہ اقبالہم واجلالہم فرمان رواکے سلطنت

آصفیہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کا جنگل
سایہ عاطفت افطل دولت نے ہر ایک مذہب اور ہر ایک قوم کو
اپنے اپنے عقیدے اور رسم و رواج کی آزادی کا متعہ عطا فرمایا اور
مولف کو اس کی عمر کے آخری حصہ میں وظیفہ حسن خدمت کے ذریعہ سے
فارغ البال اور قوم کی خدمت گزاری کے قابل بنایا۔

دعا گوئی این دولت مندہ وار	خدا یا تو این سایہ پائندہ دار
----------------------------	-------------------------------

مجھ کو اس تاریخ کی تالیف کا خیال ایک عرصہ سے تھا لیکن سلسلہ ملازمت
کی سخت عہدیم الفرستی اور مناسب الوقت تالیفات کے اشغال نے
میرے خیال کو ایک عرصہ دراز تک پورا ہونے نہ دیا۔ جب مجھ کو
وظیفہ حسن خدمت کی نعمت نصیب ہوئی اور کافی فرصت ہاتھ آئی
تو محمد و م معظم جناب مولوی غلام علی قریشی نایبی اول تعلقدار وظیفہ یاب
سرکار نظام اور شفیق مکرّم جناب مولوی محمد عبدالقادر شافعی نایبی
رجسٹرار بلدہ حیدر آباد ادا م اللہ برکاتہما کے ارشاد اور اصرار نے
اس رسالہ کی تالیف پر مجھ کو آمادہ کر دیا۔ یہ رسالہ فن تاریخ میں
میری تالیف کا پہلا یا دگرا ہے جس کو میں نے تاریخ النوايط

سے نامزد کیا ہے۔ چار باب پر شامل ہے اور ہر ایک باب میں دو فصل۔ میں نہایت کم معلومات کا شخص ہوں۔ اپنی کم سواد می پر مجھ کو شرم آتی ہے۔ ایسے اہم کام کو محض اس خیال سے سرانجام دینے کی ہمت کی کہ میری فروگزاشت کی اصلاح زمانہ آئندہ میں ماہران فن کے حُسن التفات و توجہ سے متوقع ہے۔ من اللہ التوفیق مبیدہ اوستہ التحقیق۔

پیش گر خطائے رسی و طعنہ مزین | کہ بیچ نفس بشر خالی از خطا بنود

پہلا باب۔ حالات مولف کے متعلق مشتملہ و فصل

فصل اول میں مولف کے خاندان کا احوال

فصل دوم میں مولف کی مختصر سوانح عمری

دوسرا باب قوم نایط کے نسب اور احوال ہجرت قوم کے متعلق مشتملہ و فصل

فصل اول میں قوم نایط کے نسب کا بیان

فصل دوم میں ہجرت قوم کا احوال

تیسرا باب۔ قوم نایط کے مذہب۔ اور مخصوصات قوم۔ اور

رواجات کے متعلق مشتملہ و فصل

فصل اول متعلق بذہب و مخصوصات قوم فضل دوم رسم و رواج قوم کے متعلق
چوتھا باب - القاب معروفہ و مشاہیر قوم نایط کے متعلق ششم فصل
فصل اول متعلق بہ القاب قوم نایط - فصل دوم میں مشاہیر قوم کا بیان -
خاتمہ - جس میں بعض اجزاء تصانیف کی نقل و نقل اور تقریبات
ذیل میں ایک فہرست اور تصانیف کی لکھی جاتی ہے جن سے اس
میں مدد ملی جس میں بعض ایسی کتابوں کا نام بھی درج کر لیا گیا ہے جس کا
اصل نسخہ مولف کو دستیاب نہ ہو سکا بلکہ کسی دوسری تصنیف سے اسکا
پتہ چلا جس حد تک اور تصانیف کی عبارت منقولی مل سکی اور نقل و نقل
اس کتاب کے خاتمہ میں لکھی گئی۔

بی	نام کتاب	نام مصنف	تصنیف سال	مطبوعہ یا قلمی
۱	قاموس	لماجد الدین ابوطاہر	۵۴۴ھ	مطبوعہ
۲	تاریخ فرشتہ	ملا قاسم ہند و شاہ	۹۹۱ھ	”
۳	منتخب البیاب	محمد ہاشم خان الملکی	۱۳۵۰ھ	قلمی
۴	سجۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بک لڑی	۱۳۵۰ھ	مطبوعہ
۵	ماثر الامرا	نواب مصباح الدولہ شہنشاہ خان	۱۳۹۲ھ	”

۶	توزک والاجاهی	برهان خان بانڈی	۱۹۵۱ قلمی
۷	وقائع سعادت	محمد امین	۱۹۵۱ قلمی
۸	نشان حیدری	سید حسین علی کرمانی	مطبوعہ
۹	گلستان نسب	نواب دغظیم خان بہا	۱۹۵۱ قلمی
۱۰	کشف الانساب	علامہ جلال الدین سیوطی	۱۹۵۱ قلمی
۱۱	ترہتہ الحقایق	امام نووی	منقول از گلستان نسب
۱۲	احوال القوم	اکرم خان جہان آبادی	۱۹۵۱ قلمی
۱۳	نایب	محمد سعید شہر اوستا	۱۹۵۱ قلمی
۱۴	گلدستہ کرناٹک	حکیم باقر حسین خان بہا	۱۹۵۱ قلمی
۱۵	صبح وطن	نواب محمد غوث خان بہا	۱۹۵۱ مطبوعہ
۱۶	صحیح النسب	مولوی عظیم الدین آری	۱۹۵۱ قلمی
۱۷	النساب النایب	غلام حسین	۱۹۵۱ قلمی
۱۸	گنزار اصیفہ	خانزادہ خواجہ غلام حسین خان	مطبوعہ
۱۹	نتایج الافکار	محمد قدرت مسد خان	۱۹۵۱ قلمی
۲۰	تذکرہ گلزار اعظم	نواب محمد غوث خان بہا	۱۹۵۱ قلمی

۲۱	اشارات بنیش	سید مرتضیٰ الجیش	۱۲۶۹ھ	مطبوعہ
۲۲	قانون دستگیری	مولانا غلام دستگیر	۱۲۷۱ھ	مطبوعہ
۲۳	نقحۃ العنبر	مولوی باقر آگاہ	۱۲۷۱ھ	قلمی
۲۴	مہسری آف میو	کر نل مارک و لکس	۱۲۷۲ھ	مطبوعہ
۲۵	خورشید جاہی	مولوی محمد امام خان	۱۲۷۲ھ	مطبوعہ
۲۶	تاریخ احمدی	مولوی جاحی احمد	۱۲۷۸ھ	قلمی
۲۷	کشف النسب	محمد نور الدین بد رسی	۱۲۹۲ھ	مطبوعہ
۲۸	لست آف ایڈینسبر	رورن جی۔ یو پوچ	۱۲۹۷ھ	مطبوعہ
۲۹	حدایق الخفیہ	مولوی فقیر محمد جلیلی	۱۳۰۱ھ	مطبوعہ
۳۰	قلایہ الجواہر	عباس رفعت	۱۳۰۱ھ	مطبوعہ
۳۱	فرہنگ آصفیہ	مولوی سید احمد دہلوی	۱۳۰۵ھ	مطبوعہ
۳۲	تذکرہ علمائے ہند	رحمان علی ریوانی	۱۳۱۲ھ	مطبوعہ
۳۳	روضۃ الاولیا	شاہ سیف احمد	۱۳۱۴ھ	مطبوعہ
۳۴	دربار اکبری	شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد	۱۳۱۶ھ	مطبوعہ

پہلا باب متعلق بحالات خاندان مولف و مختصر سوانح عمری

پہلی فصل متعلق بہ حالات خاندان مولف

خاندان احمد عبد الغفریز المصطفیٰ بہ خان بہادر نواب عزیز خٹک بن مولوی محمد نظام الدین بن مولوی محمد حسین بن مولوی محمد عبد اللہ بن مولوی محمد ادریس بن شیخ محمد عبد اللہ بن حافظ محمد عبد القادر بن حافظ درویش بن حافظ ابراہیم - عربی الاصل - قریشی - نایلی - شافعی المذہب جن کا سلسلہ نسب وحسب عبد اللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکت پہنچتا ہے - قومی لقب تانلی ہے - جس کی تعریف اس کتاب کے باب چہارم فصل اول ردیف ت سے معلوم ہو سکتی ہے - حافظ ابراہیم مغفور جدا علاقے مولف پہلے شخص تھے جو ششم ہجری میں بصرہ سے کوکن آئے آپ اور آپ کے فرزند اور پوتے اور پروتے کی رحلت بندر گوامین واقع ہوئی - وہی مقام آپ کا مدفن ہے - آپ کی اولاد کے سلسلہ میں مولوی محمد ادریس تک تجارت کا سلسلہ جاری رہا - مولوی محمد ادریس پہلے شخص تھے جو ۱۱۵۷ ہجری میں صوبہ مدراس تشریف لائے اور مستقر ضلع نیلور میں اقامت گزین ہوئے - آپ اپنے آبائی تجارت کے دربعہ سے نہایت مرفہ الحال تھے - شاہی علاقہ سے ہی آپ کا

تعلق قائم ہو چکا تھا ونگول کی قلعہ داری کا فرمان آپ کے صاحبزادے مولوی عبداللہ کے نام صادر ہو چکا تھا ۹۹ سالہ امین بمقام نیلور آپ نے رحلت کی آپ کا مزار ایک سنگ بست گنبد میں چوک کے بازو پرانے قلعہ سے متصل آپ کے صاحبزادے کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ آپ کے یادگار آٹھ صاحبزادے اور چار صاحبزادیان باقی رہیں۔

(۲) مولوی محمد تاج الدین خان

(۱) مولوی نظام الدین

(۴) احمد سعید

(۳) مولوی محمد اکبر

(۶) محمد عبدالقادر

(۵) مولوی محمد خبسم الدین

(۸) مولوی رشید الدین خان

(۷) مولوی محمد عبداللہ

(۱۰) حور النساء بیگم

(۹) خدیجہ بیگم

(۱۲) زیب النساء بیگم

(۱۱) نصیب النساء بیگم

ان آٹھوں فرزند اور چاروں صاحبزادیوں سے باشتنا ۲ نمبر ۲ و باقی کے اولاد اور بعض کی صرف آل کا سلسلہ صوبہ مدراس اور اس کے مضامات میں موجود ہے نمبر ۳ نے ۱۱ سالہ کراواخر میں بڑا نہ ریت حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ مغفور نور اللہ مرقدہ نواب ارسلو جاہ

مدارالمہام وقت کے طلب پر حیدر آباد کا ارادہ کیا اور معاش منصب سے سرفرازی پائی۔ سالانہ کے اوائل میں نواب اسطو جاہ کی رحلت کی وجہ سے آپ کے منصوبوں اور توقعات میں تفرقہ عظیم پیدا ہوا آپ کی رحلت کے بعد آپ کے صاحبزادے غلام محی الدین خان مغفور بھی اپنے آبائی معاش سے ممتاز رہے۔ جن کے دو یادگار (۱) وجہ الدین خان معنی تخلص (۲) ہدایت محی الدین خان وجہ تخلص ناموری کے ساتھ اپنا زمانہ ختم کر چکے ہیں اول الذکر کے گہر کے چراغ وزیر الدین خان بہادر اور آخر الذکر کے تین صاحبزادے محمد علی خان وغیرہ وغیرہ حیدر آباد میں موجود اور اپنے آبائی معاش منصب سے کامیاب ہیں نمبر ۷۔ اپنی حیات متکسر کار و نگول کے قلعہ دار رہے لوازم غرار کے سوا ڈھائی ہزار روپیہ کی سالانہ معاش آپ کے نام جاری ہی ہے۔ سالانہ میں اسی مقام پر اپنے رحلت فرمائی اور اپنے فرزند مولو محمد حسین کو اپنا یادگار چھوڑا۔ مولوی محمد حسین کے زمانہ میں نہ نوابی باقی رہی اور نہ قلعہ داری کی خدمت لیکن آبائی معاش اور منگنی پارکی زمینداری کی وجہ سے آمدنی کے وسائل آپ کی معیشت کے لئے

بہت کافی تھی مولوی محمد حسین نے نسلۃ میں رحلت فرمائے چہہ فرزند
اور دو صاحبزادیان آپ کے باقیات الصالحات سے رہ گئے

(۱) مولوی محمد یوسف حسین (۲) مولوی محمد رکن الدین

(۳) احمد علی (۴) محمود نواز خان

(۵) محمد عبدالہ (۶) مولوی محمد نظام الدین

(۷) عصمت النسا بیگم (۸) شمس النسا بیگم

نمبر ۲ و ۴ نے اپنی عمر کے آخری حصہ کو حیدر آباد میں بسر کیا اور سرکار
نظام کی ملازمت کا شرف اون کو حاصل تھا نمبر ۳ و ۵ نے شباب
ہی میں رحلت کی نمبر ۷ و ۸ اپنی قوم میں بیا ہی گئیں۔ رہ گئے نمبر ۶
مولوی محمد نظام الدین یہ مولف کے والد ماجد ہیں۔ آپ نے ادا
عمر میں علوم دینیہ کی تحصیل فرمائی پھر حرمین شریفین زاد ہما اہ شرفاً
و تعظیماً کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔ عالم شباب میں آپ کی
ملازمت کا سلسلہ برٹش انڈیا کے صیغہ پولیس ضلع نیلور میں حکام وقت
کے نہایت اصرار کی وجہ سے قائم ہوا مہتمم کو تو الی ضلع کا عہدہ
اچھو دیا گیا لیکن بہت تھوڑے عرصہ میں جس طرح جدید قواعد

کی پابندی ہونے لگی آپ اوس عہدہ سے مستعفی ہوتے گئے نیک نفس
 حکام نے آپ کی دلجوئی کے لحاظ سے بہت سے قیود اور قواعد سے
 آپ کو مستثنیٰ کیا لیکن صرف ۶ سال کی ملازمت کے بعد آپ نے
 نوکری سے استعفا دیدیا اور اپنے جواہر علوم کی بدولت مدراس
 کی نوابی میں مدرسہ عظم کے عربی پروفیسر مقرر ہوئے اور چند سال اس
 ملازمت میں بسر کرنے کے بعد اپنے آبائی واجدادی اصول پر تجارت
 کا ارادہ کیا اور اوس میں کامیاب رہے حتیٰ کہ شہ آیین بہدریہ
 حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ مغفور نور الدین مرقدہ سید
 عبدالوہاب حسینی مدراسی اور آپ کے بنی عم وجہ الدین خان معنی کی
 تحریک اور نواب سرلار جنگ فتح الملک وزیر اعظم حیدرآباد کے
 ارشاد پر آپ حیدرآباد شریف لائے اور ابتداءً ضلع پالم میں اور پھر
 مولوی سید محمد مودودی مرحوم معتد صدر المہام عدالت کے انتخاب
 سے دارالقضاء بلدہ اور عدالت دیوانی بزرگ کے مہتمم اور بالآخر
 عدالت دیوانی بزرگ کے تحفیف کے بعد عدالت دیوانی بلدہ کے ناظم
 دوم مقرر ہوئے اور اپنی مدت ملازمت کو نہایت نیک نامی اور

آب و تاب کے ساتھ ختم کرنے کے بعد بعد وزارت نواب آسمانجا
 مغفور و طیفہ حسن خدمت سے کامیاب ہو کر تاریخ ۳ شوال ۱۲۸۵
 و فقاً قلبی عارضہ سے غار شام میں حلت فرمائی۔ دروازہ چادر
 سے متصل مسجد الماس میں خاندانی چو ترہ پر آپ کا فرار ہے۔ لہٹ
 کے اجداد کی سُرال ہر ایک درجہ میں اپنے ہی خاندان سے متعلق رہی
 اور یہ نتیجہ ہے پابندی کفو کا۔ مولف کی حقیقی والدہ مکرمہ مولوی محی الدین
 ابن محمد علی ابن محمد سعید پتو لقب کی حقیقی نواسی ہیں۔ مولوی محی الدین
 پتو لقب اور دبیر الملک شیرالدولہ محمود علی خان بہادر ناظم دارالانشاء
 خاص دربار والا جاہی و دونوں حقیقی بیائی تھے۔ منشی محمود علی خان مغفور
 اولاد میں رئیس الامر نواب محمد علی خان مغفور اور منشی الملک بہیر الدولہ
 نواب علام علی خان بہادر صاحب تخلص دربار والا جاہی میں ممتاز
 آخر الذکر نواب مولف کی والدہ ماجدہ کے مامو ہونے کے علاوہ یہ ^{حقیقی}
 خالو بھی تھے جن کے صاحبزادے احتشام الدولہ محمد صبغۃ اللہ خان بہا
 صوبہ مدراس میں بقیہ حیات ہیں۔ مولف کے والد ماجد کے پانچ فرزند
 سے مولف کی حقیقی برادر مولوی احمد احمد مرحوم ناظم سوم فوجداری بلکہ

بتاریخ ۱۷ ماہ شعبان ۱۲۸۵ء بعد نماز عشا اپنے والد ماجد کے حیات اور عین سبب
میں انتقال فرمایا۔ کسی غیر محتاط حکیم نے کونین کے خیال سے مار فیہ میٹ
کلورس اوٹکو کھلا دیا تھا۔ ۳ گھنٹہ میں وہ دنیا سے چل بسے آپنا بیٹ کی
اور لایق۔ ریونیو اور جوڈیشل امتحانات میں بدرجہ اعلیٰ کامیاب رہتا
دیندار اور باخدا اور نیک نام شخص تھے۔ اسی صدمہ جان کاہ نے
فاتحہ چہلم سے متصل میرے والد ماجد کا کام تمام کر دیا۔ برادر مرحوم اولاد
تھے۔ اونکے کم سن پانچ صاحبزادے اپنے مقدر کے انتظار میں تعلیم پا رہے
ہیں۔ غرض ان سانحہ نے خاندان کو پریشان کر دیا۔ افراد خاندان کا بڑا
حصہ ذرائع معاش کو کہو بیٹھا۔ اللہم اغفر وارحم بحییک علیہ السلام
مولف کے دوسرے حقیقی برادر عبدالودود مادرزاد مجذوب ہیں اور
سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے شاہی خزانہ سے رعایتی وظیفہ
پاتے ہیں۔ باقی ماندہ دو علاقائی برادر و ن سے (۱) مولوی عبدالستار
سرکار عالی کے سرشتہ عدالت میں ملازم اور (۲) ڈاکٹر محمد عبدالرحمن
فوج نظام محبوب کے ڈیکل سرجن ہیں۔

دوسری فصل متعلق بہ سوانح عمری لہو

ولادت اور تعلیم | مولف کی ولادت بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۸۷ھ خلیفہ غازی میں
صوبہ مدراس کے مستقر پر واقع ہوئی۔ مولف اپنے والد ماجد کے ساتھ
میں حیدرآباد آیا۔ مولف کی ابتدائی تعلیم مولف کے نانا مولوی محمد غازی
غازی تخلص نے آغاز کی تھی۔ زمانہ مابعد میں نواب محمد حسین خان قادری قلم
تخلص المخاطب بشیرین سخن خان بہادر میجر مجلس شعرا و دربار والا جاجی اور
آپکے صاحبزادے مولانا مولوی محمد نجم الدین حسن خان قادری صنفۃ الہی
اور مولوی محمد صیب اللہ ذکاءیلطی شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان لعل
اور حضرت ذکاء مغفور کے فرزند ارجمند مولوی محمد میران شہا تخلص سے
مولف نے فارسی کی تحصیل کی اور مولانا محمد شہاب الدین اور مولوی سید
وجہ الدین اور مولوی سید غلام دستگیر مدراسی کی توجہ سے عربی میں اعلیٰ
شرف حاصل ہوا شعر و سخن کا یہی مذاق ہے۔ ولاتخلص کہتا ہے۔ فن
جمل کے ساتھ خاص دلچسپی ہے۔ فن سخن میں قدر بلگرامی اور مولوی سید
کامل لکھنوی اور مولوی نجم الدین حسن خان مسبق الذکر سے تلمذ کا افتخار
حاصل ہے۔ خطاطی کی نعمت سید شاہ عبدالقادر او دگیری۔ سید رنما علی
حیدر آبادی۔ مولوی سید شجاعت علی الموسوی حال اول تغلق ارضلع لنسکو

اور حافظ محمد باقر زرین قلم کی فیضانِ ہجرت سے حاصل ہوئی۔ فنِ سیاق کے ساتھ مولف کی طبیعت کو مناسبت خاص تھی۔ پنڈٹ رام کرشن مولانا مولوی سجاد حسین اور مولوی ولی اللہ نیوتنوی کے التفات خاص سے بہرہ اندوز ہوا۔

ملازمت | سٹاٹہ میں مولف کی ملازمت سرکار نظام کے صیغہ عدالت میں خوشنویسی کی خدمت پر مہاروپہ ماہوار سے قائم ہوئی فنِ سیاق کی مہارت نے محکمہ صدر المہام عدالت میں مہار کے ساتھ ترقی کے زینہ پہنچا اس عرض مدت میں سٹاٹہ کے حسابات قحط کی خاص ذمہ داری ناظم محتاج خانجات کے دفتر کی مولف سے متعلق ہوئی یہ وہ زمانہ ہے جس میں نواب وقار الملک بہادر امر دہوی معتمد صدر المہام عدالت۔ و ناظم نظام قحط تھے۔ قحط سالی کے خاتمہ پر نواب محسن الملک بہادر معتمد مالگزارسی نے پر ترقی دی اور صیغہ بند و بست و جمع بندی کے حسابات کی تیفتیح کو مولف سے متعلق کیا۔ پہر نواب اول الذکر کے انتخاب سے جبکہ وہ رکن مجلس مالگزارسی تھے مجلس مالگزارسی کی محاسبی نظامت کا عہدہ مامہ ماہوار کا عنایت ہوا اور اوسے سے متصل محاسبی مجلس کا عہدہ مامہ ماہوار کا مولف کو ملائیں

کی تحقیق کے بعد صوبہ شرقی میں تعیناتی ہوئی جہاں مولوی عبدالباقی
 اول تعلقہ ارضیہ و زرنگل کی تحریک پر تعلقہ کچم کی تحصیل داری درجہ اول کا
 عہدہ مامور مامور کے ساتھ مولف کو عطا ہوا۔ بہت ہی تھوڑے عرصہ
 میں مجلس انتظام صرف خاص نے مامور سے مولف کو اپنے دفتر کی منتظمی کی
 خدمت پر لیا مجلس صرف خاص کی تحقیق کے بعد نواب مقرب الدولہ شہور
 وحید منور خان مقرب جنگ بہادر صدر محاسب سرکار عالی نے دفتر محکمہ
 کے صدر منتظمی پر مبنی ہر مامور کو مامور فرمایا اور پہرا پنا پر سنٹ
 بنایا جسکے بعد دفتر مدوح کی عہدہ مددگاری شاخ موازنہ پر ترقی ملی جہاں
 ائمہ مامور ہوئی اور بالآخر دفتر مدوح کی اول مددگاری کا اعزاز مامور
 مامور کے ساتھ عطا ہوا اس عرض مدت میں عالیجناب نواب سر اسحاق
 بہادر مدار المہام وقت کے ہمراہ بحیثیت محاسب و خزانہ دار سفر شملہ بمبئی
 اور کلکتہ کے سفر کا اتفاق ہوا اسی عرض مدت میں عارضی طور پر کارخانہ
 حسین بن محسن مرحوم کا انتظام بھی منجانب سرکار عالی مولف کے تفویض
 رہا جب مولف نے سرشتہ مالگداری اور عدالت و حساب کی سرکاری
 امتحان میں کامیابی حاصل کی تو نواب وقار الملک بہادر معتمد مالگداری نے

صاف ماہوار سے اپنی مددگاری پر مولف کا تقرر کیا۔ اور جاگیرات و انعامات کی سماعت اپیل کا کام مولف کے تفویض فرمایا۔ ایک عرصہ تک اس عہدہ کی ذمہ داریوں کو سرانجام دینے کے بعد نواب مقتدر جنگ بہادر معتمدالکداری کی تحریک پر چہ سوروپہ ماہوار سے لہفت کی تعیناتی عہدہ اول تعلقدار سی ضلع میدک پر ہوئی۔ اور اس عہدہ کے استقلال کے بعد جبکی ماہوار آٹھ سوروپہ تھی مولف کو حسن خدمت کا چار سوروپہ وظیفہ عطا ہوا۔ عالیجناب نواب سرو قارا لامرا بہادر ایمہ گیارہ سال کے انتخاب سے مولف کو تقریباً آٹھ سال تک علاقہ پانچا مدوح میں معتمدی و صدر تعلقدار سی کا عہدہ تفویض رہا جہاں اسے ماہوار پانچ سو روپے کی عطا شدہ علاقہ مدوح الشان کی پلک اور سٹاک کے قحط کی کشمیری کا کام بھی مولف سے متعلق رہا بالآخر جب مولف نے علاقہ مدوح سے سبکدوشی حاصل کی تو علاقہ مدوح سے ماضی حسن خدمت کا وظیفہ مولف کو عطا ہوا۔

پلک خدمات | اسی عرض مدت میں تین سال تک مولف کو لجنس لیو کونسل سرکار نظام کی رکنیت صفائی چادر گھاٹ کی کشمیری اور صفائی بلڈ

کی وائز پرزیدنٹی کا اعزاز حاصل ہو چکا ہے۔ دو سال تک رسالہ کیمیل الاحکام کا پروپرائیٹر اور عزیز الاخبار کا ایڈیٹر رہ چکا ہوں۔

مقامی یادگار مولف کی اون تمام خدمات سے جو اپنے زمانہ ملازمت میں مولف نے سرانجام دیں۔ علاقہ کو کثیر علاقہ پائیکہ مدوح میں موضع غریز آباد پٹی چکنہ قصبہ وقار آباد اور بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد میں محلہ سلطان پورہ کی آبادی مولف کا مقامی یادگار ہے۔ اول الذکر موضع ایک جنگل میں آباد ہوا ہے۔ اور مابعد الذکر قصبہ نظام گیا ریڈریلوئی کا ایک نامی اسٹیشن ہے اور باعتبار اپنے خوش آب و ہوا اور سطحی بلندی کے حیدر آباد کا سا نسیم۔ نظام گیا ریڈریلوئی کو جس قدر امداد آبادی وسطا ذکر کی وجہ سے ملی اوسکے معاوضہ میں بورڈ آف دائر کٹرس نے بطریق یادگار کے سلوڑ فری پاس مولف کو عطا کیا ہے جسکے ذریعہ سے واٹھی سے اورنگ آباد اور بجواڑ تک بلا ادائے کرایہ اول درجہ میں مع دو ملازمین کے مولف سفر کر سکتا ہے۔

اولاد خداوند کریم نے اپنے افضل و کرم سے مولف کو چار فرزند اور چار لڑکیاں عطا فرمائے ہیں (۱) مولوی غازی الدین احمد یہ سرکار عالی کے

صیغہ عدالت میں ماہوار یا بآزیری مجسٹریٹ اور منصفی کے امیدوار ہیں
 (۲) محی الدین احمد وظیفہ رعایتی کے ساتھ تحصیل علوم مغربی میں متوجہ ہیں
 (۳) علی الدین احمد خزانہ شاہی کے وظیفہ خوار اور زیر تعلیم ہیں (۴) کریم الدین
 احمد ہنوز کم سن ہیں (۵) غریز النسا بیگم جن کا عقد اپنے ہی قوم میں مولوی
 محمد یعقوب حسین جدی لقب کے ساتھ ہو چکا ہے (۶) رشید النسا بیگم۔
 جو سید ابوالحسن منصبدار سرکار عالی سے بیاہی گئی ہیں (۷) سعید النسا بیگم۔
 (۸) ممتاز النسا بیگم ہنوز صغیر سن ہیں۔ اول الذکر دو لڑکے اور دختر نمبر ۵
 ایک مادری اور آخر الذکر دو لون لڑکے اور دختر نمبر (۹) دوسرے بطن سے
 ہیں اور یہ دو لون اپنی قوم کے بیسیان ہیں۔ دختر نمبر (۶) کی والدہ مرحومہ
 حضرت مولانا مولوی حسن الزمان محمد دام ظلہ خفی المذہب شیخ صدیقی کی
 کو اسی۔ ممتاز النسا بیگم نمبر (۸) کی والدہ مولوی محمد محبوب علی ڈپٹی کمشنر گری
 کی صاحبزادی ہیں آپکا خاندان مولوی قاضی ارضا علیخان مغفور گوپاموئی سے
 تعلق رکھتا ہے۔ آپکے والد ماجد مولوی مفتی یعقوب علی عثمانی شیوخ قریشی سے
 تہجہ کا نہیال خواجہ عبدالمد خان عالم گیری سے ملتا ہے۔

تالیفات تقریباً ۲۵ سال سے تالیف و ترتیب کا شغل جاری ہے۔ بقا

مازمت تک قوانین مال و فنانس و حساب کے متعدد مجموعے مرتب کرنیکا اتفاق ہوا اور اسکے بعد مجاہد لکھنوی خاص فن فلاحت کے متعلق چند کتابیں تالیف کیں۔ فی زمانہ فن تاریخ کے ساتھ زیادہ دلچسپی ہے جس قدر کام میں فن تاریخ کی تالیفات کے متعلق کیا ہے جسکی اشاعت کی نوبت ہنوز نہیں آئی اور اسکی یہ پہلی کتاب ہے جو شائع ہو رہی ہے۔ مندرجہ ذیل فہرست سے مجموعی تالیفات کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے مع اس صراحت کے کہ کس تالیف کی اشاعت ہو چکی اور کس کی اشاعت باقی ہے اور یکے تنہا اور ان قدر دانیوں کا یہی تذکرہ ہوا ہے جو قدردان سرکار کی جانب سے مولف کے مبذول حال ہوئیں۔

(۱) منتخب احکام مالگزاری۔ یہ کتاب سلسلہ میں شائع ہوئی سرکار عالی نے اسکے صلہ تالیف میں تین سو روپیہ کا انعام عطا فرمایا۔

(۲) مجموعہ قوانین مالگزاری جلد اول۔ یہ کتاب سلسلہ میں شائع ہوئی تالیف کا صلہ سرکار عالی سے بقدر تین سو روپیہ عطا ہوا۔

(۳) مجموعہ قوانین مالگزاری کا دوسرا ایڈیشن۔ یہ سلسلہ میں شائع ہوا اسکے صلہ تالیف میں مبلغ تین سو روپیہ کا انعام سرکار سے ملا۔

(۴) مجموعہ قوانین مالگذا ری کا قیصر اڈیشن۔ اسکی اشاعت سلسلہ میں

ہوئی اسکا تالیفی صلہ بقدر تین سو روپیہ سرکار عالی سے عطا ہوا۔

(۵) مجموعہ مالگذا ری کا چوتھا اڈیشن۔ جسکی اشاعت سلسلہ میں ہوئی

اور سرکار عالی سے بصلہ تالیف مبلغ تین سو روپیہ کا انعام ملا۔

(۶) مجموعہ مالگذا ری کا پانچواں اڈیشن۔ جو سلسلہ میں شائع ہوا جسکی

تالیف کا صلہ قدردان سرکار نے بقدر تین سو روپیہ عطا فرمایا۔

(۷) صدر مجموعہ قوانین مالگذا ری۔ اسکو مولف نے سلسلہ میں

شائع کیا اور اپنے قدردان سرکار سے مبلغ تین سو روپیہ کا صلہ پایا۔

(۸) خزانہ الحساب۔ اسکی اشاعت سلسلہ میں ہوئی اور سرکار عالی

سے تین سو روپیہ کا صلہ ملا۔

(۹) عمدۃ القوانین۔ متعلق بہ فیئانس اسکی اشاعت سلسلہ میں ہوئی

اور سرکار عالی نے ایک ہزار روپیہ کا انعام سر فراز فرمایا۔

(۱۰) اعظم العیات۔ متعلق بہ سرشتہ انعام۔ اسکی اشاعت سلسلہ میں

ہوئی اور سرکار عالی نے بصلہ تالیف دو ہزار کا انعام عطا فرمایا۔

(۱۱) شیرازہ دفاتر۔ متعلق بہ طریقہ کار ردائی دفاتر و فرایض الہکاران

اسکی اشاعت سلسلہ میں لہوئی اور سرکار عالی نے اپنے تمام دفاتر کے لئے اسکی خریداری منظور فرمائی اور نواب سرو قارا لہو آباد دارالمہام وقت نے پانچ سو روپیہ کا انعام ایک طلائی چٹری کی صورت میں عنایت فرمایا۔

(۱۲) عطیات آصفیہ۔ اسکی اشاعت سلسلہ میں لہوئی اور پبلک نے اسکی قدر کی۔

(۱۳) مصطلحات دکن۔ اسکی تالیف ہو چکی ہے زیر طبع ہے۔

(۱۴) سیاق دکن۔ اسکی تالیف ہو چکی ہے زیر طبع ہے۔

(۱۵) ذخیرہ کھاد۔ ہنوز اسکی طبع کی نوبت نہیں آئی۔

(۱۶) امراض الفصول۔ ہنوز اسکے طبع کی نوبت نہیں آئی۔

(۱۷) ترکار یونکی کاشت۔ یہ رسالہ زیر طبع ہے۔

(۱۸) تاریخ النوايط۔ تالیف ہذا۔

(۱۹) محبوب السیر الموسوم بتاریخ غریزہ۔ یہ ہنوز ناتمام ہے اسکے طبع کی نوبت نہیں آئی۔

سرفرازی خطاب | سلسلہ میں عالیجناب نواب سرو قارا لہو آباد دارالمہام

وقت کو جب شاہی بارگاہ سے استقلال وزارت کا خلعت ملنے لگا تو ایک چار سہراہین مین بہ حیثیت آپ کے مقید اور صدر رتقلقدار پانچ گاہ کے مولف کو بارگاہ شاہی ادا ام السدا قبلہم سے خانی و بہادری کے ساتھ عزیز کا خطاب عطا فرمایا گیا جس کا اعزازی لوازم منصب و ہزاری ٹیکڑا سو اعلیٰ مقام عالیہ اس وقت مولف بدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد مین اندرون فصل شہر محلہ سلطان پورہ مین سکونت گزین ہے۔ یہ محلہ مولف ہی کا آباد کیا ہوا ہے جو محلہ آئین بنام نامی عالیجناب نواب سلطان الملک بہادر خلع لڑا عالیجناب نواب سرو قارا لامر بہادر آباد ہوا۔ اسکی نزولی آمدنی سالانہ آٹھ سو روپیہ ہے اس محلہ مین مولف کی بنا کی ہوئی ایک پنجہ مسجد ہے جسکو محلہ مین مولف نے بحکم نواب مدوح تعمیر کی اسی محلہ مین ایک قطعہ اراضی کا بصلہ آبادی محلہ مذکور نواب مدوح نے پن کی معافی کے ساتھ مولف کو عطا فرمایا جو تقریباً تین بیکہ پر شامل ہے جس مین مولف نے ایک باغ لگایا ہے۔ اور وہ عزیز باغ سے مشہور ہے اسی باغ مین مولف کا مکان واقع ہے۔

دوسرا باب قوم نایب کے نسب اور ہجرت کے

متعلق مشتق برود و فصل

فصل اول میں قوم نایط کا نسب
مع وجہ تسمیہ قوم

وجہ تسمیہ قوم | قوم بالفتح زبانی عربی کا لفظ ہے جسکے معنی گروہ مردان کے
ہیں اردو بول چال میں اسم مونث ہے۔ آدمیوں کا گروہ۔ فرقہ۔ خاندان
خانوادہ۔ نسل۔ نژاد کے معنوں میں مستعمل ہے۔ نایط بکسر حمزہ و سکون
طا، جملہ۔ زبان عربی میں رگ پشت کے معنوں میں بولا جاتا ہے
بدینہ وجہ کہ اس قوم کا اتفاق زمانہ سلفت میں حد سے زیادہ ہوا اور
خبر و ضعیف کی پشتی پر ساری قوم توٹ پڑتی تھی اور اسی اتفاق کی وجہ
قوم کامیاب رہی۔ غالباً اسی لئے عربوں نے قوم نایط کو اس نام سے
موسوم کیا۔ مولوی قادی عظیم خان بہادر جن کا تعلق ریاست کرناٹک کے
دربار سے رہا ہے اور امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی
مدراں کی عہد سمیت ہمدین منصب دوہزار سی اور پاکی سے سرفراز
اور اسی قوم کے عالم تھے اپنی تصنیف گلستان نسب میں فرماتے ہیں
کہ نایط لفظ اینہا را بسبب نسبت فرزند یازوایط بنیرہ جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ

است بسبب کثرت استعمال و او تبدل بنون شدہ۔ محمد قاسم ابن محمد ہاشم صاحب تذکرہ مشاہدۃ الاصفیاء نے یہی انہیں الفاظ کے ساتھ قوم نایط کی وجہ کا بیان فرمایا ہے اتحاد لفظی سے پایا جاتا ہے کہ صاحب گلستان نسب نے اسی تذکرہ سے اپنی کتاب میں عبارت نقل کی ہے مصنف گلستان نسب نے آگے چل کر کتاب کشف الانساب سے استدلال فرمایا ہے جو فاضل متجر علامہ شیخ جلال الدین سیوطی محدث شافعی حمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جو حسین شیخ نے قوم کو بنو الوایط لکھا ہے اور عبد اللہ الوایط کی اولاد قرار دیا ہے۔ صاحب کشف الانساب ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اس قوم کا مقام مدینہ منورہ سے ہجرت واقع ہونے کے بعد موضع وایط میں ہا ہے جو بغداد سے تین دن کی راہ تھی موضع کہتا ہے کہ اس موضع کا نام یہی قوم کی وجہ تسمیہ میں کچھ دخل رکھتا ہو مصنف تو زک والا جاہی نے بعض تذکرہ نظامت نواب سعادت اللہ خان نایطی لکھا ہے کہ نوایط صیغہ جمع و مفروش نایط قومی ست از عرب الخ حقایق و شگاہ مولانا محمد باقر آگاہ نے اپنی تصنیف نفحۃ الغربیہ میں جد قبیلہ کا نام نایط لکھا ہے اور وہ فرزند تھے نصر بن کنانہ جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ بعض اہل لغت نے اس لفظ کو تائے قرشت کے ساتھ

نوائی اور اسکی جمع نوائی صحیح خیال کیا ہے جسکے معنی ملاحق کے ہیں جیسا کہ مجد الدین ابو طاهر محمد بن یعقوب فیروز آبادی مصنف قاموس لکھا ہے۔ النوائی الملاحق فی البحر الخ۔ صاحب مائثر الامرا بضمن حالات ملا احمد نوائیہ فرماتے ہیں کہ انانکہ نوائیت را ملاحقین گویند و سند از قاموس گیرند در غلط افتاده اند۔ لیکن مولوی غظیم الدین مدراسی کو اپنی تصنیف صحیح النسب میں صاحب قاموس کے ساتھ اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس قوم کا نام بقول جہاں قاموس نوائی تسلیم کیا جاوے تو انکی ملاحق کا ثبوت ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے اس طرح پر کہ شہر ہجر کے بعد جب اس قوم نے۔ حاکم الوقت کے مظالم کی وجہ سے بصرہ سے ہند کا ارادہ کیا تو بصرہ کا حاکم جسکے مظالم پشت از بام تھے انکی ہلاکت کے درپے ہو ا جن کشتیوں پر یہ لوگ سوار ہو چکے تھے اون کے ملاح حکم امیر بصرہ کشتیوں سے اتار لئے گئے۔ سمجھا گیا کہ اب اس قوم کی ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن اس قوم کے بعض افراد شتی رانی سے کما حقہ واقف تھے جنکی مستعدی نے جہازوں کو منزل مقصود پر سلامت پہنچایا اس واقعہ کے بعد اہل بصرہ نے انکو نوائی کا خطاب دیا الخ۔ زمانہ مابعد کے اکثر صاحبان تصنیف نے اس قوم کو تائے قرشت کے ساتھ نوائیت سے موسوم کیا ہے

مثلاً بشنوا از خان مصصام الملک نے اپنی تصنیف میں اور خانی خان نظام الملکی نے منتخب اللباب میں نواہیت اور نواہیہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ صاحب کشف الغیب نے بحوالہ مصنف جامع العلوم فرمایا ہے

کہ این لفظ در اصل نو آمدہ بود پس بہ تصرف مستغلیان نواہیت شد میرا خیال یہ ہے کہ اہل ہند کا یہ املاتائے قرشت کے ساتھ منجہ بے نہیں ہے۔ ملیبارسی زبان میں نواہیت کے معنی حاکم اور خداوند کے ہیں ملا قاسم ہند و شاہ مصنف تاریخ فرشتہ اپنی تصنیف کی دوسری جلد میں ضمن تذکرہ وقائع ملیبار فرماتے ہیں۔ بعد ازاں کہ رفتہ رفتہ ترمو مسلمانان در آن ملک بسیار شد۔ بسیارے از ملوک ملیبار بخلقہ اسلام درآمدند و راجہ بندر گود و وابل و جیول وغیرہ بطریق حکام ملیبار مسلمانان کہ از عربستان آمدند و در سواحل ان دیار مسکن دارند مخاطب بہ نواہیت یعنی خدا کروانیدند الخ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

علامہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لب اللباب فی تحریر اللباب میں فرمایا ہے کہ نایت ایک ناجیہ کا نام ہے جو بصرہ میں واقع ہے تاج العروس فی شرح القاموس نے بھی اسی کو کسی قدر صراحت کے

ساتھ لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں المائدہ موضع بالبصرة والیدہ نسب
 ابو الحسن علی بن عبد العزیز النابتی المودب محدث عن فاروق
 بن عبد البکیر الخطابی وعنده ابو طاهر الاشنانی۔ الخ
 (ترجمہ) نایط ایک موضع ہے بصرہ کا اور اوسے سے منسوب ہیں ابو الحسن
 بن عبد العزیز نابتی جو کہ ادیب ہیں اور وہ حدیث بیان کرنے والے
 فاروق بن عبد البکیر خطابی سے ہیں اور عبد العزیز سے حدیث روایت
 کرنے والے ابو طاهر اشنانی۔ حاصل یہ ہے کہ جن اہل تصانیف نے
 اس قوم کے نام کو تائے قرشت سے خیال کیا ہے من وجہ اول کا خیال
 یہی درست ہے اسلئے کہ اسی فصل میں آگے چلکر معلوم ہو گا کہ ہجرت ثانی
 میں اس قوم کا مقام حدود بصرہ میں واقع تھا پس موضع سکونت سے
 منسوب کر کے نابتی کہنا بالکل صحیح ہے۔ مولف نے وجہ تسمیہ کے متعلق
 جس قدر تحقیق کی ہے اس سے دو نتیجے پیدا ہوتے ہیں (۱) یہ کہ اس
 قوم کا املاط، حطی کے ساتھ موضع نایط اور دوسرے معنوں سے متعلق
 ہونے کے سوا نسب سے یہی تعلق رکھتا ہے اسلئے کہ مولانا باقر آگاہ
 رحمۃ اللہ علیہ نے جد قبیلہ کا نام نایط بن نصر کہا ہے لیکن تائے قرشت کا

الاماتعلق بہ نسب نہیں ہو سکتا یا تو نا و سکو بقول مصنف تاریخ فرشتہ
 ملیباری زبان سے تعلق ہے یا موضع نایت کی سکونت سے منسوب
 جیسا کہ لب اللباب اور تاج العروس سے موضع کا پتہ چلتا ہے۔ پس
 اس قوم کو اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے طاء ہملہ کے ساتھ نایطی
 کہنا بھی صحیح ہے اور تاء فوقانی کے ساتھ نائٹی بھی۔

نسب قوم نایط کا بنی شجرہ صاحبان تصانیف معتبرہ کی تحقیق کی رو سے
 تین شاخوں پر شامل ہے اور ان تینوں شاخوں کی اصل نضر بن
 کنانہ جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہیں۔

پہلی شاخ کی ابتدا، نایط بن نضر سے ہوئی ہے۔ نضر بن کنانہ کو عربوں
 نے جد القریش کہا ہے اور اون کی وہ اولاد جو مالک ابن نضر
 کے سوا دوسرے سلسلوں میں ہے بنو النضر کہلاتی ہے اگرچہ
 مصنفین کتب انساب نے نضر بن کنانہ کے تین مندر زند و نکاح
 تذکرہ مندرمایا ہے (۱) مالک بن نضر (۲) صلت بن نضر (۳)
 یحٰمد بن نضر۔ لیکن محقق کامل ادیب فاضل حقایق و تنگاہ جناب مولانا
 محمد باقر گاہکان مشواہ فی قرب الہ نے اپنی تصنیف نفحۃ الغبیرہ

فی مدحت خیر البریہ میں فرمایا ہے کہ۔ النایط جدا القبیلۃ
بن نصر بن کنانہ و بقیۃ النسب الشریف معروفۃ
و یکو خامۃ کتاب ضمیمہ نشان (۱۰) ابو جعفر طبری محدث و محقق کامل نے
سلسلہ دوم کا بیان فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ النایط طایفۃ ^{قوم} من

شریش الخ و قریش اولاد نصر بن کنانہ بن مدرکہ بن الیاس من
اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو ثانی عشر منهم ملاحظہ ہو
خامۃ کا ضمیمہ نشان (۸) یہ سلسلہ عبد اللہ بن حضرت جعفر طیار رضی اللہ
عنه تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ سوم کی صراحت علامہ جلال الدین سیوطی
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف الانساب میں فرمائی ہے جسکے
متعلق مولف نے بحث کی ہے یہ سلسلہ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذیل
میں آپ کے فرزند اسمعیل رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اسمعیل بن جعفر صادق
کی اولاد میں ہی ایک بزرگ عبد اللہ کے نام سے گزرے ہیں جو فرزند ہیں
محمد بن اسمعیل کے شجرہ ذیل کے ملاحظہ سے ان تینوں سلسلوں کا
باہمی تعلق اچھی طرح پر معلوم ہو سکتا ہے۔

و ہو هذا

پس جو افراد قوم پہلے سلسلہ میں ہیں وہ بنو النضر ہیں اور بن افراد کا سلسلہ دوسری شاخ سے ملتا ہے وہ شیخ قریشی اور جو سلسلہ تیسری شاخ تک پہنچتا وہ بطن مطہرہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سادات حسینی اور اسمعیلی کہلاتے ہیں۔ مجمع الفواضل علامہ شیخ جلال سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف الانساب میں سلسلہ ثالث کے متعلق فرمایا:

فبنو الوایط قوم وهم اولاد عبد الله الوایط ابن اسمعيل الذي مات

في المدينة المنورة وهو ابن جعفر الصادق رضي الله تعالى عنه الخ
(دیکھو ضمیمہ نشان ۶) صاحب گلستان نسب فرماتے ہیں کہ در ابتدا عبارت شیخ رقمہ اللہ علیہ کہ

وهو ابن جعفر الصادق ایرادے عظیم وارد میشود چہ سنہ ولادت

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہشتاد و سہ ہجریست و سنہ ہجرت

یکصد و چہل باشد و زمان ہجرت قوم از مدینہ طیبہ چین تسلط حجاج بن یوسف

در ہنگام حکومت یزید بن معاویہ و ان سنہ شصتم بود یا یک زاید پس چگونہ

در ہر دو امر تطبیق شود شاید باقتضائے سہو بشری بجائے جعفر طیار لفظ صادق

تحریر فرمودہ باشد یا فی الحقیقت صاحب رسالہ طیار نوشتہ کہ در نقل از

سہو کاتب لفظ صادق تحریر در آمد یا لفظ جعفر مطلقاً تحریر شدہ باشد

وبعد فہم وتامل محررین لفظ صادق مندرج کردید الخ۔ صاحب گلستان نسب کی اس رائے سے مولف کو اتفاق نہیں ہے اسلئے کہ شیخ علامہ نے آگے چلکر جن واقعات کا تذکرہ فرمایا ہے جیسا کہ ضمیمہ نشان ۶ سے معلوم ہو سکتا ہے اور ان واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شیخ علامہ کا مقصود جعفر صادق ہی سے تھا نہ جعفر طیار سے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ زمانہ قیام موضع وایطین امیر اثنا عشریہ نے اس قوم کے نام ایک مرسلہ بھیجا جو شامل تھا دعوت مذہب اثنا عشریہ پر جس میں امیر نے بیان کیا کہ تم سادات ہو پس کیا وجہ ہے کہ اپنے جد علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعتراف نہیں کرتے۔

مولف کہتا ہے کہ اگر شیخ کا مقصود جعفر طیار سے ہوتا تو مضمون مرسلہ میں سیادت کی بحث نہ ہوتی اسلئے کہ جعفر طیار کی اولاد پر سادات کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور پہر آگے چلکر شیخ علامہ نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے جو واپسی جزیرہ سے متعلق ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ میر اثنا عشریہ نے جزیرہ واپس کیا اور کہا کہ بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خبر لینا جائز نہیں ہے اس سے ہی یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ شیخ علامہ کو

اس قوم کے نسب میں جعفر صادق علیہ السلام ہی کا نام بیان کرنا مقصود تھا۔ اب رہا زمانہ ہجرت کا وہ اختلاف جسکو صاحب گلستان نسب نے ظاہر فرمایا ہے جسکے لحاظ سے تالیف میں حضرت مہدی کی اولاد کا وجود ناممکن ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ جب اس قوم کا نسبى شجرہ تین شاخوں پر شامل ہے اور تینوں سلسلوں کی ہجرت دو مختلف زمانوں میں بروئے کتب معتبر رہا ہے تو یہ بات آسانی کے ساتھ مانی جاسکتی ہے کہ شیخ علامہ نے واقعہ ہجرت سلسلہ ثالث کو خلیفہ وقت کے مظالم سے مخصوص فرمایا ہے جس سے حجاج بن یوسف مراد نہیں ہے اسلئے کہ وہ نہ کسی زمانہ میں خلیفہ رہا ہے اور نہ شیعہ اسکی حکومت کا زمانہ تھا اس بحث کو جس حد تک نسب سے تعلق تھا مولف نے اس موقع پر عرض کر دیا بلحاظ زمانہ ہجرت اس بحث کی تکمیل اسی باب کی فصل دوم میں جو ہجرت قوم سے متعلق ہو گی انشاء اللہ المستعان حاصل ہے کہ سلسلہ نسب کے بیان کرنے میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے جیسا کہ صاحب گلستان نسب کا خیال ہے ہندوستان میں جو افراد قوم نایط کے موجود ہیں اونکا برا حصہ سلسلہ اول و دوم سے تعلق رکھتا ہے یعنی وہ نبوالنضر اور شیخ قریش ہیں

کم لوگ سلسلہ ثالث کے بھی پائے جاتے ہیں لیکن آخر الذکر افراد کے حصہ کا یہ طرز رہا ہے کہ وہ اپنے ناموں کے ساتھ سید کا لفظ نہیں لکھا کرتے حضرت امام المدرسین مولانا محمد حسین شہید بیدری رحمۃ اللہ علیہ نے جنکا تعلق سلسلہ ثالث سے ہے اپنی اولاد کو ہاست فرمائی کہ وہ اپنے قلم و زبان سے اظہار سیادت نکیرین فرمایا کہ گنہ گاروں کیلئے سیادت پر فخر کرنا ترک ادب میں داخل ہے مولانا حاجی مفتی محمد سعید خان مغفور کا عملہ راہی اسی احتیاط پر مبنی تھا در حالیکہ آپ شہید مغفور کے بنی عم ہونکی وجہ سے سلسلہ ثالث سے تعلق رکھتے تھے۔ البتہ بعض افراد قوم نے جنکا واسطہ سلسلہ سوم سے ہے اپنے ناموں کے ساتھ سیادت کا اظہار بھی فرمایا جن کی نسبت کوئی اعتراض قائم نہیں ہو سکتا۔ اپنا اپنا خیال ہے ان تینوں سلسلوں کے افراد قوم میں باہمی اتحاد سے کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے ایک دوسرے کو اپنی قوم کا شخص خیال کرتا ہے اور تینوں میں باہمی سہمیاء ہوتا ہے۔ فی نفس الامر سلسلہ ثالث کی بزرگی باعتبار اعزاز سیادت سلسلہ اول و دوم پر فائق ہے۔

دوسری فصل قوم نایط کی ہجرت کے متعلق

مختلف تواریخ سے ثابت ہے کہ اس قوم کا اصلی مرکز مدینہ منورہ تھا
سنہ ہجری ۱۱ تک اس قوم کا پہلا اور دوسرا سلسلہ مدینہ منورہ میں
سکونت پذیر رہا۔ اہل تاریخ نے بالاتفاق لکھا ہے کہ یزید ابن معاویہ
کی عہد حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی کے مظالم نے اس قوم
کو پریشان کر دیا۔ شیخ الافاضل علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ
لہ کشف الانساب میں فرمایا ہے کہ مورث اعلیٰ قوم یعنی عبداللہ
خلیفہ وقت پر کسی بحث میں غلبہ حاصل کیا اور اسکو ملزم بنایا
جس کے انفعال سے خلیفہ نے یہ حکم دیا کہ آپ مدینہ منورہ سے
نکل جاوین آپ اپنے قبائل کے ساتھ مدینہ منورہ کو چھوڑ کر بغداد
لائے اور موضع وایط میں ٹہرے جسکی مسافت شہر بغداد سے تین
لی کی راہ تھی۔ بغداد کا حاکم مذہب اثنا عشریہ رکھتا تھا جس نے اس قوم
کو قبول مذہب اثنا عشریہ پر مجبور کیا۔ بعض افراد نے اسکی دعوت
قبول کی باقی ماندون کے ساتھ حاکم مذکور اسلئے بدسلوکی کر سکا کہ وہ
اجابت دعائیں مشہور تھے تاہم انکے حاکم نے غیر مطیعین کے پاس اپنا
قاصد روانہ کیا اور ایک تحریری فرمان پہنچا جس میں سمجھایا گیا تھا

ص بعض قلمی رسائل میں اس کتاب کا نام بحر النسب دیکھا گیا ہے۔ مولف

کہ تم سادات سے ہو اپنے جد علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعتراف کرو اور مذہب اثنا عشریہ کے پیرو بنو یا خبریہ دو۔ قوم نے دونوں درخواستوں سے انکار کیا اور اس کے حق میں دعائے بد کی یہاں کہ وہ بانازل ہوئی جس سے مخالفین کے دل و خیمین ڈر پیدا ہوا وہ ندامت کے ساتھ حاضر ہوئے اور معذرت کنان دعائے خیر کی درخواست کی اور کہا کہ تمہاری عدم اطاعت کی وجہ بعض اور لوگ بھی اطاعت سے منحرف ہیں لہذا یہ کافی ہو گا کہ تمہارا ہر ایک شخص ایک ایک انڈا مرغ کا ادا کرے قوم نے باہم مشورت کی اور دفع فساد کے خیال سے اس درخواست کو قبول کیا اور ہر فرد قوم نے ایک ایک انڈا مرغ پیش کر دیا جب وہ تمام انڈے جمع ہو چکے تو حاکم کے حکم سے ایک علیحدہ مکان میں رکھ دئے گئے۔ پھر حاکم نے کہا کہ بنی فاطمہ سے جزیہ لینا ناجائز ہے مناسب ہے کہ تم اپنا مال واپس لیجاؤ۔ قوم نے اس کی تعمیل کی اور اعتراف کیا کہ ہم نے اپنا اپنا مال پالیا جب وہ اپنے مقام پر واپس آئے اور انڈوں کو کھائے تب تین دن کے گزرنے کے بعد حاکم نے حجت پیش کی اور کہا کہ تم سے دو گناہ کا ارتکاب ہوا ایک یہ ہے کہ تم نے

باب دوم کی دوسری فصل ۷۳ قوم نایط کی ہجرت

اپنے اپنے مال کے پانچا اعتراف غلط بیانی کے ساتھ کیا دوسرا یہ کہ اکل حرام کے مرتکب ہوئے اسلئے کہ اندون کے مخلوط ہو جانکی وجہ سے ہر ایک فرد کے مال میں کوئی چیز مابہ الامتیاز نہ تھی پس ہمارے لئے یہ حکم ہو کہ قبول کرو ہمارے مذہب کو یا جزیہ دو۔ جب بدو عاکی قوم نے دوسرے دفعہ تو کوئی اثا قبولیت کے نہیں ظاہر ہوئے اسلئے کہ اکل حلال اور صدق مقال دونوں اجابت دعا کے لئے شرط ہیں پس قوم نے مجبوری کے ساتھ بغداد کو چھوڑ دیا اور بصرہ کا ارادہ کیا۔ جہان امیر قوم سید محمد النعمانی نایطی نے ششہ ہجرین رحلت کی۔ قوم نے اپنے رئیس کی رحلت کے بعد بصرہ چھوڑا اور دریائے ہند کے اطراف جوانب میں سکونت اختیار کی۔ تاریخ ہو خیال کرتا ہے کہ شیخ علامہ نے ہجرت کے جن واقعات کو خلیفہ وقت کے مظالم سے متعلق فرمایا ہے اوس میں اہل تاریخ کو کسی قدر دہوکہ ہوا، بقول شیخ یہ امر مسلم ہے کہ یہ تمام واقعات قوم نایط کے اوس گروہ سے متعلق ہیں جو اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہر گاہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا میلاد ششہ ہجری میں ثابت ہوا اور انکی وفات سلسلہ میں تو اس گروہ کے واقعہ ہجرت اولین کا وجود حجاج بن یوسف

کے عہد میں نہیں مانا جاسکتا اس لئے کہ حجاج خلیفہ نہ تھا اور اس کی حکومت کا زمانہ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاوت سے پہلے گزر چکا تھا واقعات اور سنین کی مطابقت اس بات کی مقتضی ہے کہ اس گروہ کی ہجرت مدینہ مطہرہ سے خلافت عباسیہ کے زمانہ میں واقع ہوئی ہو۔ صاحب قلائد الجواہر نے ذکر کیا ہے کہ سہیل ابن جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ کی اولاد کے ساتھ حکومت و کاسلوک کچھ عہدہ نہ تھا دار و گیر کا بازار گرم تھا پس ممکن ہے کہ حجاج بن یوسف کے زمانہ میں قوم نایط کے سلسلہ اول و دوم کے ساتھ سختی ہوئی ہو جن سلسلوں کو میں نے فصل اول میں صراحت کے ساتھ دکھلایا ہے اور سلسلہ سوم کی ہجرت خلافت عباسیہ کے زمانہ میں واقع ہوئی ہو۔ یورپ کے ایک محقق (بارک و لکس) نے ہٹسری آف میسور (تاریخ میسور) میں اس قوم کے متعلق اپنی تحقیق کو دلچسپ طریقہ سے بیان کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی ہے وہ واقعہ ہجرت کی ضمن میں لفظ نوایت کو نوآمدہ کے معنی میں تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ اسی باب کے فصل اول میں مولف نے لکھا ہے

وہ فرماتے ہیں کہ ہجرت بنو یہ کی پہلی صدی میں حجاج بن یوسف عسحاق کا گورنر تھا عبد الملک بن مروان نے اس کو مقرر

کیا تھا اوس کے ظلم و زبردستی سے مسلمان اوس سے متنفر تھے بہت سے
 لوگوں کو جو خاندان ہاشم سے عزت مند اور مالدار بھی تھے اوس نے نقصان
 پہنچا یا وہ اوس کے ظلم اور زبردستی سے کوفہ چلے گئے (مولف کی رائے میں
 یہ واقعہ سلسلہ اول و دوم سے متعلق ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا)
 اہل نایط بھی اپنے عیال و اطفال اور نوکروں کے ساتھ جہازوں پر سوار
 ہوئے بعض خلیج فارس میں پہنچے اور بعض ان میں سے آخر پر ملیسا کے
 کنارہ پر آئے اور کوکن میں مقیم ہوئے۔ جو لوگ کیپ کا مورہ نہیں سکو
 پذیر ہوئے ان سے لبامین کا تعلق ہے۔ لایق مورخ نے لکھا ہے کہ لبونی
 قوم اپنا سلسلہ قوم نوایت سے جدا بیان کرتی ہے۔ مگر اوس مورخ کی
 تحقیق میں وہ من وجہ نوایت ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ
 لبے کا لفظ لبیک سے بنا ہے جس کے معنی حاضر ہوں کہیں۔ لبون کو قوم لبون
 سے محکوم تعلق تھا۔ (یہ انکی محض رائے ہے۔ مولف کو اس سے اتفاق نہیں ہے)
 لبون کے رنگ و روپ ہے آجکل ہی اسکی شہادت ملتی ہے نوایتیوں کی
 شکل و شباهت اہل فرنگ سے کم نہیں ہے۔ وہ باہمی رشتہ دار کی
 رکھتے ہیں۔ ہند کے معزز خاندانوں کے ساتھ بھی وہ اپنی اولاد کا بی

باب نم کئی دوسری فصل ۴۰ قوم نایط کی ہجرت

تعلق نہیں پسند کرتے۔ ہندوستانی دولتوں میں یہ لوگ اپنی عجیب شجاعت۔ تہذیب اور لیاقت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ مورخ نے اس قوم کی اخلاقی تمثیل اس طرح پر بیان کی ہے کہ جب میں ایک اندھیری رات میں راستہ ہو لکر ہٹکتا ہوا کرناٹک کے ایک موضع میں جا پہنچا تو موضع اول کٹڈہ جو اس قوم کی جاگیر تھی میرے مقام سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ جب میری پریشانی اور سرگردا کی خبر انکو ملی تو اس قوم کے ایک صاحب نے اپنے دو فرزند و نکو بھیج کر مجھ کو بلوایا اور اپنا ہمان بنایا۔ جو خلق و مروت اوہوں نے مسافر نوازی میں صرف کی اور اس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ اسکے بعد لائق مصنف نے کمال خوبی کے ساتھ اس قوم کے بعض امرا کا تذکرہ اپنی تصنیف میں کیا ہے اور نام بنام اونکی اور اونکے کامونکی تعریف کی ہے۔ جس سے مولف نے اس کتاب کے باب چہارم فصل دوم میں بعض مشاہیر قوم کے احوال میں مدد لی ہے۔

یورپ کے ایک دوسرے محقق (رورن جی۔ یو۔ پوپ) نے بھی

میں برسیل اجمال اس قوم کا احوال اور بعض مشاہیر قوم کے حال

لکھے ہیں جو برسر حکومت تھے یہ مغز تصنیف لٹ بک آف انڈین
ہسٹری کے نام سے مشہور ہے۔

مصنف رسالہ انساب النایط نے یہی واقعہ ہجرت قوم کو نہایت صراحت
کے ساتھ لکھا ہے اور سرزمین ہند میں اس قوم کے اون تعلقات کا تذکرہ
فرمایا ہے جو احمد آباد گجرات میں قائم ہوئے۔ محمد ہاشم خان نظام الملکی نے
اپنی تصنیف منتخب اللباب کی جلد سوم میں اون مشکلات عبرت
انگیز کی تصویر کھینچی ہے جو ورود ہند کے وقت ہندوئی حکومت
میں اس قوم کو پیش آئیں قوم نے نہایت صبر و تحمل کے ساتھ اون
تمام شرائط کو منظور کیا جو فرمان روایان وقت کے جانب سے پیش
ہوئیں ایک عرصہ دراز تک کم نامی کے عالم میں انہوں نے زندگی بسر
کی اور اون تمام قواعد اور قوانین اور رسوم و رواجات کے پابند
رہے جو دارالحکومت میں جاری تھے اخفاء اور اشاعت مذہب
کی کوشش انہیں کا حق تھا اسی احتیاط کا نتیجہ تھا کہ جب تک ہندوئی حکومت
قائم رہی اہل ملک کے ساتھ اتحاد و محبت کا رابطہ قائم رہا۔ باہمی
اتفاق کی بدولت ان کی ہر ایک ضرورت پر فرمان روایان وقت

باب دوم کی دوسری فصل

۴۰

قوم نایط کی ہجرت

کی جانب سے اونکو ہر قسم کی مدد ملتی رہی اکثر خاندانوں نے جدا جدا
پیشے اختیار کئے بعض نے کاشتکاری اور زمینداری کو پسند کیا بعض
افراد نے مختلف اجناس کی تجارت قائم کی اور کامیاب رہے غرض طرح
پر رنج و راحت میں ہندو کا ساتھ دیا۔ جب تک ہندو کی حکومت قائم
رہی اس قوم کے کسی فرد نے ملازمت کو پیشہ وری پر ترجیح نہیں دی سلطان
غزنوی کے زمانہ سے انکے عروج کا ستارہ چمکا اسکے بعد ہر ایک مانہ میں ان
ریاست کی نگاہ انکے محاسن اخلاق اور کارناموں پر پڑنے لگی مختلف مقامات
سے انکی طلب میں احکام آنے لگے۔ باوجود اسکے بہت کم افراد نے ملازمت
اختیار کی قوم کے بڑے حصہ نے تجارت میں فروغ پایا زمانہ حالات
بھی افراد قوم کی تجارت اور ملازمت کی قریب قریب ہی نسبت قائم ہی ہو سکا
لوگوں۔ اور گو وہ میں ہزار ہا افراد اس قوم کے اپنے آبائی پیشہ تجارت میں غور
ہیں بعض اہل تاریخ نے قوم کی ہجرت کو تسلیم ہی متعلق کیا ہی جیسے جو جعفر
اور نواب شہنواز خان مصصام الملک نے پس ان مجموعی واقعات سے یہ بات
صراحت کے ساتھ معلوم ہو سکتی ہے کہ اس قوم کی ہجرت تینہ مظہر سے دو
زمانوں میں واقع ہوئی پہلا زمانہ ستلہ یا ستلہ کا تھا اور وہ سلسلہ اول و دوم

مخصوص ہو سکتا ہے اور دوسرا زمانہ ۲۵۰ء کا ممکن ہے کہ تینوں سلسلوں کے افراد سے متعلق ہو پس بعض اہل تاریخ نے فاش غلطی کی ہے جو بالعموم واقعہ ہجرت کو حجاج بن یوسف ہی کے زمانہ حکومت سے مخصوص کیا ہے بہت بڑا تعجب اسپر ہوتا ہے کہ جس مصنف نے قوم نایط کے نسب کا سلسلہ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملایا ہے اور جس نے ہجرت کا واقعہ ۲۵۰ء سے متعلق کیا ہے دونوں نے مظالم حجاج اور اسکی حکومت کو ہجرت کا باعث قرار دیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ قوم کے دو سلسلوں میں عبداللہ اور جعفر کے نام کے اتحاد سے مصنفین کے خیال کو دھوکہ ہوا اور مطابقت زمانی کی طرف توجہ نہیں کی گئی بہرحال یہ واقعہ مسلمہ ہے کہ قوم کی پہلی ہجرت مدینہ منورہ سے ہوئی اور دوسری ہجرت بغداد سے۔ اور تیسری ہجرت بصرہ سے ہندوستان کا ورود ۲۵۰ء کے بعد ہے۔ اسوقت افراد قوم بھٹکے۔ کوکن۔ سیجا پور کو وہ۔ یلیبار۔ دہلی۔ احمد نگر بمبئی۔ مدراس۔ حیدرآباد۔ جاؤرہ میں پہلے ہوئے ہیں جن کے اکثر افراد سے مولف نے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے ممکن ہے کہ ہندوستان کے اور شہروں میں بھی اس قوم کا وجود ہو۔

تیسرا باب قوم نایط کے مذہب مخصوصات قوم

۴۔ کہا گیا ہے کہ جاؤرہ میں اس قوم کے تمام افراد زراعت پیشہ ہیں۔

اور رسم و رواج کے متعلق مشتمل بر دو فصل

پہلی فصل مذہب اور مخصوصات قوم کے متعلق

مذہب قوم نایط کا بڑا حصہ مذہب سنت جماعت کا پیرو اور شافعی المذہب کا بعض افراد قوم مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہیں شاذ و نادر افراد تفضیلیہ ہیں لیکن اصول مذہب اربعہ کے تابع۔ جنکو اسمعیلیہ فرقہ کے سلیمانہ گروہ کے مماثل خیال کرنا چاہئے۔ بہت کم افراد نے مذہب اثنا عشر کو اختیار کیا ہے۔ بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ شیعہ ہجری کے بعد ان میں مذہبی اختلاف پیدا ہوا۔ بعض تصانیف سے ثابت ہے کہ ہجرت اولیٰ کے بعد بغداد ہی سے اس کا آغاز ہوا۔ یعنی اس قوم کی ایک جماعت نے امیر بغداد کی دعوت قبول کی اور اثنا عشریہ مذہب کو اختیار کر لیا بعض تاریخوں سے اسکا پتہ چلتا ہے۔ کہ شاہ طاہر دکنی کے زمانہ میں اس قوم کے ایک خاص گروہ نے شیعیت کا اعتراف کیا اور طائفہ سے طقب ہوئے بعض کو فضیلت سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی طرف میلان تھا جو مایل سے پکارے گئے لیکن اس حکومت کو ختم ہونے کے بعد اس کا

بہی خاتمہ ہو چکا صاحب منتخب اللباب فرماتے ہیں کہ چون اینہا قاصد بنادر
 وکن کہ در آن زمان بندر دابل و چبول و کنبایت و بہر وج و اطراف
 پچہلی بندر جاری بود گردیدند بہ ہمغانی باد موافق و مخالف ہر جہازے
 بہ بندرے افتاد و وقت فرود آمدن چون راجہ وزمیندار ہر مکان کہ
 فرمانرواے آنجا بودند و اسم اسلام در گوش انجاعتہ حکم خلیدن ہزار
 خار پاداشت وقت فرود آمدن انہا مضائقہ می نمودند آن تختہ بندان
 دریائے سرگردانی و دریانوردان بحر حیرانی بہ تعلق و الحاح پیش آمدہ قرأ
 عہد و پیمان عدم اظہار دین خود کہ در گوشہ و کنار خانہ خویش ہر یکے
 بعبادت معبود برحق رسم و آیین خود بردارد و در ظاہر و آشکارا موافق
 رویہ آن ملک در لباس و دیگر اطوار بعل آرد میان آوردہ فرود آمدند
 و بحال حرم و احتیاط کہ صدائے اذان و قرات قرآن و عادات دیگر بگو
 ہوش آن قوم نرسد زیست می کردند الخ۔ زمانہ حال تک اس قوم کے کل
 افراد اپنے مذہبی احکام کی سخت پابندی کرتے ہیں اور طہارت کے ہت
 محتاط ہیں اکثر افراد قوم ہمیشہ با وضو رہتے ہیں۔ ریاضت کے
 عادی ہیں۔ اس قوم کے بہت کم افراد ایسے پائے جاویں گے جو حرمین ^{بغیر}

زاد ہما لہ شرفاً و تعظیماً کے طواف و زیارت سے مشرف نہوے ہوں
صوم و صلوٰۃ کی پابندی انکی بہترین عادت ہے نماز جمعہ ہمیشہ جامع مسجد
میں ادا کرتے ہیں تقسیم زکوٰۃ میں تساہل نہیں کرتے صلہ رحم کا خیال رکھتے
اپنے خاندان کے مفلوکوں کی اعانت اور خبر گیری میں کوتاہی نہیں کرتے
میراث کی تقسیم میں بلا لحاظ امیر و غریب بغیر مناقشہ باہمی تصفیہ کر تے ہیں
علوم دینی کی تحصیل کو دیگر علوم دنیوی پر مقدم جانتے ہیں۔ اکثر افراد
حافظ قرآن ہیں اور پابندی کے ساتھ تلاوت کلام مجید کے عادی ہیں
تجھیز و تکفین اموات میں نہایت سادہ طریقہ پر عمل کرتے ہیں اور شرعی احکام
کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اپنی قوم کے رنج و راحت کے شریک رہتے ہیں
حاصل یہ ہے کہ اس قوم کا طرز عمل اکثر امور میں احکام مذہب کا
پابند ہے۔

پابندی کفو | کفو کی پابندی اس قوم کی اعلیٰ صفت ہے۔ صاحب

منتخب اللباب نے اپنی تصنیف کی جلد سوم میں فرمایا ہے کہ امارتین

ضمن در صورت احتیاط بعض امور کہ از شرفائے دیار عرب در

غربت بکار رفته خلاف طریقہ عجم کہ بکامضیہ و انساجہم سر رشته کفورا

باب سوم کی پہلی فصل ۳۴ قوم ناپائیدار کی پابندی کفو

از دست نداده اند و در گرفتار و دادن و دخر غیر ہم قوم سواسے سیدے
 کہ صاحب شجرہ و ذی شہرہ باشند تا پنج سلسلہ با وجود کمال پریشانی
 و در ماندگی نسبت نمی نمایند و از جاریہ این ملک کہ ہیچ مذہب سواسے
 و از حرم ملکیت آن ثابت نمی گردد و از قوم ارازل و فاحشہ کہ بعاشقی
 در خانہ آرنند فرزند حاصل نمی کنند و اگر احدے از سلسلہ آہنام مکتب این
 افعال گردد و ارازل قومیت اخراج نموده در شادی و غمی او نفرت و قطع
 صلہ رحمی نمایند و باو نسبت نمودن باعث خرابی نسل می دانند الخ
 حقیقت یہ ہے کہ کفو کی پابندی جس قدر اس قوم میں رہی ہے اوستقامت
 ہندوستان کے اور اقوام میں کم پائی گئی ہے فریق شمالی کیسا ہی مالدار
 اور کیسا ہی شریف کہلاوے اگر وہ قوم ناپائیدار سے نہیں ہے تو کسی لحاظ
 نہ اوسکو لڑکی دیجاتی تھی اور نہ اوسکی لڑکی لیجاتی تھی۔ اسی پابندی کی
 برکت ہے کہ زمانہ حال تک اس قوم کا نسب قائم ہے اگرچہ فی زمانہ
 بعض افراد قوم نے اس کے برخلاف ہی عمل کیا ہے جیسا کہ ڈوگلی کے
 لقب سے اوس کا پتہ چلتا ہے اور مولف کے ہم عصر دن میں بعض ایسے
 نظائر بھی موجود ہیں لیکن وہ الشاذ کا معدوم کی مصداق ہیں اس خلا

ورزی کا اصلی سبب امارت ہے بعض افراد قوم نے اہل قوم سے محض اس بنیاد پر سہید یا نہ منظور نہیں کیا کہ وہ مفلس تھے زمانہ سلفت کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ افراد قوم کو افلاس اور امارت کا کوئی خیال نہ تھا بلکہ انکو صرف اپنی قوم کی تلاش رستی تھی۔ اس زمانہ میں ہی بعض خاندان ایسے ہیں جو زمانیان سلفت کے ہم خیال ہیں لیکن طبقہ امرا کی کم التفاتی نے بعض نظائر اُسکے برخلاف بھی پیدا کر دئے ہیں جیسے قوم نوادہ پابندی کفو میں متصور ہیں وہ کسی طرح غیر کفو سے متوقع نہیں ہوتی قومی شراقت کا یقین۔ اخلاقی معلومات صحت کی حالات جس حد کفو میں معلوم ہو سکتے ہیں ناممکن ہے کہ غیر کفو میں اون پر جیسا چاہئے بہرہ ہو سکے جن اقوام میں پردہ کی پابندی ہے اون میں ایک اور نعمت کفو ہی کی بدولت حاصل ہو سکتی ہے۔ ہندوستان کے بعض خاص ملکوں کا رواج لڑکیوں کے والدین کو مجبور کرتا ہے کہ وہ لڑکے کے اقرباء اثاثے ہی اوس لڑکی کو چھاپا دیں جسکی نسبت کا پیام ہے تا بہ خواہندہ نسبت چہ رسد نتیجہ اس رواج کا اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ عقد کے بعد میان نے اپنی بی بی کی وجاہت کو اس لئے نہیں پسند کیا کہ مشاطا ون کے مباحثے

سویں حصہ کی یہی اصلیت نہ تھی یہی ایک چیز ہے جو بہت سے خانہ بر باد یوگا باعث قرار پائی ہے مانا کہ مذہب اسلام کے احکام کی پابندی نیکو کامیاب نتیجہ ہے لیکن کیا کیا جاوے رواج ملک کے لحاظ سے ہندوستان کے خاندانی مسلمانوں میں شادی سے پہلے لڑکا اپنے منسوب لڑکی کو کسی طرح بچشم خود نہیں دیکھ سکتا پس جو چیز اس نازک مسئلہ رواجی میں ایک حد تک مدد دے سکتی ہے وہ صرف کفو کی پابندی ہے اور بس۔

پردہ | اس قوم کے پردہ کار رواج زمانہ سلف میں کس اصول پر تھا اوسکی دریافت تحصیل حاصل ہے۔ عرب میں پردہ کا جو طریقہ رہا ہو یا جو طریقہ اس وقت ہے اوسی پر اس قوم کے پردہ کو مجبول کر لینا چاہئے لیکن ہندوستان میں یہ قوم مستورات کے پردہ میں مسلمانان ہند کے ہم قدم ہے برقعے یا ملائے کے ذریعہ سے کاروبار کرنا اور گھر سے باہر نکلنا شریف عورتوں کے لئے معیوب ہے مولف نے بچشم خود دیکھا ہے کہ میاں یا گاڑی کی سواری میں صرف دروازوں یا کھڑکیوں کے بند کرنے کو کافی نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ اوس سواری پر ایک بہت بڑا پردہ یا غلاف ڈالا جاتا تھا جس میں سے ہوا کا گز بہی قریب قریب ناممکن کے ہو جاتا

اور یہی طریقہ بعض خاندانوں میں اب تک چلا آتا ہے لیکن ریل کی سواری نے
محبوری اس میں ترمیم کرائی ہے۔ خاص کر اون مقامات کے لئے جہاں
میانہ کا ہم پہنچنا مشکلات سے خالی نہیں ہے۔ ملایہ یا برقع پر قنات
کیجاتی ہے شہروں میں بند گاڑیاں بغیر پردہ کے کافی سمجھے جاتے ہیں۔
بند میانہ اگرچہ بند گاڑی کا مشابہ ہے لیکن تاہم میانہ پر پردہ ڈالنے کا
رواج ہنوز باقی ہے۔ خاندان کے اور افراد کے روبرو جن سے کوئی
قربت ہے جو خاندانی اور ہم قوم سمجھے جاتے ہیں اور عزیز کہلاتے ہیں
باوجود غیر محرم ہونے کے مستورات پر وہ نہیں کرتیں۔ کنواری لڑکیاں
غیر محرم مردوں کے روبرو اگرچہ وہ اپنے خاندان اور قوم سے ہوں
البتہ چھٹی ہیں مگر یہ حجاب صرف شرم کی حد تک ہے سن طبعی سے پہلے تو
اس قدر حجاب ہی نہیں رہتا ایک خاندان کا لڑکا کسی ایسی لڑکی کو جو
اوسکے ہم خاندان ہے جس سے اوسکی نسبت کا پیام ہے باوجود بعد
قربت وغیر محرمیت کسی نہ کسی موقع پر اکثر دیکھ سکتا ہے یا دیکھا
ہوا ہوتا ہے احکام شرع محمدی کے برخلاف اگر ملک کا رواج کسی
خاص اہتمام کا مانع ہے تو اہل خاندان کے لئے یہ خاندانی رواج

اوس کا بدل قرار پاسکتا ہے۔

لباس | تاریخ خانی خانی سے ثابت ہے کہ ابتدائی زمانہ میں جب قوم

ہندوستان آئی تو اس قوم کی مستورات نے ضرورت وقت کے لحاظ

سے ہندوؤں کا لباس اختیار کیا تھا وہ فرماتے ہیں کہ دراکثر بنادر لغت

حال زمانہ شرفائے آنجا کہ بقوم عرب و نوتیہ مشہور اند و جمعی کہ از اولاد

عباس و زبیر و طلحہ و دیگر اصحاب کبار خود را می گیرند رخت و لباس

عورات ہندو می پوشند و بہین دستور بطریق اخبار زندگانی می نمودند

و بعد اوت صاحب بیچون می پرداختند انہم لیکن وہ مجبوری کا زمانہ سلطان

محمود غزنوی کی حکومت کے بعد ختم ہو چکا۔ عادت ہی کی بدولت اوسکا

یادگار اسوقت تک باقی رہا اب اوس عادت میں یہی بہت کچھ اصلاح

ہو چکی ہے فی زمانہ مستورات کا لباس مقام سکونت کے لحاظ سے کم کم

تبدیلی اختیار کر چکا ہے۔ ساڑی کی پوشاک بلا شک اب تک باقی ہے۔ لیکن

صرف شوق کی وجہ سے۔ حیدرآباد میں پانچامہ اور کر تیان اور و و پٹ

مدراس میں تہنڈ اور دامیان اور اور ملکون میں ومان کی خاص پوشاک

مسلمان مستورات کے لئے مخصوص ہو چکی ہے بعض افراد ان میں ایسے ہی

ہیں جو عرب کے لباس کو پسند کرتے اور اوسے کو پہنتے ہیں یہی پریسیدہ نسبی کا مقامی لباس خود لباس عرب سے مشابہ ہے حیدر آباد میں کڑتہ کا لباس مستورات کے لئے بلحاظ ستر خاصہ لباس ہے۔ بہ ہیئت مجموعی زمانہ نسائیں مستورات قوم نایط کا لباس ہنود کا لباس نہیں کہا جاسکتا۔ خصوصاً لباس کے مسئلہ میں زمانہ تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے بعض افراد قوم نے مختصر شیر وانیون کا لباس اختیار کیا ہے پانچامہ اور سائریون کی ساتھ اوسکو پہنتے ہیں۔ صرف پانچامہ کے ساتھ شیر وانی پر ایک جاکٹہ اوڑنی بھی استعمال ہے جبکہ اہل مدراس دامنی کہتے ہیں اور حیدر آباد میں اوسکا نام کھڑادویشہ ہے۔ مردانہ لباس میں اب لباس ہنود کے مشابہت بہت کم باقی رہ گئی ہے اکثر افراد قوم عربی جیبہ۔ قمیص۔ صدری شایعہ چغہ عامہ استعمال کرتے ہیں پانچامہ پہنا جاتا ہے۔ اہل مدراس میں نیمہ جامہ اور خاندانی دستار یا عربی عامہ کار واج ہے علی ہذا حیدر آباد کی منصب داری یگڑی یا اوسکے بدل میں عامہ رائج ہے۔ اگرچہ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جامہ اور کھڑکی دار دستار کار واج شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں راجپوتوں سے لیا گیا ہے متعدد کتب تاریخ سے اسکا پتہ چلتا

لیکن اس قوم میں جامہ اور کپڑے کی واردت سارے کار و اج صرف مد اس پٹی میں کسیتد رہا قی رہ گیا ہے۔ تڑکی ٹوپ کی کار و اج کم کم ہو چلا ہے اور اور مقامات پر بھی مسلمان مرد و ن کا لباس مخصوص ہو چکا ہے جو ہندو لباس سے ماہ الا تیا ز فرق رکھتا ہے۔ انگریزی قطع کے لباس کو اس قوم کے اکثر افراد ناپسند کرتے ہیں۔ اکثر افراد قوم پاؤن میں ملکی جو تاپنتے ہیں۔ بعض ایسے ہی ہیں جو عربی طریقہ پر ٹخیں کا سٹھا کرتے ہیں۔

زبان | اس قوم کی زبان عموماً اردو ہے۔ بعض مواضع کے باشندے ناگزیر ملکی زبان بولتے ہیں اس میں شک نہیں کہ ان کی روزمرہ اردو زبان میں صد بالفاظ تلنگی۔ اروس۔ مرہٹی اور کنڑی کے مخلوط ہیں۔ اگرچہ اردو کی با محاورہ زبان ہی سنسکرت اور دیگر زبانوں سے خالی نہیں ہے۔ لیکن اس قوم کی اردو زبان عجیب ہے۔ ان کے محاورات خاص ہیں۔ حیدر آباد میں جو افراد قوم سکونت پذیر ہیں ان کی زبان میں بھی قومی اصطلاحی لفظ کی جہیک معلوم ہو جاتی ہے بدینو جہ کہ ان کے اسلاف کا

ابتدائی زمانہ عربی زبان پر فائز پڑھنے کے بعد بالکل ہندوؤں کے ساتھ گزرا ہے زبان کی یہ حالت تعجب خیز نہیں ہے۔ حیدرآباد کے باشندے بہ نسبت اور ملکوں کے باشندوں کے کسی قدر درست اردو بولتے ہیں مدراس پریسیڈنسی میں اس قوم کی اردو زبان بہت ہی خراب ہے۔ علی ہذا یحییٰ احمد نگر۔ گجرات۔ کوکن۔ گوا۔ وغیرہ میں محالک مغربی و شمالی کے رہنے والی قوم ناپٹ اہل زبان کی صحبت میں البتہ اپنی زبان کو درست کر چکی ہے۔ لیکن عورتوں کی اردو زبان اس قدر درست نہیں ہے جس قدر مردوں کی زبان۔

تعلیم و تربیت قوم ناپٹ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں زیادہ سعی کرتی ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی اس کو اول کلام مجید کا درس دیا جاتا ہے اکثر خاندان اپنے لڑکوں کو حفظ قرآن سے پہلے کسی اور کتاب کو پڑھانا پسند نہیں کرتے۔ ختم قرآن کے بعد فقہ اور عقاید کے اردو رسائل پڑھاتے ہیں۔ پھر انشائیہ فارسی۔ اور عربی کی صرف کا آغاز ہوتا ہے عربی کی صرف و نحو سے فراغت ہونے کے بعد علوم دینیہ سے فقہ اور حدیث کو اور علوم پر ترجیح دیجاتی ہے۔ مغربی علوم سے

اکثر خاندانوں کو تنفر ہے۔ اوں کا خیال ہے کہ مغربی علوم سے اسلامی خیالات میں فرق آجاتا ہے۔ فی زمانہ اکثر روشن خیال خاندانوں نے تعلیم مذہبی کے بعد علوم مغربیہ کی ضرورت کو بھی تسلیم کیا ہے۔ دنیوی ضرورتوں کے لحاظ سے اوں کا یہ خیال بہت درست ہے۔ جہاں کہیں تعلیم فنون کے مدارس قائم ہیں وہاں اس قوم کے افراد اپنی اولاد کو خوشی کے ساتھ تعلیم دلواتے ہیں۔ لڑکوں ختم کلام مجید کے بعد صرف اردو زبان کی دو چار مذہبی کتابیں اور طرز معاشرت کا کوئی ایک رسالہ اور علم حساب کی تعلیم کافی سمجھی جاتی ہے۔ خطاطی کی تعلیم سے اکثر خاندان احتراز کرتے ہیں اوں کا خیال ہے کہ کتاب کا پڑھ لینا کافی ہے۔ ادائے مضمون کے لئے نامہ نگاری کی مشق بے ضرور اور خطرناک ہے۔ مولف کو اکثر بزرگان قوم سے اس کے متعلق گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ اوں کا اصلی خیال یہ ہے کہ درسی کتابوں کی نقل کا کر لینا جو مذہبی تعلیم اور اخلاق سے متعلق ہوں اوں کو ناپسند نہیں ہے خط و کتابت کی زیادہ مشق البتہ وہ ضروری نہیں سمجھتے باوجود اس خیال کے

اکثر لڑکیاں بہت اچھی طرح پر لکھ پڑھنے کے قابل ہو جاتی ہیں علم حساب کی تعلیم اگرچہ ادا کرنے کے درجہ میں دی جاتی ہے مگر خداداد ذہانت کی وجہ سے حسابی سوال کا جواب بغیر کسی تحریری عمل کے صرف زبانی حساب سے صحیح ادا کرتی ہیں۔ بعض خاندانوں کی لڑکیاں اپنے والد یا بہائیوں کے تعلیم سے خوشنویس بھی ہو گئی ہیں لڑکیوں کو لکھنے پڑھنے کے سوا سینے پر رونے کی تعلیم بھی اہتمام کے ساتھ دی جاتی ہے مختلف قسم کی کاریگری سوئی کے کام میں اور ہین سکھلائی جاتی ہے۔ زمانہ حال کے بعض روشن خیال افراد نے اپنی لڑکیوں کی تعلیم میں انگریزی طریقہ پر۔ جڑا بے۔ گلوبند نقشی قور وغیرہ کا بنانا بھی شامل کر لیا ہے۔ پرکھائی پکائی کی تعلیم میں معمولی پخت و پز پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ مختلف قسموں کے پکوان اور نکو سکھلائے جاتے ہیں۔ اس قوم کی خانہ ساز مٹھائیاں مشہور ہیں جن کی تعلیم نہ صرف لڑکیوں کو بلکہ لڑکوں کو بھی دی جاتی ہے۔ یایون سمجھنا چاہئے کہ لڑکے اپنے بہنوں کی تعلیم کے زمانہ میں ایک حد تک اس سے خود واقف ہو جاتے ہیں۔ مولف

تاریخ نے اپنی والدہ کمرہ کے اس کمال کو ہمیشہ دیکھا ہے اور ایک حد تک اکثر مٹھائیوں کی تیاری سے خود واقف ہے ایسی عمدہ اور مختلف اقسام کی شیرینی جیسی کہ اس قوم کی خانہ ساز شیرینی ہوتی ہے ہندوستان کے اور قوموں میں بہت کم دیکھی گئی ہے مٹھائیوں کے مختلف نام ہیں ہر ایک کا ذائقہ اور ہر ایک کی لذت خاص ہوتی ہے اوس کے ظاہری اشکال میں کاریگری اور کمال سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض مٹھائیوں کی حقیقت اور اون کے ناموں کو مولف نے ذیل میں لکھے ہیں جو مشتمل نمونہ از خروارے کا حکم رکھتے ہیں۔ ناظرین کے لئے اوس کا ملاحظہ غالباً خالی از غیبت ہوگا۔

(۱) اشرفی۔ یہ ایک نہایت نفیس مٹھائی ہے جو سکھ اشرفی سے مشابہ بنائی جاتی ہے جس کے دونوں جانب الفاظ ذیل کا ٹیپہ لگایا جاتا ہے۔ یہ الفاظ دو مصرعون کے ذریعہ سے موزون کئے گئے ہیں جس میں اون اجناس کے نام ہیں جن سے یہ مٹھائی بنتی ہے۔

وہو ہوا

گلاب مشک بادام و نبات است غلط کر دم تمام آب حیات است
 کہا جاتا ہے کہ اس مٹھائی کے مو جدا و راس شعر کے مصنف المیرزا
 نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس ہیں۔ مولف
 نے اس کا تذکرہ باب سوم کی دوسری فصل اور قوم نایط کی منگنی
 کی تقریب میں کیا ہے اس مٹھائی کو غربائے قوم تقاریب مروجہ
 میں روپیوں کی عوض استعمال کرتے ہیں۔ یہ نہایت لذیذ مٹھائی ہے۔
 (۲) امر و پھل۔ امر و دایک پھل کا نام ہے۔ یہ مٹھائی
 کہوئے سے بنائی جاتی ہے جو امر و د سے مشابہ ہوتی ہے یعنی کہوئے
 کے امر و د شکر کے شیرے میں چھوڑے جاتے ہیں۔ بعض نے اس کو
 امرت پھل کہا ہے۔ زبان سنسکرت میں امرت کی معنی شہد کے
 ہیں اور پھل سے وہ مصنوعی پھل مراد ہے جو کہوئے سے بنایا جاتا ہے
 بدنیو جب کہ کہوئے کے مصنوعی پھل شکر کے شیرے میں ڈوبے ہوئے
 رہتے ہیں اس کا نام امرت پھل رکھا گیا۔

(۳) انڈے کی پیوسی۔ پیوسی زبان ہندی کا لفظ ہے اس
 کاڑ ہے وود کو پیوسی کہتے ہیں جو بچہ ہونے کے کئے روز بعد تک

غلط رہتا ہے اور آگ پر رکھنے سے منجھ اور کھیل کھیل ہو جاتا ہے اس مٹھائی کو شکر۔ کہو یا۔ اور انڈون کو حل کر کے زعفران مشک اور مغزیات کی شرکت کے ساتھ بناتے ہیں۔ ان غلو ملی اجزا کو لکڑی میں آگ پر دم دینے سے جب وہ جم جاتے ہیں تو اس کو مربع یا مستطیل یا مٹھائی مکررون میں کاٹ کر استعمال کرتے ہیں۔ یہ نہایت خوش ذائقہ اور مقوی مٹھائی ہے۔

(۴) بادامی پوریان۔ اس کی بڑی کاری گری نقش و نگار سے تعلق رکھتی ہے۔ نقروی ٹہپے مختلف قسم کے تیار رہتے ہیں بادامی ورق پر باریک سے باریک جال اور پھول اون ٹھپوں کے ذریعہ سے بناتے ہیں اور اس کے نیچے طلائی یا نقروی ورق جما کر گنگو رہ دار پوریوں کی شکل قائم کی جاتی ہے۔ پہراون کو کولو کی آگ پر دم دیا جاتا ہے جس میں ورق کی چمک بہت پہلی معلوم ہوتی ہے اور ذائقہ میں ایک قسم کا سوند باپن نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔

(۵) بادامی حلوا۔ یہ بڑی مقوی اور لذیذ مٹھائی ہے

بادام مصری۔ زعفران اور مشک سے بنائی جاتی ہے۔ اس کا ذائقہ قریب قریب اشرفیون کے ذائقہ کے ہوتا ہے۔ مگر اس کا قوام اشرفیون سے کسی قدر زاید۔ یہہ علو اچنی کٹور یون میں جایا جاتا ہے اور چھون سے اوس کا استعمال ہوتا ہے۔ یہہ رقیق مٹھائی ہے۔ (۶) بادامی میوا۔ اس میں بڑی کاری گری صرف کی جاتی ہے۔ بادام کا حلوائیار کرنے کے بعد اوس سے مختلف مصنوعی میوے بنائے جاتے ہیں جیسے انگور۔ انار۔ انجیر۔ کیلہ۔ آم وغیرہ اس کاری میں مختلف رنگوں کا استعمال ہوتا ہے۔ مصنوعی میوے کے رنگ و بو کو اصلی میوے سے ملانا بہت نازک کام ہے۔ بعض افراد قوم نے نوآبی مدرا اس کے زمانہ میں اسی کاری گری کا معتد بہ انعام پایا ہے۔

(۷) پاقلہ۔ زبان عربی میں ایک خاص غلہ کا نام باقلا ہے جو مٹر اور لوبیہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ جس طرح باقلا کے تخم پیلے کے اندر ملفوف رہتے ہیں۔ اوسی طرح سو جی کے ماند وں میں بادامی علوہ کے مکئیائیں رکھ کر کولون کی آگ پر اوس کو دم دیتے ہیں یہہ

بڑی مزہ دار مٹھائی ہوتی ہے

(۸) بوٹ کا حلوا۔ قومی اصطلاح میں واؤ مچھول کے ساتھ کلمہ کی اوٹکھلی کے سرے کا نام بوٹ ہے۔ اگرچہ یہ حلوا بھی چینی کی کٹوریوں میں جایا جاتا ہے۔ مگر اسکا قوام اول الذکر حلوے سے کسی قدر زائد ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس حلوے کا ذائقہ اس وقت معلوم ہوتا ہے جب کہ بوٹ سے کہا یا جاوے۔ یہی اس کی وجہ تشبیہ ہے۔

(۹) پنچیری۔ ایک خاص قسم کی مٹھائی کا نام ہے اردو میں یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ سوچی کو مسکہ میں بہون کر اس میں شکر اور گھی میں بھنے ہوئے چھارون کی قاشین اور مسکہ میں بھنا ہوا گوند ملائے ہیں۔ انہیں پانچ چیزوں کی شرکت سے اس کا نام پنچیری ہوا۔ زمانہ محل کے نو ماسہ کی تقریب میں بعض خاندان اسکی تقسیم کرتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا مالیدہ ہے جو نہایت ذائقہ دار ہوتا ہے۔

(۱۰) پورن پورسی۔ ہندی زبان میں پورن کے معنی بہرپور کے ہیں اور پورسی کہی کی تلی ہوئی روٹی کو کہتے ہیں پورن پورسی

ایک مٹھائی کا نام ہے جو سو جی کے نہایت باریک مانند دن میں
تہہ بہ تہہ بہرا ہوا علوا اور مسکہ کی پرت جا کر بنائی جاتی ہے چینی
کی تشریوں میں متعدد پورن پوریان جائی جاتی ہیں اور بہت پہلی
معلوم ہوتی ہیں۔ یہ بڑی مقوی اور دیرمضم مٹھائی ہے۔ ہندوؤں
میں اس کا بہت رواج ہے غالباً ہم نے ادھین سے اسکو سیکھا ہے
(۱۱) پہینی۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اس مٹھائی کا نام جو سو جی کے
تارون سے بنائی جاتی ہے جیسے سینویان اس کو دودھ میں بھگو کر
پکاتے ہیں بہت بامزہ مٹھائی ہے۔ بعض لوگ پہینی کو کدو کے تاروں
سے بناتے ہیں۔

(۱۲) پیوسی۔ یہ مٹھائی اس دودھ سے بنائی جاتی ہے جو گائے
یا بھینس کے بچہ دینے سے چہ دن تک دوا جاتا ہے جس کو چکا دودھ
کہتے ہیں یہ ایسا گاڑھا ہوتا ہے کہ شکر ملائے اور گرم کرنے سے جم جاتا ہے
اس قوم کے بعض بی بیان معمولی دودھ کو کھٹائی سے پھوڑ کر ہر وقت
اوسکی پیوسی بنا لیتی ہیں۔ اور پیوسی بڑی لذیذ چیز ہے۔ اگرچہ اوسمیں
اور کسی چیز کی شرکت نہیں ہوتی۔ صرف دودھ اور شکر ہی سے کام

لیا جاتا ہے۔ لیکن تیاری کے طریقہ خاص سے اوس میں ذائقہ خاص پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۳) جالی۔ زبان ہندی میں مشبک چیز کو جالی کہتے ہیں۔ جالی ایک بادامی مٹھائی کا نام ہے۔ جس میں باریک باریک نقشی سوراخ کئے جاتے ہیں۔ دودھ انڈے کی سپیدی۔ پسٹا ہوا بادام۔ شکر۔ گلاب ان اجزاء سے اوس کو بناتے ہیں۔ کوٹھون کی آگ پر دم دینے سے اوس میں سختی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا گر د بہت نازک ہوتا ہے ذرا سے دھکے سے توٹ جاتا ہے۔ ذائقہ دار مٹھائیوں میں اس کا شمار ہے۔ تھوڑے سے صرفہ میں زیادہ مٹھائی تیار ہوتی ہے۔

(۱۴) حب کی لوز یا حب کا حلوا۔ یہ مٹھائی بادام بھری نشاستہ اور گلاب سے بنائی جاتی ہے۔ حب عربی زبان کا لفظ ہے۔ دانہ اور تخم کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ لوز اور حلوا دونوں عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ لوز کے معنے بادام اور حلوا سے مٹھا یا میٹھی چیز یا نرم شیرینی مراد ہے۔ حب کے لوز اور تخم تراشیدہ کھجور دن کا نام ہے جن کے اندر دانہ دار شیرینی بھری ہوئی ہونٹا ہر میں وہ خشک

میدے سے بنے ہوئے اور سفید رنگ معلوم ہوتے ہیں اور اندر
دانہ دار شیرہ بہرا ہوتا ہے۔ حب کے حلوے میں بھی یہی صفت
ہوتی ہے۔ جس سے حب کے لوز آسانی کے ساتھ بن سکتے ہیں۔ اسکی
لطیف شیرینی اور عطریات اور ذائقہ مولف کی رائے میں تمام
مٹھائیوں پر فائق ہے حضرت اختر فرماتے ہیں۔ ۵

حسن کی لوز جب نظر آئی عشق میں بوی فیکر آئی

(۱۵) حلو اسوہن۔ زبان اردو میں ایک قسم کی مٹھائی کا
نام ہے۔ یہ ابتداً ایسا سخت پایا جاتا ہے جس کی نسبت مباحثاً
کہا جاتا ہے کہ بغیر سولان کے نہ تو ٹیگا۔ مگر جب دانتوں میں دبا
جاتا ہے تو خشکی کے ساتھ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ بزرگان قوم
نے کہا کہ ضعیفوں کے خاطر ہم نے اسکو ایسا بنانا شروع کیا ہے
در اصل اسکی تیاری میں بڑی صفت یہی تھی کہ لوہے کے ٹھوڑے سے
توڑا جاتا تھا اور اسکے ریزے منہ میں مثل سخت مصرعی کے
گھولے جاتے تھے۔ اس میں شکر اور میوے اور مسکے سے کام لیا جاتا
بعض لوگ مغزیات بھی شریک کرتے ہیں۔ بڑی ذائقہ دار اور

لطیف شیرینی ہے۔

(۱۶) خشتِ عدن۔ یہ ایک نفیس مٹھائی ہے جو منجھد حلوٰ کو مستطیل ٹکڑوں میں کاٹ کر بنائی جاتی ہے۔ بے شک اسکی وضع اینٹ سے مشابہ ہوتی ہے اسکے موجود قومی باشندگان عدن کہے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے نام میں عدن کا لفظ بفتح اول و سکون دال بہشت کے معنوں میں مستعمل ہے۔ کدو۔ کھویا۔ مصری۔ مغزیات کیوڑا۔ زعفران کی شرکت سے ایک حلو اتیار ہوتا ہے جس کا قوام سخت رکھا جاتا ہے اور حالت انجماد میں اسکو مانڈے کی شکل پر پھیلا دیا جاتا ہے اور اس سے مستطیل ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہیں۔ اس مٹھائی میں ذائقہ لطیف کے سوا ترتیب بدن کا اعلیٰ جو ہر ہے۔

(۱۷) وہی ٹرے۔ بڑی بیائے معروف زبان ہندی میں ایک قسم ہے غذا کی جسکو دھوئی ہوئی مونگ یا اورڈو کی دال مسکڑ چھوٹی چھوٹی ٹکٹیاؤں کی شکل میں بناتے ہیں اور سکھا کر اس کا لٹکا پکاتے ہیں۔ اسی اسم مونث کا مذکر بڑا ہے اور بڑے اور بڑے جمع یہ تذکیر اور جمع اردو محاورہ میں نہیں بولی جاتی قومی زبان میں

مستعمل ہے۔ بُرا بہ نسبت بُری کے کسی قدر بُرا ہوتا ہے اور یہہ خالصاً وہی سے بنایا جاتا ہے۔ وہی کو ایک دبیز کپڑے میں چھان کر اوسکا پانی جدا کر لیتے ہیں اور پہر اوس کی ٹکیا یُن بنا کر مسکہ میں تلتے ہیں اور پہر شکر کے شیرے میں وہ تلی ہوئی ٹکیا یُن چوڑ دیجاتی ہیں ایک دن کے بعد یہ مٹھائی قابل استعمال ہو جاتی ہے اور وہی کئی شئی کے ساتھ عجیب ذایقہ پیدا کرتی ہے۔

(۱۸) روٹ۔ زبان ہندی میں بڑی روٹی کے معنوں میں مستعمل ہے ہندوؤں میں دیوتا کا روٹ مشہور ہے جو بھیک مانگے ہوئے آئے پکایا جاتا ہے قوم نوایط میں اسی نام سے ایک مٹھائی بنائی جاتی ہے جسکو ایک وسیع لگن میں کولون کی آگ پر دم دیتے ہیں اور پہر اوسکو مربع چوڑے چوڑے ٹکڑوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ سوچی۔ قند۔ زعفران مغزیات اور گلاب سے روٹ بنایا جاتا ہے۔ یہ مٹھائی یوم شوار کے فاتحہ سے مخصوص ہے۔

(۱۹) کڑا ہی کی کہیر۔ درحقیقت یہ ایک اعلیٰ قسم ہے۔ شیر بنج کی جس میں کہویا۔ اور کدو کے اوٹے ہوئے تار شریک کئے جاتے ہیں

اور کڑا ہی مین دیر تک پہنائی جاتی ہے۔ دودھ کی نصف مقدار باقی رہ جانے پر تیار ہو جاتی ہے۔

(۲۰) کوٹنڈا۔ زبان ہندی میں آٹا گو نڈنے کے ظرف کو کوٹنڈا کہتے ہیں۔

کوٹنڈے کے نام سے جو مٹھائی بنائی جاتی ہے درحقیقت وہ ایک رقیق حلوا ہے۔ جو کورے گلی کوٹنڈوں میں بہر دیا جاتا ہے۔ اس مٹھائی کے موجد نے یہ حکم لگا دیا ہے کہ چینی کے ظرف سے مٹی کا کوٹنڈا لے لے مفید ہے۔ یہ حلوا نرم خشک کو حل کر کے بنایا جاتا ہے جس میں بالائی قند کھویا۔ گلاب۔ زعفران۔ مشک۔ مغزیات شریک ہوتے ہیں اور اس کے بالائی سطح پر بالائی کی ایک پرت جمائی جاتی ہے۔ اسکا ذائقہ قابل تعریف۔ یہ بڑی ہی مقوی مٹھائی ہے اس کی شیرینی تمام مٹھائیوں پر غالب رہتی ہے۔ میٹھے کے شوقین ہی اس کو زیادہ مقدار میں نہیں کھا سکتے

(۲۱) گاجر کا حلوا۔ کدو کش یا گہیا کش پر گاجر کا بڑا دہ نکال کر تازہ کھوپرے کی قاشین دودھ اور شکر کے ساتھ اس میں ملائیے اور قوام دیتے ہیں۔ منقہ اور چٹنوزے ہی اس میں شریک

کئے جاتے ہیں۔ یہ حلوانہ صرف ذائقہ دار ہوتا ہے بلکہ ترتیب جسم کے لئے سجون مرکب کا حکم رکھتا ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ چالیس دن تک غذائے معمولی کے ساتھ اس کا استعمال انسان کو تیار اور فرہ بنا دیتا ہے۔

(۲۲) گل فردوس۔ یہ ایک لطیف حلوائے کا نام ہے جو کھو بادام۔ قند۔ گلاب۔ زعفران۔ مغزیات کی قاشون کو باہم ملا کر دھ کے ساتھ پکاتے ہیں۔ اور ایک چینی کی قاب میں جاتے ہیں۔ چھوٹے اسکا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ نہایت خوش مزہ اور مقوی خیرہ کا نام بہ ترکیب فارسی رکھا گیا۔

(۲۳) لوز۔ لوز عربی زبان کا لفظ ہے بمعنی بادام و حلوا۔ یہ درحقیقت بادامی سادہ حلوا ہے جس کو قوام پر لا کر مثل ماندے کے پہیلاتے ہیں اور اس کے محرف ٹکرے کا ٹکر۔ سفوف قند۔ سے خشک کر لیتے ہیں۔ لوز کی مٹھاس معتدل ہوتی ہے۔ اور بادام کا ذائقہ شکر پر غالب رہتا ہے خفیف سانشاستہ ہی اس میں شریک لکھا جاتا ہے۔ سادہ مٹھائیوں میں اسکا شمار ہے۔

(۲۴) مالیدہ۔ یہ فارسی زبان کا لفظ ہے جسکو ملیدہ بھی کہتے ہیں۔
روغنی روٹی کو چوڑا کر کے ٹکڑا اور کھانڈا اس میں ملائے سے مالیدہ
بتا ہے۔ بعض لوگ مغزیات کے باریک باریک قاش ہی اس میں
ملائے ہیں اور پھر اسکو مسکہ میں بھون لیتے ہیں۔

(۲۵) موصوف۔ عربی زبان کا لفظ ہے بمعنی تعریف کیا گیا۔
طیبار کے رہنے والی قوم اسکی موجود ہے۔ تازے کہو پرہ کو مصری
یا قند کے ساتھ پیکرا اسکو پکاتے ہیں جس میں گلاب یا کیوٹرا
بھی ملا یا جاتا ہے۔ جب قوام آجاتا ہے تو اسکو ایک چینی کی رکابی
میں پیلا دیتے ہیں اور اسکے مربع ٹکڑے یا مدور قرص کاٹ کر
استعمال کرتے ہیں۔

(۲۶) نان خطائی۔ یہ ایک قسم کی ٹھائی ہے جو بڑھوں کو
زیادہ پسند ہے۔ بعض صاحبان تصنیف نے لکھا ہے کہ اس کی
ایجاد شہر خطا سے ہوئی ہے جو ترکستان کا مشہور ایک شہر ہے
میدے اور مسکہ میں سمندر جہاں کاغیر ملا کر کاغذ پر اس کے
پڑے جاتے ہیں اور پھر تنور میں دم دیتے ہیں اس میں ٹھاس تپا

کم ہوتی ہے اس قدر نرم مٹھائی ہے کہ بزرگان خاندان نے اس کو ہونٹوں سے کھانے کی مٹھائی کہا ہے۔

(۲۷) ورق قی سمو سہ۔ ورق قی سمو سہ اور ورق کچور میں صرف مٹھاس کا فرق ہے۔ ورق قی سمو سہ بہ نسبت ورق کچور کے زیادہ مٹھا ہوتا ہے اسلئے کہ اس کے اندر بادامی حلوا شریک کیا جاتا ہے۔ سمو سہ بنانے سے پہلے میدہ کے متعدد اوراق شکر کے ساتھ تہہ تہہ ایک دوسرے پر جائے جاتے ہیں اور پہر اس کے مدور ماندے سے مثلث سمو سہ بنایا جاتا ہے۔ آخر پر اس کو کوٹلون کی آگ پر

دم دیتے ہیں۔
(۲۸) ورق قی کچور۔ یہ ادلے درجہ کی مٹھائی ہے جو کم صرفہ میں تیار ہوتی ہے۔ میدہ کے باریک ورتون کو ایک دوسرے پر جاتے ہیں اور دو ورق کے درمیان خفیف سی شکر پیلائی جاتی ہے اور آخر پر اس کو مربع یا مستطیل حصوں میں کاٹ کر کچور سے ہوتا کرتے ہیں اور پہر مسکہ میں اون کچور دن کو تل کر استعمال کرتے ہیں۔ اس میں زیادہ شیرینی نہیں ہوتی۔ ہلکی مٹھاس بہت

پہلی معلوم ہوتی ہے۔

قوم کی صدارت | قوم کی صدارت کا خاتمہ ۱۸۵۷ء کے بعد رئیس قوم سید عبدالرحمن کی رحلت کے ساتھ ہو چکا اور اس کے بعد کسی تاریخ سے اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ قوم نایط نے اپنا کوئی قومی امیر یا رئیس مقرر کیا ہو بعض مقامات پر انکی قومی نچا پتیں البتہ قائم تھیں اور تمام مقامات کا باہمی تصفیہ اور نچا پت کے ذریعہ سے کر لیا کرتے تھے لیکن زمانہ حال میں نچا پتوں کا طریقہ یہی باقی نہ رہا جس طرح ہوا میر میں نائب داعی یا عامل کے ذریعہ سے قوم کی صدارت ہر ایک ملک میں قائم ہے اور کوئی انتظام قوم نایط میں نہیں ہے صوبہ مدراس میں باوقات مختلفہ قوم نے اپنا امیر مقرر کرنا چاہا لیکن بعض افراد قوم کی اختلاف رائے کی وجہ سے وہ منصوبہ چل نہ سکا۔ مولف کہتا ہے کہ اس کا انتظام کوئی مشکل چیز نہیں ہے۔ ہر ایک مقامی گروہ کے لئے کسی قومی امیر کا مقرر کر لینا قوم کے حق میں نفع بخش ثابت ہو گا یا دشاہ یا شہنشاہ وقت کے ساتھ وفاداری پر شائبہ قدم رکھنے اور مستحق افراد قوم کی خبر گیری کرنے کے لئے امیر قوم کا وجود نہایت ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

دوسری فصل رسوم و رواجات قوم نایط کے متعلق

الف - شادی کے رسوم

قوم نایط کے رواجات شادی میں ہندوستان کے رسم و رواج کا بہت کچھ اثر باقی ہے۔ جس کی اصلاح قریب قریب ناممکن کے ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ کفو کی پابندی میں فرق آگیا ہے مسلمانان ہند کے اکثر اقوام انہیں رواجات میں مبتلا ہیں۔ دانشمند افراد قوم خاندانی بیبیون کے اصرار پر مجبور ہوتے ہیں اور اونکا اصرار ایک حد تک بامعنی ہے۔ نکاح سادہ اور شادی میں اتنا بہت بڑا فرق قائم ہے۔ اگرچہ ان رسوم کے متعلق بہ نسبت گذشتہ صدی کے زمانہ موجودہ میں بہت بڑا تفاوت پیدا ہو چکا ہے۔ تاہم قوم کا بڑا حصہ رواجی اور رسمی پابندیوں پر اسلئے مجبور ہے کہ اوسکو دیگر اقوام اسلامی کا ہم خیال ہونا خاص کر اسلئے ضروری ہے کہ ان کے ساتھ سدھیانہ کی ضرورت ہوتی رہتی ہے بعض اوقات پر فرق ثانی جو دوسری قوم اور خاندان کے ہیں اوسوقت تک تقریباً پر رضامند نہیں ہوتے جب تک رواجی رسوم کی پابندی کے ساتھ

تقریب شادی کا وعدہ نہوا اور بعض وقت خود اسی قوم اور خاندان کی طرف مقابل اصرار کرتے ہیں کہ اگر رسم و رواج کی پابندی نہ ہوگی تو اس تقریب پر شادی کا اطلاق نہ ہوگا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس مناکحت اور مواصلت سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ نکاحی اولاد کہلائے گی جن اقوام میں شادی کی اولاد اور نکاحی اولاد میں فرق قائم ہے ان کے نظر و بین ایسی اولاد کی بے حرمتی ہوگی بدین وجہ کہ قوم اپنی کفو کی پابندی کم کرتی جاتی ہے اور اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ دوسرے اقوام سے تعلقات بڑھتے جاتے ہیں۔ یہ بات ضروری خیال کی جاتی ہے کہ دیگر اقوام کے رسم و رواج کی پابندی مساوات کے ساتھ لازمی گردانی جائے۔ جو خاندان کفو کا پابند ہے وہ یہی اسی آفت میں مبتلا ہے اسلئے کہ اپنے ابنائے جنس اور اقربائے دیگر اقوام کے ساتھ مساوات قائم کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ لیکن باوجود ان مشکلات کے اس قوم کے بعض خاندانوں نے ایک حد تک رسم و رواج کو ترک کر دیا ہے سمجھدار بیابان ترک رسوم کی ساعی ہیں اور اس بات پر پابندی کے ساتھ قائم ہو چکی ہیں کہ ہم اپنی قوم کے ادھنیں افراد کے ساتھ اپنی اولاد کا

لین دین قائم کرینگے جنکو ہمارے اصول سے اتفاق ہے۔ لیکن ایسے پٹا خاندان اٹھاؤ کہ معدوم کا حکم رکھتے ہیں مولف کو انکی کامیابی میں بہت کچھ کلام ہے۔ جب مکت قوم کا بڑا حصہ اونکا ساتھ نہ دے اور انکو رواجی مشکلات سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی اگرچہ خود مولف کے خیال ان کا شمار اونہیں معدوم چند میں ہے لیکن مولف کو اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر قوم کے بڑے حصہ نے اتحاد خیالات میں انکی مدد نہ کی تو کفو کی رہی سہی پابندی ہی بالکل رخصت ہو جاوے گی۔ اس طرح پر کہ اس گروہ کو ناگزیر اقوام غیر کے اون افراد سے تعلق بڑھانا پڑے گا جن کے خیالات ان کے ساتھ متحد ہیں۔ ورنہ اولاد کے لین دین میں بڑے بڑے مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اگر قوم نایط کے مجموعی افراد یا کم سے کم اونکا بڑا حصہ ترک رسوم میں کامیاب ہوا تو آئندہ نسلون کو اس قدر دقت باقی نہ رہے گی جس قدر دقت میں ہمارے معاصر مبتلا ہیں۔ مولف نے رواجات اور رسوم جاریہ کو اسی فصل میں صراحت کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی ہے جسکا نتیجہ دونوں فریق کے لئے من وجہ مفید ثابت ہوگا۔ ان رسوم کی ابتداء شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے کہی جاتی ہے۔ اور بے شک اسکی

کچھ اصلیت بھی ہے اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ بعض رسوم کی پابندی جسکا
 آغاز شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے ہے بہت مفید ثابت ہوئی اکثر رسوم کو
 شہنشاہ اکبر نے ہندوؤں کی دلجوئی کی غرض سے اختیار کر رکھا تھا اور
 خیال اسکے باپ ہمایوں کے وقت سے اس اصول پر جا ہوا تھا کہ
 مسلمان حکم رانوں کو اہل ملک کی دلجوئی سے غافل نہ رہنا چاہئے
 ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے ہندوؤں کے رسم و رواج کو مٹانے
 کی فکر اور تعصب کا اظہار سلطنت کے لئے کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا
 شہنشاہ اکبر ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ مذہب اسلام کی وجہ
 ہندوؤں پر کوئی سختی نہ ہونے پاوے ہندوؤں کا جزیہ ایسکے عہد حکومت
 میں معاف کر دیا گیا دربار شہنشاہی میں بہت سے ایسے دستورات
 جاری کئے گئے جو ہندوؤں کے دربار میں مروج تھے اس میں
 کچھ شک نہیں ہے کہ اسکے اس خیال سے سلطنت کو ضرور فائدہ پہنچا
 اقوام ہندو نے عموماً اور راجپوتوں نے خصوصاً اسکو دلی غمت
 کے ساتھ اپنا شہنشاہ تسلیم کیا اکبر کی زندگی مدت کبھی اونکو اپنی قوم
 کے ہاتھ سے سلطنت کے جانیکا افسوس نہیں رہا۔ شہنشاہ اکبر معاف

شادی میں سات قواعد کا پابند تھا۔ ایک یہ کہ معنوی نسبت اور ذاتی ہمسری میں فرق نہ آوے۔ دوسرا چوٹی عمر میں شادی ہو۔ تیسرا قریب کے رشتہ داروں میں سمدھیانہ قایم نہ کیا جائے۔ چوتھا مہر کی زیادتی سے اوسکو نفرت تھی اوسکا مقولہ تھا کہ جھوٹے اقرار سے مہر کا بڑا ناپویند کا توڑنا ہے۔ پانچواں ایک مرد کے لئے متعدد بیٹیاں اوسکو ناپسند تھیں۔ جبکہ طبیعت کی پریشانی اور خانہ ویرانی کہتا تھا۔ چھٹا بڑے کوجوان کے ساتھ شادی کرنا اوسکو پسند نہ تھا جبکہ وہ بے حیائی نام رکھتا تھا۔ ساتواں شتی کا مخالف تھا اور بیوہ کے عقد ثانی کا طرفدار۔ اوسکے زمانہ حکومت میں مردوں اور عورتوں کی تحقیقات حالت کے لئے ایک دیانت دار عہدہ دار مقرر تھا۔ طومی لگی اوسکا خطاب تھا۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ صدر الصدور۔ قضاۃ اور مفتیوں سے اوسکی رضا جوئی کی آڑ میں ہمیشہ احکام شرع کی پیروی پیش ہو اکر تی تھی جنکے تاویلات ناقصاں کے ذریعہ سے احکام شرعی کے معنی اور مقصود کو نقصان پہونچتا رہا اور یہ نقصان اکبر کے ان رواجات سے بدرجہا بڑا ہوا تھا جو ہندوؤں کی خاطر سے جاری تھے۔

جب سستی کی موتوفی اور بیوہ کے عقد ثانی کا مسئلہ ہندوؤں کے رواج کے برخلاف طے ہوا تو ہندو اسپرٹر کے اوس نے صاف الفاظ میں کہیا کہ اگر بیوہ کا عقد ثانی ناگوار ہے تو رنڈ دے مرد ہی دوسری شادی نکریں اور سستی کا طریقہ بیوہ عورت اور رنڈ دے مرد دونوں کے لئے مساوی سمجھا جاوے حاصل یہ ہے کہ موجودہ رسوم مرد و عورت کو تمام تر شہنشاہ اکبر کے سر توہین یا ہندوؤں کو اوسکا موجود قرار دینا بڑی نا انصافی کی بات ہے۔ ایک حد تک البتہ رسم و رواج کا سبق ہم نے ہندوؤں سے سیکھا ہے لیکن اوس سے زیادہ ہمارے علماء کا سکو اور اکبر کے زمانہ میں اونکا طرز عمل موجودہ رسم و رواج کا باعث جو مشکلات اس وقت رسم و رواج کے ترک کرنے میں درپیش ہیں اونکی نسبت ہم کو شہنشاہ وقت کی رضا جوئی کا بہانہ مکت باقی نہیں ہے مقامی حکمرانوں نے ہر ایک قوم کو کامل آزادی دے رکھی ہے علماء قوم کو ایسے کسی اصلاح کے لئے کوئی امر مانع نہیں ہے باوجود اسکے اگر سربراہ اور وہ افراد قوم اور علماء کے جانب سے اس میں پیش قدمی نہ ہو تو کسی طرح امید نہیں کیجا سکتی کہ قوم اپنے اس منقوبہ

کامیاب ہو سکے۔ مولف نے رسم و رواج شادی کے بیان میں حتی الوسع اس بات کی کوشش کی ہے کہ ہر ایک رسم اور ہر ایک رواج کے متعلق تاریخی واقعات بیان ہوں اور اوس کے ساتھ اسکو ہندوؤں کے تشابہ سے مطابق کر کے دکھلایا جائے جس سے اسقدر فائدہ ضرور حاصل ہوگا کہ ہماری موجودہ رسم و رواج کے مقابل ہندوؤں کے رسم و رواج کا فرق آسانی کے ساتھ معلوم ہو سکے گا آج کل تہذیب نے اسقدر ترقی کی ہے کہ خود ہندوؤں نے اپنے ناپسند و اجات کے مٹانے کی کارروائی شروع کر دی ہے۔ مختلف مقامات پر اون کے سوسائیان قائم ہو چکی ہیں متعدد دبھائیں شب و روز اسی فکر میں مستغرق ہیں۔ اور ایک حد تک اونکو اپنے خیالات میں کامیابی کے آثار بھی نظر آنے لگے ہیں جیسا کہ زمانہ حال کے واقعات سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اخباری دنیا میں بہت سی ایسی مثالیں نظر آویں گی جن میں ہندوؤں بعض فرقوں نے عقیدہ کے مسئلہ میں اپنی روشن خیالی کی وجہ سے کامیابی حاصل کی۔ اور بہت پرانے رواج کو مٹا یا جبکا مٹنا اسی صدی کے اوائل میں بہت مشکل اور قریب قریب ناممکن کے

سمجھا جاتا تھا کیونکہ اونکا شاستر اس خاص مسئلہ میں اون کا طرفدار نہ تھا۔ ہمو اپنے غیر مفید بلکہ نقصان بخش رواجات کے ترک کر نہیں سکتے بہت آسانی ہے کہ ہمارے مذہبی احکام تمام تر ہمارے موہن

شنگنی کی رسم | شنگنی بیائے معروف ہندی زبان کا لفظ اور بول چال میں اسکا محاورہ ہے شنگنی اوس تقریب کا نام ہے جس میں شادی سے قبل نسبت کا قرار دیا ہوتا ہے دو لہا دو لہن کے والدین جب اپنے پاس قرار داد نسبت کا تصفیہ کر لیتے ہیں تو اس رسم کے لئے ایک تاریخ مقرر کی جاتی ہے جس پر لڑکے کے اولیا اور عزیز واقارب وقت مقررہ پر لڑکی کے مکان پر جاتے ہیں جہاں اون کے ساتھ نہایت اخلاق کا برتاؤ کیا جاتا ہے اور ہر ہر فرد کو پہول چان عطر دیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کو اس مبارک قرار داد پر مبارکباد دیتا ہے جس طرح مرد و عورتوں میں یہ رسم سرانجام پاتی ہے اوسی طرح عورتوں میں بھی اسی قسم کا برتاؤ ہوتا ہے یعنی دو لہا کی والدہ مع اپنی خاندانی عورتوں کے دو لہن کی والدہ کے گھر جاتی ہیں اور خوشگاری کی اجازت لیکر ایک یا کئی زیور اپنے ساتھ لڑکی کو پہناتی ہیں اسی زیور کا نام چڑھاوا ہے

جو بہ تقریب خاص چڑھایا جاتا ہے۔ چڑھاوا۔ اسم مذکر ہندی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنے نذر کے ہیں اور اصطلاحی معنے وہی ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ اس تقریب کے دوسرے دن دولہن کے لوگ دولہا کے گہرا تے ہیں۔ مرد اور عورت دونوں۔ یہہ گویا جو اب ہے روز گزشتہ کا۔ انکے ساتھ ہی اسی طرح کا اخلاقی برتاؤ ہوتا ہے جس طرح پچھلے دن انہوں نے کیا تھا۔ عطر لگایا جاتا ہے پھول پنہائے جاتے ہیں۔ پانڈا دئے جاتے ہیں۔ اور باہمی ایک دوسرے کو مبارکباد کہتا ہے۔ یہ تعزیر قوم نایط میں ملکی رسم و رواج کے خفیہ فرق کے ساتھ عموماً رائج ہی صوبہ مدرا میں ایک چیز البتہ زاید ہے یعنی جس طرح دولہا کی والدہ دولہن کو چڑھاوا چڑھاتی ہیں اسی طرح دولہن کے والد ایک معینہ قم اپنے جانب سے دولہا کے لئے بھیجتے ہیں جسکا نام پنڈ ہے یہ غالباً تنگنی زبان کا لفظ ہے تنگنی زبان میں شادی کو پنڈلی کہتے ہیں اور پنڈا اسی پنڈلی کا مخفف معلوم ہوتا ہے یہہ رقم گویا تیار سازی سال شادی کے لئے دی جاتی ہے یا دولہا کی قیمت ہے۔ اگر دولہا کے والد کم قدرت ہیں تو منہالی کی اشرفیان بنا کر پنڈ کے نام سے بھیجتے ہیں

تاکہ رسم ترک ہونے نہ پاوے ہندوؤں میں بھی اسکار واج ہے جسکو واکدان کہتے ہیں۔ جسکے معنی زبان دینے کے ہیں ہنڈا یا ور وکھشنا کے نام سے ایک رقم معینہ دولہن کے باپ کے جانب سے دو لہا کو دی جاتی ہے اور یہ عطیہ ایک قسم کا انعام سمجھا جاتا ہے۔ یہ صرف رواجی رسم ہے واکدان کے ہو جانے کے بعد اگر کسی اتفاق سے قرار داد قائم نہ رہی تو شاستر کی رو سے بلا تکلف دوسرا قرار داد ہو سکتا ہے۔ قوم نایط میں بہت سے خاندان ایسے ہیں جن میں نسبت کا تقرر اپنے اپنے پاس ہو لیتا ہے مگر منگنی کی رسم کے لئے اسلئے سالہائے سال گزرتے چلے جاتے ہیں کہ نہ دو لہا والوں کے پاس چڑاوے کا زیور ہے اور نہ دولہن والوں کا پاس پیٹھ کی رقم۔ جس موجب نے غریبوں کے لئے مٹھائی کی اشرفیوں کا طریقہ ایجاد کیا ہے وہ نہایت قابل تعریف ہے۔ اور ایسی ہی کسی جو کی ضرورت سے جو چڑاوے کے لئے بھی کم تیر دن کیو اسلئے کوئی سستا اور ہلکا سا مٹھہ ایجاد کرے۔ سال خور و افراد قوم کا بیان ہے کہ مٹھائی کی اشرفیوں کی ایجاد امیر الہند نواب غلام غوث خان منغولانی ربار والا جاہی نے کی تھی جو غربا کے لئے نہایت پر معنی اور

پر مذاق ثابت ہوئی۔ قوم نایط کے بعض خاندانوں نے سنگنی کی رسم کو بالکل ترک کر دیا ہے باہمی قرارداد کے بعد شادی ہی کا آغاز کر دیا جاتا ہے اس اصلاح کی توفیق زمانہ کے بعض واقعات کے بدولت پیدا ہوئی۔ چند ایسے قراردادوں میں دولہا کی رحلت یا خاندانی نا اتفاقی کی وجہ سے نسبت کا قرارداد باقی نہ رہا لیکن بدقسمت لڑکی کو محض اس شہرت کی وجہ سے دوسرا پیام نہیں آیا کہ ایک دفعہ اسکی نسبت فسخ ہو چکی تھی یا یہ کہ قرارداد کی بدبینی سے لڑکا شادی سے قبل مر چکا تھا اور روشن خیالوں آفرین ہے جنہوں نے ایسی عمدہ ترمیم کی۔ لیکن باوجود ایسے اتفاقات کے پیش ہونے کے بہت سے خاندان اوسی پرانی لکیر پر قائم ہیں۔ یہی بات یہ ہے کہ یا تو عقیدہ کی اصلاح کر دیا اس رسم کو ترک۔ محتاط طریقہ وہی ہے جو معدودے چند خاندانوں نے اختیار کیا ہے۔ موت تسلیم کرتا ہے کہ سنگنی کی رسم میں کوئی گناہ نہیں ہے لیکن ہندوستان کے کم تعلیم یافتہ عورتوں کی خام عقیدت کی وجہ سے واہمہ کا انسداد ناممکن ہے۔ افراد قوم کی ان مشکلات کا علاج اگر ممکن ہے تو اوسی طریقہ سے ممکن ہے جسکو خاص افراد نے اختیار کیا ہے۔ جنہوں نے

شادی کا آغاز | بدینوجہ کہ شادی کی ابتداء رسوم و رواجات کی پابندی اور احکام مذہب کی سادگی رسم و رواج دنیا میں حرمت کا حکم رکھتی ہے افراد قوم نایط اعم از نیکہ غریب ہون یا امیر نہایت فکر و تردد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بی بی فرماتی ہیں کہ خدا رکھے صرف ایک اولاد ہے اگر اسکی آرزو نہ نکلے اور اسکے کلج میں ہم نے تکلفات سے کام نہ لیا تو افراد قوم کے آگے بڑی مذمت حاصل ہوگی اہل قوم کیا کہیں گے اولاد کے دل کی آرزو دل ہی میں رہ جاوے گی اگر میان نے اپنی بی بی سے اتفاق کیا تو خیر ہے ورنہ بی بی ملول ہیں رنجیدہ ہیں اور نکاح دل دنیا سے اوچا ہے میان سے بات نہیں کرتیں کہا ناپسند ہے۔ اود ہر اوکی مٹی خرا ہے اور ادھر میان کی جان عذاب میں اگر دو نون ہم خیال ہیں تو استقراض کی فکر میں ہو رہی ہیں۔ سودی قرضہ کا لینا جائد اوکاہن کرنا کچھ منکر کی بات نہیں ہے۔ غرض اور ضرورت پر جہا جن نے روپہ سیکڑہ کے عوض دو یا چار روپہ سیکڑے کا نرخ بتایا تو بسر و چشم قبول ادائی میں اپنی تمام آمدنی لکھدی جاتی ہے اسکی مطلق فکر نہیں ہے کہ آئندہ ہمارے ضروری اور لاجبی مصارف کا کیا سامان ہوگا۔ دل یہ کہتا ہے

کہ خدا مالک ہے آئندہ جیسا ہوگا دیکھ لیا جائیگا۔ بالفعل اس کا رخیر سے
سبکدوشی حاصل ہونا چاہئے۔ بعض دراندیش خاندانوں کو اگر اس ضرورت
کے ساتھ آئندہ کا یہی خیال ہے تو برس دو برس۔ دس برس تک شادی
کو ملتوی کر دینا اون کے پاس کچھ مشکل نہیں ہے۔ کریں گے تو اوسی شہ
سے کریں گے ورنہ کیا جلدی ہے لڑکی جو ان ہے تو کیا ہوا زندگی باقی ہے
تو سب کچھ ہوگا۔ بہت سے واقعات ایسے دیکھے گئے ہیں کہ انہیں خیالات
میں مان باپ دنیا سے چل بے اور آرزو اپنے ساتھ لے گئے۔ بے شک
ایسے ہی چند خاندان ہیں جو اپنی موجودہ قدرت کے لحاظ سے زیادہ
فکراور تکلفات سے باز آکر اپنے متاع موجودہ کو نکمے لگا کر پابندی رسوم
کے ساتھ کارخیر سے سبکدوش ہوئے ہیں۔ بعض ایسے ہی خاندان ہیں
جو میان بی بی کے اتفاق یا صرف میان کے جبر سے التواء رسم پر سکو
ترجیح دیتے ہیں کہ سادہ طریقہ پر کارخیر کو سرانجام دیدین بہت کم ایسے
خاندان ہیں جو باوجود اسکے کہ رواجی رسوم اور تکلفات کے لئے
کافی سرمایہ رکھتے ہیں مگر سادگی کو دل سے پسند کرتے ہیں اور لغویات
اور تکلفات رواجی سے روپیہ بچا کر اپنی اولاد کے لئے اوسکو سرمایہ

بنادیتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنکا اشارہ مولعت نے آغاز فصل میں کر دیا جن کو آگے بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ جب طرح ہمارے شرع محمدی کے احکام سادگی سے مملو ہیں وہی کیفیت احکام شاستر کی ہے۔ ہندوؤں میں بھی یہی تھلنی مشکلات رسم و رواج کی بدولت قائم ہیں۔

بیوی کی صحنک | بیوی کی صحنک ایک نہایت متبرک رسم ہے جسکو آغاز میں کا پیش خمیہ کہنا چاہئے۔ اس رسم کو گہر کی بی بی نہایت عقیدت کے ساتھ سرانجام دیتی ہیں۔ یہ خاتون جنت کی فاتحہ کی رسم ہے جو ہر کار خیر کے آغاز میں نہایت ادب کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اس نیاز کا کہا نا کوری صحنکوں میں جایا جاتا ہے۔ جسکو خاندانی۔ پار سا سہاگن عورتوں کے سوا کسی اور کو نہیں کہلایا جاتا۔ منتخب دعوتی باد و ضو ہر ہر نوالہ پر رسم ادا فرما ہوے اسکو نوش جان فرماتے ہیں۔ تاریخ سے اس رسم کا پتہ چلتا ہے یہ رسم جہانگیر کے زمانہ میں قائم ہوئی۔ جہانگیر کی چہیتی بیوی اجودھیا بائی قوم کی راجپوت تھیں جن کو نور جہان کے ساتھ موافقت نہ تھی بدینہ جو کہ نور جہان بیگم۔ کم نصیب شیر افگن خان کی بیوی تھیں اور جہانگیر نے اسکو اپنے گہر ڈال لیا تھا اور وہ جہانگیر کی مقبولہ نظر کہلاتی تھیں باعلیہ

اجو دھیا بائی کے ساتھ گویا سوت کا درجہ رکھتی تھیں۔ نورجہان بیگم کی عادت تھی کہ وہ غریب راجپوتنی کو ہمیشہ دہقان زادی کے نام سے چہرہ کرتی تھیں اور اوس بیچاری کی جان نورجہان بیگم کی وجہ سے عذاب میں مبتلا تھی۔

اجو دھیا بائی نے تنگ اگر ایک منصوبہ سوچا یعنی ایک دن حضرت خاتون جنت کے نام سے فاتحہ دلانا تجویز کیا۔ کوری صحنکوں میں فاتحہ کا کھانا چنا گیا اور بہ آواز بلند حکم دیا گیا کہ تمام بیگمات جو اپنے خاوند پر قائم ہیں اس قبرک فاتحہ کا کھانا کھا سکتی ہیں۔ اس دعوت میں نورجہان بیگم شریک نہوسکیں اسلئے کہ شرط کے لحاظ سے اون کی شرکت ممنوع تھی۔ اوس دن سے نورجہان بیگم نے اجو دھیا بائی کا نام لینا چھوڑ دیا اور پہر کہی اوس نے اجو دھیا بائی کے ساتھ آنکھ نہ ملایا۔ غرض اوس وقت سے اس صحنک کا رواج قائم ہوا جسکو ایک سو پچپن سال سے زیادہ زمانہ گزرا ہے قوم نوایط کے بعض افراد نے اس فاتحہ کو اسطرح پر جاری رکھا ہے کہ وہ قیود مزید کی پابندی نہیں کرتے دعوتیوں کو دسترخوان پر با وضو رہنا البتہ ضروری خیال کرتے ہیں۔

بعض خاندان اس صحنک پر فاتحہ پڑھنے کے بعد جدا جدا حصے اہل خاندان پر تقسیم کر دیتے ہیں بعض خاندان اس دسترخوان پر صرف مسلمان فقراء اور

کو شہلا تے ہیں اس فاتحہ کا التزام برابر جاری ہے۔ شادی کے سوا دیگر تقریبات کے آغاز میں بھی اس فاتحہ کا دستور قوم نایط میں رائج ہے بہت کم ایسے خاندان بھی ہیں جو شادی کے پہلے دن فاتحہ کے نام سے صرف فقر کی دعوت کرتے ہیں اور پر تکلف کہانے پکاتے ہیں اور دسترخوان پر فقر کو کہلاتے ہیں۔ صاحب مکان اپنی اولاد کے ساتھ سیلاپ چلی لے ہو خود اپنے ہاتھ سے فقر کے ہاتھ دہواتے ہیں۔ بی بی کی صحنک کی رسم دہا اور دلہن دونوں کے گہر لازمی ہے۔ اس رسم کے نام اور وجہ تسمیہ خود یہ بات ظاہر ہے کہ اسکو ہنود سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اجداد ہیا بانی ملکہ شہنشاہ جہانگیر۔ اسلامی عقیدت کے ساتھ اسکی موجود ہیں۔ مذہب ہنود میں دیوی برہمن اور دیو کی انبل کی رسم اگرچہ اسکے مماثل ہے لیکن اسکے قواعد بی بی کی صحنک سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ دیو برہمن کی رسم آغاز تقریب میں ادا ہوتی ہے برہمنوں اور سہاگن عورتوں کو کہانا کہلایا جاتا ہے۔ اسی طرح دیوی کے نام سے انبل تیار کر کے۔ صادر وارد اور غربا کو پلاتے ہیں۔ ان رسوم کا پتہ دہرما سد ہو۔ سے ملتا ہے۔ ہندو پاس رسم اول الذکر فرایض میں داخل ہے۔ لیکن آخر الذکر طریقہ صرف واجی ہے۔

رت جگہ کی رسم | بی بی کی منگھ کے بعد رت جگہ کی باری ہے۔ رت جگہ

رات جاگے کا مخف ہے جسکے معنی شب بیداری کے ہیں۔ ہر ایک تقریب
تہنیت میں عموماً اور شادی میں خصوصاً یہ رسم ادا کیجاتی ہے۔ عورتیں
رات بہر جاگتی ہیں۔ کڑائی کیجاتی ہے۔ گلے اور پوریان بنائی جاتی ہیں۔

جن پر فاتحہ کے وقت اللہ میاں کی سلامتی کا ورد پڑھا جاتا ہے اور پہر
خشکے یا میٹھے چانول پر خاتون جنت کے نام فاتحہ پڑھ کر صبح اوس کے صے

اہل خاندان میں تقسیم کئے جاتے ہیں یہ رسم قوم نایط کے اہلین خاندانوں
میں زیادہ مروج ہے جو نواح دکن میں سکونت پذیر ہیں بعض خاندانوں نے

اسکے عوض مولود شریف کا جلسہ قائم کیا ہے جس میں شب بہر جاگنے کے
پابند نہیں ہیں نصف شب کے بعد سو رہتے ہیں۔ یہ رسم ہی دولہا اور دولہن

دونوں کے مکان میں لازمی ہے۔ رت جگہ کا پتہ ہندو شاستر سے نہیں چلتا
بعض اقوام ہنود میں البتہ اسکا رواج ہے جو صرف پوجے کی غرض سے ہے

شہنشاہ اکبر کی تاریخ میں بھی کہیں نہ جگہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ عامیان
اصلاح تمدن کو اودن افراد قوم کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہوں نے رت جگہ

کو نیم شبی جلسہ مولود شریف سے بدل دیا ہے۔

منجے کی رسم | رت جگہ کے بعد منجے کا نمبر ہے۔ منجہ ہندی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی پلنگ کے ہیں۔ پنجاب میں اس لفظ کا زیادہ استعمال ہے۔ دولہا ہو یا دولہن او سکوا آغاز شادی کے دن رت جگہ کے بعد غسل تہنیت پیر لباس زرد یا سرخ پہنانا اور ایک تخت یا چار پائی پر جو اسی خاص غرض سے سجائی گئی ہو بٹھلانا منجے کی غرض کو پورا کرتا ہے۔ بعض خاندانوں میں منجے کی رسم آغاز شادی سے دس دن پیشتر آغاز کیجاتی ہے۔ منجہ بٹھلانکی اصلی غرض یہ ہے کہ دولہا اور دولہن خانگی کاروبار سے سبکدوش ہو کر تقریب شادی کے پابند ہو رہیں۔ منجہ بٹھلانے کے بعد دولہا اپنے گھر سے باہر نہیں جاسکتا اور دولہن کو اپنے کمرہ سے بھی باہر نکلنے کی اجازت نہیں ملتی وداپنے گھر میں ہی چلنے پہرنے نہیں پاتیں نقل مقام کی ضرورت پر پرہنشین اقارب او سکوا اپنے گود میں او بٹھالیجاتی ہیں۔ گویا اسی دن سے دولہن کے شرم کا آغاز ہے۔ وداپنے اقربا، رعبیدہ اناث سے بھی چار چشمی کی جررت نہیں کرتیں۔ منجے کے دن دونوں جانب پرتکلف مہانی ہوتی ہے بعض خاندانوں میں منجے کی برات دولہا کے گھر سے دولہن کے گھر او دولہن کے گھر سے دولہا کے گھر لیجانیکا دستور ہے۔ متمول افراد اس رسم

ساتھ ایک ایک لباس پہی روانہ کرتے ہیں جبکہ منجے کا جوڑا کہتے ہیں۔ اسی رسم کے ساتھ پسی ہوئی ہلدی اور خوشبو دار بین بھیجا جاتا ہے۔ منجے کی شب میں دو لہا کے جانب سے دو لہن کے گہرا و ردو لہن کے جانب سے دو لہا کے گہر مخصوص کم سن مہمان سمدھیون اور سمدھنوں کے نام سے آتے ہیں جنکی اقل تعداد دو ہے۔ میزبان کے جانب سے ان کم سن مہمانوں کو تحلف کے ساتھ خاصہ پیش ہوتا ہے اور عطر۔ پھول پان دئے جاتے ہیں دو لہن کے گہر سے آئی ہوئی سمدھنین دو لہا کے مجلس راہین خاصہ سے فرغت پانے کے بعد دو لہا کو پھول پہنائیں ہیں اور اویسکے ساتھ ایک زیور یا قلا ایک انگوٹھی دو لہا کو پہنائی جاتی ہے اسی طرح دو لہا کی بھیجی ہوئی سمدھنین دو لہن کی گھبوشی کی رسم ادا کرتی ہیں اور زیور چڑھاتی ہیں۔ دونوں کے رسم گھبوشی کے وقت تھوڑی سی ہلدی دو لہا دو لہن کے ہاتھ پاؤں پر ملی جاتی ہے۔ اسی بنیاد پر اس رسم کو ہلدی کی رسم بھی کہتے ہیں۔ ہلدی کی رسم بلا شک ہنود سے سیکھی ہوئی ہے ہندو مذہب میں یہ رسم صرف رواجی ہے۔ شاستر میں اسکی نسبت کوئی تاکید نہیں ہے۔ قوم ہنود میں اس رسم کا نام ادشٹی ہلد ہے ادشٹی مرہٹی زبان کا لفظ ہے یعنی مچی ہوئی اور ہلد سے

ہلدی مراد ہے۔ دولہن کو چڑھائی ہوئی ہلدی سے جو صبح رہتا ہے وہ دولہا کے لئے بیجا جاتا ہے۔ ہلدی کا استعمال دولہا و دولہن کے نہانے میں بطور علامت گیرنگی لازمی سمجھا گیا ہے۔ قوم نایط کے بعض خاندانوں نے ہلدی کی رسم کو قطعاً ترک کر دیا منجے کے تحلفات اون کے پاس البتہ باقی ہیں لیکن اوسمیں ہی مہانی اور ضیافت کے سوا سمہ ہون اور سمہ ہنوں کی آمد و رفت موقوف ہو چکی ہے۔

ساچ کی رسم | اسکے بعد ساچ کی تقریب ہے۔ اسی کو بعض خاندانوں نے تیل سے موسوم کیا ہے۔ اسی کو بری ہی کہتے ہیں لفظ ساچ زبان ترکی میں خابندی کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اردو بول چال میں بری سے ساچ مراد ہے۔ شب گشت سے ایک دن پہلے اس رسم کی برات کو دہوم دہام کے ساتھ دولہا کے گھر سے دولہن کے گھر لیجاتے ہیں جس کے ساتھ نقل میوہ۔ بادام۔ مصری۔ غولہ یا ٹھلیاؤں میں رکھتے ہیں۔ دولہن کا لباس پھیل۔ عطر۔ سہاگ کا پڑا۔ اسی رسم کا لوازمہ ہے۔ ذی مقد خاندانوں میں اسی رسم کے ساتھ زیورات بھی بھیجے جاتے ہیں۔ رنگ بہرے ہوئے شیشے پسی ہوئی مہندی بھی سات ہوتی ہے۔ مولف کا خیال ہے

کہ خانبندی کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ آرایش کا تحلف سب سے سوا ہوتا ہے۔
 دو لہا کے جانب سے معزز مہمان ساچق کے ساتھ دو لہن کے گہر جاتے ہیں
 جہان اونکو پہول پان۔ عطر دیا جاتا ہے۔ اسی شب میں دو لہا کے گہر سے
 اقلًا چار سہ مہین دو لہا کے ہمرتبہ قرابت دارد و لہن کے گہر آتی ہیں اور
 خاصہ سے فارغ ہونے کے بعد دو لہن کی گلیوشی کی رسم اپنے ہاتھوں
 ادا کرتی ہیں۔ دو لہن کے ہات پاؤں اور سر میں پھیل ملتی ہیں۔ ساچق
 کا جوڑا پہناتی ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ رسم ہندوستان میں
 ترکون کے ساتھ آئی۔ اور برات ساچق کی دھوم دھام اور پر تحلف جلوس
 بھی ترکون ہی کی ایجاد ہے۔ صاحب دربار اکبری فرماتے ہیں کہ شہنشاہ
 اکبر نے اپنے پوتے کی شادی میں ساچق کی رسم کو نہایت پر تحلف طریقہ
 سے ادا کی تھی۔ ساچق کیا ہتی ایک شانہ سواری تھی۔ اوسکا اندازہ
 اس سے قیاس کرنا چاہئے کہ جہان آرایش کے ہزاروں سامان گران بہا
 تھے وہاں ایک لاکھ روپیہ نقد تھا۔ امراے دربار ساچق کے ساتھ حاضر
 تھے۔ بعض خاندانوں نے ساچق کی برات اور اوسکے تحلف کو برطرف کر دیا،
 پر وہ نشینوں کی آرزو کے خاطر صرف طبوس اور میوے کی ارسال

خوانون کے ذریعہ سے باقی رکھی ہے۔

ہندی کی رسم | سانچق کے دوسرے دن ہندی کی تقریب ہے۔ ہندی کی برات دولہن کے مکان سے دولہا کے گھر آتی ہے جسکے ساتھ پیسی ہوئی مہلی اور ٹہلیل اور دولہا کے لئے ملبوس اور میوہ بھیجا جاتا ہے۔ اس رسم کی ہمراہی میں دولہن کے قرابت دار اور دعوتی دولہا کے گھر آتے ہیں اور پہول۔ پان۔ عطر لے جاتے ہیں۔ رات میں دولہن کے چار بزرگ اقرباء اثا دولہا کے گھر مہمان ہوتے ہیں جنکی ہر طرح پر خاطر مدارات کی جاتی ہے۔ خاص سے فارغ ہو کر دولہا کی گلبوشی کی رسم انہیں مہانوں کے ذریعہ سے ادا ہوتی ہے۔ اگر دولہا ان سہ مہنوں کے روبرو پہلے سے بے پردہ نہیں تھے ادائے رسم کی وقت درمیان ایک پردہ قائم کیا جاتا ہے۔ جو شرعی پردہ موسم ہوتا ہے۔ دولہا کو اسی طرح تیل چڑھایا جاتا ہے۔ جب طرح ایک دن پہلے دولہن کو۔ اس رسم کا فارسی نام خانبندی ہے اسکے موجد ایرانی ہیں انجل بھی ایران میں اس رسم کے ساتھ ایک تعزیہ یا کاغذ کا ڈپانچ جسکے چاروں گوشوں پر شمع روشن رہتی ہے رکھا جاتا ہے۔ اہل ہند اوسی کو ہندی کہتے ہیں اہل ایران اوسکے ساتھ حضرت قاسم علیہ السلام کی رسم خانبندی کی یادگار

اشعار پڑھتے جاتے ہیں۔ اہل ہند اس کے عوض باجے بجاتے ہیں۔ (مصرع)
 بین تفاوت رہ از کجاست تابکجا۔ موجد کا مقصد کیا تھا اور ہم نے اسکو
 کیا سمجھا۔ آفرین ہے اون افراد خاندان پر جنہوں نے مہندی کی برائ
 اور دھوم دھام کو مطلقاً ترک کر دیا ہے۔ جب سمدھنین دو لہا کی گلیوشی
 سے فارغ ہو کر اپنے گھر سدھاری تی میں تو دو لہا کے گھر شب بیداری
 رہتی ہے مسرت اور خوشی کے ساتھ مہمانوں کی مدارات میں وقت
 گذرتا ہے نصف شب کے بعد دو لہا کے غسل تہنیت کا سان کیا جاتا
 غسل کے بعد دو لہن کے گھر کا جوڑا اسکو پہناتے ہیں اور شب گشت کی
 تیاری کا آغاز ہو جاتا ہے۔ ہندو شاستر میں شب گشت کے قبل دو لہن
 کے اقرباء بزرگ بطور استقبال دو لہا کے گھر آتے ہیں۔ اور شب گشت
 کا انتظام اون کے فرائض میں داخل ہے۔ کچھ تعجب نہیں کہ ہم نے
 چار سمدھنوں کی آمد کا طریقہ اوہنین سے سیکھا ہو۔

شب گشت کی رسم | شب گشت زبان فارسی کا مرکب لفظ ہے۔ لیکن
 یہ لفظ فارسیوں کے محاورہ میں اس رسم کے لئے بولا نہیں جاتا۔ اہل لغت
 نے ہی اس اصطلاحی لفظ سے کنارہ کشی کی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے

کہ مخصوص مقامات کی ہندیوں کی گہرت ہے۔ یہ رسم ہندوؤں میں مرغ ہے جسکو دُر پاجارن کہتے ہیں۔ یہ زبان سنسکرت کے الفاظ ہیں وریا سے دولہا مراد ہے اور چارن کے معنی مطالبہ کے ہیں یعنی یہ وہ رسم ہے جس میں دولہن کے جانب سے دولہا طلب کیا جاتا ہے۔ قوم نایط میں تین پہر رات کے بعد طلوع صبح صادق سے پہلے شب گشت کی برات نہایت تکلف کے ساتھ قائم کی جاتی ہے۔ روشنی کا سامان مشعلوں اور قندیلوں کے ذریعہ سے مہیا ہوتا ہے۔ دولہا کے عزیز واقارب اہل قوم کی ایک بڑی جماعت ہمراہی کے لئے پیادہ پا جمع ہوتی ہے۔ نہایت مہنگا مجمع کے ساتھ دولہا کو گھوڑے پر سوار کر کے دولہن کے گہر لیجاتے ہیں راستہ پر آتش بازی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ نوبت۔ نقارہ۔ بیانڈ۔ تاشا۔ روشن چوکی وغیرہ مختلف قسم کے ساز اور باجے سواری کے آگے بجائے جاتے ہیں اور نماز صبح کے متصل شب گشت کی برات دولہن کے گہر پہنچ جاتی ہے۔ جہاں استقبال کے لئے دولہن کی برادری دروازہ مکان پر موجود رہتی ہے۔ دروازہ مکان اور وقت مکت نہیں کہولا جاتا جب مکت کہ دولہا کے جانب سے دولہن کے چہوٹے بھائی یا اسکے قائم مقام

کو ایک خاص رقم ہنہیں دیجاتی جسکو عام و خاص دہنگانہ سے موسوم کرتے ہیں۔ اس لفظ کا صحیح اطلاق دہنیا نہ ہے لفظ دہنی سے بنایا گیا ہے۔ دہن کے معنی زبان ہندی میں مال و دولت کے ہیں۔ یہ ایک قسم کا جرمانہ ہے جو دل خوش کن الفاظ میں دہنیا نہ سے موسوم ہوا ہے۔ بدینوجہ کہ نوشا نے غیر معمولی وقت میں عروس گھر پر اس کے لیجانے کی غرض سے چڑھائی کی ہے۔ لہذا دربان (دولہن کا چوٹا بھائی) کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ دہنیا نہ کی رقم وصول کر کے دروازہ کھولے۔ ہندوؤں میں یہی دہنگانہ یا دہنیا نہ کا رواج ہے جسکو زبان سنسکرت میں مدہوپرک یا مرہٹی میں بھینٹ بکرا کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا انعام سمجھا جاتا ہے جو دولہا کی والدہ کے جانب سے دولہن کی والدہ یا بھائی کو اس وقت ادا ہوتا ہے جبکہ دولہا کی والدہ عقد کے بعد اپنی بہو کے لیجانے کے لئے دولہن کے گھر آتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قوم نایط نے دہنگانہ یا دہنیا نہ کی رسم کو ہندوؤں کی اسی رسم و رواج سے ترمیم خفیہ اخذ کیا ہے حاصل دہنیا نہ یا دہنگانہ کی رقم ادا ہونے کے بعد دولہا دیوانخانہ میں داخل ہو کر ایک پر تکلف مسند پر رونق افروز ہوتا ہے۔ جو خاص کر اسی غرض سے سجائی جاتی ہے

اسی قوم کے بعض خاندانوں نے رسم شب گشت کے مختلفات کو سادہ طریقہ کے ساتھ بدل دیا ہے۔ نوبت۔ نقارہ۔ آتش بازی وغیرہ کو موقوف کر کے قریب وقت نماز یا بعد نماز صبح دو لہا کو گھوڑے یا میاں کی سواری میں اہل خاندان اور افراد قوم کے ساتھ دولہن کے مکان پر پہنچا دیتے ہیں۔ بعض افراد قوم نے وقت میں بھی ترمیم کر دی ہے یعنی اول شام یا بعد نماز مغرب شب گشت کی برات نہایت ساوگی کے ساتھ سنواری جاتی ہے بعض روشن خیال حضرات نے مجلس عقد کے لئے مسجد متعلقہ کو بہترین مقام قرار دیا ہے اور دو لہا اپنے گھر سے اسی مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

سہرے کا رواج | قوم کے بڑے حصہ میں سہرہ کا رواج باقی ہے سہرا موتیوں یا مقیش کے تاروں یا صرت پھول کی لڑیوں سے بنایا جاتا ہے جو بطریق نقاب دولہ کے سر پر بوقت شب گشت اور دولہن کے سپرد جلوہ کی وقت باندھا جاتا ہے۔ کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ قطعہ

اے جوان بخت لڑکے سر پر سہرا + آج ہے میں سعادت کا ترے سر پر سہرا
ایک کو ایک پہ تزیں ہے دم آرایش + سر پہ دستار ہی دستار کے سر پر سہرا
بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ لفظ درحقیقت شوہر تھا۔ پہر شہرہ ہو گیا اور

آخر پر سہرا بن گیا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یائے مہول کے ساتھ سیرا کہنا چاہئے۔ بعض اہل لغت کا ارشاد ہے کہ یہ لفظ سہرا سے مرکب ہے شاید ابتدائی زمانہ میں صرف تین ہار کا سہرا باندھا جاتا تھا۔ لیکن یہ اسلئے ٹھیک نہیں خیال کیا جاتا کہ اس میں ایک لفظ فارسی ہے اور دوسرا ہندی صاحب فرہنگ آصفیہ کی رائے من وجہ درست معلوم ہوتی ہے کہ سہرا سے سہرا بنا ہو گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ سر یعنی فرق ہندی بول چال کا لفظ ہے اور ہار سے مرکب ہوا ہے اول اول اسکا نام سہرا رہا ہو گا اور پہلے پہلے گر کے سہرا ہوا ہو گا اسکے بعد الف نے قلب مکانی پیدا کر کے سہرا نام حاصل کیا۔ صاحب بہار عجم نے زبان فارسی کا محاورہ قرار دیا اور رائے ہوز آخر کے ساتھ سہرہ لکھا ہے۔ امتیاز خان خالص تخلص کی ایک نظم سے اس لفظ کا استعمال دکھلایا ہے۔

و ہو ہذا

ماہ من از حیا رخ بسکہ بآب تاب شد ہر چوبست عارضش نچہ آفتاب شد اگر اس لفظ کو زبان فارسی کا لفظ قرار دیا جاوے تو سارا جگہ جاتا ہے لیکن تعجب اسکا ہے کہ اکثر صاحبان لغت فارسی نے اس لفظ کو چھوڑ دیا ہے

اور یہہ مانی ہوئی بات ہے کہ مسلمانان عجم میں سہرا باندھنے کا رواج کسی زمانہ میں نہیں رہا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ قوم نایط نے سہرہ کا دستور بندوں ہی سے سیکھا ہے جس طرح قوم ہندو سہرہ کو دولہا دلہن کے لئے نہایت ضروری خیال کرتی ہے۔ اوس طرح قوم نایط کے اکثر افراد سہرے کے سخت پابند ہیں بعض افراد قوم نے نہایت مشکل کے ساتھ سہرہ کے رواج کو ترک کیا ہے۔ ہندوؤں میں سہرہ کا رواج احکام شستہ کی رو سے قائم ہوا جس کو بہال سنگ کہتے ہیں۔ بہال بمعنی پیشانی اور سنگ سے دونوں کنپٹیوں کا فاصلہ مراد ہے۔ شادی کی تقریب میں بروی احکام شاستر دولہا اور دولہن کے لئے بہال سنگ کا ہونا فرض ہے جس سے دونوں کے چہرے خاص و عام کی نظروں سے کسی قدر مخفی ہیں ہندو شاستر میں شادی کے وقت دولہا دولہن دونوں معمولی انسان نہیں سمجھے جاتے بلکہ قدرت الہی کے مظہر مانے جاتے ہیں دولہن کو کشتی کہتے ہیں۔ اور دولہا کو پریشتر۔ یہ خیال اس بنیاد پر ہے کہ مخلوق کی پیدائش انہیں دونوں کی وصلت کا نتیجہ ہے۔ سہرہ کا نقاب اس لئے ضروری سمجھا گیا ہے کہ ناظرین کے خیال میں اون دونوں کی تشخیص کسی قدر مجرب ہے

اور شاستر کے عقیدہ کے طرف رجحان ہو۔ مسلمانان ہند کو عموماً اور قوم نایط کو خصوصاً اگر سہرہ کی علت غائی سے لگا ہی ہوئی تو وہ بلحاظ اپنے اسلامی عقیدے کے سب سے پہلے سہرے کی رسم کو ترک کرتے فی زمانہ اس خاص رسم کے ترک کرنے میں جن افراد نے کوشش کی اور کامیاب ہوئے اس کا سہرا مولف کے سر ہے۔ مولف اسی ایک بہانہ سے پروردگار عالم کی بارگاہ سے اپنی مغفرت کا امیدوار ہے۔ ۵
رحمت حق بھائی جوید ۶ رحمت حق بہانہ می جوید۔ مولف کو کامل توقع ہے کہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد اہل اسلام عموماً اور قوم نایط کے افراد خصوصاً سہرے کے رواج کو ترک کرنے میں کوشش بلیغ فرما دیں گے اس لئے کہ تمام رسوم میں یہی ایک رسم ہے جسکو مسلمان مذہب اس کے جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

مجلس عقد | مجلس عقد میں اس قوم کے لئے حکومت وقت کا قاضی یا نائب قاضی کافی نہیں ہے۔ رئیس قوم سید عبدالرحمن نایط کی زندگی عقد کا خطبہ ادھنین کے فرائض خدمت میں داخل تھا۔ حبیباً کہ فرقہ اسمعیلیہ میں آج تک یہ خدمت نائب داعی یا عامل کے تفویض ہے۔

لیکن سید عبد الرحمن رئیس کی رحلت کے بعد جب امارت اور صدارت قوم کا خاتمہ ہو چکا تو ہر ایک خاندان اپنے اپنے عقیدت کے لحاظ سے اپنی قوم کے کسی متبرک قومی عالم کو خطبہ نکاح کے لئے منتخب کرنے لگا۔ یہاں کی ترتیب قاضی یا نائب قاضی کے ہاتھ رہتی ہے۔ اور ادنیٰ مقررہ حق اور کم و دید یا جاتا ہے۔ مجلس عقد میں شرع محمدی کے احکام کی سخت پابندی کی جاتی ہے۔ اکثر خاندانوں میں دو لہن کے والد ماجد شریک مجلس رہتے ہیں۔

مہر کا رواج | مہر کا قرار داد اس قوم نے کر لیا ہے۔ اور تالیس تولہ زر خالص سے زیادہ مہر کسی حالت میں نہیں باندھا جاتا بعض غریب خاندانوں اسکی مقدار نہایت خوشی کے ساتھ گھٹائی جاتی ہے۔ لیکن دو لہا کی عمارت کے لحاظ سے کبھی اس بات کی خواہش نہیں کی جاتی کہ اور تالیس تولہ زر خالص سے مہر بڑھایا جائے۔ جن خاندانوں نے اپنے کفو کی پابندی سے کنارہ کشی کی ہے اور ان کے لئے یہ قرار داد محض بے اثر ہے۔ غیر کفو کے ساتھ سہمیانہ قرار پانے کی حالت میں فی زمانہ یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مہر کا قرار داد دو لہا کی حیثیت معاش کے لحاظ سے آغاز شادی

سے پہلے کر لیا جاتا ہے حیدرآباد کے بعض امراء قوم نایط البتہ اس طریقہ کے پابند نہیں
ہیں۔ مہر کی مقدار دولہا کی حیثیت کے مقابلہ میں بہت بڑھ ہی ہوئی تجویز کرنے میں
ہماری شریعت غر کا حکم اونکی اس عمل درآمد کی تائید نہیں کرتا۔ شہنشاہ اکبر
کی تاکید تھی کہ مہر کی مقدار زیادہ نہ ہو وہ کہا کرتا تھا کہ جو لڑے اقرار سے مہر کا
بڑا ناپیوند کا توڑنا ہے احکام شرع محمدی کے ساتھ ہماری خلاف ورزی
نے برٹش قانون کو مداخلت جائز کا موقع دیا ہے۔ ممالک مغربی و شمالی میں بعض
ایسے مناقشات کا تصفیہ برٹش انڈیا نے منصفانہ اصول پر سیاہہ نکاح کے
برخلاف کیا اور ان کا فیصلہ علمائے مذہب کے فتوے پر مبنی تھا قوم نایط کے ان
افراد کو جنکو مہر کے مسئلہ میں دولہا کی حیثیت کا اندازہ ناپسند ہے ان واقعات
پر غور فرمانا چاہئے جن افراد قوم کو مہر کی زیادتی پر اصرار ہے غالباً اونکا
خیال ہے کہ مہر کی زیادتی استحکام تعلقات باہمی کا ایک عمدہ ذریعہ ہے
اور اسی ایک چیز کی بدولت شوہر ہمیشہ اپنی بی بی کا رضا جو اور خیر طلب
رہتا ہے۔ لیکن ادنے غور کے ساتھ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ قضیہ او
بالعکس ہے۔ جن خاندانوں نے انتخاب میں غلطی کی ہے اونکو مہر کی زیادہ مقدار
نے کسی قسم کی مدد و ہین کی متعدد مثالیں ایسی ہیں جن میں مہر کی مقدار معتدل تھی

مکرشوہر کی اہلیت اور قابلیت نے اوسکی بی بی کیلئے ہر ایک قسم کی راحت کا سامان مہیا کر دیا اکثر خاندانوں میں جہاں انتخاب میں غلطی ہوئی ہے باوجود دنیا مہربانی کے تعلقات اسکے شوہر کے ساتھ اچھی حالتیں نہیں رہے حاصل ہیں کہ مولف کی رائے میں لیاقت و اہلیت کا انتخاب اصل اصول ہے۔ مہر کی زیادتی محض فضول۔

جلوہ کی رسم | انعقاد نکاح کے بعد دولہا محل میں طلب ہوتا ہے اور دولہن کی رونمائی کی رسم جسکو جلوہ کی رسم کہتے ہیں ادا کیجاتی ہے۔ جلوہ زبان غریب کا لفظ ہے بمعنی دیدار۔ نظارہ۔ زبان اردو میں دولہا دولہن کو آنے سامنے بٹھلا کر آرسی اور کلام مجید کے دکھلائیگو جلوہ کہتے ہیں۔ جلوہ کیلئے ایک خاص چارپائی یا تخت آراستہ کیا جاتا ہے جسپر دولہا دولہن آنے سامنے بٹھلائے جاتے ہیں۔ اور ستورات سے دولہا کی مان یا دادی یا بھپی جکا انتخاب بلحاظ بزرگی اہل خاندان نے کیا ہو رونمائی کی رسم ادا کرتی ہیں۔ سب سے پہلے کلام مجید دونوں کو دکھلایا جاتا ہے۔ اور پہا آرسی یا آئینہ دکھلایا جاتا ہے۔ یہی وقت ہے حسین دولہا رونمائی کے نام سے کوئی خاص زیور دولہن کو پہناتا ہو جسکے بعد چٹائی چٹائی جاتی ہے۔ جسکا نام نو باقی کی رسم ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ بعض اہل تصنیف

لے یوں بیان کیا ہے کہ نوٹ لیا ن مصری کی دولہن کے ہر ایک اعضا
 مونڈ ہوں۔ کہنیوں۔ گھٹنوں۔ پیٹ۔ اور ہاتھوں پر رکھ کر عین ریت سم
 کے وقت دولہا کے منہ سے بغیر ہات لگائے کھلواتی ہیں۔ چونکہ
 عربی میں نبات مصری کو کہتے ہیں اور مسلمانوں ہی کی یہ رسم ہے
 معلوم ہوتا ہے کہ عوام نے نبات کا نبات کر لیا ہے۔ یہ ایک فرمانبردار
 امتحان خیال کیا جاتا ہے۔ اس میں دولہا کو عورتیں خوب حیران کرتی ہیں
 قوم ہنود میں رونمائی کی رسم نہایت پر تکلف رسم مانی گئی ہے۔ لیکن
 رونمائی کی رسم میں بہت بڑا تہاٹ دولہا کی والدہ کا ہے۔ نکاح کے
 دوسرے دن اون کے لاسنے کے لئے دولہن کے معزز اقربا جاتے ہیں
 اور بڑی خوشامد کی جاتی ہے۔ جب اونکی سواری دولہن کے مکان کے قریب
 آتی ہے تو دولہن کی والدہ اپنے دروازہ تک استقبال کرتی ہیں اور
 اپنے ہاتھوں سے ہن کے پاؤں دھواتی ہیں اور انتہا درجہ کی خاطر و ملا
 کی جاتی ہے اون کے نشست کے لئے ایک بلند مقام تجویز کیا جاتا ہے
 جہاں ایک بڑا آئینہ قائم کیا جاتا ہے اور پہر پہو اون کی خدمت میں
 پیش کیا جاتی ہے اور اس بڑے آئینہ میں اونکو پہو کی رونمائی کی جاتی ہے

وہ اپنی بہو کو دولہا کے جانب سے متعدد زیور چڑھاتی ہیں اور یہ دولہن کا استری دہن ہے زبان سنسکرت میں اس رسم کا نام دوہو کہہ اولوکن ہے۔ دوہو کے معنی دولہن۔ مکھہ بمعنی چہرہ۔ اولوکن سے نماش مراد ہے۔

شرم و حیا کی رسم | دولہن کی شرم قوم ناپٹکی شادی کا جزو اعظم ہے شادی کے بعد عرصہ تک اقربا کی مجلس میں دولہا یا اس کے عزیزوں کے آگے۔ دولہن آنکھیں بند کی ہوئی۔ جھکی رہتی ہیں تا بوقت جلوہ چہ رسد بعض خاندان جنہوں نے رسوم کے بڑے حصہ کو ترک کر دیا ہے وہ بھی اس رواج کے پابند ہیں۔

رونمائی اور سلامی کی رسم | جلوہ کے مراسم ادا ہونے پر دولہا کے اقربا اناٹ اپنے اپنے رتبہ کے مطابق رونمائی کی رسم ادا کرتے ہیں یعنی زیور یا نقدی کا عطیہ دولہن کو دیتے ہیں۔ پہر دولہا اپنے تخت کے با کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور نہایت ادب کے ساتھ اپنی خوشدامن کی خدیہ تسلیم عرض کرتا ہے۔ سب سے پہلے دولہن کی والدہ کی جانب سے سلامی کا پاندان اوسکو دیا جاتا ہے یہ درحقیقت رخصتی پاندان ہے۔

جس میں تقریبی لوازمہ کے علاوہ نقدی بھی ہوتی ہے۔ غریب سے غریب خاندان بھی بقدر قدرت اس پاندان کے ساتھ نقدی کا دینا ضروری خیال کرتا ہے جس کا نام سلامی ہے۔ پہر علی سمیل پتر دولہن کے تمام اقربائے اناث کے جانب سے سلامی کے پاندان باری باری سے دئے جاتے ہیں اور ہر ایک سلامی کے ملنے پر دولہا بچا لہجہ کے ساتھ معطی کی خدمت میں تسلیم بجاتا ہے۔ سلامی کے ختم ہونے پر دولہن کے والد تشریف لاتے ہیں اور نہایت رقت کے ساتھ جبکی ہمدردی میں تمام محل شریک ہوتی ہے دولہن کا مات دولہا کے والد کے مات میں دیکر قبلہ رہو کر بارگاہِ صمدیت میں دعا کے لئے مات اوٹھاتے ہیں۔ ساری محل سے آمین گوئی کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اوقت واقعی ایک موثر سمان بند ہوتا ہے۔ آپ کی واپسی کے بعد دولہن کی والدہ بھی اسی رسم کو اپنی سہمن کے ساتھ ادا کرتی ہیں جس کے اختتام پر سامان جہیزی کی ایک مفصل فرد دولہن کے تفویض کر دی جاتی ہے اور اسکے بعد بازگشت کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ جن افراد قوم کی سکونت مغربی شمالی ہند میں ہے انکی پاس چارونک دولہا کی مہیا

رواج ہے اور اسکے بعد بازگشت کی نوبت آتی ہے۔ نایطیان چہر می لقب اپنے وطن کار و راج اسطرح بیان کرتے ہیں کہ تقریب عقد کے بعد دولہا قبل از رونمائی اپنے گہر واپس ہو جاتا ہے اور دولہن کے عزیز واقارب جنہیں دولہن کے والدین شریک نہیں ہوتے نہایت سادگی کے ساتھ دولہن کو دولہا کے مکان پہونچا آتے ہیں جسکی تفصیلی کیفیت رسم بازگشت کے ساتھ بیان ہوگی۔

بازگشت کی رسم | بازگشت زبان فارسی کا لفظ ہے جسکے معنی مراجعت کے ہیں۔ لیکن اصطلاحی معنوں میں اہل زبان اوسکا استعمال نہیں کرتے۔ جلوہ کے بعد جب دولہا دولہن کے ساتھ اپنے گہر واپس ہوتا ہے تو اس واپسی کی رسم کو فرود قوم بازگشت سے موسوم کرتے ہیں۔ بازگشت میں وہی تمام تکلفات ہوتے ہیں جنکا بیان شب گشت کی رسم میں ہو چکا ہے۔ قوم نایط کے بعض خاندانوں میں بازگشت کی برات دن میں قبل ظہر قائم ہوتی ہے اور اکثر بعد عصر قبل مغرب۔ اور کبھی بعد نماز مغرب۔ سامان چہر برات بازگشت کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ بازگشت کی برات دولہا کے گہر پہونچنے کے بعد جو رسم نہایت ضروری خیال کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ دولہا دولہن کے پیر دلواتے ہیں اور اوسکا پانی دولہا کے مکان کے چاروں گوشوں میں

چہر کا جاتا ہے جسکو مہمنت اور خانہ آبادی کا نشان سمجھتے ہیں۔ بازگشت کی رسم مذہب ہنود کے احکام شاستر میں داخل نہیں ہے بلکہ صرف رواجی رسم ہے جسکا سنسکرت میں دوہو پریش نام ہے جس سے یہ مراد ہے کہ دولہن کا اس منڈوے میں داخل ہونا جو دولہا کے گہر میں باغراض تقریب شادی بنایا گیا ہے خانہ آبادی اور مہمنت کی علامت ہے۔

ہندوؤں کی بازگشت کا وقت اکثر عقد سے چوتھے دن اور بعض فرقوں میں پندرہویں دن تک ساعت میں تجویز کیا جاتا ہے اور یہ بھیچن اور جوھیو اختیار کر لیا ہے۔ قوم نایط کے وہ افراد جن کی سکونت ممالک مغربی و شمالی ہند میں ہے عقد کے چوتھے دن دولہن کو دولہا کے گہر روانہ کر دیا جاتا ہے اور اس عرصہ میں دولہا اپنی سسرال کا مہمان سمجھا جاتا ہے اسی قوم کے بعض افراد جو ممالک عرب میں سکونت پذیر ہیں وہ انعقاد نکاح کے بعد اسی وقت دولہن کو لئے ہوئے اپنے گہر واپس ہو جاتے ہیں۔ نایطیان جہرمی لقب جنگلی سکونت ممالک محروسہ ایران سے متعلق ہے۔ اس رسم کی عجیب دلچسپ داستان بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ نکاح کے بعد دولہا کو زیادہ ٹہرنے کی اجازت نہیں ہے وہ فوراً اپنے گہر واپس چلا آتا ہے۔

اور اوسکے عزیز واقارب بھی اوس کے ساتھ چلے آتے ہیں اور شام سے
 دوہن کی آمد کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ مکان کی آرائش میں اہتمام
 بلیغ اور پر تکلف روشنی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ شام کے کھانے سے
 فارغ ہونے پر نماز عشا کے بعد دوہن کے اقربا و دوہن کے چلنے
 انتظام شروع کرتے ہیں براتی لوگ اپنے ہاتھوں میں لمبی لمبی فافوسین
 لٹکائے دھری قطار باندھ کر آگے چلتے ہیں اون کے بعد اقربا راناث
 کے بیچ میں دوہن ملایہ اوڑھے ہوئی اپنے گھر سے روانہ ہوتی ہے
 ایک عورت کے ہاتھ میں کسی قدر بڑا آئینہ ہوتا ہے جس کا رخ دوہن کی طرف
 رہتا ہے۔ دوہن نہایت آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہیں اور چند قدم چل کر
 رک جاتی ہیں۔ ساتھ کی عورتیں قلی قلی للی للی کا شور مچانی چلتی ہیں۔ یہ آواز
 بڑی خوشی کی آواز سمجھی جاتی ہے۔ اس آواز کو سن کر گھروں میں لوگ جان بچا
 ہیں کہ کوئی برات جا رہی ہے۔ مردوں کی جماعت بلند آواز سے درود
 شریف پڑھتی ہوئی چلتی ہے۔ اور رورہ کر سڑ جاتی ہے۔ اور عورتوں
 کے گروہ کا انتظار کرتی ہے۔ ہر رکاوٹ پر قدم بڑھانے کا تقاضا ہوتا ہے
 اور بسم اللہ کی آواز مردوں کے گروہ سے بلند ہوتی رہتی ہے۔ تب دوہن

بڑی مشکل سے چند قدم تیز چلتی ہیں اور پہر پھر جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ برات بڑی دیر میں دولہا کے گھر تک پہنچتی ہے۔ فانوس برداروں کے سوا اور کوئی بلجے گا جے ہمراہ نہیں ہوتے۔ جب یہ برات دولہا کے محلہ میں داخل ہوتی ہے تب دولہن کا قدم تقاضہ پر ہی نہیں اٹھتا براتی مرد و دوشریف کا ورد اور عورتیں قلی للی للی کا شور اس قدر مچاتی ہیں کہ دولہا کو برات پہنچ جانے کی اطلاع ہو جاتی ہے۔ پہر کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے چند آدمی دولہا کو کبھیٹے ڈھکیلتے لارہے ہیں وہ مارے شرم کے پیچھے ہی ہٹا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ براتیوں کے قریب پہنچتا ہے تو براتی گروہ راستہ کے دونوں جانب کسی قدر ہٹ کر ٹہر جاتا ہے۔ اور دولہا کے لئے درمیان میں راہ قائم کر دیتا ہے۔ جب دولہا اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ جہان سے دولہن نظر آ سکے اور سلام کے لئے سر جھکا کر فوراً اسی راستہ سے اپنے گھر پہاگ جاتا ہے جس کے بعد دولہن آگے بڑھتی ہے لیکن بڑی آمہنگی سے قدم اٹھاتی ہے۔ ہر قدم پر ہمراہین اسکی خوشامد کرتے ہیں۔ جب براتی مرد دولہا کے گھر تک پہنچ جاتے ہیں تو وہ راستہ کے دونوں طرف

ہنگر عورتوں کے لئے راہ قائم کر دیتے ہیں۔ اس موقع پر دولہا کے والد استقبال کے لئے آگے بڑھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بخشیدم تو باغی و مکتان اس بخشش کی آواز اون کی زبان سے نکلتے ہی ہر ایک براتی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ دولہن کی رونمائی میں باغ و مکان بہہ کیا گیا۔ قریب کی عورتیں دولہن کو مبارکباد دیتی ہیں اور آگے بڑھنے کی التجا کرتی ہیں وہ دو قدم چلکر پہر بٹھرتی ہیں۔ اور اوکے ساتھ یہ آواز آتی ہے کہ زیور و لباس بخشیدم۔ جس پر مبارکباد کی صدا پہر بلند ہوتی ہے۔ اور دو چار قدم چلکر پہر سواری رک جاتی ہے۔ ہر ایک وقفہ پر خسر صاحب کو کچھ نہ کچھ سلوک کرنا پڑتا ہے جسکے بغیر قدم آگے نہیں بڑھتا۔ ہمراہین بالکل تھک جاتے ہیں۔ اور خسر صاحب قریب آجاتے ہیں اور فرماتے ہیں بسم اللہ۔ دیگر چہ میخواہی۔ تب براتی عورتوں سے ایک چلبلی عورت کہتی ہے کہ عروس کینزک میخواہد۔ تب خسر صاحب ظاہر میں کسی قدر متفکر ہو کر نہایت زور کے ساتھ۔ لا الہ الا اللہ پڑھ کر فرماتے ہیں کہ بے بخشیدم تو فرزندہ کینزک ہم یہہ سنتے ہی سب کے سب اصرار کرتے ہیں کہ اب چلنا چاہئے۔ مردوں کے گروہ سے یہہ آواز بلند ہوتی ہے۔ کہ موذن صبح سنا

ہمارے صبح کا وقت آپہنچا، پہر تو کشان کشان دولہن کو آگے بڑھاتے ہیں دروازہ مکان میں دو لہا کے جانب سے صدقات پیش ہوتے ہیں نقدی کا پنجاور ہوتا ہے۔ شاباش کی صدا چاروں طرف سے بلند ہوتی ہے۔ غرض بڑی مشکل سے خدا خدا کر کے دولہن مکان میں تشریف لیجاتی ہیں اور براتی خدا حافظ اور فی امان اللہ کہہ کر واپس چلے آتے ہیں۔ سامان جہیز سے کوئی چیز اس وقت دولہن کے ساتھ نہیں بھیجی جاتی۔

چوتھی کی رسم | چوتھی اسم مونث زبان ہندی میں ایک رسم کا نام ہے جو ساچت سے چوتھے روز ادا کیجاتی ہے۔ بعض خاندانوں میں بازگشت کے چوتھے دن اس تقریب کا دن مقرر ہے۔ اسی کو قوم نایط گنگن کی رسم کہتے ہیں۔ گنگن ایک زیور کا نام ہے جو کلائی میں پہنا جاتا ہے۔ دولہا کی والدہ کی جانب سے بیو کی چوڑیوں کی تکمیل کے لئے اس وقت پہنایا جاتا ہے۔ جبکہ دولہن اپنی والدہ کے گھر جاتی ہیں۔ بعض قانون گو یاں قوم کا بیان ہے کہ جب دولہن بازگشت یا ساچت کے چوتھے دن اپنے والدین کے گھر جاتی ہیں تو یہ زیور دولہا کے جانب سے اس کو پہنایا جاتا ہے اسی لئے چوتھی کی رسم کو گنگن کی رسم کہنے لگے

بہر حال چوتھی کی رسم کے لئے دولہن کا چھوٹا بیانی اور بہن دولہا کے گہر آتے ہیں اور دعوت پہنچا جاتے ہیں جسکے بعد دولہا اپنی دلہن اور اہل خاندان کے ساتھ سسرال میں جاتا ہے جہاں تکلف کے ساتھ مہمانی ہوتی ہے۔ اور دونوں کی گلپوشی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ سلامی دی جاتی ہے اور اسی شب میں واپسی ہو جاتی ہے۔ دولہن کے مکان پر جب چوتھی کی رسم کے لئے دولہا پہنچ جاتا ہے تو وہاں ایک دل خوش کن لڑائی قائم کرتے ہیں جس میں دولہن کے عزیز و اقارب کے ساتھ مقیش کار۔ باریک چٹھریوں اور پھولوں سے لڑائی لڑتے ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ درحقیقت دولہا والوں کے لئے ایک مہذب سزا ہے۔ اس مبارک قصہ کی پاداش میں کہ وہ بازگشت کے دن دولہن کو اپنے ساتھ لے گئے۔ پہر مہنسی خوشی کے ساتھ صلح ہو جاتی ہے۔ بعض افراد خاندان نے اس رسم کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ یہ رسم نہ ہندوؤں کی شاستر میں داخل اور نہ رواج میں مسلمانان ہند کی ایجاد پائی جاتی ہے۔

دسندانہ کی رسم | دسندانہ کی رسم دولہا کی سسرال سے متعلق ہے یعنی

دولہا اپنی سسرال کے گہر دولہن کے ساتھ دس دن تک مہمان رہتا ہے اسکا وقت اختیاری ہے بعض افراد قوم چوتھی کے دوسرے دن سے اسکا آغاز کرتے ہیں اور بعض کچھ دن بعد۔ یہ رواج ہندو شاستر میں نہیں ہے اور نہ عرب و عجم میں اسکو مستحسن خیال کرتے ہیں۔ بلکہ بعض ایرانی اقوام کے پاس داماد کی مہمانی سسرے کے گہر مکر وہ اور ناقابل برداشت مانی گئی ہے۔ ناپطیان جہرمی لقب سے اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ اہل عجم داماد کا خسر کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرنا ہی پسند نہیں کرتے یہ مہمانی چہ رسد۔

بات برتانہ کی رسم | بات برتانہ کی رسم شادی کی آخری رسم اور نہایت پُر مغنی ہے۔ اسی کو سمدھ ملاوا کہتے ہیں۔ یہ تقریب دولہا کے گہر چائی جاتی ہے۔ دس دن کے کچھ دن بعد دولہن کے والدین مع اپنے خاندانی اقربا کے دولہا کے گہر مہمان ہوتے ہیں اور دولہن کو کاروبار خانہ داری کی نصیحت کرتے ہیں۔ اور سامان خانہ داری کا برتاؤ سکھلاتے ہیں یہی اس رسم کی وجہ تسمیہ ہے۔ خاندان کے تمام معزز افراد اناشر اور اپنے ہاتھوں مہمانی کا سامان تیار کرتے ہیں۔ پوریان کچوریاں مختلف قسم کی

مٹھایاں بناتے ہیں اپنے اپنے کمالات پخت و پز کا نمونہ دکھلاتے ہیں کوئی خاص کام اسی قسم کا دولہن کے ہی تفویض ہوتا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ اس تاریخ سے دولہن کی شرم اور گوشہ نشینی کو اس کے والدین نے گھٹا دیا۔ سدا ملا واک کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ حقیقی سدا بیون اور سدا بیون کی ملاقات کی تقریب ہے یعنی دولہن کی والدہ دولہا کی والدہ سے ملتی ہیں۔ ملے ہذا دولہن کے والد دولہا کے باپ سے ملاقات کرتے ہیں جس کے بعد پہر کوئی ضمیمہ رسوم شادی کا باقی نہیں رہتا الا یہ کہ ہر ایک جمعہ کو کہی دولہا کے گہراور کہی اوسکے سسرال میں صرف دولہا دولہن اور اون کے والدین کی مہانی ہوتی رہتی ہے۔ اسکا سلسلہ عرصہ تک قائم رہتا ہے اسکا نام جمعلی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محبت ہائے باہمی کے بڑھانے اور ایک دوسرے کے طرز معاشرت سے واقف ہونے کا یہ ایک عمدہ ذریعہ ہے بدنیو جب کہ سدا بیانہ کی قرابت قائم ہونے کے بعد بزرگان خاندان کی باہمی ملاقات تقریب خاص کے بغیر متعذر اور ایک دوسرے کے خلاف شان سمجھی جاتی ہے اسلئے جمعلی کے بہانہ سے باہم ملنے جلنے کا موقع دیا گیا ہے۔ ہندو شاستر سے اس رسم کا پتہ نہیں چلتا۔

البتہ آہنہ ہنان (ہفتہ کا غسل) کے نام سے دولہن کی آمد و رفت اپنے والد کے گہر قایم رہتی ہے۔ ان مواقع پر دولہا ہی اپنی سسرال کا مہمان ہوا کرتا ہے یہ طریقہ صرف رواجی ہے نہ شاستری۔

بیوہ کے عقد ثانی کا رواج | صاحب منتخب اللباب بعض احوال قوم نایط فرماتے ہیں

کہ اگرچہ بعد از فوت شوہر زنان جوان در مکہ متبرکہ و مدینہ منورہ و

تمام روم و ایران و توران و ہما قلمر و اسلام از زمان قدیم لغایت حال

شوہر دیگری نمایند بل و ارثان آہنا بزور عقد کفوی آرند اما در

ہندوستان کہ میان شرفاء اسلام کہ مراد از عرب اند این عمل راقع و عیب

دانستہ ترک روئے آبا و اجداد کہ موافق حکم خدا و رسول و مطابق شرع محمد

نمودہ اند و ہمین است کہ بعد امتداد ایام کہ درین غربت میان کفر

توالد و تناسل واقع شد و ملاحظہ نمودند کہ از جملہ اقسام ہنود کہ تعداد

آہنا آہنا ہند ارد۔ پنج قوم برہمن و کہتری۔ و راج پوت و بقال و کات

باشند از نجائے کفر اند اگر دختر شیرخوارہ را بہ عقد احد سے در آرند

و شوہر او در ہمان شب میر و پاز بہ نخل دیگر در نمی آرند چون شرفاء

قوم را با شراف ہر دیار ہم چہمی میان می آید بہ تقاضائے غیرت کہ ما پڑ

کم تر ازین جامعہ ہائیم طبیعت این رسم را سر مایہ ابر و دعت و نشان
شرافت و نجابت دانسته ترک رویہ بزرگان سلف نموده اند۔ این طریقہ
عقلاً و شرعاً محمود نیست و درین ضمن مفسدہ بسیار حاصل می گردد کہ بتوضیح
آن نپرداختن اولیٰ الخ۔

قوم کے بعض خاندانوں نے نہایت آہستگی کے ساتھ اس طریقہ کو ترک
کرنا شروع کر دیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہندوستان میں قوم ہنود کے
بعض فرقوں نے ہی بیوہ کے عقد ثانی پر توجہ کی ہے۔ آثار سے اس بات
کی امید ہو چلی ہے کہ نہ صرف اس قوم میں بلکہ عموماً اہل اسلام اور ہنود
کے تمام فرقوں میں اسی صدی کے آخر تک بیوہ کے عقد ثانی کا رواج
ایک حد تک قائم ہو جاوے گا۔ مسلمانوں کے متعدد علما اور ہنود کے
اکثر سبھاؤں نے اس ترمیم کے متعلق متعدد تصانیف اور ارٹیکلز
لکھے ہیں اور شب و روز اس رواج کے بڑھانے اور پچھلے خیالات
کے مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ کوشش بہ نسبت موجودہ
زمانہ کے آئندہ زمانہ میں زیادہ موثر ثابت ہوگی۔ اکبر کے زمانہ
شہنشاہی میں جسکو اکثر رسوم و رواجات کا ماخذ خیال کیا جاتا ہے،

خود اس بات کی تاکید تھی کہ بیوہ کے عقد ثانی کو نہ روکا جاوے شہنشاہ
 کو اس مسئلہ میں اس قدر اصرار رہا ہے کہ وہ مخالفین عقد ثانی اور طرفداران
 سستی کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر شوہر کی موت کے بعد بیوہ کی سستی پر اصرار
 ہے تو عورت کے مرنے پر ہی اوسکے شوہر کو سستی ہونا چاہئے۔ علی ہذا
 مخالفین عقد بیوہ کو رنڈوے کے عقد ثانی سے ہی قہراً لازم ہوگا۔ یہ تاکید درحقیقت ایک قسم
 کی تہدید تھی۔ اسی اصول نے سستی کے رواج کو مٹایا اور اسی نے اکثر
 افراد قوم ہند کو باوجود اختلاف احکام شاستر۔ بیوہ کے عقد ثانی
 پر آمادہ کیا و اے بحال ما۔ کہ باوجود اسکے کہ ہماری شریعت بیوہ کے
 عقد ثانی کی اجازت دیتی ہے اور ہمارے شہنشاہ دین و دنیا اوسکا
 حکم موکد فرما چکے ہیں۔ اور موجودہ زمانہ کے دنیوی شہنشاہ اوسکی لغت
 نہیں کرتے بلکہ ان کی قوم اپنے مذہب کے حکم سے اوسی پر عمل پیرا
 لیکن ہم اپنی ایک ناقابل تعریف عادت پر جے ہوئے ہیں۔ ہم تسلیم
 کرتے ہیں کہ ہمارے لئے ایک زمانہ وہ تھا جس میں ہم کو اپنے مذہب
 اور احکام مذہب کا اخفا مجبوری کی وجہ سے ناگزیر تھا اور ہم اپنے
 معاصرین قوم ہند کے رسم و رواج کی پیروی میں عقد بیوہ کو نامتنا

خیال کرتے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد اگرچہ ہماری محبوبان باقی نہیں رہیں
لیکن اس مسئلہ میں ہندو شاستر کی پیروی کو ہم نے شرفاء اہل ہندو کے
نگاہوں میں اپنی شرافت کی ایک نشانی قرار دے رکھی تھی لیکن جبکہ وہ
زمانہ بھی باقی نہیں رہا اور بعض اقوام ہندو اس رواج کی اصلاح میں
عملی طور پر کامیاب ہو رہے ہیں اور ہماری شرافت کا انحصار کسی دوسری
قوم کے رسم و رواج کی پیروی پر باقی نہیں رہا تو پہر کیسی بد قسمتی کی
بات ہے کہ ہم خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور اپنی بہلائی
اور برائی کا اندازہ نہیں کر سکتے اور اپنے مادی برحق علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے مبارک احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ قوم کے جن افراد
نے اس مسئلہ خاص میں سبقت کا اعزاز حاصل کیا ہے ان کو ہم اپنی
نگاہوں میں ذلیل سمجھتے ہیں ان کے ساتھ اپنی اولاد کا لین دین ہمو
ناگوار ہے۔ آفرین ہے ان مستقل مزاج معدودے چند خاندانوں پر
جنہوں نے مطلق ہماری پرواہ نہیں کی اور اپنے آپ کو تباہی اور خطرہ سے
بچایا مولف کی رائے میں اگر قوم کا بڑا حصہ اس مسئلہ پر توجہ کامل مبذول
نکھرے گا تو بہت تھوڑے عرصہ میں کفو کی رہی سہی پابندی بھی خست

ہو جاوے گی۔ جس سے اندیشہ ہے کہ قوم کو نقصان پہونچے پس علماء قوم اور سربراہ اور دوا افراد کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف متوجہ ہونا چاہئے جنکی بزرگی اور وجاہت کے اثر سے ہر طرح پر کامیابی کی توقع ہو۔

ب۔ متفرق رواجات قوم کے متعلق

عیادت اور تعزیت کا رواج | اس قوم میں اب تک یہ رواج جاری ہے کہ عیادت اور تعزیت میں افراد قوم نہایت ہمدردی کرتے ہیں عموماً یہ دستور ہے کہ جب کبھی بیمار کی خبر گیری کے لئے اہل قوم کی زنانہ سواریان کرایہ کی گاڑیوں میں آتی ہیں تو آمد کا کرایہ اخلافاً صاحب مکان کے جانب سے ادا ہوتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ تعزیت میں مروج نہیں قوم اور خاندان کے اکثر افراد بیمار کی خدمت یا غم رسیدے کی دل جوئی اور تسکین کے لئے دو چار دن مکتاؤسکے پاس رد جاتے ہیں اور یہ رواج خصوصیت اور قرب قرابت کے ساتھ مخصوص ہے جس مکان میں رحلت کا سانحہ گزرا ہے اوسکے لئے اہل خاندان باری باری سے کئی روز تک سادہ طریقہ پر روٹی بھیجا کرتے ہیں اور سب سے زیادہ قابل تعریف دستور یہ ہے کہ سامان تجئیر و تکفین میں ساری قوم علی

امداد پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اہل قوم۔ میت کے غسل۔ جنازہ کے لئے چلنے۔ اور دفن کی امداد میں غیر اشخاص یا غسالان اجیر کی شرکت کو پسند نہیں کرتے بلکہ خود اپنے ہاتھوں نہایت سلیقہ کے ساتھ ہر ایک کام کو انجام دیتے ہیں فاتحہ اور درود خوانی۔ ختم کلام مجید میں افراد قوم کی شرکت سے نہایت مدد ملتی ہے۔ امیر و غریب علی قدر مراتب ان ضروریات میں مستعد نظر آتے ہیں۔

متفرق تقاریب تہنیت کا رواج | متفرق تقاریب تہنیت میں جنکی تفصیل

ذیل میں بیان ہوئی ہے قوم کے اکثر افراد مدعو ہوتے ہیں۔ بعض افراد خاندان کے تقاریب میں جن کی دعوت کا دسترخوان وسیع نہیں ہوتا مبارکباد کے جیلے سے افراد قوم کا گزر وقت بوقت ہوتا رہتا ہے۔ ہر ایک تقریب میں صاحب تقریب کی گلیوشی کی رسم لازمی ہے جس میں افراد قوم اپنے اپنے رتبہ اور قرب قرابت اور خصوصیات کے مطابق ایک رقم معینہ۔ صاحب تقریب کے ہاتھ میں رکھ دیتے ہیں جس کا نام قومی اصطلاح میں بے سودی قرضہ ہے۔ قوم کا عام خیال یہ ہے کہ اس قرضہ کے ادا می کا وقت اور وقت آتا ہے جبکہ دینے والے کے گھر

کوئی ایسی ہی تقریب قائم ہو۔ اکثر افراد قوم نے اس لین دین کے طریقہ کو
مکروہ سمجھ کر مٹا دیا ہے۔ مولف کی رائے میں یہ طریقہ بُرا نہیں ہے قوم
کے کم تیسرا افراد کے ساتھ متمول افراد کو مدد دینے کا عمدہ حیلہ ہے اور
یہ رواج قابلِ تعریف ہے کہ حاضرین جلسہ سے اکثر مہمانان قوم جن کو
اوس خاندان سے کم خصوصیت ہے جس میں تقریب قائم ہے اس طریقہ
کی پابندی نہیں کرتے اور بعض اہل خاندان اور قرابت قریبہ رکھنے والے
غریب افراد ہی اس طریقہ میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ذلیل نہیں سمجھ
جاتے۔ بعض غیر متمول افراد صرف پنجاہ در پر قناعت کرتے ہیں جس کا نام
رختی ہے۔ یہ لفظ پنجاہ در کے معنوں میں مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ رخت ^{گلشن}
سے بنایا گیا ہو۔ جس کے اصطلاحی معنی زبان فارسی میں ماجر آمدن کے ہیں
اگر فی الحقیقت یہ لفظ اسی مصدر سے بنایا گیا ہو تو خود پنجاہ در کرنے والوں
نے اپنی مجبوری اور انکسار کے لحاظ سے اس کو بنایا ہو گا۔ لیکن اگر یہ لفظ
رخت سے بنایا گیا ہو تو کسی قدر معنی ٹھیک ہوتے ہیں۔ رخت زبان فارسی
کا لفظ ہے اردو میں لوازمہ کے معنوں میں یہی اوسکا استعمال ہے بدیہہ
کہ پنجاہ در کا طریقہ تقریب تہنیت کا لوازمہ ہے اوسکو رختی سے موسوم

کر سکتے ہیں۔

(ا) چوماسا۔ یہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی برشکال کے ہیں اصطلاحاً اس تقریب کا نام ہے جو چار مہینہ کے حل کے بعد چائی جاتی ہے۔ عورتوں کا مقولہ ہے کہ ابتدائی چار مہینہ تہندے تہندے گزر جاتے ہیں جبکہ اختتام پر خوشی منائی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اسی وجہ سے اس تقریب کا نام چوماسا رکھا گیا ہو۔ اس کا رواج ہندوؤں میں نہیں قوم نایط کے اہل خاندان اس تقریب میں جمع ہوتے ہیں اور حاملہ کی گلیوشی کی رسم ادا کرتے ہیں۔ تکلف کے ساتھ مہانی ہوتی ہے۔

(ب) ستوانسا۔ یہ ہندی زبان کا لفظ ہے حل کی ایک رسم کا نام ہے جو اکثر پہلی زوجگی میں برتی جاتی ہے۔ جس میں حاملہ کے میکے سے حاملہ کے لئے جوڑا۔ مسی۔ عطر۔ پھیل۔ گنگی۔ جوتی۔ پہولون کا گہنا۔ مہندی۔ چاندی کی نہرنی اور کٹوری بھیجی جاتی ہے۔ تقریب کے دن قوم کی مہانی اور حاملہ کی گلیوشی لازمی ہے۔ اس تقریب میں حاملہ کا گود۔ میوے سے بہراچا اور پھرد میوہ اہل خاندان پر تقسیم ہوتا ہے اسکو گود بہرائی کی رسم بھی کہتے ہیں۔ حاملہ کو دولہن بنا کر اوسکی گود میں سات قسم کا میوہ۔

سات قسم کی ترکاریاں۔ سات پان اور سات روپے ایک کپڑے میں باندھ کر رکھتے ہیں۔ بزرگان خاندان دے دیتے ہیں کہ اس حاملہ کی گود ہمیشہ اولاد سے بہری پڑی رہے۔ میوہ میں ناریل کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اگر ناریل کے اندر سے گلا ہوا کہو پر انکھا تو بیٹے کی فال ہے۔ اگر اچھا کہو پر انکھا تو بیٹی ہونے کی علامت کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ۵

آج دروازہ پہ نوبت جو بہری جاتی ہو ڈمیری کو کاکی اجی گود بہری جاتی ہے مذہب بنو دین ستوا سے کی رسم شاستر کے احکام میں داخل ہے۔ سہی پوجا کے وقت چچا رسی حاملہ سے پوچھتا ہے کہ وہ کیا چاہتی ہیں۔ وہ جواب دیتی ہیں کہ چم ساونم یعنی لڑکے کی پیدائش۔ شاستر میں اس رسم کا نام چم ساونم ہے۔ اور یہی اوسکی وجہ تسمیہ ہے۔ یہ زبان سنسکرت کے الفاظ ہیں۔ بعض خاندان قوم نایط نے اس رسم کو قطعاً ترک کر دیا ہے (ج) نواسا۔ یہ زبان ہندی کا عام محاورہ ہے قوم نایط نے یہی محل کے نوین مہینہ کی تقریب کو اس نام سے موسوم کر لیا ہے۔ یہ تقریب آغاز ماہ نہم میں سرانجام پاتی ہے۔ اسکی بنیاد ہی ہندو شاستر سے ہے جس کا نام سنسکرت میں سیمونتو نیم ہے جس کے معنی حاملہ کی

بانگ میں اس کے شوہر کے ہاتھ سے کہا نس لگائے کے ہیں یعنی حل۔ کہ زین
مہینہ میں حاملہ کا شوہر خود پوجا کرتا ہے اور اپنے ہاتھ سے حاملہ کی مانگ
میں کہا نس کے تنکے جاتا ہے اور یہ سرسبزی کا شگون سمجھا جاتا ہے۔ قوم
نوایط میں نو ماسے کی رسم میں صرف اہل خاندان کی نہانی اور حاملہ کی
کھپوشی ہوا کرتی ہے۔

(د) بانگ کا گڑ۔ یہ روز ولادت کی رسم ہے۔ یہ تجر و ولادت
اذان دیجاتی ہے اور موزن کا منہ گڑ سے میٹھا کرتے ہیں اور اویسکے ساتھ
تمام افراد قوم پر گڑ کے حصے تقسیم ہوتے ہیں۔ جس سے اعلان ولادت
مقصود ہے۔ بانگ زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی آواز۔ صدا۔ اذان۔
گڑ زبان ہندی میں قند سیاہ کو کہتے ہیں۔ متمول خاندانوں نے بھی گڑ ہی
کی تقسیم کا طریقہ جاری رکھا ہے مصری یا تبا سون کی تقسیم اس موقع پر
نہیں کی جاتی۔ قوم کے ایک بزرگ نے اسکی نسبت اپنا یہ خیال ظاہر کیا
کہ گڑ کی تخصیص یا تو اسلئے ہے کہ بہت ارزان چیز ہے جو غریب قوم بھی
اسکو تقسیم کر سکتے ہیں یا اسوجہ سے کہ پرانے لوگ اور متقی افراد قند یا شکر
کو اسلئے کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ اسکی تیاری میں ہڈی سے

کام لیا جاتا ہے۔ یہ کہ دیہاتی مقامات پر گزشتہ زمانہ میں قند و نبات کا میسر آنا خالی از دشواری نہ تھا۔ آج کل ہی راجا یان قوم ہنود و امرائے صاحب تقویٰ عمدہ قسم کے گڑ کو قند و نبات پر ترجیح دیتے ہیں۔ بعض خاندانی و فائز سے پتہ چلتا ہے کہ اس رسم کی ابتدا ایشیہ بحری میں ہوئی۔ فی زمانہ قوم نوایط کے اکثر خاندان اس رسم کی پابندی نہیں کرتے۔

(۵) چٹھی۔ یہ تقریب ولادت سے چھ دن کی جاتی ہے۔ یہ ہندی زبان کا لفظ ہے۔ یعنی چٹھ سے نسبت رکھنے والی تقریب۔ جس میں مہمان جمع ہوتے ہیں۔ زچا کے میکے سے اس تقریب میں۔ جوڑا۔ کچڑی طشت چوکی اور کھلونے زچا کے گہر بھیجی جاتی ہیں۔

(۶) منڈن۔ یعنی سر موٹائی کی تقریب جس سے عقیقہ مراد ہے منڈن ہندی محاورہ میں بولا جاتا ہے۔ عقیقہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنی موی شکم کے ہیں یعنی وہ بال جو بچے کے سر پر وضع حل سے پہلے نکلے پیٹ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ وضع حل سے، دن بعد اس تقریب کا وقت ہے جس میں مولود کے سر کے بالوں کی ہم وزن چاندی۔ حجام کو دی جاتی ہے۔ اور بکرے ذبح کئے جاتے ہیں بیٹے کے لئے دو۔ اور

بیٹی کے لئے ایک بصفات معینہ ذبح کرنے کا حکم ہے۔ یہ مسلمانوں کی مذہبی رسم ہے۔ اس ذبیحہ سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ بچہ کے بالوں کے عوض بال۔ گوشت کے عوض گوشت۔ پوست کے عوض پوست علیٰ بذاتہ تمام جسم کی چیزوں کے بدلے تمام چیزوں کا صدقہ دیا جاوے تاکہ بچہ آفات دنیوی سے محفوظ رہے اس تقریب میں اہل خاندان کی دعوت ہوتی ہے۔ جسے تقسیم کئے جاتے ہیں۔

(ز) نام رکھائی۔ جس کو تسمیہ کی تقریب بھی کہتے ہیں۔ بعض افراد قوم عقیقہ ہی میں اس تقریب کو سرانجام دیتے ہیں اور بعض افراد روز ولادت سے گیا رہوین دن کیسی ایک بزرگ قوم کے ذریعہ سے وہ نام بچہ کے کان میں کہہ دیا جاتا ہے جس سے اوسکو موسوم کرنا مقصود ہوا اس تقریب میں مہمانی کا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ نام کے بتا سے یا نام کی مصری اہل خاندان کے گہر پہنچ دی جاتی ہے بتا شایا بتا سے کے لفظی معنی حباب کے ہیں ہندی بول چال میں بتا شایا بتا سا اوس مٹھائی کا نام ہے جو بشکل حباب۔ ہوا بہر کر بنائی جاتی ہے۔

(ح) چہلہ۔ یہ زبان فارسی کے لفظ چہل سے بنا یا گیا ہے

ہندی بول چال میں چلہ یا چہلہ زچہ کے اوس غسل کو کہتے ہیں جو زجلی سے چالیسویں دن دیا جاتا ہے یہی اوس کی وجہ تسمیہ ہے۔ جس میں مہمانی سوار زچہ اور اوسکے شوہر کو پہول پہناتے ہیں۔ رسم کے وقت بچہ اوسکی مانگی گودی میں ہوتا ہے۔ دادی اور نانی کے جانب سے بچہ کو جوا نگہوارہ عنایت ہوتا ہے۔ بچہ کے دادا اپنی بہنو کو اور نانا اپنے داماد کو جوڑا عطا فرماتے ہیں۔ فقرا کو خیرات تقسیم کی جاتی ہے۔

(ط) جھولے کی تقریب۔ چہلہ کے بعد جھولے کی رسم منائی جاتی ہے یعنی بچہ کو جھولے میں سلاتے ہیں اور لوریان گاتے ہیں۔ اہل خانہ کی مہمانی ہوتی ہے۔ لوری زبان ہندی کا لفظ ہے۔ لاری یعنی لاڑ سے بنایا گیا ہے۔ اون سرٹے اور پیارے الفاظ کا نام لوری ہے جو بچے کے بہلانے کے لئے گیت کے طور پر دہیے سرودن میں گائے جاتے ہیں۔ ایک اہل زبان نے لکھا ہے۔ ۵

آجاری نندیا تو آگیون نہ جا ڑ میرے بالے کی آنکھوں میں گہلجا
آتی ہوں بیوی آتی ہوں ڑ دوچار بالے کہلاتی ہوں
(ری) چٹانا۔ یہ اسی قوم کا محاورہ ہے۔ چٹانا دوسری تعبیر

کا نام ہے جو بچے کے چار مہینہ کی عمر میں سرخجامی جاتی ہے۔ جس میں فیرنی یا چاول یا اور کسی قسم کے اناج کو جو دودھ میں پکا ہوا ہو بچہ کو چٹوائیں۔ اہل خاندان اور قوم کی اوسدن ضیافت ہوتی ہے جس میں کہیر پوریوں کا دسترخوان پر ہونا لازمی ہے۔ بعض اقربا و قوم بلحاظ خصوصیات اپنے جانب سے بچہ کو گرتے۔ ٹوپی عنایت کرتے ہیں اور بعض کہیر اور پوریوں کا تحفہ اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

(ک) سالگرہ۔ یہ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ سالگرہ سے وہ کلمہ مراد ہے جس میں بچے کی عمر یاد رہنے کے لئے سال بسال اوسکی ولادت کی تاریخ میں گمرہ لگاتے جاتے ہیں۔ اسی کا نام جنم دن۔ رشتہ عمر۔ برس گاہ ہے۔ یہ اہل عجم کی رسم ہے جسکو قوم نایط نے اختیار کیا ہے۔ غنی نے کیا خوب کہا ہے۔

کشت چون رشتہ عمر کو تاہ	معنی سالگرہ ہمیدم
-------------------------	-------------------

فارسیوں نے سالگرہ کو بتیج سال سے ہی موسوم کیا ہے۔ صاحب شیرازی نے کہا ہے۔

چہ حاجت است بتیج سال عمر مرا ڈکہ میشود بیک گشت این حسابم

قوم نایط کے پاس یہ رسم نہایت مبارک رسم ہے جس میں غریب کو خیرات تقسیم کی جاتی ہے کہا نا کہلایا جاتا ہے بزرگان خاندان نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ سجدہ شکرانہ ادا کرتے ہیں اور صاحب تقریب کے لئے بارگاہ انردی میں دعا فرماتے ہیں۔

(ر) دود بڑھائی۔ جبکہ دود چھڑائی بھی کہتے ہیں یہ رسم بچہ کے ایک یا دو سال کی عمر میں ادا کی جاتی ہے۔ جس میں اہل قوم کی ضیافت اور اہل خاندان کی مہمانی ہوتی ہے اسی میں مختلف قسم کی مٹھائیاں کم سن بچوں کو تقسیم کرتے ہیں فقرا کو شیر برنج کھلواتے ہیں۔ بچہ کی انا کو نیا لباس اور الغام دیا جاتا ہے۔ انا۔ زبان ترکی کا لفظ ہے۔ انا کے معنی ترکی بول چال میں مادر کے ہیں دود پلانے والی عورت کو انا بولتے ہیں۔ یہ لفظ آنا سے بنایا گیا ہے۔ انا کے اوس بچہ کو جس کی رضا عت بچہ کے ساتھ قائم ہے۔ بچے کا کوئی ایک قیمتی لباس دیا جاتا ہے۔ اور وہ بچے کا کوکہ کہلاتا ہے۔ کوکہ بھی زبان ترکی کا لفظ ہے۔ (م) مکتب۔ غریب زبان کا لفظ ہے بمعنی پڑھنے کی جگہ۔ مدرسہ اسی کو بعض اہل قوم نے بسم اللہ خوانی کہا ہے۔ بدینہ وجہ کہ اس تقریب

کے بعد بچہ کی تعلیم اور مکتب نشینی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس رسم کو رسم مکتب کہنا نا درست نہیں ہے۔ یہ ایک مذہبی رسم ہے۔ جب بچہ کا سن چار سال چار مہینہ۔ چار دن کا ہوتا ہے تو اس وقت اس تقریب کا وقت آتا ہے۔ یہ تقریب اور تقاریب کے مقابلہ میں بڑی بہاری تقریب ہے بعض افراد قوم چار دن تک اسکی خوشی مناتے ہیں۔ گلیوشی کے دن افراد خاندان و قوم کی مہمانی ہوتی ہے بچہ کو چڑتھلف لباس پہناتے ہیں۔ امیر قوم یا قوم کا عالم یا خاندان کے بزرگ۔ بچے کی زبان سے بسم اللہ اور اقراء کا لفظ یا اقراء کا کامل سورہ پڑھاتے ہیں۔ اس رسم کے ادا کرتے وقت بچے کے دونوں ہات دولڈو پر رکھتے ہیں لدوزبان ہندی کا لفظ ایک قسم کی مٹھائی کا نام ہے جو بسن یا مو کے آٹے وغیرہ سے مدور شکل پر بنائی جاتی ہے۔ مولف کو اچھی طرح یاد ہے کہ وہ اپنے مکتب کی رسم میں اپنے نانا جان کے حکم کی تعمیل اچھی طرح سورۃ اقراء کے پڑھنے کے وقت انہیں لدون کی خوشی میں کی تھی اور مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا کہ حکم کی تعمیل اچھی طرح پر کیجا وگی تو ایک سالم لدو مجھ کو دیدیا جاوے گا۔ الحاصل ادا اسے رسم کے بعد وہ مٹھائی

اہل خاندان پر تقسیم کر دیا جاتی ہے۔
 (ن) کان۔ ناک چھدائی۔ لڑکیوں کے لئے پانچ سال کی عمر کے
 بعد اس تقریب کا رواج ہے جس میں صوے کی تقسیم اہل خاندان اور اہل
 قوم پر کی جاتی ہے یہ رواج زیورات کے استعمال کے لئے قائم ہوا،
 اردو محاورہ میں اسکو کان بیدنا کہتے ہیں۔ بلا د عرب و عجم میں اسکا رواج
 بہت کم ہے۔ ہندوستان اور خصوصاً مدراس اور ملیبار میں غالباً ہندو
 سے اس کا سبق ملا ہے۔ قوم نوایط کے لڑکیوں کے لئے نتھنے کا سوراخ
 بضرورت استعمال زیور (نتھہ) لازمی ہے۔ نتھہ زبان ہندی میں
 اوس نفروں یا طلائی حلقہ کا نام ہے جو سہاگین پہنا کرتی ہیں۔ اس
 زیور کا استعمال قوم نوایط میں جلوہ کے دن دولہن کے لئے نہایت
 ضروریات سے ہے۔ اور یہ بات ضروری سمجھی گئی ہے کہ نتھہ کا زیور
 دولہ کے طرف سے بھیجا جاوے۔ عورتیں اسکو سہاگ کی علامت خیال
 کرتی ہیں۔ بیواؤں کو اسکے استعمال کی اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح
 بنا گوش کا سوراخ اور راج یا چاند بالیان۔ یا کرن پھول کے لئے مخصوص
 ہے۔ یہ تینوں نام مرصع زیورات کے ہیں علی ہذا کان کے سرے کا

سورخ بھٹے یا بگڑون کے لئے وضع ہوا ہے۔ یہ دونوں موتیوں کے زیور ہیں کان کے کناروں پر جو سورخ کئے جاتے ہیں وہ پھول بالیوں کے لئے کام میں لائے جاتے ہیں ایک ہکا ساز زیور ہے جو غریبوں میں اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ (س) ختنہ۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکو اردو میں سنت کہتے ہیں اسکی تقریب دو وقتوں میں رائج ہے۔ (۱) ختنہ کے دن جس میں مضر اہل قرابت قریب جمع ہوتے ہیں جن پر تباشون اور پان کی تقسیم ہوتی ہے۔ (۲) گلیوشی کے دن بہت بہاری مہمانی ہوتی ہے جس میں افراد قوم مدعو ہوتے ہیں یہ مسلمانوں کی مذہبی رسم ہے تقاریب متذکرہ بالا میں جو حصے تقسیم ہوتے ہیں ان میں چینی کی ریکا کا استعمال ہوا ہو تو خاص کر ان رکابیوں میں جن میں مٹھائی یا مصری یا گڑ کی تقسیم ہوئی ہے اہل خاندان حصہ کو لے لینے کے بعد نقد رقم رکھ دیتے ہیں جسکی تعداد کم سے کم ایک روپیہ مقرر ہے اور زیادہ سے زیادہ پانچ روپیہ۔ لیکن اگر چینی کی رکابیوں کے عوض مٹی کی صحنوں کا استعمال کیا گیا یا چینی ہی کی رکابیوں کی نسبت کہد یا گیا کہ وہ رکابیان ہی حصہ میں داخل اور ناقابل واپسی ہیں تو پھر کوئی تعین

سلوک نہیں کیا جاتا۔ لیکن یہ طریقہ لازمی نہیں ہے تخصیصات قرابت کے لحاظ سے مرعی ہے بعض متمول افراد خاندان کو غرباء خاندان کی تقاریب میں اون کے ساتھ سلوک کرنے کا عمدہ بہانہ ہے فی زمانہ اکثر خاندانوں نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے مولف کی رائے میں یہ طریقہ بُرا نہیں ہے۔ مولف اس میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں خیال کرتا نہاد وایا الیچی کی رسم | ہر ایک تقریب میں قوم کی بی بیوں کو مدعو کرنے کے دو طریقے ہیں اکثر افراد قوم اپنے عزیزوں سے کسی ایک بی بی کو پیام دعوت کے ساتھ روانہ کرتے ہیں۔ اسی طریقہ کا نام نہاد وایا ہے۔ یہ طریقہ مدراس پریسڈنسی میں عموماً جاری ہے اور ملکوں میں کم۔ ملیبار می زبان میں نہاد وایا کی معنی انکار کے ہیں۔ نہاد وایا انکار کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ یعنی جب داعی کے جانب سے اسکا ایک عزیز دعوت پہنچانے کے لئے خود حاضر ہوتا ہے تو اخلاقاً قبول دعوت سے انکار نہیں کیا جاتا اور قوم کی اون بی بیوں کو چھو داعی کے مکان پر کسی تقریب میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوتا، یہ عذر بھی باقی نہیں رہتا کہ جدید طریقہ آمد و رفت کا کیونکر جاری ہو،

اسلئے کہ جب داعی یا اوس کے قائم مقام قرابت دار نے مدعو کے گہر آنے کی تکلیف گوارا کی ہے تو مدعو نہایت خوشی کے ساتھ داعی کے گہر جانے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے کم قدرت افراد قوم کے دل سے یہ خیال بالکل مٹ جاتا ہے کہ متمول داعی کو غریب مدعو کے گہر کسی غریب تقریب میں شریک ہونے میں تامل ہو۔ بعض خاندانوں میں اسی کا نام بلاوا ہے اور اسکے معنی ظاہر ہیں۔ قوم کے بعض افراد صرف الایچی ہجیر بلاوا کے مقصد پر راکرتے ہیں۔ اس طرح پر کہ خوبصورت کاغذی ٹیباؤ میں مصری اور الایچی کے چند دانے رکھے جاتے ہیں اور اون پر مدعو کا نام لکھ کر ایک خوبصورت خوان کے ذریعہ سے وہ ڈبیائیں گہر گہر روانہ ہوتی ہیں۔ ہمراہی خدمتی یعنی ماما اون ڈبیائوں کی تقسیم کرتی ہے اور دعو کی تاریخ اور وقت سے مطلع کر جاتی ہے۔ معذرت یا اقبال کا زبانی جواب اوسی کو دیا جاتا ہے اس طریقہ کار و لاج حیدر آباد میں زیادہ ہے جہاں کی عورتیں اور ملکوں کے مقابلہ میں سادگی کو زیادہ پسند کرتی ہیں اور اقرباء قوم کے ساتھ زیادہ ملنسار ہیں۔ بعض خاندانوں نے آجکل یہ طریقہ جاری کیا ہے کہ وہ بی بیوں کے جانب سے مدعو بی بیوں کے نام

دعوتی رقعے جاری کرتے ہیں۔ مولف کی رائے میں اس طریقہ کو الایچی کے طریقہ پر ترجیح ہے اسلئے کہ تاریخ و وقت دعوت سے ہر ایک مدعو کو تحریراً اطلاع ہو جاتی ہے۔ جسکے جواب میں وہ معذرت یا قبول دعوت کی اطلاع دیتا ہے۔ اس مفید ترمیم کو لڑکیوں کی تعلیم سے بہت بڑا تعلق ہے۔ الایچی کا دستور اور ماما کے ذریعہ سے تاریخ اور وقت کی زبانی اطلاع غالباً اسلئے پسند کی گئی تھی کہ داعیوں اور مدعوؤں میں بہت کم افراد لکھنے پڑھنے کے عادی تھے بدینو جب کہ زمانہ حال میں تعلیم انماٹ کے جانب قوم نایط زیادہ متوجہ ہے غالباً یہ ترمیم اوسى کا لازمی نتیجہ ہے۔

نیوتہ کا رواج | نیوتہ زبان ہندی کے محاورہ کا لفظ نہیں ہے بلکہ

پکڑی ہوئی ہندی کا لفظ ہے جسکے معنی تھکے ہیں۔ مرہٹی زبان میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ ترکوں نے اس کا نام سوغات رکھا ہے۔ حیدرآباد میں اسکو منجا کہتے ہیں۔ منجے کی اصلی معنی کے لحاظ سے جسکو مولف نے اسی باب کے فصل اول میں بیان کیا ہے منجے کا لفظ نیوتہ کے ہم معنی نہیں ہے غلط العوام میں داخل ہے۔ نیوتہ سے وہ رواج مقصود ہے جو شادی یا

اور کسی تقریب ہنیت میں اہل خاندان یا افراد قوم کے جانب سے مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے یعنی اہل قوم اپنے خصوصیات قرابت اور تعلقات محبت کے لحاظ سے صاحب تقریب کے لئے جوڑا یا ذخیرہ کے تعاریب میں جہولا۔ نہایت تکلف کے ساتھ لے جاتے ہیں۔ متمول افراد اپنے حوصلہ اور مقدرت کے مطابق زیورات۔ میوہ۔ عطر۔ پہول پان وغیرہ بھی نیو تہ میں شامل رکھتے ہیں۔ بعض تضانیف سے اسکا پتہ چلتا ہے کہ یہہ طریقہ ترکون میں جاری ہے یعنی صاحب تقریب کے اجاب اور اقرباء خاص اپنے مکانون میں ضیافت کرتے ہیں اور وہ ضیافت کسی محب یا عزیز کی شادی یا اور کسی تقریب کی خوشی کے ساتھ موسوم ہوتی ہے۔ قوم نوایط کے اکثر خاندانوں نے اس کو ترک کیا ہے بعض متمول افراد قوم نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ ایسے مواقع پر اپنے عزیز یا قومی محب کی خاطر ایک رقم معینہ کسی اسلامی کالج یا بیت المعذورین کے پاس بھیجتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ فلان دوست یا عزیز کی کامیابی کی مسرت میں ہم نے یہہ رقم بھیجی ہے۔ ماشاء اللہ کیا اچانیت ہے جسکی نسبت کامیاب دوست اور

عزیز بھی شکر گزار رہتا ہے اور مستحقین قوم و مذہب بھی اوس سے
ممتنع ہوتے ہیں۔ مولف اپنے مقلب القلوب سے التجا کرتا ہے کہ قوم کے
تمام افراد کو ایسے عمدہ اور شایستہ ترمیمات کی توفیق عطا کرے۔

باجون اور قوالی کا رواج | جلد اقسام تقاریب میں نوبت۔ نقارہ۔
روشن چوکی۔ طاسامرفہ۔ انگریزی بینڈ اور قوالی کا رواج ہے۔ زمانہ مکان
میں میرا شینن طبلہ کے ساتھ گاتی ہیں۔ ہر ایک رسم کے لئے مخصوص شعلہ
دو ہرے اور ٹھمریان گائی جاتی ہیں۔ قوم کا بڑا حصہ تقاریب تہنیت
میں ان چیزوں کا پابند ہے۔ وہ تقریب تقریب نہیں سمجھی جاتی جس میں
انکی شرکت نہو۔ نوبت اور روشن چوکی کے لئے ایک بلند مقام دروازہ
مکان پر بنایا جاتا ہے۔ اور پنج وقتہ یعنی صبح میں پردن چڑھے۔ دوپہر
ستہ پہر اور شام۔ دوپہر رات میں نوبت اور روشن چوکی بجا کرتی ہے
بدنیو جبہ کہ پادشاہوں کے دولت خانہ پر پنج وقتہ نوبت اور روشن چوکی
بجئے کا دستور ہے۔ نوشاہ کے شادی خانہ پر بھی اوسکی نقل و قاری گئی
ہے۔ اور اسی کے ساتھ تقریب کی شہرت کے لئے یہ ایک عمدہ ذریعہ
سمجھا گیا ہے۔ طاسامرفہ براتون کی ہمراہی کے لئے تیار رہتا ہے

متمول افراد قوم براتون کے ساتھ روشن چوکی اور انگریزی بنڈی میں رکھتے ہیں ہاتھوں یا گاڑیوں پر نوبت بھی ساتھ رہتی ہے۔ بعض غاندانو نے ان لغویات کو ممنوعات مذہب اسلام سے قرار دیکر ترک کر دیا، اور مصارف بے نتیجہ سے سبکدوشی حاصل کی ہے۔ وہ ضیافت کے دن مکان میں پر تکلف روشنی کرتے ہیں۔ قوم کے علاوہ اجاب دیگر اقوام کو بھی بلاتے ہیں جن کے ساتھ پھول۔ پان۔ عطر۔ مصری۔ بادام کی مدارات ہوتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ شہرت تقریب کا مقصد جس شایگی کے ساتھ اس طریقہ سے حاصل ہوتا ہے اسکو طریقہ اول الذکر پر ترجیح ہے۔ یہ طریقہ ہم خرمادہم ثواب کا مصداق ہے اور اسکو نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ خیال کرنا چاہیئے۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ مو کے ایک عنایت فرما کسی مرض مہلک میں مبتلا ہوئے جن کا علاج نہایت احتیاط کے ساتھ کیا جا رہا تھا اتفاقاً اسی علالت کے زمانہ میں ہمسایہ میں شادی رچائی گئی پنجوقتہ نوبت نقارہ روشن چوکی۔ بنڈی کی دھوم دھام ہونے لگی۔ صاحب تقریب اپنے قواعد شادی کے لحاظ سے ان مختلفات پر مجبور تھے جس سے ہمارے بیمار کی جان سخت عذاب میں مبتلا

ہوئی مَنُوم دو اُون کے ذریعہ سے بیمار کے نیند کے لئے بہت کچھ فکرین
 کی گئیں مگر ہمسایہ کی دہوم دھڑکے کی وجہ سے تمام تدبیریں بیکار ثابت
 ہوئیں نوبت بدیخار رسید کہ بیمار کا حال روز بروز اتبر ہوئے لگاکا حکیموں
 نے اس علاج کو مقدم قرار دیا کہ بیمار کو اسکے مکان سے لے بہا گئیں
 اور اسی ایک تدبیر سے اوسکو آرام ملا اس عرض مدت میں بارہا صبا
 تقریب سے التجا کی گئی کہ ودرحم کریں اور نوبت نفا رہ کو روکین مگر وہ
 بیچارے مجبور تھے۔ شادی کا ملتوی ہونا ناممکن تھا۔ اور شادینخانہ
 کا سکوت امر محال۔ اگرچہ صاحب تقریب قوم نایط سے نہ تھے لیکن اگر ہوتے
 یہی تو اُون کی محبوبہ کی میزبانہ خود ہم کر سکتے تھے۔ خیال کرنے کی
 بات ہے کہ بیمار کے لئے اسکے ذاتی مکان اور اسکے آسائش کا چھوڑنا
 اور دوسرے مقام پر منتقل کیا جانا کچھ آسان کام نہ تھا۔ ایسے وقت میں
 ہماری قوم کے ایک ہمدرد بزرگ نے فرمایا کہ ناحق پریشان ہوتے ہو
 تقدیر الہی پر شا کر ہو کر اسی مکان میں ٹہرے رہنا چاہئے۔ یہ دوسرا
 صدمہ تھا جس نے مولف کے دل کو ہلا دیا۔ ہمارے شاعر علیہ السلام نے
 ہمیشہ یہ تاکید فرمائی ہے کہ تقدیر کے بہرہ و سہ پر تدبیر کو بات سے نہ بچاؤ

نہ دنیا چاہتے جس بات کی احتیاط ہمارے امکان میں ہے اوس سے غفلت کر کے تقدیر پر شاکر رہنا بہت بُری غلطی ہے۔ ہر توکل زانوے اشتربہ بند۔ کے مغنے پر غور کرنا چاہئے۔ قوم کے اکثر افراد اس مسئلہ غلطی کرتے ہیں۔ علماء قوم کو اس طرف توجہ خاص فرمانا چاہئے۔ آدم بر سر مطلب۔ اون افراد قوم کی ترمیم بلا شک قابل تعریف ہے جنہوں نے دہوم دہام کی لغویت کو ترک کیا ہے اور سادگی سے کام لیا ہے قوم کے تمام افراد کو کوشش کرنا چاہئے کہ اس ترمیم کو قبولیت کی نگاہ سے دیکھیں اور اوس پر عمل کریں۔

رنگ کھیلنے کا رواج | مختلف رسوم تہنیت میں عموماً اور شادی کی تقریر میں خصوصاً افراد خاندان رنگ کھیلنے کے عادی ہیں روز مقررہ پر تبدیل لباس کے ساتھ شہاب کی پچکاریوں سے رنگ کھیل جاتا ہے بزرگان خاندان البتہ اس رواج میں شریک نہیں ہوتے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ غالباً ہندوؤں کی ہولی سے ہم نے یہ طریقہ سیکھا ہے تاریخ سے البتہ اسکا پتہ چلتا ہے کہ اکبر کے زمانہ میں عید نوروز اور ہندوؤں کے تہواروں میں اہل اسلام برابر اون کا ساتھ دیتے تھے

تقریت کے مواقع پر شہنشاہ اکبر نے اپنی داڑھی موچھہ کا صفایا فرمایا تھا جن کے ساتھ سارے درباری داڑھی موچھہ سے بات دہو بیٹھے تھے۔ ایک مسلمان شہنشاہ کا طرز عمل اس کے عہد حکومت میں اس کے پلینکل مقصد سے جیسا کچھ رہا ہو مگر آج بھگو کوئی ایسی مجبوری نہیں ہے جو کسی ایسے رواج کی پیروی کریں جو ہمارا مذہب یا قومی رواج نہیں ہے۔ آفرین ہے ان افراد قوم پر جس کے پاس رنگ کھیلنے کا طریقہ مسدود ہو چکا ہے وہ اپنی ترمیم پر اس قدر استقلال کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ جن خاندانوں میں رنگ کھیلا جاتا ہے وہ ان کی دعوت میں شریک نہیں ہوتے۔

سہاگ کا رواج | قوم نایط میں شوہر اور عورت سہاگن کہلاتی ہے

سہاگن زبان ہندی کا لفظ ہے۔ سو بہاگ سے بنایا گیا ہے۔ سو کی معنی خوش اور بہاگ بمعنی طالع۔ جس عورت کا خاوند زندہ ہے اس کو سہاگن کہتے ہیں۔ کسی اہل زبان نے کہا ہے

سرخ جوڑا جو پہنکر میرا قاتل آیا پڑا موت تو آئی مگر خوب سہاگن آئی
سہاگ کی تین علامتیں رکھی گئی ہیں (۱) گلے میں سیاہ پوت سے پروچھا
بجھ (۲) ہات میں چوڑیاں (۳) لباس میں رنگینی۔ جس عورت کا

خاوند مر جاتا ہے وہ اپنے گلے سے لچہ۔ ہاتھوں سے چوڑیاں اوٹا دیتی ہے اور سپید لباس پہن لیتی ہے۔ قوم کے تمام افراد اس طریقہ کے پابند ہیں بعض غریب قوم نے بنالت بیوگی سیاہ لباس کو بھی اختیار کیا ہے اکثر مالدار بیواؤں میں زیور کا استعمال ہات پاؤں میں بھی مکر وہ خیال کرتی ہیں۔ کاجل۔ مستی کو بھی معیوب سمجھتی ہیں۔ قومی تقاریب میں اگرچہ وہ شریک ہوتی ہیں لیکن رسمی کاروبار سے الگ تہنگ رہتی ہیں۔ اسلئے کہ بیوہ کے ہاتھ کسی رسم تہنیت کے ادا ہونے کو بدشگونئی میں داخل کیا جاتا ہے سخت نگرانی کے ساتھ رسم و رواجی کام میں سہاگنوں سے کرائے جاتے ہیں بیواؤں کے ساتھ کا یہ برتاؤ ہم نے ہندوؤں سے سیکھا ہے۔ ہندو بیوہ بعض خاص پوجاؤں میں بروئے احکام شاستر شریک نہیں ہو سکتی اور انکی ہر ایک رسم پوجا کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔ پس ہندو بیوہ کا کاروبار شادی سے کنارہ کش رہنا من وجہ درست ٹھہرا برخلاف اس ہمارے مذہب نے بیوہ کا رتبہ کسی طرح سہاگن سے کم نہیں قرار دیا ہے کیا جہ ہے کہ ہم صرف دیکھا دیکھی مقصد و معنی سے بے خبر بیواؤں کی قلت کو گوراکرین۔ خوشی کی بات ہے کہ بعض روشن خیال افراد قوم نے سہاگن

ہنیں چوڑا وہ ایسے کاموں میں بیواؤں کو ترجیح دیتے ہیں اور ہر قدم پر
اون سے دعا لیتے ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ بیواؤں کی دعا بہ نسبت سہاگینوں
کے زیادہ موثر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس ترمیم کی وجہ سے
بعض بن رسیدہ افراد خاندان سے سخت مقابلہ رہتا ہے تقاریب میں
وہ اپنی شرکت سے معافی چاہتے اور علانیہ بول اٹھتے ہیں کہ ہماری
انگلیں ان نئی باتوں کو دیکھ نہیں سکتیں اور ہمارا دل ایسے ترمیم سے
دکھتا ہے۔ بعض وقت بزرگوں کی کنارہ کشی سے سخت مشکلات کا سامنا
ہوتا ہے اور بزرگوں کا شریک ہونا صاحب تقریب کے ذلت کا باعث
قرار پاتا ہے لیکن یہاں یہ ذلت بہ نسبت اوس ذلت کے نہر اور درجہ
کم ہے جو بیواؤں کو نصیب ہوتی تھی۔ یہ مشکلات صرف موجودہ طبقہ
کے حصہ میں ہیں جن کو استقلال کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے اور
یقین ماننا چاہئے کہ مہاری بدولت آئندہ نسلوں کو ان مشکلات سے
ہر طرح پر نجات حاصل رہے گی۔

زیور کار و اج۔ زیور زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی چیز۔ رقم۔ گہنا

آریش۔ قوم نایط میں صرف گہنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ خواہ وہ مرصع ہو

یا طلائی یا نقری۔ قوم نایط میں زیور کارواج غالباً ورو دھندوستان کے بعد قائم ہوا ممالک عرب میں بہت کم رواج ہے۔ بعض زیورات کے استعمال کا طریقہ ہندوؤں سے سیکھا گیا ہے جیسا کہ بعض ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ افراد قوم زیورات کو مکان یا دیگر سامان ضروری پر ترجیح دیتے ہیں اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ زیورات کا استعمال اعزاز کی نشانی ہے۔ بی بیوں کے زیور کی تکمیل سے پہلے اپنے سرمایہ کو کسی دوسرے کام میں صرف کرنا یا جمع رکھنا عموماً ناپسند ہے۔ استعمال زیور میں بعض خاص قواعد اس قوم نے مقرر کر لئے ہیں مثلاً مدراس پریسبی میں غرباء قوم کی بی بیان خالی پاؤں رہنا پسند کرتی ہیں مگر نقری زیور کا استعمال ان کو نہیں بہاتا۔ دیگر ممالک میں پاؤں کے لئے نقری زیور کارواج بھی ہو چکا ہے علیٰ ہذا کان اور گلے کے لئے مرصع زیور مخصوص جھوٹے نگینوں کے استعمال پر ترک زیور کو ترجیح دیتا ہے۔ لڑکیوں کی شادی میں بعض زیورات کو قوم نے دولہا سے مخصوص کر دیا ہے۔ یعنی دولہا ہی کے جانب ہی سے وہ دولہن کو عطا ہوئے غریب سے غریب افراد ہی اپنی لڑکی کو گلے کا لپٹہ دینا ضروری خیال

کرتے ہیں مالدار تو مالدار ہی ہیں لیکن متوسط افراد قوم کے پاس
 یہی بات ضروریات میں داخل ہے کہ اپنی لڑکی کو اسکے سامان
 جینز میں کم سے کم کان۔ گلا۔ مات۔ پاؤں کا ایک ایک زیور دیا جائے
 جن بی بیوں کے متعدد لڑکیاں ہیں اور وہ زیور کی اقل تعداد یعنی
 ہر ایک عضو کے لئے صرف ایک ایک زیور رکھتی ہیں تو اونکی یہ
 خواہش ہوتی ہے کہ اپنا موجودہ زیور اس لڑکی کو عطا کر دیں جسکی
 شادی ہو رہی ہے اور ان کے لئے خدا پر بہرہ رسہ کرتی ہیں۔ افراد غلام
 کا خیال ہے کہ لڑکی کو زیور دئے بغیر شادی کر دینا والدین کے لئے
 نہایت سبکی اور لڑکی کے لئے بڑی شرم کی بات ہے۔ دوسرے جانب
 یعنی دولہا والوں کو لڑکی کے زیور کا خیال اسکے دیگر خوبیوں پر غلبہ
 رہتا ہے لڑکی کی قابلیت اور اخلاق کی دریافت سے پہلے ان کا
 سوال یہ ہوا کرتا ہے کہ کس قدر زیور والدین کے جانب سے لڑکی کو
 عطا ہو گا۔ اس غلطی کی اصلاح بعض افراد قوم نے نہایت استحکام کے
 ساتھ کی ہے یعنی وہ ہمیشہ ہی جواب دیا کرتے ہیں کہ زیور کچھ نہ دیا جائے گا
 بعض روشن خیال افراد نے لڑکی کے والدین کی غربت کا لحاظ کرتے

یہ شرط لگا دی ہے کہ ہم اس شادی سے اوسی حالت میں خوش ہونگے جب کہ دو لہن کے والدین اسکی عہدہ برائی میں قرض دار نہ بنیں۔ سچ یہ ہے کہ ایک جانب کے عہدہ خیالات کا اثر دونوں جانب کو نفع پہنچاتا ہے اور جہاں دونوں جانب کے خیالات روشن ہوں اوسکا کیا کہنا۔ بہت کم افراد ایسے ہی ہیں جو مالدار رہنے پر بھی پورا کا تکلف زیادہ پسند نہیں کرتے بلکہ اپنی اولاد کے ساتھ زیور کے بدلے نقدی کی امداد یا کسی ایسی جائداد کا سلوک کرتے ہیں جس سے آمدنی کے ذرائع قائم ہو سکیں۔ اون کے اس طرز عمل سے اونکی اولاد کو اور خوبیوں کے سوا یہ ایک فائدہ ضرور نصیب ہوا ہے کہ زیور کے استحصال کا رواج اور اوسکی پابندی ان غالباً آئندہ نسلوں میں باقی نہ رہیں گے جس کی وجہ سے اصلی خوبیوں کی منزلت پر توجہ بڑھتی جاوے گی ایک شایستہ خاندان اپنی لڑکی کے لئے زیور کی تکمیل سے زیادہ زیور علم و ہنر کے جانب متوجہ ہوگا۔ مغربی خیالات کی ترقی نے بھی کسی قدر زیور کی اصلاح کی ہے یعنی تعلیم یافتہ افراد اپنی بیویوں یا لڑکیوں کے لئے زیورات کی کثرت نہیں پسند کرتے بلکہ کم تعداد میں خوشنما زیور کو کافی خیال کرتے ہیں۔

امراء کے طبقہ میں جب ایسے خیالات ترقی پذیر ہوں گے تو غربا کے لئے انکی کم یا مکی مشکلات کا مقابلہ کر سکے گی۔ ایسی ایسی زمانہ حال میں جب ایک غریب فاندان سے دولہا کے والد نے یہ سوال کیا کہ لڑکی کو کیا کیا زیور دئے جاوینگے تو دولہن کے والد نے یہ جواب دیا کہ اوسی قدر جب قدر نواب عزیز جنگ بہادر نے اپنی لڑکی کو دئے اسپر بڑی مہنسی ہوئی نتیجہ یہ نکلا کہ تعداد زیور کی شرط منسوخ کی گئی۔ اور خوشی خرمی کے ساتھ عقد کی تقریب قرار پاگئی۔ اکااصل مولف نے ذیل میں اون زیور کی تفصیل بیان کی ہے جو قوم نایط میں مروج ہیں۔ ہر ایک زیور کی وجہ تسمیہ کے ساتھ یہ بھی دکھلایا ہے کہ کس قوم سے ہم نے اسکا رواج سیکھا۔ اس تفصیل سے اسقدر فائدہ ضرور حاصل ہوگا کہ مصلحان قوم کو ترمیم زیور کی بات کے وقت اپنے پرانے مال کا خیال پیش نظر نہ ہوگا۔

سمر کے زیور

(۱) جہومر۔ زبان ہندی میں اوس زیور کا نام ہے جو موتیوں کی لڑیوں اور مرصع آویزون سے بنایا جاتا ہے۔ بالوں سے متصل لمبے لڑے اور سکوٹھکانے میں یہ کیسے قدر فرق کے ساتھ مرزا ہے پر اسے مشابہ ہوتا ہے

باب سوم کی دوسری فصل ۱۲۹ قوم نایطین یورکاراج

کسی اہل زبان نے فرمایا ہے۔

سوی سرکوند سوادشب یلدا پہونچے اور نہ جہوم کو ترے عقد ثریا پہونچے

قوم نایط کی بی بیان اسکا استعمال مرزا بے پروا کے ساتھ ہے۔
کم کرتی ہیں۔

(۲) چان چس پھول۔ جسکو بعضوں نے چاند شش پھول اور بعض نے چاند سورج پھول کہا ہے۔ اردو بول چال میں اسکا صحیح نام چاند سورج ہے۔ یہ ایک مرصع زیور ہے جو دھون پر شامل ہوتا ہے۔ ایک حصہ ہلال سے مشابہ ہوتا ہے اور دوسرا حصہ بالکل مدور جیسے آفتاب حصہ خرمین کی شکل سورج کبھی کی سی ہوا کرتی ہے جسکے اطراف چہ گنگورہ ہوتے ہیں۔ سونے سے بنایا جاتا ہے اور اوس پر موقع موقع سے نگینے جڑے جاتے ہیں۔ قوم نایط کی بی بیان اسکو مانتے سے اوپر سید ہے جانب بالون میں جایا کرتی ہیں۔ سطح پر کہ نیچے کے حصہ میں ہلال ہوتا ہے اور اوسکے اوپر سورج۔ یا سورج کبھی اسقدر تفصیل کے ساتھ مختلف ناموں کی وجہ تسمیہ آسانیکے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے۔ ہندوستانی بی بیان اسکو اپنی چوٹی کی جانب

لگاتی ہیں۔ حضرت آتش نے فرمایا ہے۔

بہنیکے کس کا زیور چاند سورج گہڑا کرتے ہیں زرگر چاند سورج

بعض اہل تصنیف نے اس زیور کو لکھنو کی ایجاد قرار دی ہے لیکن مو
اوس سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ چوٹی میں اس زیور کا استعمال
لکھنو کی ایجاد مانی جاسکتی ہے۔ اس زیور کو ہندوؤں سے تعلق
نہیں ہے۔ نہ اون کے یہاں اس کا رواج ہے۔

(۳) لا کرٹی۔ جس کا صحیح املا را کرٹی ہے یہ مہی زبان کا لفظ
ہے اوس زیور کو را کرٹی کہتے ہیں جو سونے سے گہڑا جاتا ہے جسکی
شکل خوبصورت مدور سر پوش سے مشابہ ہوتی ہے اوس پر منت
نقش و نگار کے علاوہ نگیںے جڑے جاتے ہیں۔ ہندو عورتیں اسکو
بطریق زیور اپنی تالوپر لگاتی ہیں۔ قوم نایط کی بی بیان اس زیور
کو نہایت رغبت کے ساتھ پہنتی ہیں۔

(۴) مرزا بے پروا۔ اردو محاورہ میں بے فکر اور لاپرواہ شخص
کو مرزا بے پروا کہتے ہیں۔ قوم نایط میں یہ ایک خاص زیور کا نام ہے
جو تین چوٹے چوٹے مرصع پھولوں کو تین طلائی زنجیروں میں لٹکا کر

باب سوم کی دوسری فصل ۱۳۱ قوم نایطین زیور کاروا

پشپانی سے اوپر بائیں جانب سر کے بالوں میں جاتی ہیں بعض پر آنے
افراد قوم کا بیان ہے کہ ہم نے اسکے استعمال کو نایطیان جہرمی لقب
سے سیکھا ہے یہ عجیب زیور ہے اسکے استعمال سے ایک گونہ متانت
اور لا پر والی چہرہ سے شگفتگی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس زیور کو پتہ کے بعد
کسی اور زیور کی پر وانیہ نہیں رہتی یہ نہایت روادار اور نمود کا زیور
ہے صاحبان مصطلحات زبان فارسی نے اس سے سکوت
فرمایا ہے۔ بہر حال اس کے نام سے اس بات کا پتہ ملتا ہے کہ یہ
ایجاد نہیں ہے اور نہ ہندو عورتوں میں اسکا استعمال ہے بعض
اسکا نام لا پر وار کہا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ زیور لا پر وا اور
مرزا بے پر وا میں حقیقت سا فرق ہے۔ مولف کی رائے میں
دونوں ایک ہیں اور دونوں کا استعمال یکساں ہے۔

چوٹی کے زیور

(۵) چوٹی کا تقوید۔ تقوید عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنی
امان بچاؤ۔ حرز۔ نقش۔ آیت یا اسماء الہی کو گلے میں ڈالنے کے
ہیں جس کی حفاظت کیلئے مختصر سی ایک مسطیل یا مربع طلائی یا فضائی

ڈبیہ بنائی جاتی ہے جس پر نسبت نقش و نگار ہو اگر کتاب ہے یہ ڈبیہ جس کا وجود ہمیشہ جسم پر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ زیورات میں داخل کر لی گئی ہے۔ بیک کرشمہ دو کار کا مصداق ہے جسکو نہایت خوبصورتی کے ساتھ بناتے ہیں اور طلائی نازک زنجیر میں لٹکاتے ہیں تعویذ خواہ گلے میں لٹکایا جاوے یا چوٹی میں یا بازو پر باندھا جاوے اسکا شمار زیورات میں ہے۔ طلائی زنجیر میں تین چھوٹے چھوٹے تعویذ ون کے آویزے مجموعاً چوٹے کے تعویذ کہلاتے ہیں جنکا مقام یا تو چوٹی کے آخر پر ہوتا ہے یا سر سے متصل یہ زیور بڑا متبرک زیور مانا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بزرگی اس نقش یا آیت کی بدولت ہے جو اس میں ملفوف ہے۔

(۶) چوٹی کے قبے۔ چوٹی کے آخر پر چار قبوں کا ایک جہوم لٹکایا جاتا ہے۔ ہر ایک قبہ نصف گیند کی صورت میں ہوتے ہیں بنایا جاتا ہے جسمیں ریشمیں پھندا لگا رہتا ہے۔ اس زیور کا رواج ہندوؤں میں نہیں ہے۔ دیگر اقوام اہل اسلام ہی اسکو نہیں پہنتے۔ غالباً اسی قوم کی ایجاد ہے۔

(۷) چوٹی کی لاکڑیاں۔ لاکڑی کی تعریف منبر تین پر بیان ہو چکی ہے۔ لاکڑی یا راکڑی سے متصل ایک سلسلہ طلای راکڑیوں کا چوٹی پر قائم ہوتا ہے اور اسکے اختتام تک مسلسل چلا جاتا ہے۔ اس طرح پر کہ پہلے منبر سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتھا الے آخر۔ باعتبار دست گہٹا ہوا ہوتا ہے۔ اسی کا نام چوٹی کی لاکڑیاں رکھا گیا ہے۔ اس زیور کار و اج قوم نایط کی بی بیوں نے ہندو عورتوں سے سیکھا ہے۔

ماتے کا زیور

(۸) ٹیکہ۔ جس کا صحیح اطلاق ان کے ساتھ ٹینکا ہے زبان ہندی کا لفظ ہے مرہٹی زبان میں اسکو ٹکا کہتے ہیں۔ اسکے لغوی معنی قشقہ او ٹنگ کے ہیں جسکو قوم ہندو دیو جا کے بعد اپنے ماتے پر لگاتے ہیں۔ مجازاً اس زیور کا نام ہے جو مانگ کے مقابل ماتے پر لگایا جاتا ہے بیضا و می شکل کی ایک ٹیکا ہوتی ہے جس میں قیمتی نگینے جڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اسکے اطراف موتیوں کی جہاں۔ یہ بہت خوبصورت زیور ہے۔ قوم نایط کی بی بیان دولہن کے لئے اس زیور کے سخت

پابند ہیں صرف دولہن ہی کے لئے یہ زیور مخصوص ہے۔ کتھابی بیان
جب صاحب اولاد ہو جاتی ہیں یا شادی ہو کر عرصہ گزر جاتا ہے
تو ٹیکہ کا استعمال پسند نہیں کرتیں۔ ہندوؤں میں اسکار و اج ہے
ایک پنڈت جی کی رائے ہے کہ زیور ٹیکہ درحقیقت ایک طلائی
قشقہ ہے جو عمدہ لباس اور زیورات کے استعمال کے وقت لگایا
جاتا ہے۔ یہ پوجا کے خاص علامت ہے عجیب بات یہ ہے کہ
خاتونان فارس بھی اس زیور کو پہنتی ہیں جسکو تبت یا طیٹہ کہتی ہیں

کان کے زیور

(۹) آنتی۔ زبان سنسکرت میں آنت کے معنی آخر کے ہیں۔ آنتی
سے وہ زیور مراد ہے جو کان کے آخر حصہ میں پہنا جاتا ہے۔ یہ صر
ایک حلقہ طلا کا نام ہے جس میں دو موتی اور دونوں کے بیچ میں
ایک رنگین نگینہ پرتے ہیں۔ ہندو عورتیں اسکو بنگا گوش میں
پہنتی ہیں اور قوم نایط کی بی بیان کسی قدر اوپر۔ ہندوستان کے
سوا دیگر ممالک میں اس کا استعمال نہیں ہے۔

(۱۰) اڈراج۔ اس کا صحیح اظہار ویراج ہے۔ زبان سنسکرت میں

اودیراج آفتاب کو کہتے ہیں۔ یہ ایک مرصع زیور ہے جو کان کے حصہ زیرین میں پہنا جاتا ہے۔ حلقہ طلا میں یا قوت یا نیلم یا زمرہ کا ایک بڑا سا منکا موتیوں کی جہا ل کے ساتھ لٹکا یا جاتا ہے جسکی حکم دمک مثل آفتاب کے روشن رہتی ہے اسی وجہ سے اس کا نام اودیراج رکھا گیا یہ زیور ہندوؤں کا ہے قوم نایط کی بی بیان اسکے استعمال کو بہت پسند کرتی ہیں۔

(۱۱) یہ مٹھے بٹھا۔ زبان ہندی میں مکئی کی لکڑی۔ خوشہ زرت کو کہتے ہیں۔ قوم نایط نے اس زیور کو مٹھے سے موسوم کیا ہے جسکی ساخت اگرچہ مثل بگڑوں کے ہوتی ہے لیکن اس کے اطراف موتی کی سلک بال اتصال لپیٹی جاتی ہے۔ اور موتیوں کی جہا ل اس کے نیچے لٹکاتے ہیں بہت مجموعی اسکی شکل جوار کے بٹھوں سے مشابہ ہو جاتی ہے یہ بہ نسبت بگڑوں کے بہت قیمتی زیور ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ متمول افراد قوم نے بگڑے کے زیور میں کسی قدر ترمیم کر کے اسکا نام بدل دیا ہے۔ ہندو عورتیں اسکا استعمال کم کرتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ۔ نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست مدراس کی

ایجاد ہے۔ کان کے حصہ بالائی میں پہنا جاتا ہے۔

(۱۲) بگڑے۔ اس کا صحیح اطلاق معروف کے ساتھ بگڑی ہے مرہٹی زبان میں بگڑی اس مرصع زیور کا نام ہے جو کان کے حصہ بالائی میں پہنا جاتا ہے۔ اس کی شکل کلس کی سی ہوتی ہے جس کے اطراف موتیوں کی جہاں اور اسکے سر پر ایک بڑا موتی لگایا جاتا ہے۔ ہنود میں عموماً اس کا رواج ہے۔ ہم نے ہنود ہی سے اسکا استعمال سیکھا ہے۔ یہ نہایت قیمتی زیور ہے۔

(۱۳) پٹکے۔ یہ ایک مرصع اور نہایت قیمتی زیور ہے جو انگریزی

عاجی پٹکے کی شکل میں بیضاوی شکل پر بنایا جاتا ہے جس میں یک رنگی نگینز جرے جاتے ہیں اور اطراف عمدہ قسم کے موتی کی جہاں۔ کنارہ گوش

کے وسطی حصہ میں پہنا جاتا ہے جسکی چمک بہت پہلی معلوم ہوتی ہے بدینوجہ کہ یہ زیور پہلاؤ میں کان کے کل زیورات پر فائق ہوتا ہے،

اوسکا دکھا وہی بہت بہلا معلوم ہوتا ہے۔ ہندوؤں سے اسکو کچھ تعلق

نہیں ہے۔ مدراس پر یسڈنسی کے بعض برہمنیوں نے یہی اسکے استعمال

کو اختیار کیا ہے۔ حیدرآباد میں اسکا رواج کم ہے۔ اسکے جگہ میں

چاند بالیون کا استعمال ہے۔

(۱۴) پھول بالیان۔ بالیان جمع ہے بالی کی۔ بالی زبان ہندی میں اس چوٹے سے طلائی یا نقرئی حلقہ کو کہتے ہیں جو کان میں پہنا جاتا ہے۔ قوم نایط نے اس زیور میں مرصع پھولوں کے آویز بڑھا کر اس کا نام پھول بالیان رکھا ہے۔ کنا رہ گوش کے درمیانی حصہ میں دو دو چار چار پھول بالیان پہنے جاتے ہیں۔ اس زیور کے موجود افراد قوم ہیں۔ یہ زیادہ قیمتی زیور نہیں ہے غرباء قوم اسکا استعمال اکثر کرتے ہیں کم خرچ بالانشین کا مصداق ہے۔

(۱۵) چلی۔ یہ زبان ہندی کا لفظ ہے بمعنی طین۔ دہی چک بلکی چاندنی۔ کان کے ایک زیور کا نام ہے جسکو دہلی اور لکھنؤ کی بی بیان اکثر استعمال کرتی ہیں۔ چمک دار زیورات میں اسکا شمار نہیں ہے۔ قوم نایط کی بی بیان اسکو صرف اپنے گہروں میں پہنا کرتی ہیں تاکہ کان خالی نہ رہیں۔ باریک باریک مرصع پھول چکریوں سے مشابہ بنائے جاتے ہیں جن میں قیمتی اور چمک دار نگینے نہیں جڑے جاتے۔ بدنیو جبہ کہ اکثر اسکی تیاری میں خام الماس سے کام لیا جاتا ہے۔

اسکی چک دہی ہوتی ہے اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۱۶) جھمکہ - زبان ہندی میں اوس زیور کا نام ہے جو موتیوں کی متعدد لڑیوں پر شامل ہوتا ہے یا طلائی لٹکنوں سے بنایا جاتا ہے۔ بناگوش میں اسکا استعمال اور بہت خوبصورت زیور ہے۔ یہ مسلمانوں کا خاص زیور ہے جسکو فارسیوں نے زیور ہندی نام کہا ہے یہ زیور ایران میں مستعمل ہے اور آویزے کے نام سے مشہور۔ ملا عبد اللہ ہاتقی فرماتے ہیں۔ ۵

چہ گوش خدیو از لائی پسند شد از روی اخلاص آویزہ بند
(۱۷) چاند بالیان - بالیان کیا چیز ہیں نمبر ۱ پر معلوم ہو چکا ہے۔ چاند بالیان ایک مرصع زیور کا نام ہے جو بلال کی شکل پر بنایا جاتا ہے جسکے نیچے موتیوں کی جہاں نہایت خوشنما نظر آتی ہے۔ اسکو قوم کی بی بیان خصوصاً حیدر آباد میں بہت رغبت کے ساتھ استعمال کرتی ہیں۔ نیکہوں کے عوض یہ زیور پہنا جاتا ہے۔

(۱۸) چکر یان - بدنیو جبکہ یہ زیور ایک مدور حلقہ میں بنایا جاتا ہے اوسکا نام چکری رکھا گیا۔ چکر یان اوسکی جمع ہے۔ یہ بھی

زیور ہے جسکو بنا گوش میں پہنتے ہیں اسکی ساخت طلا یا نقرہ سے اور اور اوس میں موقع موقع سے قیمتی نگینی جڑے ہوتے ہیں اور اطراف میں موتیوں کا حلقہ ہوتا ہے تقاریب میں پہنا جاتا ہے اسلامی زیور ہے ہندو کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ بعض اقوام ہندو کی عورتیں اسکو پہنتی ہیں۔

(۱۹) چولا پہول۔ یہ زبان تلنگی کے الفاظ ہیں۔ چو کی معنی کان کے ہیں اور چولا پہول سے ود پہول مراد ہے جو کان میں پہنا جاتا ہے یہ ہندوؤں کا ایک خاص زیور ہے جو چکریوں سے کسیدر مشابہ ہوتا ہے فرق اسقدر کہ چولا پہول کنگورہ دار ہوتا ہے اور چکریان بغیر کنگورہ کے قوم نایط کی بی بیان ہی اسکو پہنتی ہیں یہ زیور کان کے اسی حصہ میں مستعمل ہے جہاں چکریوں کا زیور۔

(۲۰) گرن پہول۔ یہ سنسکرت کے الفاظ ہیں۔ گرن کے معنی کان کے ہیں۔ یعنی ود مرصع پہول جسکو کان میں پہنتے ہیں۔ اگرچہ چولا پہول اور گرن پہول کے لفظی معنی ایک ہیں۔ لیکن گرن پہول کی شکل چولا پہول سے سوا ہوتی ہے۔ ہندی بول چال میں یہی نام بولا جاتا ہے۔

یہ ہے تو ہندوؤں کا زیور مگر نہایت خوبصورت اور خوشنما۔ اس زیور کے نیچے لنگورہ دار جھکے ہی لگائے جاتے ہیں۔ پہر یہ کرن پہول جھکے کہلاتا ہے۔ اسکے ساتھ ایک موتیوں کی لڑی اور اسکے آخر پر ایک طلائی کانٹہ لگا ہوتا ہے جسکو پس گوش بالون میں لگا دیتے ہیں اسی لڑی کو قومی بی بیان لرزک کہتی ہیں حضرت آتش فرماتے ہیں یہ کانوں میں ترے دیکھ کے سونیکے کرن پہول

اے سروروان پہول گئے مرغ چمن پہول
بعض اہل قوم نے اسی کا نام گل گوشے رکھا ہے۔ اور وضع میں بھی سقیمت
تبدیل کی ہے لیکن اس ترمیم کو خوشنمائی میں اسکی اصلی شکل پر کسی ترجیح
نہیں ہو سکتی۔

(۲۱) لونگ کے پہول۔ یہ بہت ہلکا طلائی زیور ہے جسکی
مثل لونگ سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسکو قوم نوایط کی بی بیان اپنے
مکان میں صرف اس غرض سے استعمال کرتے ہیں کہ کان کے روڑ
محفوظ رہیں۔ ہر ایک روزن میں ایک ایک لونگ کا پہول پڑا رہتا ہے
اور یہ ہیئت مجموعی کان زیور سے بہرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

ناک کا زیور

(۲۲) بلاق - ترکی زبان میں ایک خاص زیور کا نام ہے جو دیوار بینی میں پہنا جاتا ہے۔ ایک طلائی حلقہ میں موتی کا آویزہ لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ ترکوں میں اس زیور کار واج ہے۔ آرکٹ اور ملیبار کے ہنود نے بھی اپنی بی بیوں اور لڑکیوں کے لئے اسکو پسند کیا ہے قوم مایط میں بلاق کار واج صرف ناکتھ لڑکیوں کے لئے باقی رہ گیا ہے شادی کے بعد بہت کم خاندان اس زیور کے استعمال کو پسند کرتے ہیں عجمی بی بیوں میں بھی اسکار واج ہے۔

(۲۳) بیسر - یہ زبان ہندی میں ایک حلقہ طلا یا نقر کا نام ہے جو بلاق کے عوض پہنا جاتا ہے۔ جس طرح بلاق میں موتی کا لٹکنا ہوتا ہے۔ اس طرح بیسر میں نہیں ہوتا۔ گویا اس زیور کو سر نہیں ہے ہندیان اسکو پہنا کرتی ہیں۔ قوم نوایط کے بعض خاندان اپنی کم سن لڑکیوں کو صرف اس غرض سے پہناتی ہیں کہ بلاق کار واج اور اسکی وجہ سے محفوظ رہے۔

(۲۴) دال - زبان ہندی کا لفظ ہے بمعنی دے ہوئے چنے۔

اور دو غیرہ اہل قوم نایط اوس زیور کو دال کہتے ہیں۔ جو معمولی وقتوں میں رات دن نتہنے میں پڑا رہتا ہے۔ یہ زیور نہایت مختصر درحقیقت دال کے برابر ہوتا ہے جس میں ایک قیمتی نگینہ جڑا رہتا ہے پشت پر ایک مختصر سیاہی ہوتا ہے جسکو پڑہ مینی کے سوراخ میں جمادیتے ہیں اسی زیور کو اہل قوم ناک کی پہلی کہتے ہیں۔ اس کارواج ملیباری برہمن عورتوں میں زیادہ ہے۔ ہماری قوم نے غالباً انہیں اس کارواج سیکھا ہے۔ اسی زیور کو اہل ہند کیل سے موسوم کر لے ہیں اور یہ ہندی زبان کا لفظ ہے کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ۵

اگلے پوٹین اتار وکان سے موتی کہیں ڈ

دل میں چہیتی ہے نکالو کیل اپنی ناک سے

(۲۵) نتہہ - زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اُس حلقہ طلا یا نقرہ کو

نتہہ کہتے ہیں جو بطریق زیور استعمال کیا جاتا ہے۔ جس میں دو موتی اور دونوں کے درمیان ایک زمرّی یا یاقوتی منکھ کا ہونا لازمی ہے۔ نتہہ ایک خاص قسم کا زیور ہے جو دو لہا کے جانب سے دو لہن

کو عطا ہوتا ہے۔ اور سہاگ کی نشانیوں میں اس کا شمار ہے۔

سید ہے نہتہ میں پہنا جاتا ہے۔ عورتیں اس زیور کی بڑی تعظیم کرتی ہیں۔ بیوہ عورتوں کے لئے اسکا استعمال قطعاً ممنوع ہے۔ قوم نوایط کی سہاگنین اولاد کے ہو جانے کے بعد اسکو نہتہ میں کم استعمال کرتی ہیں بلکہ تیمنا اسکو سید ہے کان پر لگالیتی ہیں۔ یہ زیور عرب و عجم دونوں میں مروج اور مسلمانوں کا خاص زیور سمجھا جاتا ہے۔ اہل عجم اسکو حلقہ بینی سے موسوم کرتے ہیں۔ اور محاورہ عرب میں اس کا نام زمام ہے۔ اشرف ایرانی نے کیا خوب کہا ہے۔

باز اعرابی بتے از جلوہ ام بدہوش کرد پڑ حلقہ در بینی نگارے حلقہ ام در گوش کرد ہندوؤں میں بھی اسکا رواج ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے اسکا سبق مسلمانوں سے سیکھا ہے۔

گلے کے زیور

(۲۶) تلمسی۔ ہندی زبان میں ایک پودہ کا نام ہے جسے ہندو لوگ پوجتے ہیں اور متبرک جانتے ہیں۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ تلمسی ایک عورت کا نام تھا جس پر کرشن جی عاشق تھے جسکو انہوں نے تبدیل بیئت کر کے ایک پودے کی شکل میں بنا دیا اور اسکی پرستش کا حکم دیا۔

ہندوؤں نے اسی پودے کی بیج کے مشابہ طلائی دانے بنوا کر اون کو ایک تانگے میں پرویا اور شکل زیور استعمال کرنے لگے یہ زیور ہنسا متبرک مانا جاتا ہے اردو کے اہل زبان اسکو ٹمسی دانہ کہتے ہیں قوم نوایط کی بی بیوں میں اس زیور کار و اج عموماً جاری ہے پانچ سے گیارہ تک اسکی لڑیاں بناتی ہیں ایک لڑی سے دوسری لڑی کسی قدر لمبی ہوتی ہے جس سے زیور بہیت مجموعی عریض نظر آتا ہے۔ (۲۷) جگنی۔ جگنے کی تانیت بمعنی کرم شب تاب۔ ہندی میں اوس زیور کو جگنی کہتے ہیں۔ جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔ بادامی شکل میں ٹیکہ سے مشابہ بنایا جاتا ہے جس میں جھیلے ٹنگینے جڑے جاتے ہیں۔ ہر ایک ٹنگینہ مثل جگنو کے چمکتا ہے۔ اس زیور کو قوم نوایط کی بی بیان سادہ طریقہ پر ہی گلے میں باندھتی ہیں اور لچہ میں ہی لگاتی ہیں۔ ہندوؤں میں ہی اوسکار و اج ہے۔

(۲۸) چمپا کلی۔ ہندی زبان میں اوس مرصع زیور کا نام ہے جسکے دانے چمپا کے کھلیوں سے مشابہ ہوتے ہیں یہ زیور مسلمانان ہند کا زیور ہے جس کو قوم نوایط کی بی بیان عموماً استعمال کرتی ہیں۔

بعض کلیان صرف طلائی ہوتی ہیں اور بعض مرصع۔ ہر ایک کلی کے سرے پر ایک موتی لگایا جاتا ہے۔ اور تمام کلیان ایک ہار کی شکل میں پروئے جاتے ہیں۔ رند فرماتے ہیں۔ ۵
تم جاتے جاتے کس لئے پہر آئے خیر ہے ڈ

چمپا کلی کہ موتیوں کا ہار رہ گیا ۶

(۲۹) چٹاک۔ زبان تلنگی میں ایک خاص زیور کا نام ہے جو مثل لچہ کے گلے میں پہنا جاتا ہے۔ چوٹی چوٹی خوبصورت مرصع تعویذ و ن کوڈوریوں میں پرو کر بنایا جاتا ہے۔ تلنگانہ کی عورتیں عموماً اسکو پہنتی ہیں قوم نایط کی بی بیوں نے اس کے استعمال کو اوہنیں سے سیکھا ہے۔

(۳۰) چندن ہار۔ اسکا صحیح اطلاق چندر ہار ہے۔ سنسکرت میں چندر کے معنی چاند کے ہیں۔ زبان ہندی میں اس زیور کا نام ہے جو سونے کی ٹکیاؤں سے بنایا جاتا ہے۔ ہر ایک ٹکیا دُور ہوتی ہے جسکو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ہندوؤں میں عموماً اسکا استعمال ہے۔ یہ درحقیقت اوہنیں کا زیور ہے قوم نایط

کی بی بیان اسکے استعمال کے عادی ہیں اور بہت پسند کرتی ہیں۔ اسکے متعدد بار ہوئے تھیں طولاً ایک بار دوسرے سے بڑھا ہوا ہوتا ہے بہت مجموعی یہ زیور نہایت خوبصورت زیور ہے۔ بعض افراد قوم نے اسکے ٹکیاؤں کو ہلالی شکل پر بھی بنایا ہے یہ اونکی ایک ہی ہے۔ بہر حال ہلالی شکل ہو یا مدور دونوں پر چندر کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور دونوں کا نام چندر ہوتا ہے۔

(۳) شلڑا۔ زبان ہندی میں شلڑا سات لڑی رکھنے والے زیور کا نام ہے۔ یہ لفظ مرہٹی زبان میں بولا جاتا ہے۔ مرہٹے اوس زیور کو شلڑا کہتے ہیں جس میں موتیوں کے سات لڑیاں ہوتی ہیں ہر ایک لڑی کو طولاً دوسری لڑی سے کسی قدر لانی رکھتے ہیں اور بالآخر دونوں جانب اون کے سروں کو ایک ڈوری میں گٹھوا کر اوسی طرح گلے میں باندھتے ہیں جیسا کہ تگنی یا چندر ہار۔ اسکا استعمال قوم ناپٹ کے معمول بی بیان صرف پچھتہ اور مرصع ہار کے ساتھ کرتی ہیں۔ جن افراد قوم نے زیور کی تمام گوتھانے کی کوشش کی ہے اونہوں نے صرف شلڑے یا مرصع ہار کو

گلے کے لئے کافی خیال کیا ہے۔ واقعی صرف اس زیور سے گلہ پرا
ہوا نظر آتا ہے البتہ فوق البہرک خیالات اس زیور کو کافی نہیں سمجھتے۔
(۳۲) کٹلہ۔ اس کا صحیح اطلاق کاٹلہ ہے۔ مرہٹی زبان میں گاٹلہ
اوس زیور کا نام ہے جو طلائی دانوں کو سیاہ پوت کے ساتھ لجا
کیسہ کی شکل میں پروتے ہیں جس کے سج میں ایک طلائی بڑا منکار کہا
جاتا ہے نیکا زبان ہندی میں اوس ٹہر کو کہتے ہیں جو فقیر اپنے گلے میں
ڈالتے ہیں کسی اہل زبان نے کیا خوب کہا ہے۔

کہو کچھ اے بحر حال اپنا فقیر کس لئے مہین بنایا

جہیں پہ تشقہ کمر میں شمشیر نعل میں مینا گلے میں منکا
یہ زیور غریب قوم اکثر استعمال کرتے ہیں اسلئے کہ یہ سستے داموں
تیار ہو جاتا ہے۔ بعض متمول افراد طلائی دانوں کے عوض موتیوں
سے کٹلہ پروتے ہیں اور منکے کے عوض ایک بڑا موتی لگاتے ہیں
بہر حال اس زیور کے موجد ہندو ہیں۔ قوم نوایط کی بیویوں نے غالباً
کوکنی برہمنیوں سے اسکو سیکھا ہے۔

(۳۳) کلسر۔ یا کلسری۔ اسکا صحیح اطلاق کلسوڑی ہے۔ یہ

زبان مرہٹی کے الفاظ ہیں۔ گڑ سے کلا مراد ہے اور سوڑ جی کے جتنے گہیرا ہوا۔ یہ ایک قسم کا ہندی زور ہے۔ جسکے موجد ہندو ہیں۔ مرہٹواری میں اسکا زیادہ رواج ہے۔ کوکئی برہمنیاں اسکو بہت پسند کرتی ہیں۔ ہماری قوم نے اس کے رواج کو غالباً انہیں سے لیا ہے۔ گلسیر یا گلسری کا طلائی دانوں اور پوت کی شرکت سے صرف لڑیوں میں پرویا جاتا ہے جس میں متعدد مقامات پر منکے شریک کئے جاتے ہیں یہ کوئی خوبصورت زور نہیں ہے۔ غرباء قوم میں اکثر اسکا رواج ہے۔

(۳۴) لچٹا۔ یہ لفظ ہندی زبان کا ہے یعنی ریشم یا سوت اور بہت سے تاگون کا بنا ہوا حلقہ۔ اور زور خاص کا نام ہے جو گلے میں باندھا جاتا ہے۔ مختلف شکل اور مختلف قسم کی کاری گری سے اسکو بناتے ہیں۔ یہ بڑا ہی خوبصورت زور ہے گلے سے چسپیدہ باندھا جاتا ہے ہندوستان کے ہندو اور مسلمان دونوں میں اس کا رواج ہے۔ قوم نواٹھ کی بی بیوں نے اسکی شکل میں مختلف طریقہ پر تراش و خراش کیا ہے۔ نئی نئی ایجادیں ہوئی ہیں۔ لچہ کے سیکڑوں نمونے بن چکے ہیں اور بنتے جاتے ہیں۔ ہر ایک نمونے کے جدا جدا نام ہیں جیسے چوکروٹیا

لچھا۔ تعویذ و نکالچھا۔ سمو سو نکالچھا۔ لہر ملا لچھا۔ سادہ کا لچھا۔ آویز و نکالچھا۔ جہا لردار لچھا۔ چوگوشی لچھا وغیرہ وغیرہ۔ لچہ کا رتبہ گلے کے تمام زیورات میں معزز مانا گیا ہے اسلئے کہ یہ سہاگ کا زیور ہے۔

(۳۵) کمالاً۔ ہندی زبان کا لفظ ہے بمعنی پہولون کا مار۔ سونے یا موتی کا مار۔ جمیل۔ مصحفی فرماتے ہیں ۵

سینے پہ تو بنانا اک موتیوں کا مالا پڑ نقاش کھینچا یوں تصویر اشک جانان

عرب میں اس زیور کے استعمال کا رواج ہے جس کو سچہ کہتے ہیں۔ اور صرف موتیوں یا زمرّی۔ یا فیروزئی۔ یا عقیقی منکون سے پرویا جاتا ہے۔ جسکو مرد عورت دونوں گلے میں پہنتے ہیں۔ اور ضرورت کے وقت اس سے تسبیح کا کام بھی لیتے ہیں۔ فارسیوں نے اس کا استعمال تسبیح کے نام سے کیا ہے۔ پادشاہان سلف و والیان ریاست نے بھی موتیوں کا مالا اپنے گلے میں رکھا ہے۔ ہندوؤں میں مالے کا رواج بہت قدیم زمانہ سے ہے۔ رُڈراکش ایک خاص قسم کا بناتی نازک تخم ہے جس پر قدرت نے ایسی لکیریں پیدا کئے ہیں جو انسانی شکل سے کسی قدر مشابہ ہوتی ہیں۔ برہمن۔ جو سی۔ اس تخم کو نہاتا۔

مبتکر مانتے ہیں اور اسی کی تبتیح بناتے ہیں اسی کا مالا ہند و عورتیں اپنے گلے میں پہنتی ہیں اور طلائی مالے کے منکون پر ہی اسی قسم کا نقش بنا کر بطریق زیور پہنا جاتا ہے۔ ہر ایک طلائی منکے کے ساتھ ہنبر پوت کا ایک منکے یا زمرودی دانہ پرتے ہیں۔ زبان سنسکرت میں اس زیور کا نام چپ مال ہے جس سے تبتیح مراد ہے بدینوجہ کہ تبتیح کا رواج ہندو مسلمان دونوں میں ہے یہ زیور دونوں اقوام کا زیور سمجھا جاتا ہے۔ قوم نایط کی بی بیان مالہ کو متعدد لڑیوں میں پردتی ہیں ایک لڑی دوسری سے مساوی ہوتی ہے۔

(۳۶) ہنسلی۔ زبان ہندی میں اوس ہڈی کا نام ہے جو گلے کے اطراف ہوتی ہے۔ مجازاً اوس زیور کا نام بھی ہنسلی رکھا گیا ہے جو گلے میں پہنا جاتا ہے جس کو سونے سے بطریق ایک طوق کے بناتے ہیں فارسیوں نے اسکو طوق زرین کہا ہے عجم میں اسکا استعمال صرف گھوڑوں کے لئے ہے۔ حافظ شیراز فرماتے ہیں۔ ۵

اسپ تازی شد بجز روح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خرمی بنیم

ہنسلی کا زیور کخت ہوتا ہے یعنی مختلف اجزا پر شامل نہیں ہوتا بلکہ ایک طلائی یا نقرئی موٹے تار کا حلقہ ہوتا ہے جس میں نقش و نگار کے سوا نازک گہنگرو بطریق جہا لٹکائے جاتے ہیں۔ اس کا استعمال اکثر کم سن بچوں کے لئے ہے قوم نایاط کے بعض ناکتھار لڑکیاں بھی اسکو پہنتی ہیں۔ (۳۷) ہار۔ زبان ہندی میں پھولوں یا موتیوں کے مالے کو ہار کہتے ہیں۔ عام معنوں میں ہر ایک جمیل کے لئے بولا جاتا ہے۔ زیورائیں ہار ایک مرصع اور قیمتی زیور کا نام ہے۔ جو طلائی پھولوں یا تعویدین سے پروایا جاتا ہے جس میں الماس جڑے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک پھول یا تعوید کے آخر پر ایک موتی لٹکایا جاتا ہے۔ شہنشاہ اکبر پھول کے ہار کو ہار کہنا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اسکو پھول مال کہتے تھے یہ لفظ حکومت اکبر کے بعد پسندیدہ نہ ٹھہرا اور رواج نہ پایا۔ شہنشاہ اکبر کے پاس پھول کا ہار کہنا شگون بد میں داخل تھا اسلئے کہ وہ بہت تھوڑے عرصہ میں کھلایا جاتا ہے اور ہار کے لئے پڑمردگی عیب ہے۔ نہ معلوم او بکا یہ خیال کس بنیاد پر تھا۔ مگر فی زمانہ۔ زبان اردو کے متقدمین اور متاخر دونوں نے پھول کے لئے ہار کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور یہی بول چال

مین مروج ہے حضرت آصف فرماتے ہیں۔ ۵

و دمری قبر یہ اک پہولون سے چادر ہوتی پڑ

ہاں باسی نہ وہاں تم نے اتارے پیارے

مصنف بہار عجم و منتخب النفایس نے لفظ ہاں کو خواہ وہ موتیوں کی

سلک کے لئے کہا جاوے یا پہولون کے ہاں کے لئے زبان فارسی کا

لفظ قرار دیا ہے مآمنیر کے کلام سے اسکا استعمال دکھلایا ہے۔ ع

گستہ ہاں مروارید دربر (ولہ) ۵

بند کر خلق شاہنشاہ دوران پڑ ہاں گل ملا یک سجہ گردان

ہاں کو زبان عرب میں عقد کہتے ہیں جس کا تلفظ عین کے کسرہ اور ف

اور وال کے سکون کے ساتھ ہے۔

ہاں کے زیور

(۳۸) ہاں و بند۔ یہ زبان فارسی کے الفاظ ہیں۔ ہاں و

کہنی اور مونڈ ہے کا درمیانی مقام مراد ہے۔ بند کے معنی بندش

ہاں و بند اوس زیور کا نام ہے جو کہنی اور مونڈ ہے کے درمیان

بندھا جاتا ہے۔ یہ زیور چوٹی چوٹی طلائی یا مرصع تھوڑے دین پھون پر

شامل ہوتا ہے جو بالاتصال گنہوائی جاتی ہیں اور بہیئت مجموعی وہ ایک مستطیل شکل کا زیور ہو جاتا ہے جسکو ڈوریوں کے ذریعہ سے بازو پر باندھ دیتے ہیں عجم میں اسکا استعمال صرف سید ہے بازو پر ہے۔ اور قوم نایط کی بی بیان دونوں بازو پر اسکو باندھتی ہیں شغائی نے مجید شوستری کی ہجو میں کہا ہے۔ ۵

بستہ بر خود بجائے بازو بند ڈ مجید شوستری

اسی زیور کا رواج عرب میں بھی پایا جاتا ہے جسکو زبان عرب میں مضند۔ اور دملوج کہتے ہیں۔ ہند کے عام لوگوں نے اسی زیور کا نام مجنبد رکھا ہے۔ اس زیور کو ہندوؤں سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ (۳۹) بازو کے تعویذ۔ یہ ایک مربع طلائی یا مرصع تعویذ

کا نام ہے جس کے بازوؤں میں دوسمو سے لگائے جاتے ہیں جن میں ریشمی ڈوریاں لٹکی ہوتی ہیں۔ قوم نایط میں اسکو صرف سید ہے

بازو پر باندھنے کا رواج ہے۔ بعض دیگر اقوام اسلام نے اسکا استعمال دونوں بازوؤں پر پسند کیا ہے۔ یہ مسلمانوں کا زیور ہے۔

(۴۰) بازو کے کڑے۔ کڑا اوس حلقہ طلا یا نقرہ کا نام ہے

جو بازو یا کلائی یا پاؤں میں پتے کی غرض سے بنایا جاتا ہے۔ بازو کے کڑے سے وہ مخصوص دو حلقے مراد ہیں جو مثبت نقش و نگار کے ساتھ صرف ایک بازو کے لئے بنائے جاویں۔ بازو کے کڑے مرصع بھی ہوتے ہیں اور سادہ بھی اسکی ساخت اندر سے خالی ہوتی ہے جس میں لاکھ بھری جاتی ہے۔ کفایت شعاری کے علاوہ نقش و نگار کی ضرورت سے بھی خلا ضروری سمجھا گیا۔ قوم نایط کی بی بیوں نے اس طریقہ کو دیکھنے سے سیکھا ہے۔ دکنی اقوام میں بازو کے کڑوں کا عام رواج ہے۔ اس زیور کو دکنی اور پٹھان عورتیں سپاہیانہ زیور سے موسوم کرتی ہیں اور بعض دکنی مرد بھی اسکو اپنے بازو پر چڑھاتے ہیں۔ مولف خیال کرتا ہے کہ اس زیور کی کرختی اور سختی جو لفظاً اور معنائاً ثابت ہے غالباً اس وجہ تسمیہ کا جوہر ہے۔ اسکے استعمال میں کوئی تکلف یا نزاکت درکار نہیں ہوتی۔

(۴۱) گنگنی پٹری۔ یہ زیور جواب ہے بازو کے کڑوں کا یعنی ایک بازو پر کڑے پہنتے ہیں اور دوسرے بازو پر گنگنی پٹری ہے زیور دو لفظوں سے بنایا گیا ہے ایک لفظ گنگنی۔ یہ زبان ہندی میں

ایک چوٹے سے انج کا نام ہے جسکو دکن میں رالہ کہتے ہیں۔ طلائی یا نقرئی دو حلقوں پر باریک باریک نگینے اس طرح پر جڑتے ہیں جیسا کہ کسی نے نگینی جادیا ہے۔ جن افراد کو مرصع زیور مقصود نہیں ہے وہ صرف طلائی یا نقرئی حلقوں پر نقش کے ذریعہ سے نگینوں کی نقل اوتار تے ہیں۔ یہ نقش نگینوں سے زیادہ بہلا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا لفظ پٹری ہے۔ زبان ہندی میں پٹری چوڑی چوڑی کا نام ہے جس سے پٹھا مراد ہے بدنیو جب کہ بازو کی طلائی یا نقرئی پٹری اسی چوڑی چوڑی سے مشابہ ہوتی ہے اس کا نام ہی پٹری رکھا گیا۔ ایک پٹری کے دونوں جانب دو نگیناں چڑھائے کاروچ ہے۔ یہ زیور بھی مثل کڑوں کے دہینوں کا زیور سمجھا جاتا ہے۔ (۴۲) نورتن۔ ہندی زبان میں رتن کے معنی قیمتی پتھر اور جواہرات کے ہیں۔ نورتن سے بازو کا وہ زیور مراد ہے جس میں نون قسم کے جواہرات جڑے جاویں۔ بعض صاحبان تصنیف نے لکھا ہے کہ نورتن کے نون اقسام سے (۱) یا قوت (۲) موتی (۳) پکھراج (۴) زمرہ (۵) مونگا (۶) لاجورد (۷) نیلم

(۸) الماس (۹) فیروزہ۔ مراد ہے۔ الحاصل نورتن اوس زیور کا نام ہے جس میں نون قسم کے جواہر جڑے ہوئے ہوں جسکو بازو پر کرے اور کنگنی پٹری سے اوپر باندھا جاتا ہے اوسی طرح حسب طرح بازو بند۔ یہ زیور درحقیقت ہندو راجاؤں کے آرایش لباس کا ایک جزو ہے۔ جسکو بی بیون نے اپنے زیور میں شامل کر لیا ہے۔
کلائی کے زیور

(۴۳) بجر بٹو۔ بجر زبان ہندی میں جواہر کو کہتے ہیں۔ بجر بٹو ہی زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اوس جنگلی پھل کا نام جس کا مالا ہندوؤں میں مروج ہے۔ بجر بٹو کے نام سے ایک زیور کلائی میں پہنا جاتا ہے جس میں ایک سیاہ رنگ کا قیمتی منکھ طلاکاری کے ساتھ ریشم میں گھٹا ہوا ہوتا ہے۔ یہ زیور ہندوؤں کا ہے۔ لیکن قوم نایط کی بی بیون نے اس کا استعمال نظر بد کے دفع کے لئے تجویز کیا ہے۔ یہ ہونڈی شکل کا زیور ہے اور مقصود کے لئے موضوع خیال کیا گیا ہے۔

(۴۴) پٹھنی۔ ایک طلائی یا مرصع زیور کا نام ہے جو پنچے میں پہنا جاتا ہے۔ جسکو زبان فارسی میں دستبند اور دستبنہ کہتے ہیں۔

صاحبان مصطلحات ولغت نے اسکو لکھا ہے اور اسکا استعمال دکھلایا ہے۔ طالب آملی۔ گہوڑے کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ ۵
در تشکیلش پاسبان ساقِ خلخال آشنا ۶

در چدارش دست ہچون ساعدِ ستینہ ۷

اوستادِ قرخی

ارغوان مینی چو دست نیکوان پُر دستبند ۸

شاخِ گل مینی چو گوشِ نیکوان پُر گوشوار

بلاد عرب میں یہی اس زیورکار واج ہے جسکو شوالی کہتے ہیں یہہ زیور انار کے دانوں کی شکل میں بنایا جاتا ہے جسکے ہر ایک دانہ میں ایک ایک قیمتی نگینہ جڑا جاتا ہے یا سادگی کے ساتھ صرف طلائی یا نقرئی دانے بنائے جاتے ہیں ہر ایک دانہ کے نیچے ایک باریک سا حلقہ ہوتا ہے جس میں ریشم پر وکر ایک دانہ کو دوسرے دانہ کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہ نہایت خوبصورت اور مرغوب زیور ہے۔

(۴۵) سُمَرَن۔ سُمَرَنی کے معنی زبان سنسکرت میں تسبیح کے ہیں

سُمَرَن زبان ہندی میں یاد خدا کے معنوں میں مستعمل ہے اردو بول چال

میں سمرن اوس زیور کا نام ہے جو بلور یا کالج یا موگنلے یا موتیوں کے چند دانوں کو پر و کر بناتے ہیں۔ قوم نایط کی بی بیان اس کے متعدد لڑیوں کو اپنی کلائی میں پہنچی کے زیور کے ساتھ پہنتی ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستان کے دیگر اقوام اہل اسلام میں بھی اسکا رواج ہے۔ میر حسن فرماتے ہیں۔ ۵

زمرہ کے سمرن کو ہاتھوں میں ڈال اور اک بین کا ندہ ہے یہ اپنے سنبھل متمول راجپوت عورتیں بھی اسکا استعمال کرتی ہیں اونکا خیال ہے اور ایک حد تک اوس کے نام سے صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہ زیور راجا بایان قوم ہنود کے لئے بنایا گیا جسکو ہندیوں نے بھی اختیار کیا (۴۶) گنگن۔ زبان سنسکرت کا لفظ ہے۔ یہ لفظ کرا اور گہن سے مرکب ہے۔ کر کی معنی کلائی اور گہن سے گہنا مراد ہے۔ اس زیور کو ہندوستان میں چوہے و تیان بھی کہتے ہیں اسکی ساخت دو طرح پر ہوتی ہے ایک سادہ جو صرف چاندی یا سونے سے بنایا جاتا ہے دوسری مرصع جس میں رنگ برنگ نگینے جڑے جاتے ہیں۔ یہ ایک کرخت حلقہ اور ایک جسم ہوتا ہے جسکا استعمال چوڑیوں کے عقب

میں ہوتا ہے۔ عورتوں کا مقولہ ہے کہ دولہن کی ناقص چوڑیوں کی
بہرتی لنگن سے۔ اسی کو مولف نے چوتھی یا لنگن کی رسم میں بھی بیان
کیا ہے۔ قوم نایط کا خیال ہے کہ اس زیور کا استعمال ہم نے ہندوؤں
سے سیکھا۔ اس کے نام سے ہی اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ
غالباً یہ اوہنین کا زیور ہے۔ لیکن حیرت اسپر ہوتی ہے کہ ایران
میں بھی اس کار وراج ہے جسکو وہ دست برنجن کہتے ہیں۔ اور مرصع لنگن
کا نام فارسی زبان میں گوہر کش ہے۔ رفیع الدین لسانی فرماتے ہیں
نہر ساعد شاخ ابر ساخت گوہر کش

کہ قطرہ در خوش آبت و سبزہ شبہ در آن

عربستان میں بھی یہ زیور پہنا جاتا ہے جسکو محاورہ عرب میں سوار
و قلب کہتے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ قریب قریب ایک ہی
قسم کا زیور ہے جس کا نام عربوں نے اپنی زبان میں رکھ دیا اور

+ ساعد کی معنی زبان فارسی میں بازو کے ہیں لیکن فارسیوں کے استعمال میں
ساعد سے وہ مقام مراد ہے جو ہتھیلی اور گھنٹی کے درمیان ہے۔ (دیکھو غیاث اللغات)

ایرانیوں اور ہندیوں نے اپنے اپنے محاورہ کے مطابق اسکو موسوم کیا۔
 (۷۴) کوٹ - زبان ہندی کا لفظ ہے۔ بمعنی۔ سنجاف۔ مغزی۔
 حاشیہ۔ لمیس۔ مجازاً اس طلائی زیور کو قوم نوایط نے کوٹ سے موسوم
 کیا ہے جو کلائی کے لئے چوڑیوں کے شکل میں بنایا جاتا ہے۔ ہر ایک
 کلائی میں کم سے کم دو کوٹ چوڑیوں کے دونوں طرف پہنے جاتے ہیں
 کو یا یہ زیور چوڑیوں کا طلائی سنجاف اور حاشیہ ہے۔ قوم نوایط کی
 متمول بی بیان چوڑیوں کے عوض طلائی گوٹ کا زیور پسند کرتی ہیں
 جو متعدد حلقوں پر شامل ہوتا ہے جن کے سچ میں بعض بی بیان صرف
 دو چار بلورین چوڑیاں رکھتی ہیں۔ اس زیور کارواج صوبہ مدراس
 میں بہ نسبت اور مقامات کے زیادہ ہے۔ ہندوؤں سے اس کو کچھ
 تعلق نہیں ہے۔ بلکہ ہندوؤں میں طلائی چوڑیوں سے شگون بدلیا جاتا ہے
 بلور یا کانچ پر اسکو ترجیح نہیں دی جاتی۔ ایک ذی علم بی بی کا خیال
 ہے کہ بلوری چوڑیوں کے عوض طلائی گوٹ کا ایجاد درحقیقت پر
 ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ چوڑیاں سہاگ کی علامت سمجھی گئی ہیں بیوہ
 چوڑیوں کا استعمال نہیں کر سکتی۔ پس بلوری یا لاکھی چوڑیوں کے

استعمال میں ہمیشہ یہ بد شکونی ہوا کرتی ہے کہ جب کہیں وہ کسی اتفاق سے ضائع ہو جاتی ہیں تو نئی چوڑیاں پہنا کر گزیر ہوتا ہے جس طرح کو ہم نے سہاگ کی علامت قرار دی اور سکو بار بار بدن سخت گوا کر گزرتا ہے۔ لہذا طلائی چوڑیاں اختیار کی گئیں تاکہ بچائے سہاگ مت اپنے آب و تاب کے ساتھ قائم رہیں اور انکی شکل بعینہ ویسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ لاکھی اور بلوری چوڑی کی شکل ہے۔ چکیان کٹوریان جس طرح چوڑیوں میں چمکتی رہتی ہیں اسی طرح طلائی چوڑیوں میں ہیں۔ اور تمام مصنوعات کی چمک دمک بالاستعمال قائم رہتی ہو۔ قوم نایط کی بی بی اس زیور کو بہت عزیز رکھتی ہیں اور رات دن پہنتی ہیں۔ مولف نے دیکھا ہے کہ ایک شریف بی بی نے اپنے مات کی ایک گوٹ کو جسکا جو کسی قدر ضائع ہو گیا تھا ترمیم کی غرض سے اتار کر سنار کو دینا پسند نہ کیا بلکہ اس کے عوض ایک دوسری گوٹ بنوائی گئی جب وہ تیار ہو چکی اور پہن لی گئی تب ترمیم طلب گوٹ کو مات سے اتار کر پنجہ کے زیور

(۸۴) آر سی۔ زبان ہندی میں منہ دیکھنے کے شیشہ اور گھو

آرسی کہتے ہیں۔ آرسی ایک قسم کی انگوٹھی کا نام ہے جس پر بجائے نگینے کے ایک چوٹا سا گول آئینہ جڑا ہوتا ہے تاکہ ہر وقت بنا و سنگار کی دستی
اوس سے ہو سکے اس کا نام زبان فارسی میں انگشتر آئینہ دار ہے
میرزا دارا بھو یا فرماتے ہیں ۵

می نماید عارضش از حلقہ زلف سیاہ
یا نشاندست بر انگشتری آئینہ را

صائب

این قوم خود آرا کہ کنون بر سر دست اند
وقت است نگین خود از آئینہ بسازند

اس زیور کو قوم نایط کی بی بیان انگوٹھے میں پہنا کرتی ہیں
یہ مسلمانوں کا زیور ہے جسکو ہندوؤں نے بھی اختیار کیا ہے
(۴۹) انگوٹھی۔ اس مرصع یا طلائی یا نقرہ ی زیور کا نام
ہے جو ہات کے انگلیوں میں پہنا جاتا ہے۔ جسکو فارسی زبان میں
انگشتری کہتے ہیں۔ انگوٹھی کی شکل مثل ایک حلقہ کے ہوتی ہے
جس پر ایک یا کئی نگینے جڑے جاتے ہیں قوم نایط کی بیویوں میں

انگوٹھی صرف چمکلیا میں پہنی جاتی ہے۔ بعض افراد اس کے بازو کی اونگلی میں ہی پہنتے ہیں۔ لیکن بیچ کی اونگلی بالکل خالی رکھی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے یہ تفوق اور زیور کافی ہے کہ وہ اور وں سے بڑی ہے۔ کلمہ کی اونگلی میں ہی انگوٹھی پہنتی ہیں۔

(۵۰) چھلا۔ ہندی زبان کا لفظ ہے بن نگینہ کی انگوٹھی کو چھلا کہتے ہیں۔ چھلون کا استعمال انگوٹھے اور بیچ کی اونگلی کے سوا باقی تینوں اونگلیوں میں ہوتا ہے۔ قوم نوایط کی بی بیان ہر ایک انگوٹھی کے دونوں بازو دو چلتے پہنا کرتی ہیں۔ بعض چلتے انگلیوں کے جوڑوں میں ہی پہنے جاتے ہیں جن کا نام پہیری رکھا گیا ہے۔ پہیری اردو کے محاورہ میں اس زیور کے لئے ہنین بولا جاتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ قوم کی بگڑی ہوئی زبان کا محاورہ ہے۔

کمر کا زیور

(۵۱) زرر کمر۔ زرر کمر فارسی زبان کا لفظ ہے جس سے کمز مراد ہے۔ جو کمر بند طلائی یا نقری تار سے تیار ہوتا ہے جس کو عورتیں اپنے لباس کے اوپر کمر میں باندھتی ہیں اور اس کا نام زرر کمر ہے۔ ہندو عورتیں

اسکو اپنی ساڑی پر استعمال کرتی ہیں جس کا نام کر دھنی ہے۔ یہ ہندی زبان کا لفظ ہے بمعنی پٹکا۔ ہندوئین کر دھنی طلائی تاروں سے بنی بنائی جاتی بلکہ طلائی تقویدوں کا سلسلہ مثبت نقش و نگار کے ساتھ قائم کر کے ساڑھی پر باندھا جاتا ہے۔ ہر ایک تقوید پر ایک نگینہ بھی جڑا جاتا ہے۔ عجم میں زر کر کا استعمال مرد اور عورت دونوں کے لباس پر ہوا کرتا ہے۔ جس سے لباس ہوا سے مٹنے نہیں پاتا کسی اہل زبان نے کہا ہے۔

بر بود و لم عشوہ گرے آفت جانے

زیرین کرے سیمبرے موئے میانی

پاؤن کے زیور

(۵۲) بیٹری۔ ہندی زبان میں بیٹری زنجیر پا کو کہتے ہیں جس کا فارسی ترجمہ جولان ہے۔ لیکن پاؤن کے زیورات میں طلائی یا نقر وی بیٹری اوس زنجیر کا نام ہے جو بوضع خاص بنا کر ہر ایک پاؤن میں جڑا پہنی جاتی ہے۔ کم سن بچوں کے پاؤن میں عموماً بعض بی بیوں نے اپنے زیور میں خصوصاً اسکا استعمال پسند کیا ہے۔

خوبصورت زیور نہیں ہے۔ اس کا استعمال صرف منت کے طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ بدنیوجہ کہ اشقیانے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کو حلقہ حفاظت اور حراست کا پابند کیا تھا اوسکی یادگار میں بعض مجبان اہل بیت نے اپنے بی بیوں اور بچوں کے لئے یہ زیور تجویز کیا۔ اس زیور سے ہندوؤں کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۵۳) پازیب۔ زبان فارسی کا لفظ ہے یعنی وہ زیور جس سے پاؤں کو زیب و زینت ہے۔ اسی کو فارسیوں کے محاورہ میں پائے برنجن کہتے ہیں۔ اور عربی میں خلخال۔ اسیر ہندی نے خوب کہا ہے۔ ۵

اسقدر رویا میں آنکھیں ملے اسکے پاؤں پر
یار کی خلخال پاگرداب دریا ہوگئی

زبان فارسی میں خواجہ نظامی فرماتے ہیں۔ ۵
ہمہ عنبرین خال و خلخال پوش ڈسر زلف چیدہ بالائے گوش
پازیب نہایت خوبصورت زیور ہے جس کو متعدد سادہ کڑیوں سے

بنا کر اوس کے نیچے گھونگر و لٹکانے ہیں۔ اس زیور کو پہن کر چلنے سے گھونگر و کی دہیمی آواز آتی ہے۔ بعض مرصع پارِ زیب میں نگینے بھی جڑ جاتے ہیں۔

(۴۵) پائل۔ زبان ہندی میں ایک طلائی زیور کا نام ہے جسکو پاؤں میں پہنتے ہیں۔ پارِ زیب سے مشابہ ہوتا ہے۔ فرق اس قدر ہے کہ یہ کڑیوں سے نہیں بنایا جاتا بلکہ اوس کی ساخت تعویذی ہوتی ہے اوس کے اطراف گھونگر و کی جہاں و سیسی ہی ہوتی ہے جیسے پارِ زیب میں۔ ہندوستان میں عموماً اس کار و راج ہے فارسیوں نے بھی اس کو پسند کیا ہے۔ اور اس کا نام پا اور بنجن رکھا ہے۔

(۴۵) توڑا۔ زبان ہندی میں اوس طلائی یا نقر و ی زنجیر کا نام ہے جو پاؤں میں پہنی جاتی ہے۔ اگرچہ بعض اہل زبان نے اسکو زنجیر لکھا ہے مگر مولف کی رائے میں وہ زنجیر نہیں ہے بلکہ طلائی یا نقر و ی تار کو پیچ دیا ہوا ایک خاص شکل کا زیور ہے۔ توڑا دو قسم پر بنایا جاتا ہے۔ ایک زلفی جس میں طلائی یا نقر و ی تاروں کو بشکل زلف پیچ دیکر بناتے ہیں۔ دوسرے ہسنی۔ یہ طلائی یا نقرئی

لہسن کی ایک سلک ہوتی ہے۔ قوم نوایط میں زلفی توڑ وں کاڑیا
رواج ہے۔ حیدر آبادیوں کو لہسنی توڑے پسند ہیں۔ مرہٹی قوم کی عورتیں
لہسنی توڑ وں کو زیادہ پسندتی ہیں۔ اون کا خیال ہے کہ یہ اون کا
قومی زیور ہے۔ ہندوستان کی بی بیان زلفی توڑے کو نراکت
کے ساتھ مطول بنا کر اپنے گلے میں پہنا کرتے ہیں جسکو گلے کا توڑا کہتے
ہیں۔ بعض لوگ اسی توڑے کو اپنی گہڑی کے ساتھ لگاتے ہیں۔ جو گہڑی
کا توڑا کہلاتا ہے کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ۷

گلے کا میں بہتا رہے آج اس میں سراگر جاو

نخالے بن نہ چوڑ وں آپکی سر کی قسم توڑا

(۵۶) رَم جھول۔ اس کا صحیح تلفظ رن جوڑ وے ہے۔ یہ مرہٹی
زبان کا لفظ ہے۔ رن کے معنی ہندی بول چال میں آبلہ کے ہیں
جیسے ماتا کارن۔ بدنیو جب کہ اس زیور میں طلائی موتی کو باہم جوڑ کر
یا ٹہسے کے ذریعہ سے اوپر موتیوں کی شکل بنائی جاتی ہے۔ اسکا
نام مرہٹوں نے رن جوڑ وے رکھا۔ یہ زیور پاؤں میں پہنا جاتا ہے
اور اس کے نیچے گہونگر کی قطار لٹکائی جاتی ہے۔ قوم نایط نے

اس کا استعمال غالباً کوکن کے مرہٹوں سے سیکھا ہے۔

(۵۷) گجرے۔ ایک طلائی یا نقرئی زیور کا نام ہے جو مثل

توڑون کے پاؤں میں پہنا جاتا ہے۔ گجر از بان ہندی کا لفظ ہے

اوس مار کو گجر کہتے ہیں جو پاس پاس گھٹا ہوا ہو۔ بدنیو جہ کہ سکی

ساخت طلائی یا نقرئی تار سے پاس پاس گھٹی ہوئی ہوتی ہے جیسے

گوپ۔ مجازاً اسکو گجر کہا گیا اہل ہند اس زیور کا استعمال گلے سے لٹکا

کرتے ہیں۔ جس کو وہ نزاکت کے ساتھ ایک زنجیر کی شکل میں بناتے

ہوں لیکن قوم نوایط کی بی بیوں نے اوس کو پاؤں کا زیور قرار

دیا ہے۔ ہندون میں اسکا استعمال نہیں ہے۔

(۵۸) لول۔ بروزن پھول۔ لولو کا مخفف ہے۔ مگر زبان اردو میں

نہیں بولا جاتا۔ یہ ایک خاص زیور ہے جو طلائی یا رکی منکون سے

بنایا جاتا ہے اور قوم نوایط کی بی بیان اسکو اپنے پاؤں میں پہنتی

ہیں۔ یہ زیور بہت ہلکا اور کم وزن ہوتا ہے۔ سولے کا ورق

مثل کاغذ کے گہڑا اوس سے لول بناتے ہیں جس کے اندر لاکھ

بہر دی جاتی ہے۔ کم قدرت بی بیان اپنے پاؤں میں نقرئی یو

کے مقابلہ میں صرف اس زیور کا استعمال پسند کرتی ہیں۔

(۵۹) منکے۔ منکے کی جمع۔ اس زیور کا نام ہے جو پاؤں میں پہنا جاتا ہے جسکو ہندی میں ہٹر کہتے ہیں۔ ہٹر ایک قسم کے کیلے پہل کا نام ہے طلائی منکے بڑے بڑے شکل ہٹ بناتے ہیں اور اون کو ایک ڈوری میں پرو کر اس کا حلقہ پاؤں میں پہنا جاتا ہے۔ قوم کی بیویوں کا مقولہ ہے کہ نقروی پازیب سے طلائی منکے پہلے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک نقروی پازیب کی جوڑی جس قیمت میں تیار ہوتی ہے طلائی منکوں کی لڑی اسی قیمت میں بن سکتی ہے پہر کیا وجہ کہ پیر میں سونا نہ پہن کر چاندی پہنیں۔ منکے بالکل کاغذی ہوتے ہیں اندر سے لاکھ بہری ہوئی ہوتی ہے جو کارگری کم خرچ بالائینی کے لئے لول میں کیجاتی ہے۔ وہی کاری گری منکوں کے تیاری میں ہوتی ہے۔ اس زیور کو ہندوؤں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

پاؤن کے انگلیوں کا زیور

(۶۰) گہول۔ اسکو غلطاً عام کہنا چاہیے پاؤن کے انگلیوں میں جو چلے پہنے جاتے ہیں اسکو عام و خاص گہول کہتے ہیں۔ یہ لفظ اردو

بول چال میں مستعمل نہیں ہے مگر اس اور جید راہ دین بولا جاتا ہے
بعض ممیز اور ذمی علم عورتیں اس کو گول کہتی ہیں۔ یہ نام بلحاظ
اس زیور کی گولائی کے کسی قدر بامعنی ہے۔ گول کا لفظ تو کسی طرح
معنی دار نہیں ہے

چوتھا باب قوم نایط کے القاب اور مشاہیر قوم کے متعلق

پہلی فصل القاب قوم کے متعلق

قوم نوایط میں ہر ایک خاندان کے لئے جدا جدا لقب مشہور ہیں
لقب زبان عربی کا لفظ ہے۔ لقب سے وہ نام مراد ہے جس سے موسوم
کی مدح یا ذم پائی جاوے۔ یا وہ لفظ مدح یا ذم پر دلالت کرے
یا وہ نام جو کسی خاص صفت یا خاص عزت کے باعث پڑ گیا ہو۔
ناسخ فرماتے ہیں۔ ۷

یہ اوس کے ہے ساعدون کا عالم کہ جس نے دیکھے ہوا وہ بیدم
نیام تیغ قضا سے مہرم لقب ہے قاتل کی آستین کا
اوستاد فرخی نے زبان فارسی میں کہا ہے ۷

مارا سخن فروش ہنادی لقب چہ سو

خواجہ زما بزر نخسری می ہی سخن

لقب کے جو معنی اہل لغت نے لکھے ہیں اور اس لفظ کا استعمال جس طرح استادوں نے کیا ہے اس کے لحاظ سے قوم نوایط کے بعض القاب پر البتہ لقب کی تعریف صادق آسکتی ہے لیکن ان کے بہت سے ایسے القاب مشہور ہیں جنکو مولف کی رائے میں القاب سے موسوم نہ کرنا چاہئے۔ عموماً اہل تاریخ نے ایسے کل الفاظ کو القاب قوم ہی کے نام سے لکھے ہیں جیسے صمصام الدولہ شہنشاہان انبی کتاب ماثرا الامرا میں فرماتے ہیں کہ برائے شناسائی ہر فرقہ را باندن ملا

با چیزے نسبت بان چیز ملقب ساختہ اند و غریب لقب ماورین گروہ شائع است۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اہل تصانیف اور خود قوم کے افراد کو ان الفاظ کی وجہ تسمیہ اور تعریفات کی اطلاع بہت کم ملی ہے یہی وجہ ہے کہ عام طور پر ان الفاظ کا نام القاب قوم رکھا گیا ہے بعض اہل تصنیف نے القاب کے چند الفاظ ہی لکھے ہیں اور ان وجہ تسمیہ پر بھی طبع آزمائی کرنا چاہا ہے۔ جیسے اکرم خان شاہ جہاں آباد

نے اپنے مختصر رسالہ میں القاب کی تعریف میں بہت کچھ زور مارا ہے لیکن اون کے طرز بیان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اون کو اون الفاظ کی حقیقت پر بہت کم اگاہی ہوئی یہی وجہ ہے کہ نہ صرف اون الفاظ کو القاب سے موسوم کرنے میں غلطی کی ہے بلکہ اصل الفاظ کی تعریفات میں بھی کامل توجہ نہیں فرمائی گئی۔ کسی لفظ کو لقب سے موسوم کر دینا اور اسکی تعریف میں کسی لغوی یا اصطلاحی معنی یا وجہ تسمیہ کی حقیقت کے ساتھ مطابق کر کے نہ دکھلانا اور اپنی محض رائے سے کسی لفظ کو شرافت کی علامت قرار دینا یا کسی لفظ کے متعلق یہ کہنا کہ اسکو اپنے نام کے ساتھ استعمال کرنے والوں کا درجہ شرافت میں کہنا ہوا ہے ایک مصنف کی شان سے بعید ہے۔ مولف کو حسب قدر اس کتاب کی تالیف میں اور مصنفین سے ملی ہے جنگی فہرست و ساجہ میں لکھ چکا ہوں اون سب میں اکرم خان شاہ جہان آبادی ہی کا ایک رسالہ ہے جس نے القاب قوم کی تحقیق کی نسبت مجھکو زیادہ توجہ دلائی۔ میں نے اسکو مناسب نہ جانا کہ ایک مصنف کی رائے مجھ سے کام لون اور ایسی بہاری ذمہ داری کے کام میں جیسا کہ یہ کام ہے

اپنی تحقیق سے بحث نہ کروں۔ اگرچہ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ اکثر الفاظ کو لحاظ اون کے معنوں کے القاب قوم سے موسوم کرنا میری رائے میں درست نہیں ہے۔ لیکن بدینوجہ کہ یہ لفظ غلطی کئی صدیوں سے چلی آئی ہے اور اس وقت الفاظ کی تفریق کے ساتھ اون کے لئے کسی نئے نام کا تجویز کرنا اور ایک مشہور و معروف نام سے قطع نظر کرنا اس موقع پر ٹھیک نہیں ہے میں نے اپنے آئندہ بیان میں ناگزیر ان الفاظ کو القاب قوم ہی سے تعبیر کیا ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ قوم نایط نے ہر ایک خاندان کے لئے القاب کی ضرورت کو پابندی کفو کے اغراض سے تسلیم کیا تھا اور مندرجہ ذیل چہ اصول پر القاب وضع ہوئے تھے (۱) عام معنوں میں جنکو ہر فرد قوم اپنے نام کے ساتھ استعمال کر سکتا ہے جیسے قریشی یا ہاجر کا لقب۔

(۲) پیشہ کے لحاظ سے جنکو وہی خاندان اپنے ناموں کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں جنکے مورثین اعلیٰ کو اس پیشہ کے ساتھ تعلق تھا یا ہوگا۔ یہی اوسی پیشہ کو اپنی وجہ معیشت کر رکھا ہے۔ جیسے پاکریا پی لے کا لقب۔ (۳) مقام سکونت کے لحاظ سے جس سے فوراً یہ بات معلوم ہو سکتی ہے

کہ اس خاندان کے مورثین اعلیٰ نے مدینہ طیبہ سے ہجرت کر نیلے بعد
فلان مقام پر سکونت اختیار کی تھی۔ جیسے۔ کئی۔ جہرمی۔ لوکھری کا لقب
(۴) اعزازات حاصلہ کے علامت کے طور پر۔ یعنی جن خاندانوں کے
مورث اعلیٰ نے کوئی خاص اعزاز پایا ہے اوس کا اشارہ
جیسے چیدہ یا برادر کا لقب

(۵) بطریق علامت خاص یعنی جن خاندانوں کے مورث اعلیٰ کسی
خاص نام یا خاص صفت سے مشہور رہے ہوں اونکی آل اولاد نے
اوسی صفت یا نام کو اپنے نام کے ساتھ محض اس غرض سے قائم رکھا
کہ موجودہ نسل اور آئندہ نسلوں میں اوس نام یا صفت کی وجہ سے
مورث اعلیٰ کا پتہ مل جاوے۔ جیسے دلوائی اور سعید کا لقب۔

(۶) جن خاندانوں نے کفو کی پابندی نہیں کی اون کی شنخت
کے لئے جیسے۔ ڈوگلہ اور ما کے اور پاپا کا لقب۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ بعض القاب کے الفاظ رکیک ہیں
اور اپنے معنای مقصود پر حاوی نہیں نظر آتے جن کی صراحت آئندہ
کی جاوے گی۔ لیکن اس میں واضعان القاب کا کچھ قصور نہیں ہے اسلئے

باب چہارم کی فصل اول ۱۷۵ قوم نایط کے القاب

کہ جن قوموں کے ساتھ اون کو بسر کرنا پڑا ہو اور جن زبانوں میں وہ اپنے کاروبار کے لئے مجبور رہے ہوں اور جن مقامات پر اون کی سکو رہی ہو اونہیں کے لحاظ اور مناسبت اور ضرورت پر انہوں نے لقب تجویز کر لیا ہوگا۔ صاحب ماثرا الامر کا خیال بالکل درست ہے کہ اون کا مقصد القاب سے صرف اسی قدر رہا ہے کہ کسی ایک علامت کے ذریعہ سے اپنی قوم کی شناسائی اور ہر فرقہ کا تہ معلوم ہو جائے۔ اکثر لقب ایسے ہیں جن کے ساتھ ایک واقعہ کا تعلق ہے یعنی قصہ طلب واقعات پر اون کی بنیاد قائم ہوئی ہے بعض لقب ایسے ہیں جو بغیر کسی بیچ پانچ کے بالکل صاف معنوں میں وضع کئے گئے ہیں۔ اسی ایک قوم پر کیا منحصر ہے مسلمانوں کے بہت سے ایسے اقوام پائے جاتے ہیں جن کا ہر ایک خاندان ایک مخصوص لقب مشہور ہے۔ ہندوؤں میں الگ کی حقیقت ایسی ہی ہے جیسے کہ اہل نوایط کے القاب۔ عربوں کے بہت سے قبیلے خاص ناموں سے چکار جاتے ہیں اور اون کی وجہ تسمیہ کسی نہ کسی تاریخی واقعہ سے تعلق رکھتی ہے الغرض خاندان ہائے قوم نوایط کے القاب تعجب خیر نہیں ہیں اسلئے کہ

ہندوستان کے مختلف مقامات مختلف زبانیں اور مختلف اقوام کے لحاظ سے القاب کے بعض الفاظ کا رکیک یا محاورہ اردو کے برخلاف ہونا اسی اختلاف کا لازمی نتیجہ ہے۔ القاب کا انحصار قریب قریب نامکمل کے ہے اسوجہ سے کہ اول الذکر تین اصول میں وجہ اصول عام میں داخل ہیں۔ مولف نے صرف چند القاب معروفہ کی تعریف اور انکی وجہ تسمیہ کو ذیل میں بیان کی ہے جسکو اصول متذکرہ بالا کی تمیل خیال کرنا چاہئے۔

ردیف الین

اگ لاوے۔ یہ لقب اون افراد قوم کہ جنہوں نے اپنی کائنات قائم کر رکھے تھے۔ بدینوجہ کہ شبانہ روز انکے کارخانوں میں آگ روشن رہتی تھی اور انکو عام لوگ آگ لاوے کہنے لگے۔ افراد قوم کے ایک کہن سال بزرگ نے بیان کیا کہ آپ نے اپنے بزرگوں سے اس لقب کا تلفظ آگ لاوے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ آگ لاوے سے یہ لقب تجوئز کیا گیا۔ الاو فارسی زبان کا لفظ ہے بمعنی تودہ آتش۔ اس قوم کے بعض افراد نے نواح کوکن میں کاشتکاری کیلئے

دیہات حاصل کئے تھے جب اپنی مقبوضہ اراضی میں مکان بنا کر رہنے لگے تو بہیریوں نے انکو بہت ستایا ان کے بچے بہیریوں کے نذر ہونے لگے اور سوقت مکان داروں نے حفاظت کے لئے ہر ایک مکان کے پاس ایک الاؤ تیار کیا جس میں ہمیشہ آگ جلا کرتی تھی اور اوسى سے آہنی آلات کشا و رزی کی تیاری اور ترسیم کا کام ہوا کرتا تھا۔ ہندوؤں کی حکومت تک انکا نام گنی ہو تری رہا۔ گنی ہو تر ہندوؤں میں ایک خاص قسم کی پوجا کا نام ہے۔ جو میان بی بی دونوں آتش سلگا کر کرتے ہیں۔ گنی ہو تر۔ گنی دو ہو تر کا مخف ہے۔ زبان سنسکرت میں گنی سے آگ اور دو ہو تر سے زن و شوہر مراد ہیں۔ اس پوجا کے لئے یہ شرط ہے کہ پوجا کی آگ ہمیشہ روشن رکھی جاوے۔ میان بی بی سے جب کوئی مر جاتا ہے تو اوس کی لاش اسی آگ سے جلائی جاتی ہے۔ الغرض الاؤ کی آگ کی وجہ جو ہر ایک مکان کے پاس دہکتی رہتی تھی سارا قریہ گنی ہو تریوں سے معروف ہوا ہندوؤں کا خیال ان کے نسبت یہی تھا کہ یہ چپے ہوئے گنی ہو تری

جب مسلمانوں کی قوت بڑھنے لگی تو انکی ہوتری کی شہرت گھٹنے لگی پھر
 آگ الاؤ کے نام سے شہرت ہوئی آخر پر آگ الاؤ مشہور ہوئے اور
 کثرت استعمال سے آگ الاؤ کہے گئے اہل تصانیف نے اس لقب کا
 کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے اس لقب کے افراد اب تک موجود ہیں اور مولف
 انکی ملاقات ہے بعض افراد قوم نے اسی لقب کو آتش خانیکہ الفاسد بدلیا

ردیف ب

باجتری۔ اس لقب کی وجہ تسمیہ بعض رسایل میں یون بیان
 ہوئی ہے کہ ان افراد قوم کا نسبی سلسلہ شاہان بیجا پور کے ناقوس
 نوازوں تک پہنچتا ہے حقیقت یہ ہے کہ شاہان سلف کے پاس
 یہ دستور تھا کہ اپنے خاصہ کے ہاتی کا ہادت اور اپنے ناقوس
 نواز یعنی بیوگچی کو قوم سادات اور شرفاء سے مقرر کرتے تھے بیوگچی
 کہ ہادت کی پشت ہمیشہ عاری نشین کے طرف ہوتی ہے اور
 وہ پادشاہ کی جان کا محافظ سمجھا جاتا ہے اور حکم رسان ناقوس نوا
 عادتاً پادشاہ کے بازو حاضر رہا کرتا تھا جس کے ذریعہ سے فریج
 کو حکم سنایا جاتا تھا لہذا انکو ان دونوں خدمات پر معمولی درجہ کے لوگو

مقرر کرنا پسند نہ تھا۔ پادشاہی سواری کا مہاوت زمانہ حال کے
سادات ہی سے مقرر ہونے کا دستور ہے شاہی بیوگلی یا ناقوس نواز
کی ضرورت موجودہ زمانہ میں باقی نہیں رہی۔ تاہم فوجی سردار اپنے
ایک بہرہ رسہ کے شخص کو بیوگلی کی خدمت عطا کرتے ہیں۔ بعض
مورخین نے لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے ساتھ ہمیشہ اسکا ناقوس نواز
لگا رہتا تھا جب فتح نصیب ہوتی تھی تو شہنشاہ اپنے ناقوس نواز کو
حکم دیا کرتا تھا کہ ناقوس سے یا اللہ یا اللہ کی آواز نکالے جس آواز
پر سارالشکر جان جاتا تھا کہ اکبر کی فتح ہوئی اور لڑائی اوسى کے
باتہ رہی۔ متعدد لڑائیوں میں خاص کر ایسے وقت پر جبکہ دونو
شکر باہم مل چکے تھے اور تلوار سے کام لیا جاتا تھا۔ اپنے اور پرکا
کی خبر نہ ہوتی تھی اور معلوم نہ ہوتا تھا کہ پادشاہ کس حالت میں
ہیں ناقوس ہی کے ذریعہ سے احکام شاہی اور تیاج جنگ کی
اطلاع دی جاتی تھی اور مخصوص الفاظ کا استعمال جنکا قرار داد جنگ سے
پہلے ہو لیتا تھا موقع موقع سے بذریعہ ناقوس کیا جاتا تھا پس
اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ ناقوس نواز شاہی کا کیا درجہ تھا

اور وہ اصول کس حد تک صحیح تھے۔ جو شخصی انتخاب کے متعلق منظور تھے۔ اس لقب کے ایک فرد قوم سے مولف نے بمبئی میں ملاقات کی ہے۔

برادر۔ اس لقب کے افراد قوم سے مولف کو ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اپنی مختصر سی تصنیف میں اس کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی ہے کہ راجا جیان وقت بعض اپنے مصاحبین اور ملازمین کو جو قوم نایط سے تھے برادر کے نام سے بلایا کرتے تھے۔ اور اس برتاؤ کی وجہ سے دربار میں اون کی بڑی عزت ہوا کرتی تھی اون کی آل اولاد نے اپنے ناموں کے ساتھ اوسے لفظ کو بطریق لقب قائم کر لیا۔ مولف کہتا ہے کہ اس میں لفظی تغیر ضرور ہوا ہے۔ مولف کو حیدر آباد میں بعض ایسے امرار سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے جو قوم نوایط ہی سے ہیں اور اون کا خانہ لقب مامون ہے جب میں نے اوسکی حقیقت دریافت کی تو اوہوں نے اساط سلطنت پیشوا میں اپنے مورثین اعلیٰ کا نام مامون کے لقب کے ساتھ دکھلا دیا اور کہا کہ بزرگان خاندان فرمایا کرتے تھے

کہ سرکار پیشوا سے یہ اونکا خطاب تھا۔ اس خطاب کی منزلت یہ تھی کہ وہ راجہ کے دربار میں بلحاظ مراتب و اعتبار راجہ کے مامون کے مساوی سمجھے جاتے تھے اور مامون ہی کے نام سے راجہ اون کو بلایا کرتا تھا اور س زمانہ میں بعض کا خطاب بہاؤ تھا جسکی معنی بڑا کے ہیں کوئی امیر مولگے سے مخاطب تھا جسکا ترجمہ بیٹا ہے یہ سب مرہٹی زبان کے الفاظ ہیں۔ یہ خطاب ویسے ہی تھے جیسے کہ زمانہ حال میں بعض والیان ریاست کو برٹش انڈیا نے فرزند ارجمند کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ الحاصل مولف کا خیال یہ ہے کہ ان افراد قوم کے مورث اعلیٰ غالباً بہاؤ کے خطاب سے سرفراز ہوئے جسکو اون کی اولاد نے فارسی زبان کے لفظ سے بدل دیا۔ مگر کون کی حکومت میں برادریا فرزند کا خطاب کسی ملازم کو دیا جاتا تاریخ سے نہیں پایا جاتا۔ مولف نے اپنے والد ماجد سے بارہا سنا کہ افراد قوم سے ایک صاحب علاء الدین نام تھے جن کا عرف اپنی تمام برادری میں بہاؤ صاحب تھا۔ علی ہذا خود مولف نے ایک بزرگ قوم کو دیکھا ہے جن کو تمام اہل برادری چاہے

بلا یا کرتے تھے۔ میری کم عمری کا زمانہ تھا بار بار خیال او سطرف
رجوع ہوتا تھا کہ یہ چوڑے اور بڑے سب کے چاکیوں کر ہو سکتے ہیں
خود اون بزرگوار سے مولف نے اسکے متعلق کوئی گفتگو نہیں کی۔
بدری - یہ مشہور لقب ہے۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے
بھی اس کا تذکرہ فرمایا ہے اس کا صحیح اطلاق بدری ہے۔ یعنی محمد با
بیدر کے رہنے والے جن افراد قوم کے مورث شامان سلج
کے زمانہ میں بیدر میں نام آور اور بیدری کہلاتے تھے او
نسلوں نے اپنے ناموں کے ساتھ اسی لفظ کا استعمال کیا حقیقت
سے ناواقف افراد نے صحت لفظ کا خیال نہ رکھا۔ بدری کہتے
مولف نے اس قوم کے اکثر افراد سے ملاقات کی اور لقب کی
وجہ تسمیہ کو دریافت کیا لیکن ادھون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی
جب اونکے بزرگوں کے حالات دریافت ہوئے تو معلوم ہوا
کہ وہ مالگیر کے زمانہ میں محمد آباد بیدر میں مراتب عالیہ سے
سرفراز رہے ہیں۔ جیسے امام المدرسین مولانا مولوی محمد حسین
الشہید البیدری قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

بہانڈے بہونڈے۔ اس لقب کا صحیح اطلاق پانڈاپونڈ ہے صاحب تذکرہ اعظم نے لکھا ہے کہ پانڈاپونڈ ایک خاص مقام کا نام ہے جن افراد قوم نے اس مقام پر نام آوری کے ساتھ اپنا زمانہ بسر کیا اونکی آل اولاد نے اپنے ناموں کے ساتھ اوہنین الفاظ کو بطور لقب قائم کر لیا۔ اس لقب کے اکثر افراد حیدر آباد اور مدراس میں موجود ہیں۔

رولٹ

پالکر۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے لکھا ہے کہ پالکر لقب کرنے والے افراد زراعت پیشہ تھے۔ آبپاشی کا کام اون کے تفویض تھا۔ مولف کو اس وجہ تسمیہ سے اتفاق ہے۔ نشان حیدر (تاریخ میو سلطان) میں متعدد مقامات پر پالکرون کا تذکرہ ہے کرنا میں زمیندار و نکانام پالکر تھا متعدد اہل تصانیف نے لکھا ہے کہ اس قوم کے اکثر افراد زمیندار اور زراعت پیشہ تھے پالکر لقب کرنے والی قوم سے مولف کو ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن بعض افراد قوم نے کہا کہ رائے ویلور۔ بنگلور اور ریاست میسور میں لوگ

موجود ہیں اور بعض اون میں سے کافی کی کاشت کرتے ہیں اور
بڑے مالدار ہیں۔

پتو۔ اس لفظ کا صحیح اطلاق پٹر ہے۔ بکسیر اول و تشدید تا وقع و سکون
آخر۔ یہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے بمعنی بزرگ معذور و دیوتا و مہر
یہ اون بزرگون کا لقب ہے جو کوکن میں زہد و تقویٰ سے مشہور
تھے۔ سلوک و طریقت میں کامل سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی
زندگی تک قریشی لقب کیا بعض کا لقب گئی اور جدی تھا انکی راجپوت
کے بعد اہل کوکن اون کے ناموں کو پٹر کے ساتھ منسوب کرنے
لگے اون کی نسلوں نے اپنے ناموں کے ساتھ ہی اسی لفظ کو بطور
لقب استعمال کیا۔ محمد سعید اور محمد محی الدین پٹر کی اولاد حیدر آباد
میں موجود ہے وہ اپنے مورثین اعلیٰ کو مشایخین سے کہتے ہیں کثرت
استعمال اور ناواقفیت حقیقت کی وجہ سے بعض افراد اپنا لقب
پتو بیان کرتے ہیں اور بعض پتور۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی
نے اس لفظ کی اٹالین نامی ہو ز کو شریک کیا ہے اور پتو کہا
ہے مگر لفظی تحقیق اور ادا کے معنی پر مطلق غور نہیں فرمایا۔

پہانٹو۔ اس لفظ کی تحقیق اور اس کے معنی میں مولف کو کامیابی نہیں ہوئی بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ نایطیان چودہری لقب کو پہانٹو ہی کہتے ہیں۔ ماڑواڑ میں تاجران پہانٹو۔ پہانٹو سے مشہور ہیں پہانٹو کی تجارت وہ ہے جو صرف بولی پر ہوتی ہے۔ یعنی اجناس کی عرض بازار ہونے سے پہلے باہمی معاہدات کے ذریعہ سے ادھانترخ فرمی مقرر کر لیا جاتا ہے اور یہی طریقہ بعض وقت سکے کے بٹاؤن میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً ربیع کی فصل تیار ہے ہنوز اس کی کٹائی کی نوبت نہیں آئی ہے زید نے عمر سے یہ معاہدہ کر لیا کہ یکم ماہ آئندہ کو وہ مہ فی کھنڈی کے حساب سے باغچہ دار کھنڈنی جو ار عمر کے ماہتہ فروخت کریگا اور عمر نے اس کو قبول کر لیا تو یہ معاہدہ پہانٹو کہلایا۔ علی ہذا بکر نے خالد سے کہا کہ ماہ آئندہ کی ۲۰ تاریخ کو دس ہزار کلوں اسکے فیصد ۱۰ حالی کے بٹاؤن سے خالد کے ماہتہ فروخت کریگا اور خالد نے اس کو قبول کر لیا تو کہا جاوے گا کہ ان دونوں میں باہم پہانٹو ہو چکا ہے۔ کچھ عجب نہیں ہے کہ افراد تجارت پیشہ جنکی سکونت ماڑواڑ میں رہی ہو اس تجارت کی وجہ سے پہانٹو کے لقب سے

مشہور ہوئے ہوں یا اس نام سے پکارے گئے ہوں۔ اسی قوم کے ایک بزرگ امام صاحب جو ہری کے نام سے مشہور تھے جن کے بعض کاغذات میں اون کے بزرگوں کے ساتھ پھانٹو کا لقب لکھا ہوا تھا لیکن وہ اوس کے ظاہر کرنے میں شرماتے تھے۔ مولف نے اونسے گفتگو کی اور ہوں نے کہا کہ مجھ کو اپنے بزرگوں سے معلوم ہوا کہ پشتین سے وہ جو اہر کی تجارت کرتے تھے مدراس پریسیڈنسی اور کوہ میں طرز کی تجارت میں اونکو بڑی کامیابی ہوئی تھی۔ بلور کی تجارت بھی اونہوں نے کی ہے نہ معلوم اون کے نام پر جو ہری کے عوض پھانٹو لقب کیونکر لکھا گیا جو ایک رکیک اور بے معنی لفظ ہے۔ مدراس اور ملیبار میں طرب الماس خام کو کہتے ہیں۔ مولف نے اون کو صلاح دی کہ وہ بزرگوں کے لقب کو اپنے نام کے ساتھ لکھا کریں اگرچہ ہندی زبان میں ٹھیک کے معنی بلور اور کچے ہیرے کے ہیں مگر کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ ٹھیک یا پھانٹے سے پھانٹو کا لقب کیونکر قرار پایا۔ دنیا میں ہزار ہا مثالیں ایسی ہیں جو واضح کے وضع کئے ہوئے ناموں میں کثرت استعمال و عدم واقفیت وجہ تسمیہ کی وجہ

سے بہت بڑا اختلاف ہو گیا ہے۔ پس کوئی تعجب نہیں کہ یہاں کو یا یہاں کو یا نٹو کہنے لگے ہوں۔

پہٹانے۔ یہ لقب اون افراد قوم کا تھا جنکے پاس خود کی تجارت جاری تھی کرناٹک کے لوگ دے ہوئے چنوں کو پہٹانے کہتے ہیں۔ صاحب تو زک والا جا ہی نے ہی اسکو لکھا ہے۔ اکرم خان شاہ جہاں آبادی نے ہی اس سے اتفاق کیا ہے۔

پی لے۔ بیای اول معروف دیائے ثانی مجہول۔ اون افراد قوم کا لقب تھا جو توت کے باغات میں ریشم کی تجارت کیا کرتے تھے۔ زبان فارسی میں پیلا۔ کو یہ ریشم اور ریشم کے کیڑے کو کہتے ہیں اسی تجارت کی وجہ سے غالباً اونکا لقب پی لے ہوا ہو۔ انہیں بعض نے جہرمی سے موسوم کیا ہے۔ جہرم ایک شہر کا نام ہے جو سلطنت ایران میں واقع ہے۔ اسی لقب کے بعض افراد زمانہ گزشتہ میں چوکر و سے مشہور رہتے۔ چوکر و کا لقب بعض شاخ شجرون میں پایا جاتا ہے۔ یہ زبان سنسکرت کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔ سنسکرت میں اچھو کرہ۔ ریشم باف کو کہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ جب تک یہ لوگ جہرم

سکونت پذیر رہے ہوں۔ فارسی بول چال میں لحاظ اپنے پیشہ کے پنی سے مشہور ہوں جب ہندوستان میں آئے تو ہندیوں نے اون کا نام اچھو کر رکھا ہو۔ جس کا مخفف چو کر ورہ گیا۔ والد اعلم تحقیقہ علی حیدر آباد میں پنی لے لقب افراد موجود ہیں اور مولف کو اون سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ لیکن وہ خود اپنے لقب کی وجہ تسمیہ سے ناواقف ہیں۔

رولیت

تانتلی۔ بیائے معروف اون افراد قوم کا لقب ہے جو بندر کو کن کے قصبہ تانتلا میں سکونت پذیر تھے بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ یہ اعلیٰ درجہ کی تیر و کمان بنانے میں مشہور تھے۔ تانت زبان ہندی کا لفظ ہے جسکے معنی رودہ کے ہیں۔ رودہ سے نخ کمان مراد ہے پچھلے زمانہ کے سامان حرب میں بند و ق کے عوض تیر و کمان کی زیادہ قدر تھی۔ لڑائیوں میں اسی سے زیادہ کام لیا جاتا تھا مگر آج کہ اسی پیشہ کی وجہ سے اسکا لقب تانتلی ہوا ہو لیکن موضع تانتلا کا وجود وجہ تسمیہ لقب کو زیادہ تر اپنے جانب متوجہ کرتا ہے۔ اس لقب کے افراد حیدر آباد میں موجود ہیں خود مولف تاریخ کا

باجپہرم کی پہلی فصل ۱۸۹ قوم نایط کے بقا

قومی لقب تانتلی ہے۔ مصنف انساب النایط نے اس لقب کو لقب تانتلہ سے منسوب فرمایا ہے۔

ردیف ٹ

ٹینڈ اسی۔ بیامی آخرہ معروف ٹینڈ اسی یا ٹینڈ ایک خاص قسم کی ترکاری کا نام ہے۔ یہ ہندی زبان کا لفظ ہے ممکن ہے کہ نایطین پاکر لقب سے کسی نے اسکی کاشت کو رونق دی ہو اور اسی لقب سے پکارے گئے ہوں مولف کو اس لقب کی حقیقت اس سے زیادہ معلوم نہ ہو سکی اور نہ اس لقب کے کسی فرد سے ملنے کا اتفاق ہوا۔

ردیف نج

جدی۔ بیامے معروف۔ اون افراد قوم کا لقب ہے جو جدہ کے رہنے والے تھے۔ اس لقب کے افراد حیدرآباد اور مدراس میں پائے گئے مولف تاریخ کو اون سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔

جہرمی۔ جہرم کی رہنے والی قوم۔ جہرمی سے موسوم ہوئی۔ مالک فارس میں جہرم ایک خاص مقام کا نام ہے۔

ردیف نج

چلنے۔ بکسر اول ویائے مجہول۔ اوس مالدار کروہ کا لقب تھا جس کا سرمایہ ترقی کر چکا تھا۔ اس لقب کے اکثر افراد نے اپنے آپ کو رئیس سے ملقب کیا۔ چلنے کے معنی ہندی زبان میں تیلیا۔ مرغن۔ چربی دار کے ہیں دکنی لوگ مالدار چلنا آسامی کہتے ہیں۔ اور مرہٹی میں ہی اس لفظ کا استعمال انہیں معنوں میں ہے بعض اہل تصنیف نے اس لقب کا ذکر کیا ہے مگر اوسکی حقیقت نہیں بیان کی مولف کو اس لقب کے افراد سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔

چندی۔ بکسر اول ویائے معروف۔ یہ لقب اون افراد قوم کا تھا جو کشمیر میں رہتے تھے۔ شالبا فی اور رفوگری کرتے تھے راجایان سلف نے اپنی قیمتی پوشاکوں کے لئے ان کاریگروں کی بہت قدر کی جس کا داخلہ بعض تصانیف سے ملتا ہے۔ لیکن بعض بزرگان قوم کو جو زندہ تاریخ کا حکم رکھتے ہیں اس وجہ تسمیہ سے اختلاف ہے۔ و فرماتے ہیں کہ شالگر کے لقب سے بعض خاندان گزرے ہیں اور وہ چندی لقب سے جلاتے۔ چندی لقب سے وہ خاندان مشہور ہوئے جو دیسی پارچہ بناتے تھے۔ اور اون کا عروج اپنے اسی پیشہ کی وجہ سے رہا۔ انکا اصلی لقب لگے تھا غالباً جلاہونکے ماگہ سے یہ لقب مشہور ہوا ہو سکتا ہے۔

میں جلالی چاماگ اوس آگہ کا نام ہی جس سے پاچہ بانی کا کام لیا جاتا ہے۔
 چودہری۔ یہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سرگروہ ہم شیکا
 کے ہیں۔ گاؤں کا سردار۔ میر محلہ۔ میر بازار ہی چودہری سے موسوم
 ہوتا ہے۔ بنگالی زمینداروں میں یہ لفظ بطریق خطاب اعزازی
 مستعمل ہے۔ بعض کا مقولہ ہے کہ قوم نایط کے جن افراد نے بنگالہ میں
 کاشتکاری اختیار کی تھی یہ او نکالقب ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ
 تجارت میں جو افراد سربراہ اور وہ ہوئے وہ چودہری کہلائے بعض
 واقعات سے اس لقب کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ کوکن میں قوم نایط
 کے افراد نے اپنے مناقشات کے تصفیہ کے لئے ایک پنچایت مقرر
 کر رکھی تھی جس کے ارکان کل افراد قوم کے مقبولہ اور منحصر علیہم تھے
 اہل قوم اونکو چودہری کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ مصنف
 انساب النایط نے لکھا ہے کہ چودہری مخفف ہے چوتہہ دہری کا
 نواب فیروز جنگ نایطی اس نام سے مشہور تھے اس لئے کہ لطیف الملک
 کے ساتھ چوتہہ کی رقم زمینداران سرکش سے دہروا لیتے تھے۔
 چوکر وہ۔ اس لقب کا صحیح اطلاق چوکرہ ہے۔ جس کی تعریف مولف

نے پی لے کے بیان میں لکھی ہے۔ ان کی وجہ معیشت ریشم کے کار خانوں سے تھی۔ مشاہیر قوم میں اس لقب کے ایک بزرگ پائے گئے ہیں۔ چیدہ۔ یہہ زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی منتخب۔ بعض بزرگان قوم نے اس کی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ زمانہ سلف میں مہاراجہ کشمیر کو اپنے دربار کے لئے چند ایسے افراد کی تلاش ہوئی جو فن بوٹ میں لاثمانی ہوں۔ اس میں مختلف القاب کے لوگ منتخب ہوئے جن میں بعض افراد جہڑمی لقب نے اپنے آپ کو چیدہ سے موسوم کیا۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اسکی وجہ تسمیہ قریب قریب ایسے لکھی ہے۔ اسی گروہ کے بعض افراد نے اپنا لقب منتخب رکھا۔ جسکا داخلہ بعض تصانیف سے ملتا ہے۔ مولف نے افراد چیدہ لقب سے ملاقات کی ہے

رویف خ

خطیب۔ قبائل عرب میں جس شخص کو قانون گوئی کی خدمت تفویض ہوتی تھی وہ خطیب کہلاتا تھا۔ قومی مساجد کے خطبہ خوان ہی خطیب سے مشہور رہتے۔ بعضوں نے اپنے

آپ کو اعلیٰ خطاب سے موسوم کیا ہے۔ مشاہیر قوم میں نالیٹیان
خطیب لقب پائے گئے ہیں۔

روایت د

دلوائی۔ اس لقب کا اصلی لفظ ڈولچی تھا یہ اون افراد قوم
کا لقب ہے جو حضرت شاہ محمد حسن المعروف۔ بہ ڈولچی شاہ قدس
کی اولاد میں ہیں۔ یہ بڑے پایہ کے بزرگ تھے حیدر آباد میں آپکا
مزار ہے۔ ہر وقت آپ کے گنڈھے پر ایک چرمی ڈولچی لگی رہتی
تھی جس سے کٹوے کا پانی اپنے وضو کے لئے اپنے ہی ہاتھ سے نکالا
کرتے تھے۔ سفر و حضر میں کسی وقت آپ سے ڈولچی جدا نہیں ہوتی
تھی۔ صاحب کرامات تھے۔ آپ نے کسی مقام پر اپنی اسی دلچیا
سے شیر کو مارا تھا جس کے قصہ سے بزرگان خاندان واقف ہیں
آپ کی اولاد سے بعض نے اپنے آپ کو ڈولچی سے ملقب کر لیا جس
دلوائی کہنے لگے۔ دلوزبان عرب میں ڈول کو کہتے ہیں۔ مولف نے
خاندانے شجرون میں دلوائی کا لقب پایا ہے۔

روایت د

ڈوگلے۔ اس کا صحیح املا دال اور غین منقوطہ کے ساتھ دو غلے ہے۔ یہ لفظ دو غلہ سے بنا ہے۔ دو غلہ فارسی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کے مان اور باپ دو مختلف قوموں سے ہوں۔ جن افراد قوم نے اپنی اولاد کی شادی غیر کفو میں کی اون کی اولاد ڈوگلے سے ملقب ہوئی۔ مولف کو ایک گجراتی نایطی سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ جنہوں نے بے تکلف اپنا نام ضیاء الدین ڈوگلے بتلایا۔ اگر اس ملاقات کا اتفاق نہ ہوتا تو مولف خیال کرتا کہ یہ لقب افراد قوم کا اختیار کیا ہوا نہیں ہے بلکہ کفو کی پابندی نہ کرنے والوں کو نفرت کی راہ سے ڈوگلے کہا جاتا ہے۔ لیکن ضیاء الدین ڈوگلے کے بے تکلف بیان سے معلوم ہوا کہ قوم نے اس لقب کو ضرورتاً استعمال کیا ہے تاکہ پابندان کفو دھوکے میں نہ آجائیں۔ ضیاء الدین نے کہا کہ اون کے والد قریشی لقب تھے اور اونکی والدہ قوم بواہیر سے تھیں۔ اوہوں نے فرمایا کہ ہم کو کسی حالت میں اسکا اخفا منظور نہیں ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ واضعین القاب نے بہت بڑی مصلحت اور دواندیشی کے

خیال سے القاب کو وضع کیا ہے۔ اس قوم کے جو افراد اب تک کفو کئے نہ
ہیں وہ ڈوگلوں کو نہ اپنی لڑکی دیتے ہیں نہ اونکی لڑکی کے ساتھ
عقد کرنا پسند کرتے ہیں۔ جن خاندانوں سے کفو کی پابندی سخت
ہو چکی ہے وہ ڈوگلوں کو اپنے مساوی خیال کرتے ہیں اسلئے
کہ خود اودن پر ڈوگلے کی تعریف صادق آتی ہے۔

ر ولف ر

روگہے۔ اس کا صحیح لفظ رقعے ہے۔ یہ معتبر تاجرین کا لقب
ہے جن کے پاس سے ہنڈویاں جاری ہوتی تھیں۔ عربی زبان
رقعہ کے مجازی معنی ہنڈوی کے ہیں۔ جب ان افراد کا مقام
کوکن۔ صورت اور بمبئی میں قرار پایا تو کثرت استعمال سے
وہ ان کے باشندے رقعے کو روگہے کہنے لگے۔

رئیس۔ عربی زبان میں رئیس کے معنی ریاست رکھنے والے
کے ہیں مجازاً امیر اور مالدار کے معنوں میں یہ لفظ مستعمل ہے
رئیس فی الاصل اودن افراد قوم کا لقب تھا جو امیر عبدالرحمن بلی
رئیس قوم کی آل اولاد میں تھے۔ فی زمانہ مالدار اور متمول

افراد قوم نے ہی اس لقب کو اختیار کیا ہے جو مجازی معنوں کے لحاظ سے ایک حد تک صحیح ہے۔ اس لقب کے بعض افراد حیدرآباد میں موجود ہیں اور مولف کو ان سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے

ردیست

سببی۔ اس لقب کو صرف اکرم خان نے بیان کیا ہے۔ مولف نے زمانہ حال کے اکثر خاندانوں میں اسکی تحقیق کی بزرگان قوم نے بالاتفاق کہا کہ سببی کوئی خطاب نہ تھا۔ ایک بزرگ کے ارشاد نے البتہ مولف کی تسکین کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ۔ مئیان ذی تعصب نے بعض طاہر القبیل کو سببی سے موسوم کر رکھا تھا اور یہ اونکی زیادتی تھی۔ طاہر لقب کے بعض افراد شیعی تھے اور ہمیں۔ لیکن کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان کو اپنے تعصب سے ایک بُری نام سے موسوم کریں۔ اکرم خان کی اس تحریر سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ خود طاہروں نے اپنا لقب سببی رکھا تھا میں اسکو کسی طرح تسنیم نہیں کر سکتا۔ جس لفظ کے معنی قابل تعریف نہیں ہیں اور اسکو وہ خود کیوں اختیار کرنے لگے تھے۔ یہ ہمارے خیال

تغصب کا نتیجہ ہے اسکے ذمہ دار وہی بزرگ ہیں جنکی تحریر ہے۔ بعض افراد قوم نے اسکا املا صا دے لکھا ہے اور اسکو ایک خاص واقعہ سے متعلق کیا ہے جس کا تذکرہ فصل دوم کے نمبر ۱۴ پر ہوا ہے۔

روایت س

سعید۔ اس لقب کے مورث اعلیٰ قاضی سعید الدین گزرے ہیں جنکا پایہ علوم بہت بلند تھا۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اپنی لیٹ میں آپکا تعلق ریاست حیدر آباد سے بیان کیا ہے۔ ممکن ہو کہ ایسا ہو۔ لیکن حیدر آباد کی تاریخ سے اسکا پتہ نہیں چلتا۔ قاضی سعید کی بعد نسلوں نے اپنے نام کے ساتھ لفظ سعید کا استعمال کیا ہے بعض تصانیف نے لکھا ہو کہ انہیں کا لقب منتخب ہو لیکن وہ ادنیٰ محض رائے ہے۔ منتخب کے لقب کو مولف نے چیدہ کے ضمن میں بیان کیا ہے اور بات ہے کہ خاندان سعید سے کسی کا انتخاب ریاست کشمیر ہوا ہو اور اسکے لحاظ سے وہ منتخب یا چیدہ سے لقب ہوے ہوں۔

روایت شش

شاکر۔ اس لقب کے مورث اعلیٰ شاکر علی خان گوپا مو تہ جکے

بعد کی نسلوں نے شاکر کا لقب اختیار کیا۔ اکرم خان نے اپنے رسالہ میں اس لقب کا تذکرہ نہیں کیا۔ مولف نے بعض افراد شاکر لقب سے ملاقات کی جنہوں نے اپنے مورث اعلیٰ کا تخلص شاکر بیان کیا اور اپنے آپ کو شاکر علیخان کے سلسلہ سے بے تعلق ظاہر کیا۔ لیکن اس سے اس لقب کی حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

شکری۔ یہ لقب اون افراد قوم کا تھا جنہوں نے شکر کے کارخانے قائم کر رکھے تھے اور شکر کی تجارت کرتے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ قصبہ لوہر کے رہنے والے تھے۔ اکرم خانی رسالہ میں اس بات کا اعتراف ہوا ہے کہ وجہ تسمیہ سے اون کو اطلاع نہیں ہے۔ مولف کی تحقیق میں وجہ تسمیہ صرف شکر کی تجارت ہے۔ حیدر آباد میں نایطیان شکری لقب کثرت سے تھے۔ ایک خاص محلہ شکر گنج کے نام سے اب تک وہاں آباد ہے جہاں اکثر شرفاء قوم کی سکونت ہے۔ لیکن فی زمانہ شکر کی تجارت باقی نہیں رہی صرف محلہ کا نام اوسکا یادگار رہا۔ شہر اوستاد۔ اس لقب کے صحیح الفاظ کو بعض بزرگوں نے شاہ اوستاد کہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جن خاندانوں کے مورث اعلیٰ

والیان ریاست کی اوستادی کا افتخار حاصل کر چکے ہیں اور ان کی آل اولاد نے شاہ اوستاد کا لقب اختیار کیا بعض کا خیال ہے کہ شہر اوستاد کے الفاظ ہی صحیح ہیں۔ اس لقب کو امام المدرسین حضرت شاہ محمد حسین شہید بیدری قدس سرہ کے نام کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اس بنیاد پر کہ ہزار ہا طالب العلم نے آپ سے تلمذ کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ پادشاہی دفاتر میں امام المدرسین کے خطاب سے مخاطب تھے اور عامہ خلائق میں شہر اوستاد سے معروف بعض نایبیاں مدرس لقب نے ہی اپنے آپ کو حضرت ممدوح کے سلسلہ میں بیان کیا ہے۔ بعض نے حضرت کا خاندانی لقب بدری بیان کیا لیکن اس کا صحیح اطلاق کے ساتھ بیدری ہے جیسا کہ مولف نے ردیف میں لکھا ہے۔ الحاصل یہ لفظی اختلاف اصل حقیقت پر موثر نہیں ہے۔ اصول القاب کے لحاظ سے جنکو مولف نے اس فصل کے آغاز میں بیان کیا ہے۔ ایک خاندان میں مختلف القاب کا ہونا بالکل ممکن ہے۔ اسی باب کے فصل دوم میں غلام حسین خان جودت کا احوال لکھا گیا ہے جن کا لقب شہرستان

تھا اور ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ سے صد ہا
عمائدین کو تلمذ تھا۔ آپ کے خاندان میں ہر ایک فرد اپنے آپ کے
شہر استاد سے ملقب کرتا ہے۔

روایت ص

صابر۔ یہ لقب اس گروہ کا ہے جس کے لئے وجہ معیشت کا کوئی
ذریعہ نہ تھا اور نہ اس کی تجارت کو فروغ تھا باوجود تحالیف
کے وہ لوگ قوم سے استمداد کرنے کو عار سمجھتے تھے اور محض اس لحاظ
سے کہ اپنے فقر و فاقہ سے قوم آگاہ نہ ہو ایک علیحدہ مقام پر آباد
دور رہنے لگے۔ قوم نے ان کو صابر سے موسوم کر رکھا تھا۔ صابر
زبان عربی میں اسم فاعل کا صیغہ ہے صبرا و سکا مصدر ہے ایک
بزرگ بی بی نے اپنے والد کا چشم دید واقعہ بیان کیا کہ بلدیہ
سیجا پور میں اس خاندان کے چند افراد نہایت غربت میں مبتلا
راوی کے والد ہمیشہ فرماتے تھے کہ خاندانی لقب نے ان
سیجا پور کو اپنا مصداق بنا دیا اتفاقاً قوم کو معلوم ہوا کہ
اوسنے گھر کسی لڑکی کا عقد ہے قوم کی بی بیان بالاتفاق مبارکباد

کے نام سے اون کے گہر پوچھیں صاحب تقریب سخت پریشان ہو
 دال خشک کی تیار ری کے لئے دوڑ دوڑ ہو پ کرنے لگے مگر بے دعوتی
 مہانوں نے کہہ دیا کہ وہ کہانے سے فارغ ہو کر آئی ہیں۔ جب
 جلوہ کی رسم ادا ہوئی تو ان مہانوں نے سلامی کے ذریعہ سے
 سلوک کیا جس سے دولہا کی حالت سنبھل گئی تقریباً دو ہزار کے
 رقم سلامی میں جمع ہو گئی اور اوس کے ذریعہ سے اوس نے
 چوٹی سی تجارت کر لی۔ افسوس صد افسوس کہ وہ افراد دنیا سے
 چل بے جن کی ہمدردی کی یہ ادلے مثال تہی ہم کو ایسے واقعات
 تاریخی سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ ہمارے موجودہ اخلاق میں
 اس کا دسواں حصہ باقی نہیں رہا ہے۔ مولف اپنے خداوند کریم
 کی بارگاہ سے صرف توفیق خیر کا امیدوار ہے۔ خدا کا شکر ہے
 کہ حیدر آباد میں جو افراد قوم سربراہ اور وہ ہیں اونکی مالی حالت
 اپنے قوم کے مستحقین کے لئے بہت کافی ہے بہ ہیئت مجموعی اگر وہ
 کوئی ایسا انتظام کرنا چاہیں جس سے غرباء قوم کو مدد مل سکے
 تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ قوم بواہیر کی عملی تیشل ہمارے ہی ملک میں

ہمارے ہی نظروں کے سامنے موجود ہے جس کا کوئی فرد قوم کی بدولت محتاج نہیں ہے۔

صلواتی۔ صلواتی وہ افراد قوم تھے جو درود خوانی کے نام سے مشہور تھے۔ یہ گروہ اپنے قوم کی تجہیز و تکفین میں زیادہ مدد دیا کرتا تھا۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اُسکا تذکرہ نہایت سبک الفاظ میں فرمایا ہے اور یہ اونکی نا انصافی ہے۔ قوم نایط کے اس عمدہ رواج کے لحاظ سے کہ وہ تجہیز و تکفین کے کاموں اختیار کے سپرد کرنا پسند نہیں کرتے اور تمام افراد قوم ہر ایک کام کو اپنے ہاتھوں میں انجام دیتے ہیں۔ مولف کہہ سکتا ہے کہ تمام قوم صلواتی کے لقب سے ملقب ہو سکتی ہے۔ اگر بعض افراد مسایل ضروریہ کی فرید واقفیت کے لحاظ سے زیادہ مدد کرتے ہیں تو ان کی ہمدردی شکرگزاری کے قابل ہے۔ ایک مصنف کو حقیقت سے بے خبر رہ کر لعن طعن کرنا زیانہ تھا۔ اکرم خان مرحوم آخر اسی قوم کے شخص تھے اگرچہ اوہوں نے اپنی تصنیف کی ابتدا میں اس بات کو ظاہر کر دیا ہے کہ ان کا نہال شرفاء قوم سے تھا

باچہ پریم کی پہلی نسل ۲۰ سوم قوم نایط کے القاب

لیکن بلا لحاظ شرافت و نجابت او کی موت کے دن نایطیان صلوٰتی
لقب نے جو حسن سلوک معاملات تجنیر و تکفین میں خود اوں کے ساتھ
کیا ہے وہ قوم کی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

ر و ی ف ط

طاہر۔ طاہر زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی پاک کے ہیں
طاہر کی وجہ تسمیہ میں اختلاف رہا ہے۔ محمد برہان خان ہائے
مصنف تو ذک والا جاہی نے لکھا ہے کہ عادت بسیار خوردن و کوتاہ

قامتی وجہ تسمیہ این لقب است۔ اسی مصنف نے اور معنوں میں
بھی اس لقب کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ مولف کو اوں کی آخری

تحقیق سے اتفاق ہے وہ فرماتے ہیں کہ قوم مذکور در زمان

پادشاہ طاہر دکنی (نظام شاہ پادشاہ احمد نگر) اعتبار تمام دوا

بہ تبدل مشرب سپہ شافیہ خود تصدیق شرائط و ارادت اثناعشر

کزیذند و طقب بہ طاہر شدند۔ بعد انقضائے ایام طاہری و جبت

بہ مذہب چاریاری گردند۔ والدہ اعلم بالصواب۔ ممکن ہے کہ بسا

ہوا ہو۔ ہر شخص اپنے مذہب کی نسبت مختار ہے۔ یہ وجہ تسمیہ

بہ نسبت پہلے بیان کے زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔ حیدرآباد
میں نایطیان طاہر لقب موجود ہیں۔ مولت کو جب قدر افراد سے
ملاقات کا اتفاق ہوا ہے وہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
کے پیرو پائے گئے۔

روینغ

عنبر خالی۔ اس گروہ کے مورث اعلیٰ خواجہ محمد مانی بیان ہوئے
ہیں جن کا تعلق زمانہ سلف میں ملازمت سرکار آصفیہ سے بیان
ہوا ہے۔ بعض بزرگان قوم کا بیان ہے کہ نواب صفدر جنگ مرحوم
کا لقب یہی تھا۔ حضرت (مغرت منزل) نواب سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ کا
لن پر بڑا اعتبار تھا۔ مختلف لڑائیوں میں محلات شاہی کی حفاظت
آپ نے صفدر جنگ کے تفویض فرمائی تھی والی ریاست نے کبھی
صفدر جنگ کو خواجہ معتبر کے نام سے بلایا ہے اور کبھی خواجہ عنبر
کہا ہے اسی باب کی دوسری فصل میں ان کے حالات بیان
ہیں۔

روینغ

غریب۔ اس لقب کے مورث اعلیٰ کو کن میں گذرے ہیں

جو نہایت ذی علم اور فاضل تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ غریب الوطن کے الفاظ لکھا کرتے تھے۔ آپ کی آل اولاد نے اوہنین الفاظ سے لفظ غریب کو اپنا لقب قرار دیا۔

غیاث۔ مولف کی تحقیق میں صرف اس قدر پتا چلا ہے کہ اس خاص خاندان کے سربراہ اور دہ مورث کا نام شاہ غیاث الدین تھا جن کی آل اولاد نے اپنے ناموں کے ساتھ لفظ غیاث کو بطریق نشا خاندان بطور لقب اختیار کیا۔ اکرم خان مغفور نے کہا ہے کہ نظام الدین نام ایک بزرگ گزرے ہیں جو ابتداءً نہایت مفلوک تھے حضرت شاہ منیر الدین اولیا زقدس سرہ کی ہدایت سے اپنے ایک عرصہ دراز تک الغیاث کی تسبیح پڑھی اور آخر عمر میں آپ نہایت مالدار ہو گئے۔ آپ ہمیشہ اپنی اولاد اور احباب کو اس ورد کی اجازت عطا فرمایا کرتے تھے اور آپ کی زندگی میں بچا نام الغیاث سے مشہور تھا

ردیف ق

قاری۔ یہاں اس خاندان کا لقب ہے جس کے افراد لزوماً

حافظ قرآن شریف ہوئے ہیں۔ حیدر آباد کے امرا و نایطی سے ایک خاندان اس صفت خاص سے مخصوص ہے جس کے مورثین اعلیٰ اناٹ بھی قاری گذرے ہیں۔

قریشی۔ یہ لقب تقیمی معنوں میں ہے ہر ایک فرد قوم اپنے آپ کو قریشی کہہ سکتا ہے۔ اس لئے کہ ساری قوم قریشی الاصل ہے بعض افراد قوم نے تخصیص کے ساتھ اس لفظ کو بطریق لقب استعمال فرمایا ہے۔ جس کی کوئی وجہ دریافت نہ ہو سکی مولف کہتا ہے کہ صحیح معنوں میں اس قوم کا اصلی لقب یہی ہونا چاہئے اگرچہ قریب قریب تمام القاب ایسے ہیں جو مورثین اعلیٰ کی جائے سکونت یا پیشہ یا کسی واقعہ مشہور کے اشارہ سے منسوب ہونے کی وجہ میں وجہ صحیح مانے جاسکتے ہیں۔ لیکن سلاطین کے اکثر اسناد سے جن کو مولف نے بحشم خود دیکھا ہے مختلف خاندانوں کے مورثین کے نام کے ساتھ قریشی کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔ اور القاب تو آئندہ زمانوں میں متبدل ہو سکتے ہیں مگر قریشی کا لقب اس قوم کے لئے ہر ایک زمانہ میں قائم رہ سکتا ہے۔

رولف ک

کتاب خوانی۔ کتاب خوانی فضلاء قوم سے تھے مسجد و
 میں ہمیشہ وعظ کیا کرتے تھے۔ اکرم خان نے لکھا ہے کہ اس لقب
 کے افراد نے دکنیوں کے ساتھ سمہیا نہ کیا اور کتاب خوانی
 کا لقب جو دکنیوں کا لقب ہے اختیار کیا۔ واقعین تاریخ و
 حالات قوم کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ کتاب خوانی فارسی
 زبان کا لفظ ہے جس کے اصطلاحی معنی اردو بول چال میں واقعہ
 کر بلا کو بیان کرنے والوں کے ہیں اور یہی معنی اس تعریف سے
 مطابق معلوم ہوتے ہیں جو ابتدا میں بیان ہوئے۔ ممکن ہے کہ
 واقعہ خوانان دکن سے اس گروہ نے سمہیا نہ کیا ہو۔ لیکن
 اس سے ان کے وعظ ہونے کی تردید نہیں ہو سکتی۔ مولف
 نے اس لقب کے بعض افراد سے ملاقات کی ہے جن کے مان
 اور باپ دونوں نایطی بیان ہوئے۔ اکرم خانی رسالہ کی تحریر
 ڈوگلی لقب پر صادق آتی ہے۔

کلان تر۔ یہ لقب تلامی نواتیہ المخاطب بہ مخلص خان عالمگیری

اور ملا احمد نایتیہ کے افراد خاندان میں پایا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ معاصرین قوم میں بلحاظ عروج دنیوی ملا احمد نایتیہ کا خاندان سب سے بڑا اور سربرآوردہ تھا۔ مولف نے یہی بعض تحریر احوال مشاہیر قوم ایسا ہی پایا ہے۔ پس یہی وجہ تسمیہ ہے۔ اس لقب کی۔ اگرچہ بعض افراد اس خاندان کے غریب لقب مشہور ہیں اور بعض کو کئی کہلاتے ہیں۔ مگر اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے وہ القاب ہی صحیح ہیں۔ حیدرآباد میں اس لقب کے افراد قوم موجود ہیں۔ اسی باب کے فصل دوم میں ایک صاحب کا تذکرہ لکھا گیا ہے جن کا لقب کلان تر ہے۔

کو کئی۔ جن افراد کے مورثین اعلیٰ کی سکونت مستقل کوکن میں رہی ہے وہ کوکئی سے موسوم ہوئے۔ جیسے ملا احمد نایتیہ آپ کا لقب کوکئی تھا۔

ردیف گ

کوڈرے۔ بیائے مجھول۔ اس لقب کے اکثر افراد بیجا پور میں موجود ہیں۔ بعض اپنے آپکو گودے سے ملقب کرتے ہیں۔ مولف

کی رائے میں گو دے کا لفظ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ عموماً فنیوں سے واقف تھے۔ کشتی کے ساتھ انکو زیادہ دیکھی تھی۔ ہر ایک فرد خاندان نے اپنے گہر میں ایک گودا بنا رکھا تھا اور یہی اس لقب کی وجہ تسمیہ ہے۔ گودا کہنی بول چال میں اوس نرم زمین کو کہتے ہیں جو کشتی گرا ایک دور حلقہ میں بنا رکھتے ہیں بقول صاحب انساب النایط۔ یہ قصبہ گودا علاقہ سیپور کے رہنے والے ہیں۔ گوہر۔ اس لقب کے مورث اعلیٰ ایک شاعر گزرے ہیں جنکا تخلص گوہر تھا۔ ان کی آل و اولاد نے اپنے ناموں کے ساتھ لفظ گوہر کو بطریق لقب خاندان استعمال کیا آئندہ فصل کے مشاہیر قوم میں بعض افراد گوہر لقب پائے جاتے ہیں۔

ردیف

لوگرہری۔ اس لقب کا صحیح املا کاف عربی اور ٹاے ہوز کے ساتھ لوگرہری ہے۔ لوگرہری ایک قصبہ کا نام ہے جس میں اس خاندان کے مورثین اعلیٰ کی سکونت تھی اس وقت حیدرآباد میں اس لقب کے اکثر افراد موجود ہیں جن سے بعض کا تذکرہ اسی باب کے

دوسری فصل میں ہوا ہے۔

لونیال۔ لون بفتح اول وفتح واو و سکون نون آخرہ۔ زبان سنکرت میں نمک اور کھار کو کہتے ہیں۔ اردو بول چال میں لام اول نون سے بدل گیا ہے۔ لفظ نون بمعنی نمک مستقل ہے۔ لونیال اون افراد قوم کا لقب تھا جو نمک کی تجارت کرتے تھے۔ اکرم خان نے لکھا ہے کہ نواح دکن میں انکی تجارت زیادہ تھی۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن فی زمانہ نایطیان لونیال لقب کا کوئی شخص نہیں دیکھا گیا۔ بزرگان قوم اس لقب اور اسکی وجہ تسمیہ گوماتے ہیں۔ انساب النایط میں بھی اس کا ذکر ہے۔

ردیف م

مامون۔ یہ لقب دیسا ہی ہے جیسا کہ برادر کا لقب جس کی حقیقت مولف نے ردیف ب میں لکھی ہے۔ اس لقب کی تصانیف بعض اسناد راجایان پورہ سے بھی ہوتی ہے جو بعض مشاہیر قوم نایط کے نام نافذ ہوئے ہیں جنکو مولف نے مجشم خود دیکھا ہے مشاہیر حیدرآباد میں قوم نایط کے ایک امیر مامون لقب موجود ہیں

جن کا تذکرہ اسی باب کی دوسری فصل میں ہوا ہے۔
مدرس۔ ملاحظہ ہو ردیف شش میں شہر استاد کا لقب جس کے
ساتھ مدرس کی حقیقت بیان ہوئی ہے۔

مڑکے۔ رسالہ اکرم خانی میں مڑکے کا لقب اس مالدار گرو
کا بیان ہوا ہے جو دکن میں کھالی کے اجارہ دار تھے۔ لائق مصنف
فرماتے ہیں کہ دکنی زبان میں کلال کو مڑکے کہتے ہیں۔ مولف کی
تحقیق میں مڑکے کا معنی کلال ثابت نہیں ہوا۔ البتہ زبان ہندی
میں مڑکے تکنت اور توڑ جوڑ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ ایک
بزرگ قوم نے اس لقب کے متعلق عجب قصہ بیان کیا وہ فرماتے
ہیں کہ جہرم کے رہنے والے ایک بزرگ قوم جن کا لقب پی
تھا اپنے سید ہے کان کی لو میں مخمّر سا ایک طلائی حلقہ پہنتے تھے
معلوم اون کا وہ طرز کس ضرورت اور کس مصلحت پر مبنی تھا
ہندیوں سے اگر کوئی مرد اپنے کان میں بالی کا استعمال کرتا تو
اہل ہند اسکو ممت کی بالی خیال کرتے۔ ہند کے مسلمان
بی بیان جن کے بطن سے ہمیشہ لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ زمانہ

حل میں حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منت منائی
ہیں کہ اگر لڑکا تولد ہوا تو اسکی لو میں بالی پہنائی جاوے گی۔
مولف نے بعض افراد قوم کو اپنی لو میں بالی پہنے ہوئے دیکھا ہے
جو منت کی بالی تھی۔ الحاصل جب عجمی نووارد نایطی کی لو میں بالی
نظر آئی تو قوم نایط کے افراد نے اون کا نام مڑکی کے نشان سے
لینا شروع کیا۔ مڑکی زبان ہندی کا لفظ ہے جو کان کے طلائی
حلقہ کے لئے بولا جاتا ہے حضرت میر فرماتے ہیں۔ ۵

خوش آپ ہیں ترے کانوں کے مڑکیاں کیا خوب

صدف سے ہون گے نہ ایسے دُرِ شین پیدا

الغرض اون کی زندگی تنگ اون کے نام کے ساتھ مڑکی لقب
مستعمل رہا کچھ عجب نہیں ہے کہ اون کی وفات کے بعد اون کی
آل اولاد نے اس لفظ کو اپنے ناموں کے ساتھ بطور لقب
اختیار کیا ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ صاحب انساب النایط
نے ان کو موضع مڑکہ سے منسوب فرمایا ہے۔

گئی۔ جن افراد قوم کی سکونت ہجرت سے پہلے کہ مغلیہ میں تھی

وہ مکی کہلائے۔ ورو دہند کے بعد ہی اوہنوں نے اپنے آپ کو مکی سے مشہور رکھا۔ نایطیان مکی لقب کو مولف نے دیکھا ہے۔ حیدرآباد میں موجود ہیں۔

ملک۔ یہ بہت مشہور لقب ہے نہ صرف قوم نایط کے بعض خاندان اس سے ملقب ہیں بلکہ قوم افغان میں بعض خانوادوں کا لقب ملک ہے۔ زبان عربی میں ملک کے معنی فرمانروا کے ہیں۔ افغانوں کی تاریخ سے ثابت ہے کہ جن خانوادوں نے ملک کا لقب اختیار کیا ہے ان کے مورثین اعلیٰ فرمان روا تھے۔ مولف کا خیال ہے کہ عبدالرحمن نایطی امیر قوم کی اولاد نے جس طرح اپنا لقب رئیس کر لیا ہے اسی طرح ممکن ہے کہ ان کی اولاد کے بعض خاندان ملک کے لقب سے مشہور ہوئے ہوں۔ مولف نے نایطیان ملک لقب سے لقب کی حقیقت دریافت کی بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ہمارے مورثین اعلیٰ نے افغانان ملک لقب سے رشتہ قرابت قائم کیا تھا اور اس کا نشان اس لقب سے قائم ہوا۔

مولے۔ بیائے آخر وہ مجھول مرہٹی زبان کا لفظ ہے جس کا صحیح اطلاق

مولیا ہے۔ کوکن کی مرہٹے اس شخص کو مولیا کہتے ہیں جس کا وہ یاں اور نہال ایک ہی قوم سے ہے۔ قوم نایط کے وہ خاندان جو اپنی کفو کے پابند تھے کوکن میں اسی نام سے پکارے گئے۔ یہ لقب عام معنوں میں ہے جن خاندانوں میں کفو کی پابندی باقی نہیں رہی ہے اور اس پر اس لقب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

موجے۔ بیائے آخرہ مجھول زبان مرہٹی کا لفظ ہے۔ موجے اور افراد قوم کا لقب تھا جن کو اوایل زمانہ و رود ہند میں اخا مذہب کے سوا چارہ نہ تھا۔ اتباع ہنود میں موجے یعنی جنیو کا استعمال کرتے تھے۔ دیکھو خاتمہ کتاب کا ضمیمہ نشان ۲ جس میں خانی خان نظام الملکی نے اپنی تصنیف منتخب اللباب میں فرمایا ہے کہ

ان تختہ بندان دریائے سرگردانی و دریا نوردان بحر حیرانی
 بہ تملق و الحاح پیش آمدہ قرار داد عہد و پیمان عدم اظہار دین
 خود کہ در گوشہ و کنار خانہ خویش ہر یکے عبادت معبود برحق
 برسم و آئین خود بردار و در ظاہر و آشکارا موافق رویان
 ملک در لباس و دیگر اطوار بہ عمل آر و میان آوردہ فرود آمدند

و بحال خرم و احتیاط کہ صدائے اذان و قراءت قرآن و عبادات دیگر بگوش آن قوم نرسد زلیست می نمودند و ہر کی بکسب و پیشہ لباس آن ملک مشغول شدند الخ۔ اگرچہ یہ محکومانہ حالت بقول صاحب منتخب الباب سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں باقی نہیں رہے لیکن ان گہرانوں کا لقب صفحہ روزگار پر بطریق یادگار اب باقی ہے۔ اس لقب کے بعض افراد اب تک باقی ہیں جن سے سوغ کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے وہ اس وجہ تسمیہ سے اختلاف فرماتے ہیں۔ لیکن اس لقب کی حقیقت ہے ہی بے خبر ہیں بعض نے اپنے لقب کو منجائی کہا ہے۔ رسالہ اکرم خانی میں اس لقب کا تذکرہ نہیں ہے

مہاجر یہ لقب اس خاص گروہ کا ہے جو حوالی مدینہ مطہرہ میں سکونت پذیر تھا۔ حجاج بن یوسف کے مظالم سے جب تمام افراد قوم کا اجماع مدینہ مطہرہ میں ہوا تو ہاجر سے موسوم ہوئے۔ جب ساری قوم بیہیت مجموعی مدینہ مطہرہ سے ہجرت کر کے بغداد آئی تو کل افراد قوم ہاجرین کہلائے۔ اس لقب کے اکثر افراد حیدر آباد

میں موجود ہیں۔

ہمکری۔ باشندگان قصبہ ہمکر کا لقب ہمکری ہے مصنف صبح
وطن نے غلام حیدر خان حیدر تخلص کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ہمکر
قصبہ ایست از توابع کوکن کہ جد و مادرش در آن سکونت میداشت
ہمکر کے نام سے ایک قصبہ مدراس پریسڈنسی کے سواداود گیر میں
بھی واقع ہے جو نوابی اود گیر میں اکثر شرفاء قوم کا مستقر رہا۔
مایل۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ بعض بزرگان قوم کا بیان ہے کہ
کہ شاہ طاہر دکنی کے زمانہ میں جن افراد قوم کا رُحمان مذہب
تفضیلیہ کے جانب ہوا ان کو قوم سنے مایل سے ملقب کیا انہیں کے
اکثر افراد نے آخر پر طاہر کا لقب اختیار کیا جس کی حقیقت ^{لغ} ^{اد}
طین بیان ہوئی ہے۔ زمانہ حال میں اس لقب کے افراد حیدر
میں موجود ہیں جو مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو اور
ہنایت ذی علم اور متقی ہیں۔ بعض افراد قوم کا خیال یہ ہے کہ مایل
اپنے مورث اعلیٰ کا تخلص تھا جس کو اودن کی اولاد نے اپنا
لقب مقرر کر لیا۔

ردیف ن

ناٹکر۔ بعض نے اسکو عین کے ساتھ نعت گر کہا ہے۔ اور اسکی حقیقت یوں بیان کی ہے کہ اون کے مورثین اپنے پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت میں قصاید خوانی کرتے تھے بعض بزرگان قوم نے کہا کہ یہ لفظ درحقیقت ناٹکر تھا۔ اور اون افراد قوم کا لقب تھا جو تیر و کان بنایا کرتے تھے۔ دیکھو ردیف ت میں ناٹلی۔ کثرت استعمال اور حقیقت سے بخبری نے تاکو نون سے بدل دیا۔ بعض کا خیال ہے کہ بلحاظ اپنے پیشہ کے جس کو عموماً عرب کے رہنے والے چاکری پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور پیشہ وری کی عزت کرتے ہیں۔ ان کا لقب ناٹکر رہا ہے جیسا کہ بعض خاندانی یوٹس بیکر سے مشہور ہیں اسلئے کہ ولایت میں اون کے پاس روٹی کا کارخانہ اور اسکی تجارت قائم ہے۔ کچھ عجب نہیں ہے کہ اگر الذکر خیال ہی صحیح ہو۔ بلاد عرب و عجم میں شرفاء پیشہ وراہیے ہی ناموں سے مشہور ہیں۔

ردیف م

ہزار می۔ یہ لقب آقا بن افراد قوم کا ہے جن کے مورثا علیٰ زمانہ عالمگیری اور اکبری میں ہزار سوار کے منصب سے سرفراز تھے۔ اسی باب کے دوسری فصل میں اس لقب کے ایک فرد قوم کا تذکرہ ہوا ہے۔

القاب کا دوسرا حصہ

قوم نایط کے جن القاب کا تذکرہ اوپر ہوا ہے اون کے سوا بعض القاب کو اسی قوم کے تاجرین نے بطور خاص اختیار کیا ہے جن کا تعلق بمبئی پریسیدنسی کے موضع بھنگلہ سے ہے۔ مولف کو مدراس میں ان حضرات سے صرف ملاقات ہی کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ مولف نے اون سے خاص کر القاب کی نسبت گفتگو ہی کی ہے جس کو اسی فصل سے تعلق ہے۔ بعض ذی علم افراد نے فرمایا کہ وہ ان القاب کی بدولت اپنے کفو کے پابند ہیں۔ اون کو بہرہ و سہ نہیں ہے کہ حصہ ماضیہ کے القاب اختیار کرنے والے افراد۔ کفو کے پابند ہی ہیں یا نہیں وہ سنتے ہیں کہ کفو کی پابندی اپنے گروہ کے سوا اوروں میں کم ہو چلی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اوروں کو اپنے مساوی نہیں خیال کرتے

اور بدنیوجہ کہ اون کے معلومات اس قوم کی نسبت اور نیز دیگر القاب
متذکرہ صدر کی حقیقت پر حاوی نہیں ہیں۔ وہ صرف ادھنیں
افراد کو اپنی قوم سے سمجھتے ہیں جن کے ناموں کے ساتھ القاب
ذیل لکھے جاتے ہیں۔ اس گروہ کو بالاتفاق اس کا اعتراف ہے
کہ اون کا بنی سلسلہ جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے
یعنی یہ سارا گروہ شیخ قریشی ہے۔ اوہنوں نے کہا کہ جن افراد نے
ہمارے خاص القاب کے سوا اور القاب کو اختیار کیا ہے ہم سوت
کت اون کے ساتھ سمہیانہ نکرین گے جب تک اون کے بنی سلسلہ
کی تصدیق اور کفو کی پابندی ثابت نہ ہو۔ مولف۔ محمد عمر اکرم لقب
ابن قاضی۔ حاجی محی الدین نایطی کا شکر گزار ہے جنکی محبت اور مہربانی
نے تحقیق القاب ذیل میں مولف کی مدد کی۔ یہ بزرگ صوبہ مدراس
محلہ میتال پیہ مکان نمبر ۶۷ میں سکونت پذیر ہیں اور جواہر کی تجارت فرماتے ہیں
اَصْرَمْنَا۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ صرم کے معنی پوست کے ہن اَصْرَم
اوسکی جمع ہے۔ جن تاجرین نے چٹرون کا بیوپار اختیار کر رکھا تھا
اونکو قوم نے اَصْرَمْنَا کے لقب سے پکارا۔ اگرچہ فی زمانہ اس لقب کے

اختیار کرنے والی افراد چانول اور ساگوانی چوبینہ کی تجارت کرتے ہیں لیکن اپنے مورث اعلیٰ کے کاروبار کے لحاظ سے اسی ابتدائی لقب سے مشہور ہیں اور انکو اس لفظ کی حقیقت سے ہی بہت کم واقفیت ہے۔ اس لقب کے اختیار کرنے والے متعدد افراد سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا جن میں بعض ذی علم نہی تھے مگر سب افریقا۔ ان کے مورثین اعلیٰ کی تجارت ملک افریقہ میں بہت مشہور تھی موجودہ نسلوں کی رنگ و روپ سے ہی اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ ان کے اجداد افریقہ میں رہے ہوں۔ یہ لوگ بہ نسبت اور لوگوں کے بہت مضبوط معلوم ہوتے ہیں۔ انکے سر بڑے ہیں۔ لیکن ان کے بال گھونگر والے نہیں ہوئے اسلئے کہ یہ مبشی النسل نہیں ہیں۔

افضل۔ یہ لقب اون افراد قوم کا ہے جنکے مورث اعلیٰ افضل الدین نام گزرے ہیں جنکی تجارت بہت مشہور تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ رنگوں کے پختہ اور باتوں کی تجارت کرتے تھے لک پتی تھے بعض نے کہا کہ اونکا نام افضل الیہ نہ تھا بلکہ افضل تھا۔ اس لقب کے اکثر افراد کو کن اور بہیکہ میں مالدار تاجر ہیں۔ مولف نے بلدہ مدراس میں بعض افراد سے ملاقات کی ہے اکرم۔ اس لقب کے مورث اعلیٰ محمد اکرم نایطی تھے۔ جن کی تجارت

نمک کو بڑا فروغ تھا۔ انکا خاندان بہت وسیع تھا۔ موجودہ زمانہ میں اس لقب کے افراد کثرت سے ہیں۔ ایک بزرگ نے کہا کہ گزشتہ زمانہ میں محمد اکرم نام والے متعدد افراد گزرے ہیں جنکا شمار مشاہیر قوم میں تھا۔ سب کے سب بڑے مالدار تھے۔ آج کل ہی اس لقب کے افراد متمول اور لک پتی تاجر ہیں۔ اکثر موتیوں کی تجارت کرتے ہیں اور بعض اناج کی۔ جن بزرگ سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا اونکی جدا علیٰ دو سو برس پہلے سورت میں قاضی اکرم کے نام سے مشہور تھے۔ ایکرمی۔ بعض افراد قوم نے اس کا صحیح لفظ اغری کہا اغر زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی شریف و مشہور و سپید بعض افراد قوم نے فرمایا کہ ایکرمی لقب وہ لوگ ہیں جن کے مورثین اعلیٰ کو پادشاہان وقت سے جاگیرات و مدد معاشی عطا ہوئے تھے۔ مابعد الذکر معنون میں اس کا صحیح اطلاق فرمائی ہو نا چاہئے۔ زبان عربی میں اینار کے معنی معافی خراج کے ساتھ زمین عطا ہونے کے ہیں۔ زمانہ حال میں افراد ایکری لقب تجارت پیشہ ہیں جن کے پاس زمینداری بھی ہے اون کے بمقوضہ زمینات کی حیثیت بدل چلی ہے۔ مولف نے متعدد افراد ایکری

لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے

پایا۔ فارسی زبان میں باب کو بابا کہتے ہیں۔ انگریزی میں اسکو پایا بولتے ہیں۔ افراد پایا یا لقب سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے اور انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ہمارے مورثین علیہ السلام کا نہال سادات سے تھا۔ صرف اجداد قوم نایط سے تھے۔ زمانہ حال میں یہ اپنے کفو کے سخت پابند ہیں اور ان کو نایطیان کو کُن و شہکھ اپنے مساوی خیال کرتے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ دو گلے لقب کے عوض نو گون نے دو القاب قرار دئے ہیں۔ ایک پایا۔ جن کا صرف دو یاں قوم نایط سے تھا۔ دوسرا ماکہ جن کو قوم نایط سے نہالی تعلق ہے۔

دام وا۔ بعض افراد قوم نے اس کا صحیح لفظ دان داکا لیکن دونوں کی وجہ تسمیہ سے وہ محض نادانیت ہیں۔ اس خانہ کے تاریخی واقعات سے اس قدر پتہ ملتا ہے کہ ان کے مورثین علیہ السلام بندر گوہ میں شہرہ ہجر میں بڑے مالدار کرورپتی تاجر گذرے ہیں ہر ایک قسم کی تجارت کو ان کے پاس فروغ تھا۔ مساکین اور غریب

کے ادا دین انکا نام ملکون پر مشہور تھا۔ دان و تار سے پکارے جاتے تھے۔ یہ الفاظ زبان ہندی کے ہیں جن کے معنی فیاض دریا دل۔ لکھ لٹ۔ لکھ بخش کے ہیں۔ ممکن ہے کہ انہیں الفاظ کا مخفف دام دایا دان و اعوام کی زبان پر رہ گیا ہو۔ ادن کے بعد کی نسلوں نے اسی لفظ کو اپنے لقب کے طور پر استعمال کیا دُرگا۔ یہ لقب عجیب ہے ضمتہ اول سے مشہور ہے۔ مولف نے افراد دُرگا لقب سے ملاقات کی ہے اور وہ اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ سنسکرت میں دُرگا۔ کالی دیوی کو کہتے ہیں۔ ہندی میں یہ لفظ محض سیاہ کے معنی میں ہی مستعمل ہے۔ عجیب آقا ہے کہ جس قدر افراد اس قوم کے مولف کی نظر سے گزرے وہ مثل لبون یا جیشون کے سیاہ فام تھے۔ برخلاف اہل نوایط کے جو نہایت سُرُخ و سپید ہوتے ہیں۔ جس طرح اسی قوم کا ایک سیاہ فام فرقہ افراد لقب کرتا ہے۔ اسی طرح دُرگا لقب کی وجہ سے کو سیاہ فامی کی علامت خیال کرنا چاہئے۔

سُکرتی۔ اگرچہ یہ لقب بالضم مشہور ہے۔ لیکن فی الحقیقت

اس کا صحیح تلفظ بالفتح ہے۔ سکر زبان ہندی میں گنوار لوگ شکر کو کہتے ہیں۔ سیو پار یون میں بھی شکر کے لئے یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ جن افراد قوم نے شکر کی تجارت میں فروغ پایا وہ سکری سے مشہور ہوئے۔ اسی قوم کے ایک بزرگ نے مولف سے کہا کہ انکو اس وجہ تسمیہ سے اختلاف ہے۔ وہ تجارت شکر کی فروغ کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اس لقب کے وجہ تسمیہ کو کچھ اور ہی خیال فرماتے ہیں۔ اون کا خیال ہے کہ قاضی حمید اللہ محترم جن کی سکونت کون میں تھی اور جو با اعتبار تجارت لک پتی سے مشہور تھے۔ ہر جمعہ کو جامع مسجد میں مختلف زبانوں میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ غیر اقوام کا مجمع کثیر صحن مسجد میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے وعظ کی شہرت استفادہ ہوئی کہ جمعہ کے دن حوالی کو کون سے بھی لوگ جمع ہونے لگے۔ کاروبار تجارت پر اس قدر اثر پڑا کہ اوس دن اکثر کاروبار ملتوی رہا کرتے تھے۔ بدین وجہ کہ جمعہ کو ہندی زبان میں سکروار کہا کرتے ہیں۔ مخلوق نے آپ کو سکری سے لقب کیا اسی لقب کا سلسلہ آج تک اون کی بعد کے نسلوں میں چلا آتا ہے۔ بعض نے

کہ فقیہ مخدوم اسماعیل شگری اس خاندان کے جد اعلیٰ ہیں اور وہ مقام شگر کے رہنے والے تھے والد اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ مندری۔ اس لقب کے مورث اعلیٰ گوہ مین گذرے ہیں جن کو پادشاہی دربار سے کڑوڑی کی خدمت تفویض تھی۔ زمانہ سلف میں کڑوڑگان بازار کی خدمت اوس شخص کو دی جاتی تھی جس سے بازار کا انتظام متعلق ہوتا تھا۔ کڑوڑگان مال سے ہی بعض عہدہ دار موسوم تھے۔ ایک کڑوڑ دام کے محاصل کی اراضی یا ایک کڑوڑ دام کی آمدنی ان افسروں کے تفویض رہتی تھی۔ تاریخ سے اس عہدہ کا وجود ثابت ہے۔ جب اس لقب کے مورث اعلیٰ کڑوڑہ بازارات مقرر ہوئے تھے تو ان کو ایک پادشاہی مہر عطا کی گئی تھی جس پر۔ عاقبت محمود باد کے الفاظ کندہ تھے۔ مخلوق کے ایک حصہ نے ان کو عاقبت محمود خان سے موسوم کیا۔ ہندو کروہ مین شاہ مندری سے پکارے گئے۔ مندری بضم اول زبان ہندی میں مہر شاہی کو کہتے ہیں بدین وجہ کہ تصفیہ محصول درآمد و برآ کے بعد بطریق علامت تصفیہ یہ اپنے عہدہ کی مہر تجارتی بستون اور

پارچہ پر شجرت سے لگاتے تھے تاجرین ہنود میں انکا نام شاہ مندر کے
سے مشہور ہوا۔ بعض افراد خاندان نے کہا کہ ان بزرگ کی آل نے
اپنے آپ کو کوروری سے ملقب کیا تھا۔ لیکن مولف کو کوروری لقب
افراد قوم سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ شاہ مندری کا لقب
متعد گہرانوں میں اب تک جاری ہے جو انہیں مورث اعلیٰ کی نسل
میں سمجھے جاتے ہیں۔ جن کا احوال مذکور ہوا۔ ریاست حیدرآباد میں
کڑوڑگیری کے نام سے محصول تجارت کا انتظام اب تک قائم ہے۔
اور جو ہر بطریق علامت تصفیہ محصول مال پر ثبت کی جاتی ہے۔
اوس میں وہی الفاظ عاقبت محمود باد کے موجود ہیں۔

شریف۔ یہ لقب سید شریف نایطی کی اولاد نے اختیار کیا
جن کا مقام کنبایت میں تھا۔ مولف کو اس لقب کے کسی بزرگ
سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ بعض بزرگان قوم نے کہا کہ شاہ
حکومت گودین ایک شرعی عہدہ شریف کے نام سے قائم تھا۔
اوس طرح جس طرح آجکل برٹش انڈیا کے انتظام میں ہی اسی نام
کا ایک عہدہ ہے۔ کچھ عجب نہیں ہے کہ اس لقب کے مورثین

کسی کو وہ عہدہ عطا ہوا ہو یہ محض خیال ہے۔

صدیقہ۔ اس لقب کے مورث اعلیٰ صدیق بن عمر ہے جو شہرہ میں بصرہ سے ہندوستان کے بندر دابل پر اترے نایطیان صدیق لقب عموماً تاجر ہیں مولف نے اکثر افراد صدیقہ لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔

صوبے۔ اون افراد قوم کا لقب ہے جن کے جد اعلیٰ نے قبلہ صوب کے لڑکی سے عقد کیا تھا۔ اس لقب کے افراد قوم اپنے لقب کو شائخہ کے ساتھ لکھتے ہیں اور یہ اون کی غلطی ہے مولف نے ایک بزرگ سے ثوبہ کے معنی دریافت کئے اونہوں نے فرمایا ایک خاص قبیلہ عرب کی لڑکی ہمارے اجداد میں بیاہی گئی ہے اور اس وقت سے ثوبہ لقب چلا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے اونکو واقفیت نہیں ہے کہ صادق کے عوض شائخہ لقب کے املا میں کیون مستعمل ہوا مولف کا خیال ہے کہ غالباً املا کی غلطی محض ناواقفیت کی وجہ سے ہوئی ہے۔

غوائی۔ اس لقب کی حقیقت اون افراد قوم سے بھی کچھ نہ معلوم

ہو سکی جنکا خود یہ لقب تھا۔ یہ لوگ عموماً تجارت پیشہ ہیں۔ ایک بزرگ قوم نے اپنے خاندان کا شجرہ دکھلایا جس میں بعض ناموں کے ساتھ غوائی لقب لکھا تھا۔ اور بعض اسماء پر غوری۔ یہ بات بالقرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ناداقین حقیقت نے غوری کو غوائی لکھا ہو۔ غور بالفتح ملک عجم کا ایک مقام ہے جہاں کے رہنے والے غوری کہلاتے ہیں۔

فقر وئی۔ خود افراد قوم سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اسکا صحیح الما فقوی ہے جسکو عام لوگ سہولت تلفظ کے لئے فقر وئی کہنے لگے بعض تصانیف سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ ملک عرب میں فقو ایک مقام کا نام تھا۔ یہ لقب ویسا ہی ہے جیسا کہ گئی یا جدی کا لقب فقیہہ۔ اس لقب کے مورث اعلیٰ فقیہہ مخدوم اسماعیل سکری بیان ہوئے ہیں جو حضرت امام المدر سین مولانا محمد حسین شہید نایطی کے جد اعلیٰ تھے بعض بزرگان قوم نے کہا کہ آپ سکری لقب فرماتے تھے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ لاثانی فقیہہ گذرینے بعض اہل تاریخ نے آپ کا احوال لکھا ہے۔

گوالئی۔ یہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورثین اعلیٰ کی تجارت گو وہ میں قائم تھی۔ مولف نے اس لقب کے اکثر افراد سے ملاقات کی ہے۔ الی الان وہ اپنی آبائی تجارت میں کامیاب ہیں۔

ما کے۔ یہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورث اعلیٰ کی صرف والدہ قوم نوایط سے تھیں۔ دیکھو یا پالقب کی تعریف میں مولف نے اسکا بھی تذکرہ کیا ہے۔ بعض افراد قوم نے جو ما کے لقب اختیار کیا ہے اپنے آپ کو باعتبار نسب حسب نایط کہا مولف خیال کرتا ہے کہ انکے مورث اعلیٰ نے جو حقیقت نایطی ہوئی کسی ایسے لڑکی سے عقد کیا ہو۔ جس کا قومی لقب ما کے تھا اور پھر وہ لقب اس سلسلہ میں چلا ہو بدین وجہ کہ حقیقت القاب پر غور کرنے کا اتفاق افراد قوم کو بہت کم ہوا ہے۔ بعد کی نسلاں نے نہال کا لقب اختیار کیا ہو۔ مولف نے بعض نایطیان مایل لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے جو اپنا اصلی لقب ما کے بیان فرماتے ہیں اور مایل لقب کے نسبت اونکی تحقیق ہے کہ اونکے جد اعلیٰ کا یہ تخلص تھا۔

محترم۔ یہ لقب نایطیان ہشکھہ میں متعدد خاندانوں نے اختیار کیا ہے اور اپنے مورث اعلیٰ کا نام جن کی تجارت کو بہت فروغ تھا اور لک پتی کہلاتے تھے محمد محترم بیان کیا ہے۔
محشم۔ اس لقب کے جد اعلیٰ محمد محشم گزرے ہیں جو کوکن میں بڑے مالدار تاجر تھے۔ اس خاندان کے بعض افراد سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔

منیر۔ منیر الدین کوکنی کی اولاد نے منیر کا لقب اختیار کیا انکو قصارت کا عہد تفویض تھا۔ لیکن آخر زمانہ عمر میں انکو تجارت میں بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ یہ متعدد موضوع کے زمیندار بھی تھے۔
دوسری فصل مشاہیر قوم نایط کے متعلق

انتخاب کس اصول پر کیا گیا | مشاہیر قوم نایط سے صرف اون افراد کے مختصر حالات مولف نے اس فصل میں بیان کئے ہیں جنکا تذکرہ یا تو کسی مشہور تاریخ سے مولف کو مل سکا۔ یا جنکی مختصر سوانح عمری سے خود مولف واقف تھا۔ بدینوجہ کہ یہ کتاب ایک خاص قوم

کی تاریخ ہے۔ مناسب خیال کیا گیا کہ بعض مشاہیر قوم کے حالات بھی اس میں لکھے جاویں اعم ازیکہ وہ مولف کے معاصرین سے ہوں یا متقدمین سے۔

جن مشاہیر قوم کا تذکرہ اس فصل میں ہوا ہے اور ان کا انتخاب مندرجہ ذیل نوٹ اعتبارات پر مبنی ہے۔

(۱) سالکان طریقت (۲) علماء و فضلاء

(۳) دایان ریاست (۴) وزراء

(۵) امراء (۶) اطباء

(۷) شعراء (۸) تجار

(۹) اغراء مشاہیر۔

بعض افراد ان مشاہیر میں ایسے بھی ہیں جو بلحاظ تفصیل متذکرہ بالا متعدد اعتبارات سے موصوف ہیں۔ ناموں کی ترتیب ردیف کے لحاظ سے قائم ہوئی ہے۔

مشاہیر قوم جن کا احوال اس فصل میں بیان ہوا ہے۔ باعتبار محاندان تین قسم پر منقسم ہیں (۱) وہ جنکی ذویال اور نہال

دونوں نایطی ہیں (۲) و دجن کی صرف دو یاں نایطی ہے (۳) وہ جو اپنی نایطی نہال کی وجہ سے قوم نایط سے تعلق رکھتے ہیں نمبر ۲ کی صراحت جدا جدا نہیں کی گئی۔ صرف نمبر ۳ کی نسبت البتہ اشارہ کیا گیا ہے۔ بعض افراد قوم کا خیال ہے کہ نمبر ۳ کو نایطی نہ کہنا چاہئے اسلئے کہ صرف نہالی تعلق معتبر نہیں ہے۔ مولف کہتا ہے کہ قوم نے کفو کی پابندی کو خود کم کر دیا جس کا لازمی نتیجہ تھا کہ نمبر ۲ و ۳ قائم ہوا۔ اگر ہم اس وقت بال کی کہاں نکالیں اور صرف نمبر ۱ کو نایطی کہیں تو بہت تھوڑے عرصہ میں نمبر ۱ ہی باقی نہ رہے گا زمانہ حال کی رفتار کے لحاظ سے مولف کی رائے ہے کہ اگر قوم نایطی نے ان تینوں نمبروں کو نایطی مان کر کفو کی پابندی کو کم سے کم اپنی تینوں نمبروں میں قائم رکھا تو اسکو اپنے مقصد میں کامیاب سمجھنا چاہئے ہر گاہ اسی باب کے فصل اول میں ضمن القاب دو کالقب بیان ہوا ہے۔ اور افراد دو گئے لقب نایطی مانے جائیں تو مولف غلطی کرتا اگر افراد نمبر ۳ کے مشاہیر کا احوال اس فصل میں نہ لکھتا۔

آغاز احوال مشاہیر قوم

ردیف الف

(۱) ابراہیم نایطی۔ ابن بدر الزمان خان نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے خاندانی اعزاز کا تذکرہ کرنل مارک لکس نے ہسٹری آف میسور میں کیا ہے۔ جب آپ کو کن سے آرکاٹ آنے لگے تو خطرناک راستہ میں ڈاکوؤں نے آپ کو لوٹ لیا اور اسی مقابلہ میں آپ کے والد ماجد کو شہادت کا مرتبہ ملا۔ جب آپ اپنے بہنوں کے ساتھ کولار پہنچے تو وہاں آپ کی ایک ہمشیرہ کا عقد محمد فتح نایک سرگروہ فوج شاہی سے ہوا۔ جن سے آپ کے خاندان کو بڑی مدد ملی۔

(۲) ابو بکر نایطی۔ ابن محمد سوداگر لقب۔ طیار کے مشہور تاجرین سے ہیں۔ اور ہاتھوں کی تجارت کرتے ہیں۔ لکھتیوں میں آپ کا شمار ہے صاحب غلق و مروت۔ کشادہ دل اور غربا پر در اور اپنے کفو کے سخت پابند ہیں۔

(۳) ابو محمد نایطی جہڑی لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہیں

برٹش انڈیا کی حکومت سے پہلے کوآبی کے زمانہ میں صوبہ کرپہ کی دیوانی کا عہدہ آپ کے تفویض تھا۔ خلق اللہ کی آسائش اور آرام کا آپ کو زیادہ خیال رہتا تھا۔ آپ کے حسن انتظام نے تادم کر آپکو نیک نام رکھا۔ مقام کرپہ کے پڑانے اور عمر لوگوں کی بڑبڑ پر آپ کے محامد صفات اب تک ضرب المثل ہیں۔ مولف کے خاندان شجرون سے آپ کے خوبون کی تصدیق ہوتی ہے۔

(۴) ملا احمد نایتہ۔ کوکئی لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہیں آپ کلان تر لقب سے ہی مشہور تھے۔ مصنف مآثر الامراء آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ شرفائے عرب سے ہیں علم و دانش و فضل و کمال سے متصف۔ علی عادل شاہ والی بیجا پور کے اتعات خاص سے مدارالمہام سلطنت مقرر ہوئے۔ شہنشاہ عالمگیر نے آپ کو کمال اعزاز کے ساتھ طلب کیا اور غائبانہ منصب شش ہزاری اور چھ ہزار سوار کی افسری کا رتبہ عطا فرمایا۔ خطاب سعید خانی کا یہی وعدہ ہوا مگر اثنائے راہ میں بمقام احمد نگر پیغام ملے آپ کو آگے بڑھنے نہ دیا۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد اسدین

دربار عالمگیری میں ممتاز رہے اور مراحم شہنشاہی سے سرفراز
جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۵) نواب احمد حسین خان نالیٹی۔ لوکھری لقب
المطالب۔ نواب اعظم جنگ بہادر امرائے حیدر آباد سے گزر رہے
آپ کے والد ماجد (نواب محمد عسکری خان شیر افکن جنگ کا حوالہ
جداگانہ لکھا گیا ہے۔ نواب اعظم جنگ بہادر کی نیک بختی اور اخلاق
حسنہ سے زمانہ واقف ہے۔ آپ بڑے دین دار اور خدا ترس
امیر تھے۔ اعزاز ذاتی کے سوا آبائی معاش جاگیری آپ پر
بحال اور برقرار تھی جو آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند
ارجمند نواب محمد خلیل اللہ خان کے نام الی الان قائم ہے۔ آخر ایک
نواب نہایت لائق اور ہونہار شخص ہیں آپ کی فروتنی ہندوستان
پرمیوہ سربر زمین کا مصداق ہے۔ فی زمانہ اس سرکار نظام نے
آپ کو ضلع اورنگ آباد کی سوم تعلقداری کا عہدہ عطا فرمایا
ہے۔ نیک نام افسروں میں آپ کا شمار ہے۔

(۶) احمد عبد العزیز نالیٹی۔ تانسی لقب۔ ولا تخلص المطلب

برخان بہادر عزیز جنگ مولف تاریخ ہذا۔ قوم کا خادم۔ گم نامی میں
بسر کرتا ہے جس کا خاندانی احوال اور جس کی مختصر سوانح عمری اس
کتاب کے باب اول فصل اول میں بیان ہوئی ہے۔ مولفین صحیفہ
زرین اور تیزک محبوبیہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے نہربانی سے اپنے
میش بہا تالیفات میں میرا تذکرہ فرمایا ہے۔ بدین وجہ کہ اس فصل میں
بعض شعرائے قوم کا کلام ہدیہ ناظرین ہوا ہے۔ مولف نے مناسب
خیال کیا کہ اپنے نتیجہ فکر کے ایک حصہ کو ناظرین کے ملاحظہ میں پیش
کرے۔ معزز ناظرین کے مکارم اخلاق سے متوقع ہوں کہ مجھے پتہ
کے نقص کلام پر خوردہ گیرین نہ فرمادیں۔

قطعہ تاریخ رحلت مولوی محمد جہانگیر مرحوم سابق
مہتمم انعام سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

خدا یا این چه نافر جام رویست	کہ از شام بلا افزون بہ تجدد
زبان گردیدہ با فریاد ہدم	تنفس را تحیر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کان کرد	رساند از آہ دل بر سینہ تپ
ز تار نالہ و سہر یاد عالم	مسترت را بہ پا افتاد بر خیر

کعبہ ہنسوس می بالدہئے ہم چو این فسانہ خوابی فی اشل بود سر و شتم داد تاریخی جوابے	رخسرت ہر جوان و کودک پوید مجبستم از سر و شش غیب تعمیر جہان بگزاشت بیچارہ جاگیر ۱۲۹۹ هـ
--	---

تاریخ دولت سرے نواب عماد جنگ بہادر محمد
عدالت و کوتوالی بزمانہ میر محلّبی عدالت العالیہ
سرکار نظام

میر برج امارت میر مجلس سخن سنجی کہ طول باع فکرش بنا فرمود نورانی بنائے ولاتا تاریخ تعمیرش چہ خوش	کہ عالی پایہ مرد ہوشمند است فراز بام سخن را کند است کہ چون بانی بعالم سر بلند است تعالی اللہ مکان دلپند است ۱۲۹۹ هـ
---	---

قصیدہ تاریخی در تہنیت میلاد صاحبزادی بلند اقبال
حضور نظام ادام اللہ اقبال ہم

خوشامی کہ در عہد بہار از فضل پزیر	شود بہستان ارببل باغ تہنیت خوانی
-----------------------------------	----------------------------------

ہما یون و مکارے کا خیر برج مراد ما زہے فیصلے کہ محبوب علیخان بہادر را تعالی اللہ چہ ہنگامی کہ در شکوے شاہ خوش چون تیر انور قد از شمشاد زیبا تر پیش فرو اقبالش چہ دارا و چہ سکند زیلا دش بہر شو غفل شاہ دست بر علم بیکل مہر زربخشی کند شاہ جوان دولت بہ پیمائے بساط خوان نعمت ہائے انوار دعا گو یان دولت را رسد منت منت صدائے ہنیت از ہر در و دیواری آ و کلا اے شہسوار ساحت مدح شد لا باب زر قم کن مصرع سال ولادت ۱۳۰۱	مکروں حصول مدعا دار و درخشان رسید از میں طالع وقت جشن ملکوت فنا متا بندہ پیدا گشت با سیمائے نورانی دہانش حقہ گو ہر لبش لعل بدخشان بجنب طالعش شرمندہ شد بخت سلیمان بہر یک کوچہ می بینم ہمارش قاتلانی ز ابر دست جود او شود ہم در شانی رعایا راست در درگاہ سلطان حکم مہمانی ز رحم شہر ما گشتند محبوبان زندانی وزد باد طرب در گلشن سرکار دیوانہ بدہ شد زیر طبع خویش تن ارنگ جانہ ہمایون بادشہ را نو برگزار سلطانی ۱۳۰۱
--	---

قطعہ تاریخ فرمان والی حضور نظام ادا م اللہ قبا لہم و علیہم حکم راں شد شاہ از احسان غلامان ۱۳۰۱	میر محبوب علیخان شاہ والا منت ۱۳۰۱
---	--

مملکت رانی ہمایون بادشاہ دکن ۱۳۰۱ھ	چار تاساںش نوید پنجہ کلک و آ ۹۳ ۱۲ ف
خانہ ربیعہ مسجد گہ مسلمین ۹۳ ۱۲ ف مسجد قدسی مقام مسجد قصبی است ۱۳۰۱ھ	تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یار جنگ انیک از احسان حسن عارت گرت ۲۰ ۱۹ نمٹ کلک سرورش ولا سال بنا لٹو ۸۳ ۱۸ غ
تاریخ تالیف قانون فارسی مصنفہ سید کمال الدین سنہ شیرازی	
درین مانہ کہ شیرین مقال گردید اگرچہ در طلبش مادہ و سال گردید میان خلق عدیم المثال گردید وجود نسخہ دیگر محال گردیدہ پسند خاطر اہل کمال گردیدہ ۹۶ ۱۲ م	چہ سبزان چمن آرائے بوستان کمال فلک نیافتہ چون بے بروئے صفحہ بین بہ نسخہ قانون رقم نمودہ او بدین فصاحت و خوبی و مختصراً تمام ولائے ماسنہ طبع او نمود رقم
تاریخ سفر فرائی خلعت وزارت بنو اب سرو قار الامر کامر حرم	

چون خلعت دستوری خود راشہ خاؤ	بخشید بہ بالائے مہرج امارت
جستہ رقم زد سنہ اش مقداد	زیبہ بوقار الامر ایس وزارت
	۱۰ ۱۳ ھ

تاریخ رحلت نواب شمس الامیر کبیر مرخورشید جاہ مغفور

وہی الدین خان تیغ جنگ	صاحب اقبال عالی پایگاہ
اصفی دربار کے میر کبیر	مطلع پاگاہ کے تابندہ ماہ
تہہ دکن میں و دزرگی کے نشان	اور ریاست کے ہنایت خیر خواہ
رہگراے جنت الماد اوہے	قصر فردوس برین ہے خواجگاہ
شمس دیہیم امارت چپ گیا	ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ
تیراند و ہش بد لہا جا گرفت	تیرہ و تارہست در چشمان نگاہ
سال رحلت ہے بیان واقعی	ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ
	۲۰ ۱۳ ھ

تاریخ حکمرانی بہاراجہ میسور ادا م اللہ اقبالہم

زہے جتنے کہ اندر ملک میسور	سرور افزائے ہر پیر و جوان شد
بچے سے کہ در ایوان شاہی	مسرت بخش قلب راجگان شد

بکر و منہ شاہی میہان شد بمحلہ کہ این دولت جوان شد ہماراجہ بدولت حکمران شد ۲۰ ۱۳ ۵	گو رز جندل ہند از برایش ہماراجہ سریر آراے راج است و آلا سال ہمایونش چہ خوش گفت
قصیدہ تاریخی متعلق بہ تعمیر مکان الکن محل در ریاست ناہا حسب فرمایش والی ریاست ادا م اللہ اقبالہم	
مژ آنے لے باغیچہ گلزار ناہا میں ہما کا آشیان قایم ہو گلزار ناہا میں ترتیم ہے نوید جانفزا منتار ناہا میں بنا کی اک عمارت دلکش اور بار ناہا میں خدا کی شان ہے اس صنعت معمار ناہا میں جو لعل بے بہا میں معدن کھسار ناہا میں شبیخ نامور میں شکر قرار ناہا میں انہیں کے نام کا سرینچ ہے دستار ناہا میں انہیں کا نام ہے ضرب المثل گفتار ناہا میں	افق پر گیا مہتاب شام تار ناہا میں بہار آئی چمن میں بلبلان باغ بول ناہا میں چکارا باغبان ناہا ہے بے بس ہم نشین تیرا ہمایون اجہ بیگوان سنگدہی ترہنے عمارت بن علی وہ بنتے بنتے بن گیا ایوان ہوئی بکھیل اوسکی راجہ ہیر سنگدہی یہ راجہ راجگان ہند کے ہیں اور ہمارا قد موزوں یہ انکے خلعت دولت ہوا سخن گو یان عالم میں انہیں کا بول بالا ہے

انہیں کی ہر سے پر نور صبح عیش و ولہ ہے
 انہیں کی چال سے اُکھیلیں کوئی نہ نیت ہے
 شغائے قلب ہے چشم مروت انکی تینا
 انہیں کی ذات سے مضبوط ہوش و شبہ کا
 تعلق ہے انہیں کے تحت سے اطراف عالم کو
 دل اغیار میں ڈرے انہیں کی نیزہ باز ہے
 انہیں کی پامردی سے ہوئی ثابت قدم و است
 مہکتی ہے انہیں کی نگہت اخلاق عالم میں
 انہیں کی جدہ مشکین سے ہے رونق فرق
 انہیں کی ناوک ٹرکان سے گہايل قلب کا
 انہیں کے نور سے چمکتا ستار بخت و دولت کا
 سخن سخاں نازک فہم میں مدحت سر آئے
 ہوتی تکمیل جب انکی دیا سے اس عمارت کی
 بُرنائی اس کا قدر و قیمت ملک نابہ کی
 اسی میں تابِ قصیر کی جہانی کا سامان تھا

یہی ہیں شاہ خاور گنبد و آزارناہ ہیں
 یہی کبکے رمی ہیں دامن کہسار ناہ ہیں
 خار جانفزا ہیں زگر کس بیار ناہ ہیں
 یہی ہیں شستہ جان گردش زمار ناہ ہیں
 یہی ہیں نقطہ مشکین خط پر کار ناہ ہیں
 یہی نوکِ مرہ ہیں اور غلش میں خار ناہ ہیں
 ترقی ہے انہیں کی چال سے رفتار ناہ ہیں
 انہیں سے رنگِ بو ہے طبلہ عطار ناہ ہیں
 انہیں کے خط سے خط و خال ہیں خسار ناہ ہیں
 یہی زہرِ ہلاہل ہیں پر سو فار ناہ ہیں
 یہی ہیں سعد اکبر طالع بیدار ناہ ہیں
 یہی ہیں مطلع بیت الغزل شعار ناہ ہیں
 حکیموں کے ہما جان آئی جسم زار ناہ ہیں
 غنیمت ہے یہ جس بے بہا بازار ناہ ہیں
 اسی سے نام پایا یہ مکان امصار ناہ ہیں

اسی سے آبرو سے گوہر شہوار نا بہا میں نیشکل ماہ تابان مطلع انوار نا بہا میں		بڑائی آبرو فیض قدم سے لاژ دیا جن نے اوہنین کے نام سے روشن نام اس عار کا ولائے عرض کی تاریخ نسبت بر محل اس کی رہین قائم آگہی قصر عالی میں جہاں سلامت یا خدا سرکار نا بہا اور نہ نزل سخن سخن کے دامن یا خدا انعام سے پر ہو
بنا الکن محل پر فضا سرکار نا بہا میں چمک چمک رہے شمشیر جو ہر دار نا بہا میں بلندی جب تلک ہے معنی دیوار نا بہا میں تقا طرب تلک ہے ابرگو ہر باز نا بہا میں		

صحیفہ زرین کی تقریر غلطی تاریخ

مجتش بدل غلق نقش بر حجر آ خوشا بہار کز و نخل علم پر ثمر آست حدیقہ چمنستان انش و ہنر آست شہ قلم و انشاء لیسق نامور آست وے بقل جو ان گیم این باز پدر آست مقولہ عجی حسب حال این سپر آست کہ در تسلسل احوال رشتہ گہر آست بہ نام نامی قیصر چہ مایہ مفتخر آست		نول کشور کہ مرد مجتہ طالع بود بہار باغ وجودش پراک نار این ضیائے چشم مروت امیر روشن آ روان طبع سخن مالک اودہ اجا بہ رائے صاحب دگر چہ آن تفوق دا پدر اگر نتواند سپر تمام کند بین صحیفہ زرین حسن لبغیش صحیفہ پیشل یادگار در بار آست
---	--	---

صحیفہ کہ مشاہیر ہند را تاریخ زہی وضاحت مضمون مختصار سواد بخش معانی بود سوادش پسند خاطر اہل کمال چون نشود ہنروران جان قدر قیمتش دانند ہمای اوج سعادت بدام او افتد بعید نیست کہ قیصر کند باو نظر ملا کند مسیح مایہ را بخا و کرم مولفش ہمہ تن درخور خطابست سزد کہ نائب قیصر شود محرک اوست ز دست من سہیج خبر بعدد حق ولا بلوح کتابش رقم زند تاریخ	صحیفہ کہ بلا بخش معنی سیرت عجوب است کہ دریاگر کبوزہ در است بیاض بین سطورش تجلی نظر است کہ از کمال مولف زمانہ با خبر است کہ کوہ نور با کلیل فرق تاجور است اگر توجہ شدہ را بجا نبش گزراست کہ این خرنیہ از آن بار کہ قریب است شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک را است کہ یک اشارہ سلطان سیدالکفر است بعذیب چمن احتیاج بال و در است کہ ارمنان سخن گوشت عرف مختصر است نشان ہستی نام آوران ابداست ۹۳ ۱۸ ۶
---	---

قصیدہ تاریخی بہ تقریب تاج پوشی قیصر ہند اذورد
 ہفتم ادام اللہ اقبالہم صنعت بقیہ

سدا حمد ہر آن چہیز کہ خاطر منہ پست
مرغ دولت کہ ہم ہی زوزرہ جنگ صغیر
شکر خالق کہ ہو احسن ہایوں آغا
شوکت و شان و تہل سے سواری آئی
تہا عجب لولہ جوش طرب لندین
غربا بخشش و انعام سے مسرور ہو
باریابی ہوئی در بار شہنشاہی میں
تہنیت میں وہ لگاتار چلے آتے تھے
مینہاں لوٹ گئے اپنے ممالک کی طرف
حیدر آباد میں ہے تہنیت جشن کی ہوم
دعوتیں دلولہ شوق کی ہیں سپہیں
یا خدا دشمن قیصر کو ہو ذلت مقسوم
خالق ارض و سما ہو دے نگہبان اکا
نظر عالی میں ہے او کی رعایا خوشحال
قسمت غیر سگالش ہمہ در ناز و نعم

آخر آمد ز پس پردہ تقدیر بکام
عاقبت دانہ اقبال نگندش در دام
تاج پوشی نے کیا جسکا مبارک انجام
دونوں جانب تہا و فادار رعایا کاظم
شام سے صبح ملک صبح سے لیکر تاشام
شرقا لطف و مدارا سے ہو شیریں کام
علما کو ہوئے اعزاز عطا نام بنام
پادشاہوں الو العزم کی جانب سے پیام
باہمہ فخر و بہا مات بصدیل مرام
کس تکلف سے سجا آج ہے دربار نظام
خوانِ نیا ہے اسی دن کے لئے علم کلام
خیر خواہوں کو ملین عزت و توقیر کے کام
اوسکے اقبال کے حامی ہوں بزرگان
اوسکی اکیلیں یہ ہو سایہ فکرنِ بے انا
باد و درخت بداندیش رخ و روش حرام

جب تک نخل میں پہول کی خلقت تیا صنعت بقیہ جب تک فن تاریخ میں	نخل اقبال شہنشاہ رہے سرسبز مدام تاج پر نور کو ہو فرق شہنشاہ یہ قیام ۱۹۰۲ = ۱۰۴۰ + ۸۶۲
--	---

مرثیہ تاریخی بسوگوارى رحلت نواب خیرالنبا سیکم محل
خاص امیر الہند والا جاہ نواب محمد غوث خان بہادر
والی ریاست مدراس صنعت بقیہ

حیف از جهان کہ ماک دیرینہ وطن حیف اسے فلک کہ سیکم خاص امیر منہ غریب از آن زمان کہ نشانے از دنیا واحسر تا کہ در چمنستان زندگی گویم مگر کہ مادر گیتی خبر نہ داشت چشم جہانیاں نمیش اشک خون گریست دل بے قرار گشت و جهان تیرہ نظر ہے ہے از این دم کہ طبعی ہنہاں نہ کو مصرع کہ طبع شیرازہ زنفیر	زین خاکدان گزشت و ہلک بقاریہ رخت سفر بہ بستہ و الہجر رسید در ساعتی کہ نعرہ واحسر تا رسید در موسم نسیم چہ باد فنا رسید زین ماتم و غم کہ ز دستش ہار رسید گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرار رسید چون این خبر بہ پردہ گوش و لا رسید زان صدائے کہ بر جگر م بر طار رسید در گلستان دہر گوش آشنا رسید
---	---

آن پیر لاشہ را کہ سپردن زیر خاک سیارگان دور فلک منتشر شد تاریخ او بہ بقیہ گوید سر و شغیب روح الامین بگفت کہ بگرہ آتش	کرد از زمین بدامن پیر سار سید شورش بین ز کجا تا کجا رسید خیر النساء حضور شد انبار رسید خیر النساء در گہ جل و علا رسید
تاریخ رحلت مولوی سید غلام رسول شریک معتمد مال سرکار نظام در صنعت تخرجہ	
حیفائے فلک کہ مرد کو از زمانہ رفت فکر و لاست تخرجہ سال فصلیش	رفت آنچنان کہ خاطر عالم ملول شد وا حسرتا کہ جان ز غلام رسول شد ۵۲ - ۱۳۷۵ ن
رباعی تاریخی بہ تقریب در بار قیصری دہلی	
سبحان اللہ چہ ساز و سامان گردا پرسیدم و از فلک شنیدم ساش	در خطہ دہلی ز پی کشور ہند جشن در بار نامی قیصر ہند ۲۱ ۱۳۷۵ هـ
(۷) مولوی حاجی۔ احمد علی نالیطی۔ الملقب بہ بہانڈے بہانڈے ابن مولوی محمد قادر علی مغفور بیہوش تخلص معززین مدراس	

سے ہیں۔ فضیلت و ستگاہ مولانا باقر آگاہ آپ کے جدا علیٰ تھے جن کا احوال اس فصل میں جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نہایت ذی علم۔ فاضل ینکسر المزاج اور خلیق شخص ہیں۔ بڑی ناموری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ فی زمانہ پرنس آف آرکاٹ کی دارالمہامی کا معزز عہدہ آپ کے تفویض ہے۔

(۸) احمد محی الدین خان نایلی۔ النخاطب بہ محمد نواز جنگ مغفور خلف الصدق نواب داراب جنگ مرحوم نیک نفس امرآ حیدر آباد سے گزرے ہیں۔ مولف نے آپ کی زندگی میں آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ کاروبار دنیوی سے آپ کنار کش تھے اور ہمیشہ عبادت الہی میں مشغول و منہمک رہا کرتے تھے۔ آپ کی علمی قابلیت بہت اچھی تھی۔ کلام ربانی کی تفسیر ہمیشہ آپ کے روبرو کھلی رہتی تھی اگرچہ آبائی معاش جاگیری اور اعزاز خاندانی سے سرفراز تھے لیکن ادس کی جانب بہت کم توجہ فرماتے تھے۔

(۹) حکیم۔ ادریس نایلی۔ تانتلی لقب ابن مولوی حکیم احمد

مغفور حیدر آباد کے حافق اظہار یونانی سے گزرے ہیں۔ آپ کا
 مطلب خاص امراض کے معالجہ میں بہت مشہور تھا۔ افراد قوم کے
 لئے آپ کی ذات بابر کاتب نہایت مختم سمجھی جاتی تھی۔ مولف کو آپ کی
 خدمت میں نہ صرف نیاز تھا بلکہ نبی اعظمی کا شرف ہی۔ آپ بڑے
 مستقل مزاج اور خلیق شخص تھے۔ تشخیص امراض میں نہایت غور
 و تامل سے کام لیتے تھے۔ افسوس ہے کہ اپنی قوم کا فدائی بہت جلد دنیا
 چل بسا آپ کے فرزند کے سوا آپ کے بڑے اور مولوی محمد شرف الدین نایلی سرکار
 نظام کے نمک خوار اور علاقہ مالگذا ری کے تحصیلدار ہیں۔

(۱۰) اسلم خان نایلی لوہری لقب۔ شایان تخلص ابن قاضی
 احمد الخاطب بہ علی احمد خان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ
 فن انشاء کے زبردست ماہر تھے۔ طرز ظہوری کے پیرو اور ظہوری تو
 سمجھے جاتے تھے بعض مصنفین نے آپ کے خط شکستہ کی بھی تعریف کی ہے
 آپ کی ذات ستودہ صفات جو اہر علوم سے آراستہ تھی اور مکارم اخلاق
 سے پیراستہ۔ دربار والا جاہی میں دارالانشائے خاص کی صدارت
 کو آپ سے شرف حاصل تھا فارسی زبان میں آپ کی نظم استادان

سلف کے ہم پلہ سمجھی جاتی تھی۔ مشاعرہ اعظم کے پختہ کلاموں میں آپ کا شکار تھا۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان مخدوم نے اپنی تصنیفات تذکرہ محرار اعظم اور صبح وطن میں آپ کی اور خوبیوں کے ساتھ آپ کی رہنمائی اور دیانت شعاری کی تعریف لکھی ہے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک

فرماتے ہیں کہ محمد اسلم خان شایان از زمرہ معنی یا بان وقت آفرین و رنگین نفسان این سرزمین است۔ استعداد شایان داشت و ہمت

نمایان۔ شرار رنگین تر از نظم می نگار و مثنوی خسروی دارد۔ از افراد معتز زمانہ است۔ و در اخلاق و اخلاص یکا نہ۔ صاحب ترک محبوبین ہی ضمنا آپ کا احوال لکھا ہے۔ مسائل التعلیم۔ منہج التقوم۔ شرح منہاج فقہ شافعی۔ مثنوی گداز دل۔ مثنوی طغرانہ۔ وقائع حیدری عین المصا در گلدستہ مناقب۔ دیوان شایان۔ مثنوی خرد۔ یہ دس تصانیف آپ کے علم و فضل کا اعلیٰ یادگار۔ اور آپ کی طبعزاد کا انتخاب منتخب الا شعار کا حکم رکھتا ہے۔

و ہو ہذا

فتنہ دام پری سائے شرمگان کے

خندہ برق جنوں دیدن پنہان کے

اشک دریا دل شایان سرطوفان ادا	انگشت چشم ترش منت دمان کے
-------------------------------	---------------------------

ولہ

خامو جبت انگشت تحیر لب غما	ندانم گردش چشم کہ حیران میکند دل را
نمیدانم دم تیغ تو آب زندگی دار	کہ سیراب انداز عمر ابد این تشنه لب را

(۱۱) ملا۔ اسمعیل نایلی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہیں جو سلطان محمد شاہ بہمنی کے درباری امرا سے تھے۔ تختہ فیروزہ کا نام اور اس کے واقعات کو مورخین نے محمد شاہ بہمنی کے احوال میں لکھا ہے جس کی قیمت تقریباً ایک کروڑ ہون بیان ہوئی ہے۔ اسی تختہ فیروزہ کی حفاظت ملا اسمعیل نواتیہ کے آبا و اجداد سے متعلق تھی جس کی تصدیق مصنف تاریخ فرشتہ نے کی ہے اور ملا اسمعیل کو نواتیہ تسلیم کیا ہے اس سے زیادہ ان کا احوال مولف کو نہ مل سکا۔

(۱۲) فضل خان نایلی۔ المتخلص بہ لدنی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان والی ریاست مدرا نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم میں فرمایا ہے کہ آپ اُمرائے دہلی سے تھے اور نواب سعادت اللہ خان نایلی کے معاصرین سے

اور آخر عمر میں آپ نے دربار والا جاہی کا شرف حاصل کیا۔ اور		
معرزین درباری میں آپ کا شمار ہوا۔ مصنف گلدستہ کرناٹک نے		
اچکا تذکرہ اس مختصر بیان پر ختم فرمایا ہے کہ افضل خان لذتی		
از لذت یافتگان خوان الوان سخن و چاشنی گیران مائدہ این فن		
بود۔ نایلی تڑا د است و از خوش فکران این گلزمین مینو سواد		
مثنوی او کہ قصہ چند بدن بہیاد نظم کردہ بسیار پختہ مضامین است		
آپکی طبع زاد کا انتخاب کوئی شک نہیں کہ نہایت پر مذاق ہے		
و ہو ہوا		
یہ چشمے کہ بیل دار میر قسم ز شمشیرش		ہو اراسر مردان سازد معلق مائے خمیرش
ولہ		
شب کہ آہم علم شعلہ چو بر پامی کرد		برق پر میزد و از دور تا شامی کرد
(۱۳) سید امرالہ شاہ نایلی۔ ناگے۔ کوکھری۔ المخاطب بہ		
نواب معتمد جنگ بہادر بن سید شاہ قمر الدین بن سید شاہ غلام علی		
بن سید شاہ امرالہ بن سید شاہ رضا قدس سرہم۔ مشاہیر قوم سے		
ہیں آپکے جد غلام اسرار مغفور کی والدہ مکرمہ (لالہ دی بیگم) شاہ		

صوفی نایطی لو کہری قدس سرہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کے جد علی
سید شاہ رضا قدس سرہ ایک مشہور اور مقدس بزرگ گزر رہے ہیں
جن کا تذکرہ مصنف گلزار آصفیہ نے فرمایا ہے آپ کے وصال
سے پہلے۔ عالم حیات میں آپ کی کرامات کا شہرہ تھا حضرت غفران
مآب نواب نظام علی خان بہادر والی ریاست آصفیہ کو آپ کے
ساتھ خاص عقیدت تھی حضرت مدوح نے کئی بار آپ کے مکان پر
قدم رنجہ فرما کر سعادت حاصل کی اور آپ کے مصارف کیلئے
جاگیری معاش عطا فرمائی۔ رحمۃ اللہ علیہ لیارہ سوچو راسی ہجری میں آپ کا
وصال ہوا۔ بلکہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کے تالاب میر حلیہ سے متصل
آپ کا دولت سراے خاص آپ کا مدفن ہے۔ آپ کے صاحبزادے
سید شاہ امراہ قدس سرہ اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین قرار پائے
آپ نے اپنی زندگی تک گھر سے باہر قدم نہ کیا۔ علیہ السلام حضرت غفران
علیہ الرحمۃ کو آپ سے یہی کامل عقیدت تھی۔ اعظم الامراء اسطوباً
مدار المہام ریاست نے یہی بار بار آپ کی قدمبوسی کا شرف پایا ہے
سید امراہ شاہ حال تباریخ ۱۰۸۰ بریس الثانی رحمۃ اللہ علیہ بمقام بلکہ حیدر آباد

باجیہرم کی دوسری فصل ۲۵۴ مشاہیر قوم کا احوال

متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے مامون نواب قاسم یار جنگ مغفور
کی نگرانی میں حاصل کی۔ عربی۔ فارسی کی کتب متداولہ ہی اپنے اپنے
ماموے مغفور سے پڑھیں۔ تحصیل علوم عربیہ میں آپ کو مولانا محمد زمان خان
شہید سے تلمذ کا افتخار حاصل ہے۔ نواب سالار جنگ مغفور وزیر
اعظم ریاست آصفیہ کے عہد وزارت میں آپ نے شعور سنہالا
اور دوم تعلقدار مقرر ہوئے۔ پہر عہدہ اول تعلقدار سی ضلع پرنکی
ترقی ہوئی من بعد ناظم نظم جمعیت کا عہدہ آپ کو عطا ہوا
بالآخر شریک معتمد فوج قرار پائے۔ فی زمانہ ناخس خدمت کے
وطیفہ خواہ ہیں۔ سرکار نظام نے آپ کو خانی و بہادری کے علا
معتمد جنگ کے خطاب سے سرفرازی بخشی ہے۔ آپ کا علمی سوا
بہت درست۔ زبان فارسی اور فن سیر سے آپ کو خاص دلچسپی ہو
فن سپاہ گری میں استاد کامل۔ ہتیار و ن کے بڑے قدردان ہیں
باوجود ان مراتب عالیہ کے نہایت خلیق ذی مروت فقیرانہ
مزاج رکھتے ہیں۔ معاش آبائی سے مواضع بند نور وغیرہ بحیثیت
جاگیر آپ کے نام بحال و برقرار ہیں۔ لوازم مداعزازی یعنی سوار پیل

کے معاوضہ میں منصب سے ممتاز ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے
سید ولایت حسین اور سید صفدر حسین ہوئے ہیں۔

روایت

(۱۴) مولوی باقر حسین نایابی۔ مخاطب بجن علیخان بہادر
مختار تخلص نام اور ان قوم سے گزرے ہیں۔ آپ محمود بھری کی اولاد
اور مغر زین قوم نایاب سے تھے خاندان میں مقام قلعہ سرنگ پٹن
متولد ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں اپنے والد حسن علی خان کے بہتے
محمد پور ارکاٹ آئے جہاں آپ کی ابتدائی تعلیم ہوئی ۱۲۳۰ھ
میں مدراس پہونچکر اکتساب علوم و فنون کی نعمت حاصل کی حضرت
رضوان مآب نواب اعظم جاہ مغفور والی ریاست کرناٹک کے
دربار سے آپ کو حسن علی خان بہادر کا آبائی خطاب عطا ہوا۔ مشاعرہ
اعظم کی شرکت کا اعزاز ملا۔ والی مدراس نے اپنی تصنیف تذکرہ
گلزار اعظم میں آپ کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ خیال فکر
بندی خصوصاً مرثیہ کوئی بیشتر دارد۔ و شعر فارسی کمتر می نگارد۔
آپ کے فارسی کلام کا انتخاب فی الحقیقت لا جواب ہے۔

وہو ہذا		
ہر کہ ساز دسر کشی بچون جالب شوخ چشم		زود بیند از ہوائے خویش مدفن زیر پا
تیغ بہر شتم برکش کہ در میدان عشق		سر بریدن از تو خوش از من طمیدن زیر پا
	ولہ	
اے پیش آفتاب نعت نگ ہوشنا		مانند شبنم از گل رخسار جست و رفت
عیش و نشاط اہل جہان اثبات نیست		چون امین ہا کہ آمد بدست و رفت
(۱۵) نواب باقر علی خان نایلی - ریاست کرناٹک کے		
اُمراے گزرے ہیں۔ آپ نواب سعادت اللہ خان بہادر والی کرناٹک کے		
حقیقی ہتھیے فنون سپہ گری میں ممتاز اور مراتب امارت سے سرفراز		
ہنایت کم سخن اور منکسر المزاج تھے۔ رورن جی۔ یو۔ پوپ نے اپنی		
انگریزی تصنیف لسٹ بک آف انڈین ہسٹری میں آپکا تذکرہ		
فرمایا ہے۔ مصنف تو زک الا جاہی نے ہی ضمناً آپکا احوال لکھا ہے۔		
(۱۶) بدر الزمان خان نایلی - ابن ابراہیم کوکنی - شرفائے قوم		
سے گزرے ہیں۔ جنگواری کاٹ کے سفر میں باغی جماعت کے ساتھ		
ناگزیر لڑنا پڑا سخت مقابلہ کے بعد آپکو شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا۔		

فرزند ابراہیم نایطی جان برہو کزار کاٹ آئے پہر کو لاریں اقامت تھینا
کی جنکا احوال جداگانہ لکھا گیا ہو۔ آپکی وجاہت اور جو انفرادی کی زندہ تاریخ
بزرگان قوم کی زبان پر باقی ہو۔ کرنل مارک ولکس نے بھی ہسٹری آف میسون
ایچا ذکر کیا ہو آپ کی صاحبزادی حیدر علی خان الی میسور کی والدہ تھیں
(۱۷) بہاء الدین نایطی عرف باپو صاحب صدیقاً لقب ابن
محمد نقی مقام کزک کے مشاہیر تجار سے ہیں۔ لک پتی تجار میں آپکا شمار
ہے۔ کافی اور الایچی کی تجارت کے سوا ایک وسیع رقبہ اراضی کے
زمیندار بھی ہیں۔ آپکی فراست اور روشن خیالات پر معاصرین کو
فخر ہے خداوند کریم نے آپ میں خطرناک شاد دہ دلی کی صفت عطا فرمائی
ہے جس سے افراد قوم کیلئے خصوصاً اور پبلک کاموں میں عموماً آپکا
نمبر اکثر افراد سے آگے رہتا ہے۔

(۱۸) مولوی بہاء الدین خان نایطی۔ المحاطب بہ شب افروز
خان بہادر معززین دربار والا جاہی سے گزرے ہیں۔ نوابی مدراس
کے نامی امیرون میں آپکا شمار تھا۔ سرکاری مشعل خانہ کی خدمت سے
سرفراز رہے مسئلہ بارہ سو ساٹھ ہجری امیر الہند والا جاہ عمدۃ الامراء نواب

عمد غوث خان بہادر والی ریاست کے دربار سے آپ کو شب افروز خان کا خطاب عطا ہوا۔ آپ کی انتظامی قابلیت اظہر من الشمس تھی آپ کے گہر کے چراغ مولوی قادر حسن خان نایلی حیدر آباد میں سکونت پذیر اور سرکار نظام کے خزانہ شاہی سے حُسن خدمت کا وظیفہ پاتے ہیں۔

ردیف

(۱۹) پادشاہ میان نایلی الملقب بہ آگ لاوے و آتش خانی مشاہیر حیدر آباد سے گزرے ہیں۔ آتش خانی کا لقب غالباً آپ کا خاندانی خطاب ہے جو آپ کے بزرگوں نے حاصل کیا تھا بعض بزرگان قوم نے فرمایا کہ آپ کے جد اعلیٰ کو سلطنت آصفیہ میں توپخانہ کی افسریت حاصل تھی۔ آتش خانی کا لقب اوس کی علامت ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن ان کے افراد خاندان اپنے ناموں کے ساتھ آج بکثرت آتش خانی کے الفاظ قومی لقب کے طور سے لکھتے ہیں مولف کا خیال ہے کہ یا تو انہوں نے آگ لاوے کے لقب کو فارسی الفاظ کے ساتھ بدل دیا ہے۔ یا صرف اپنے جد اعلیٰ کے عہدہ کی علامت

کو اپنا قومی لقب قرار دیا۔ یہ بزرگ بڑے نیک نفس اور قبیلہ پرور
گزرے ہیں جن کے اخلاق کا نقش افراد قوم کے قلوب پر اب تک قائم
رہا ہے

(۲۰) نواب تراب علی خان معفور نایابی ما کے لقب
المخاطب بہ شجاع الدولہ۔ مختار الملک تراب علیخان سر سالار جنگ
بہادر۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ دی۔ سی۔ ایل۔ وزیر اعظم ریاست حیدر
آباد بن شجاع الدولہ نواب میر محمد علیخان سالار جنگ بن منیر الدولہ
منیر الملک نواب علی زما نخان غیور جنگ المخاطب بہ حیدر یار خان
بن اشع الدولہ اشع الملک نواب محمد صفدر خان غیور جنگ بن
منیر الدولہ منیر الملک نواب شیخ محمد شمس الدین حیدر خان شیر
بن محمد تقی بن محمد باقر بن شیخ محمد علی فخر قوم اور ریاست حیدر آباد
کے خاندانی امرا سے تھے۔

خاندان | آپ کا سلسلہ نسب حضرت عاشق رسول خواجہ خواجگان
خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے ہمد امجد
شیخ محمد علی نے ملا احمد ناتیہ کی صاحبزادی کے ساتھ شادی کی تھی

انہیں کے بطن سے شیخ محمد باقر اور اون کا ذیلی سلسلہ قائم ہوا۔ ملا احمد نایتہ دربار عادل شاہیہ کے دارالمہام تھے جن کا تذکرہ جداگانہ ہوا ہے۔ پادشاہ وقت نے شیخ محمد علی کو اپنا دبیر مقرر کیا شیخ محمد علی کے فرزند شیخ محمد باقر نے علی عادل شاہ کے دربار میں میر سامانی کی خدمت پائی۔ شیخ محمد باقر کی شادی علیخان کی بہن سے ہوئی جو سلطنت بیجاپور کے ایک باتوقیر امیر تھے۔ علیخان کی دوسری بہن ملائیچہ برادر ملا احمد نایتہ سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد باقر نے سلطنت مغلیہ سے تعلق پیدا کیا اور شاہ جہان آباد کشمیر کی دیوانی سے سرفراز ہوئے پانسو سوار اور دو ہزار پیادہ کا اعزاز آپ کو عطا ہوا اور آپ کی درخواست پر خدمت کا تبادلہ دیوانی کو کن کے ساتھ ہوا جو ابتداً نظام شاہی اور عادل شاہی خاندان کے ماتحت تھا۔ آخر عمر میں آپ نے ترک ملازمت کر کے اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی اور شیشہ استرہ سوچھتر عیسوی میں رحلت فرمائی آپ کے فرزند شیخ محمد تقی کو بہادر شاہ کے زمانہ میں پانچ ہزار پیادے اور چالیس سوار اور اورنگ زیبی عہد میں تین ہزار پیدل کا اعزاز ملا آپ

اوس جزیرہ کا انتظام متعلق ہوا جو فرخ سیر نے اورنگ آباد کے نہروں پر قائم کیا تھا۔ حضرت (مغرت مآب) آصف جاہ اول نور الدین مرقدہ نے اپنے زمانہ وزارت دکن میں آپ کو اپنی تمام فوج کا افسر بنایا۔ ۱۷۵۷ء لکھنؤ گیا رہ سو پنتالیس ہجری میں آپ نے رحلت کی۔ آپ کے صاحبزادے شیخ محمد شمس الدین حیدر اوس وقت نہایت کم سن تھے جن کو شہنشاہ اورنگ زیب کے دربار سے سو پیا دون کی افسری کا رتبہ مل چکا تھا۔ عالم شباب میں حضرت (مغرت مآب) علیہ الرحمۃ نے آپ کو دوسو سواروں کی افسری عنایت فرمائی اور اپنا فیضان بھی آپ کے سپرد فرمایا اور پھر تین سو پیا دون کے افسر کر دئے گئے۔ جب حضرت مدوح و مغفور نے دکن سے دہلی کا ارادہ کیا تو محمد شمس الدین حیدر حضرت مدوح کے عرض کیے تھے۔ نا در شاہ کے حملہ کے بعد آپ کو حیدر یار خان کا خطاب اور پانسو فوج کی افسری عطا ہوئی۔ جب حضرت مدوح دہلی سے واپس ہوئے تو آپ کا منصب بتدریج ترقی کرنے لگا تھا کہ آپ پندرہ سو پیدل اور پانسو سوار کے افسر مقرر ہو گئے۔ اور بالآخر امیر الممالک نواب صلابت جنگ

کی حکومت دکن میں آپ کو پانچ ہزار پیادے اور چار ہزار سواروں سے عزت ملی۔ شاہی خلعت۔ پاکلی۔ نوبت۔ نقارہ اور نشان کے لوازمہ کے ساتھ منیر الدولہ شیرجنگ کا خطاب سرفراز ہوا اور پہرہ باضافہ مناصب و مراتب منیر الملک سے مخاطب ہوئے جسکے بعد آپ کا نام دیوان السلطنت ہوا اور آخر پر صوبہ بات دکن کے دیوان قرار پائے۔ حضرت (غفران مآب) نواب نظام علیخان مغفور کے عہد ہیمنت مہد میں آپ نے بوجہ پیرانہ سبالی امور سلطنت سے کنارہ کشی کی اور اورنگ آباد میں سکونت اختیار فرمائی لیکن حضرت غفران مآب کی خواہش سے آپ کو اورنگ آباد کی نظامت قبول کرنا پڑی ^{۱۷۷۱} سال گیارہ سو نو اسی ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد صفدر خان غیو جنگ کو جن کی ولادت ^{۱۷۷۲} سال گیارہ سو پچیس ہجری میں واقع ہوئی تھی نواب مظفر جنگ کے چند روزہ عمل داری میں خانی کا خطاب اور تین ہزار پیدل اور چھ سو سوار کی انفری ملی۔ ^{۱۷۷۳} سال گیارہ سو نو اسی ہجری میں آپ اورنگ آباد کے کو تو ال مقرر ہوئے

اور رفتہ رفتہ تین ہزار پیدل اور دو ہزار سواروں کے ساتھ
صاحب نوبت و نشان ہو کر لشکر لگیا رہ سوچو ہتر ہجری میں غیور جنگ
اشیخ الدولہ کے خطاب خلعت شاہی اور لوازمہ پاکلی سے سرفراز
ہوئے فوج پیدل کی تعداد میں چار ہزار تک ترقی ہوئی بڑھتے بڑھتے
پانچ ہزار پیدل اور چار ہزار سوار کے افسر ہو گئے۔ ^{۱۹۷۱} لگیا رہ سو
ستانوے ہجری میں اشیخ الملک سے مخاطب اور صوبات دکن کے
دیوان قرار پائے۔ حضرت (غفران مآب) علیہ الرحمۃ کے عہد جمالیوں
میں آپ نے تاریخ ہم اشعبان سنہ الیہ بمقام بنگال وفات پائی
آپ کے تیسرے صاحبزادے (نواب منیر الدولہ منیر الملک ثانی علی
زمان خان غیور جنگ الخطاب بہ حیدریار خان دوم ہمایون ہمایون
پیادے اور تین سو سواروں کے اعلیٰ افسر۔ نوبت تقاریر ^{۱۹۷۱} نشان
اور پاکلی کے لوازمہ سے سرفراز اور صوبات دکن کے دیوان مقرر
ہوئے۔ جب نواب غلام سید خان ارسلو جاہ بہادر کی روٹنگی دربار
پونا کو قرار پائی تو آپ دربار نظام کے جملہ کاروبار اور فوج کے
نگران رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند محمد علی خان بہادر

نے یہی خطابات آبائی سے سرفرازی پائی۔

ولادت | جن کے گہر کے چراغ نواب تراب عیٹخان۔ سالار جنگ میں آپ کے پرانا میر عالم مرحوم سادات شوستر کی نسل سے گذرے ہیں جن کے والد ماجد سید رضامرحوم کو حضرت غفران مآب علیہ الرحمۃ کے دربار سے جاگیری معاش عطا ہوئی تھی۔ میر عالم مرحوم کو سلطنت اصفیہ میں جو مراتب حاصل تھے وہ محتاج بیان نہیں ہیں سلطنت اصفیہ کی ہر ایک تاریخ میں اون کا تذکرہ موجود ہے۔

تعلیم | سر سالار جنگ مغفور کی ابتدائی تعلیم کچھ نہیں ہوئی۔ ایام طفولت میں سرمایہ کی قلت اور بعض مشکلات ایسے تھے کہ کچھ آئندہ کی خیر متوقع نہ تھی۔ اس کی اصلی وجہ یہ تھی کہ نواب منیر الملک نے پچیس لاکھ کا قرضہ چوڑ کر انتقال فرمایا تھا اور گہر بالکل خالی تھا نواب منیر الملک کے انتقال کے بعد اون کے برادر نواب سراج الملک بزرگ خاندان قرار پائے۔ اور مدار المہامی بی او نہیں کو عطا ہوئی سراج الملک کو اولاد نہ تھی۔ سر سالار جنگ بہادر آپ ہی کی پرورش میں رہے۔ دس گیارہ سال کی عمر کے بعد سالار جنگ کی تعلیم کے طور

توجہ ہوئی فارسی۔ عربی کا علم ادب اور مہاشاپردازی۔ نیزہ بازی
شہسواری اور دیگر فنون ضروریہ کی تعلیم آپ کو دی گئی زمانہ
شباب میں آپ نے محض ذہانت کی وجہ سے کسی قدر زبان انگریزی
بھی حاصل کی۔

آغاز شباب اور خانگی انتظام | جس قدر حصہ جاگیر کا قرضہ کی کفالت سے
بچ رہا تھا اسکی مالگذاری کی نگرانی آپ کے جد ماجد نے آپ کے
سپر دفرمائی ۱۲۶۳ء بارہ سوتر شہ ہجری میں آپ کے عم بزرگوار نے
آپ کو ملک تلنگانہ کا تعلقدار مقرر کیا جو مشرڈاسٹن کے انتظام
اور نگرانی میں تھا۔ اس طرح پر آہنہ مہینہ مکت آپ نے تعلقداری
کی۔ اوس کے دوسرے سال حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ
بیادری نے نواب سراج الملک مرحوم کے تمام جائداد کفولہ واپس
عنایت فرمائی اور اوس کا انتظام نواب سالار جنگ کے سپرد
نواب مدوح نے نہایت عمدگی کے ساتھ جاگیرات کا بندوبست کیا
سرفرازی وزارت اعظم | جب راجہ چند ولعل نے استعفا دیا اور اس کے
عم بزرگوار نے دوبارہ وزارت سے سرفراز ہو کر مشلا بادہ ستوہر

میں رحلت کی تو اوس کے پانچویں دن دربار عام ہوا جس میں نواب سالار جنگ بہادر کو وزارت کا خلعت عطا ہوا اور راجہ نرندر چشکار مقرر کئے گئے۔

انتظام ریاست | دانشمند وزیر نے اپنی زمانہ وزارت میں سلطنت اصفیہ کے خدمات کا سرا انجام کس دل سوزی کے ساتھ دیا اور ان خدمات کا اثر ریاست کے حق میں کس قدر مفید ثابت ہوا اوس کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور نہ ایسے مختصر تذکرہ میں جامعیت کے ساتھ اونکا بیان ہو سکتا ہے۔ آپ کے خدا جلیلہ اور سوانح عمری کے بیان میں مستقل طور پر کتا بین شائع ہو چکی ہیں اور ابھی زمانہ میں ایسے افراد موجود ہیں جنہوں نے ان کے کارناموں کو بچشم خود دیکھا ہے۔ تاہم سالار جنگ مغفور کوئی ایسے شخص نہیں تھے جن کا تذکرہ اجالی ہی ان کے خدمات کے مختصر تذکرہ کے بغیر ختم ہو سکے۔ جس چیز نے سالار جنگ کو حیدر آباد کی وزارت پر ان کی زندگی تک مستقل اور نیک نام رکھا تھا وہ آپ کی راست بازی اور آپکا استقلال تھا۔ اپنے وعدہ کے ایفا میں آپ کا قدم کبھی ہٹا

آپ کے استقلال طبیعت نے امراء سلطنت خصوصاً جمہداران عرب کے دل پر اپنا قابو کر کہا تھا۔ آپ کے اوایل وزارت میں قرضہ ریاست کی مقدار بقدر تین کروڑ روپیہ بیان ہوئی ہے۔ جمہداران عرب کے ہاتھ میں سرکاری آمدنی کمفول تھی اور قریب قریب کل انتظامی معاملات ان کے قبضہ اقتدار میں ہو چکے تھے۔ اسی دانشمند وزیر کا دل و دماغ تھا جس نے بہت تھوڑے عرصہ میں منصفانہ طریقہ پر قرضوں کا تصفیہ کیا۔ اور دہیہمی روش کے ساتھ ملک کو کفالت کے پنجوں سے نجات دلوائی۔ سرکاری اختیارات کی وقعت سرکار ہی کے ہاتھ قائم رکھی۔ مالگزاری کی آمدنی کو آپ کے اعلیٰ اصول انتظام نے سہ ضاعف سے زیادہ کیا۔ دادرسی کا صیغہ آپ کی خاص توجہ اور انصاف سے قومی ہوا۔ عسکد اور باغیوں کی سرکوبی سے ممالک محرقہ میں امن کے آثار نظر آنے لگے۔ حفاظت جان و مال رعایا کے ذرائع مستحکم کئے گئے حفظان صحت میں شاہی خزانہ سے بیدریغ مدد دی گئی ضرورت پر کشادہ دلی اور فراغ حوصلگی سے کام لیا۔ غیرلابدی ابواب میں احتیاط کا کوئی دقیقہ اڑھانا نہ رکھا۔ چھوٹے سے چھوٹے کام پر بھی

آپ کی نگاہ تھی۔ اوسے سے اوسے درجہ کی رعایا کو یہی آپ کا بہرہ رسد تھا۔ باوجود اسکے کہ آپ کو اقتدار اعظم حاصل تھا۔ موقع کی مناسبت پر آپ محض بے اقتدار اور اپنی رعایا کے فرمان بردار نظر آتے تھے۔ بادشاہ کے مالک ریاست کی صغیر سنی کی وجہ آپ سپید و سیاہ کے مالک تھے لیکن ہر قدم پر حلقہ اطاعت میں اپنے مالک کے طرف دار بلکہ جان نثار ثابت ہوتے تھے۔ یہ تو وہ حالات ہیں جن کا بڑا حصہ مولف اور اوس کے معاصرین نے اپنے آنکھوں سے دیکھا ہے اوس سے پہلے کے نازک زمانہ میں اعلیٰ ذمہ داریوں میں کامیاب ہونا آپ کی حاصلہ تہا۔ شہداء کی غدر کی نازک حالت اور اوس کے بعد حضرت (مغرت مکان) کی رحلت کا کیسا خطرناک زمانہ تھا اوس کا دل و دماغ تھا جس نے مشکل سے مشکل وقت میں ریاست کو سنبھالا اور غلامانہ عقیدت کے ساتھ صغیر سن رئیس کو اپنی محافظت کی گودی میں پالا۔ آپ کی وزارت کا آغاز حضرت (غفران منزل) کے عہد میں ہوا اور آپ کی عمر کا انجام ہمارے والی ریاست حضور نور و ام القیام کے عین شباب میں تینوں رئیسوں نے آپ کی قدر و قیمت

میں کوئی درجہ اوٹھانہ رکھا باوجودیکہ درمیانی زمانہ شاہ و وزیر کے
شکر رنجی سے مشہور تھا مگر انصاف پسند اور قدر شناس پادشاہ
مغفور نے عملی طور پر کسی قسم کا نقصان اپنے جان نثار کو نہیں پہنچایا
حملہ | اوس چند روزہ زمانہ کے مشکلات کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی
ہو سکتا ہے۔ پہلی دفعہ کسی مفسد نے ایسے جان نثار وزیر پر مسئلہ بارہ سو
پچتر ہجری میں قرابین سرکی اور دوسری دفعہ شوال مسئلہ بارہ سو
چوہر اسی ہجری میں دو گویان بلا فصل آپ پر چلائی گئیں لیکن دونوں
حکومت میں خداوند کریم نے آپ کی جان بچائی۔ مولوی حبیب اللہ علی
المتخلص بہ ذکا دوم تعلقدار سرکار نظام نے دوسرے حملہ کی تاریخ
کیا خوب لکھی ہے

روزے کئے تو لے گئے روزی و رفا
جانے لگا وزیر دکن مجھیں فدا
نما کا ہی تھا کہ اڑے ہوئی رحمت خدا
نکلی تو یہ صدا کہ خدا یا تری پناہ
تاریخ ہی نکلتی ہے البتہ حسب خواہ

دُہری خوشی مناتی ہے عید میام کی
دربار خسروی میں جو بہر اداے نذر
قصہ ہلاک کر کے کسی بد معاش نے
چو کا نشانہ چوکی پہ یوں خود تیغ سے
اس حملہ دمائیہ کو گر کرین شہدا

ایک نیک نفسی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ حملہ ثانی کے مجرم کے لئے بارگاہ اقدس واسطے میں تخفیف سزا کی سفارش کی مگر جنگا نے اسکو قبول نہیں فرمایا۔ اور مجرم کی گردن ماری گئی۔ حملہ اول میں آپ کا سکوت مصلحت وقت پر مبنی تھا اسلئے کہ آپ کے ساتھ کرل ڈیوڈسن برٹش رزیڈنٹ ہی نشانہ بن چکے تھے۔ خدا ہی کا فضل تھا کہ دونوں کی جان بچی۔

اعزازات | انگریزی خطابات سے اسٹار آف انڈیا کا تمغہ جناب ملک مظہر نے حضوری دربار میں حضور پر نور کے ہاتھوں آپ کو پہنوا یا اور اسی کے ساتھ حضور پر نور ہی کے دست مبارک سے اسی قسم کا تمغہ صاحب رزیڈنٹ کو دلوا یا گیا۔ اٹلہ اٹارہ سواکھتر عیسوی میں ملک مظہر کے حکم سے صاحب رزیڈنٹ حیدر آباد نے ٹائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ آپ کو پہنایا۔

سیاحت | آپ نے بمبئی کا سفر متعدد مواقع پر فرمایا۔ کئی بار کلکتہ کی ہی سیر کی ہے اٹلہ بارہ سوترانوس ہجری کے دربار قیسری میں حضور پر نور کو لئے ہوئے جس آن بان کے ساتھ آپ نے دہلی کی سرزمین کو تشریف

بخشی اوس کا سچا فوٹو صفحات تاریخ پر موجود ہے۔ آپ نے ملک کے متعلق
دورے فرمائے۔ اور ایک دفعہ اپنے جوان دولت آقاؤں کی نعمت کو
یہی ملک کی سیر کرائی۔ آپ کا یورپ کا سفر جو ۱۹۳۲ء بارہ سوترا نوے پچھ
مین واقع ہوا۔ وہ دنیا کی تاریخ میں آپ کا اعلیٰ یادگار ہے۔ اطالیہ
شاہ اطالیہ نے آپ سے ملاقات کی اور نہایت اعزاز کے ساتھ وہاں
آپ کی آدابگت ہوئی۔ پہرائی گئے۔ شہنشاہ ہرٹ اول کی ملاقات کا
شرف آپ کو حاصل ہوا۔ پیرس کی سیر کی جہان اتفاقی طور پر اپنی
ران کی ہڈی توٹ گئی اور ماہ می میں فاکسٹون پہنچے مارکوس آف
توڈ بل نے آپ کا استقبال کیا۔ میراف فاکسٹون نے خیر مقدم کا اظہار
کے۔ انگلینڈ میں آپ کا استقبال ہرورجہ میں نہایت گرمجوشی کے ساتھ
کیا گیا۔ حضور پرنس آف ویلز نے پرتگال دعوت کی۔ ملکہ مکرملہ نے
نہایت محبت کے ساتھ ونسرمین آپکو شرف ملاقات کا اعزاز بخشا
ڈنر میں آپکو اپنے ساتھ شریک رکھا۔ محل بکنگھم میں اپنے ہمراہیوں
سلطنت کے بال میں شریک ہوئے۔ مارکوس آف سالسبری اور
مارس آف سالسبری نے آپ کی دعوت کی۔ پرنس آف ویلز اور دیگر

اعلایا راکین سلطنت کی دعوت اوسی مقام پر اپنے ہی کی۔ کورٹ آف
کامن کونسل کے خاص جلسہ نے لارڈ میر کی صدر نشینی سے ایک طلائی صندوق
میں شہر لندن کا آزاد نامہ آپ کو نذر دیا۔ اکسفرڈ یونیورسٹی سے دی
سی۔ ایل کا اعزاز سی خطاب آپ کو ملا۔ ہر ایک موقع اور ہر ایک پیچ
اور ہر ایک پیچ کے جواب میں آپ نے اپنے ولی نعمت حضور پر نور
دام اقبالہم کا اعزاز قائم رکھا۔ اپنی چاکری کا اعتراف کیا نمک خواری
کا ثبوت دیا۔ وفاداری کو مستحکم کیا۔ بارہ سواٹھانوے ہجری میں
نواب سروکار الامراء مغفور اول کو ریخت کی رحلت کے بعد آپ
بنفس نفیس ریاست حیدر آباد کے تہا ریخت قرار پائے اور اپنی زندگی کے
آخر دن تک اپنے مالک اور اپنے ولینعمت کی اطاعت۔ فرمانبرداری
جان نشاری میں نہایت ثابت قدم رہے۔ آپ کی خدمات ناٹیشین
آپنے کسی کسی کام میں عجلت نہیں فرمائی۔ ریل کی تیز رفتار یہی آپ کو
خوش گوار نہ تھی۔ آپ کی علمی اور عملی پالیسی میں متولد اور محقق دونوں کے
خیال جمع تھے سخت قوانین سے آپ کو متفر تھا۔ تو اثر انقلاب آپ کو
پسند نہ تھا۔ تالیف قلوب اور مصالحت کل آپ کا مسلک تھا آپ

نوبت آٹھ عشریہ کے مضبوط پابند تھے لیکن تعصب سے بری۔ انصاف کا حق ادا کرتے تھے۔ حفظ مراتب کا خیال رکھتے تھے۔ عزت مندوں کی عزت کے محافظ۔ اور لیاقت مندوں کے قدردان تھے۔ رعایا کے ساتھ آپ کے دلی محبت تھی۔ سخن سنج نہ تھے۔ مگر اعلیٰ درجہ کے سخن فہم ضرور تھے۔ الحاصل ایک مختصر نگار کی طاقت نہیں کہ آپ کے صفات حسنہ اور اعمال صالحہ کو اختصار کے ساتھ ہی بیان کر سکے جس کے لئے ایک خاص تصنیف کی ضرورت ہے۔ آنر بل نواب عماد الملک بہادر نے مرقع عبرت کے نام سے ایک مختصر سوانح عمری آپ کی یادگار میں لکھی ہے جو مشتمل بنود ازخروار کا حکم رکھتی ہے۔

وفات | افسوس ہزار افسوس ایسے برگزیدہ خلق کو بھی قضا کے پنجہ سے نجات نہ ملی۔ ۲۹ ربیع الاول سن ۱۱۸۰ ھ میں شام کو ہیضہ و بانی آپ نے نہایت خاموشی اور ثابت قدمی کے ساتھ رحلت فرمائی آپ کی سانحہ مفارقت نے حیدرآباد کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا حضور پرنور کو آپ کی رحلت کا سخت صدمہ ہوا۔ رعایا کی پریشانی اور رنج کا بیان مولف تاریخ کے امکان سے باہر ہے۔ میر مومن اولیاء کے دائرہ میں اندر لکھا

آپ کا مدفن ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے غیر معمولی گزٹ میں سیا
جد ولی پور کے ساتھ اس واقعہ جان کاہ کو بدین صراحت الفاظ مشہور کیا
گورنر جنرل ان کو نسل بعد حسرت و افسوس۔ نواب مختار الملک شاہ

جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ نائب ریاست وزیر حیدر آباد دکن کے انتقال کو جو

۸ ماہ حال کو ہوا مشہور کرتے ہیں۔ اس واقعہ پر اہم سے سرکار انگریزی کا ایک

نہایت تجربہ کار اور مہذب دوست جاتا رہا۔ سرکار نظام کا ایک بڑا

عقیل اور خیر خواہ ملازم اور اہل ہند کا ایک بڑا نامی معاون و حامی

نہیں تھا۔ نابود ہو گیا۔ جب گورنمنٹ آف انڈیا کے تعزیتی الفاظ گورنمنٹ

گزٹ میں اس شان کے ساتھ رہے ہیں تو اور تعزیتی تارون اور مرسلات

کا کیا شمار۔ نواب گورنر جنرل ہند نے اپنے اور لکھ مغلہ کے جانب سے مرحوم

کے صاحبزادوں کے نام تاس کے ذریعہ سے جدا ہمدردی ظاہر کی سب کچھ ہوا

مگر سلطنت آصفیہ کے اس نقصان کی کوئی تلافی نہیں ہوئی جو اس شان

وزیر کی رحلت سے ہوا۔

اولاد آپ کے دونوں صاحبزادوں (۱) نواب میر لائق علی خان بہادر

ادام اللہ اقبالہم نے ایک مخصوص دربار میں پر سہ کا اعزاز عطا او
 ہمد دی کا حق ادا فرمایا۔ مرحوم کے خاندان کی سرپرستی میں کوئی درجہ
 نہیں اوٹھا رکھا۔ بڑے صاحبزادے نے نامور باپ کی خدمت اور خطا
 سے سرفرازی حاصل کی۔ چھوٹے صاحبزادے معین المہام مال گزاری
 اور خطابات اجدادی سے ممتاز ہوئے۔ مرحوم کے قیس لاکھہ کے قرضہ
 کو ریاست کے خزانہ شاہی نے ادا کیا۔ فی زمانہ نواب یوسف علیا
 سالار جنگ بہادر اسی گہر کے چراغ ہیں خداوند کریم اودن کی عمر میں کت
 دے اور اپنے آقائے نعمت کی وفاداری اور جان شاری میں ثابت قدم
 رکھ کر مراتب اعلیٰ پر پہنچا دے۔ مختار الملک کی وفات کی تاریخ مولف
 تاریخ کی فکر کا نتیجہ ہے۔

مرثیہ تاریخی طبعزاد مولف تاریخ

انکہ در ملک دکن بینی ز عیش آب رنگ
 نیز برج امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ
 ماہر ہر کار عالی فہم نقاد و زرنگ
 انکہ از حسن عمل آورد دہار بچنگ

آسمان رفعت وزیر نامور مفتاح ملک
 گوہر درج شرافت جوہر کان کمال
 حامی خلق خدا شیرازہ بند ملک
 خوش زبان شیرین عذب لسان بکمال

حکمت آباد و کن امہ زوشن نور داد حیف از چرخ جا کا راہ از جو رسپہر آن قدح لبکست آن ساقی مانند اندر شد دو تاد و ماتش پشت فلک مانند بستان کن سر خست چو رخت شہید تافان و نالہ بر خیز و زولہ متصل ملک بند از حلقش تنہا نباشد ناکش ای و لابس کن اشک آہ و فریاد و فغان در قضا حضرت باری نباید دخل داد ثبت کن سال و فاش بر سر لوح مراد	داد او بیدار را برداشت چون آئینہ نگ کا فتابی را نہفت از چشم عالم بے درنگ آسمان زد شیشہ عمر غزش را پنگ زین سبب بار و مصائب ہمہ باران خد بسکہ بارید است چشم خلق اشک لارنگ اندرون سینہ مار و نفس گرد بدنگ در غزا داریست و موشا ہمچین و فر صبر کن ز بہار با تقدیر یزدانی مجنگ کا ند رین رہ بگری اندیشہ را با پانگ فایز دار البقا گردید سر سالار جنگ
---	---

و لہ

نقار ملک داد گر کشور دکن تازیست کرد و ہمسر خود در جہان شہت آئینہ کرد ملک دکن را بنور عدل در روزگار ہر کہ جابو و پیشہ اش	حکمت سر اے کوں مکان از قضا گزاشت ہر کہ کہ مرو نام نکو در قضا گزاشت خود از جہان گزشت بروش جلا گزاشت از ہمتش سچہ جور و جفا گزاشت
---	--

واحسرتا کہ بروی دہر کس نماند واحسرتا کہ فرد فرید از زمانہ رفت واحسرتا کہ ہچو گلے را خزان ببرد رحمت بر وح پاک زیر یکہ ہچو زیت افسردہ خاطر مستہ انتقال گفت	دور زمانہ ہچو کے راجہ و اگر داشت رفت آچنان کہ عقل و دل خلق جاگزا برد آچنان کہ طاقت مبشر لاگزا احسان نمود و مزد عمل برخدا گزاشت سالار جنگ وائے جهان فنا گزا
--	--

ولہ

راہی دارالجنان گرد پذیرین زیر خرا سال او گوید و لائے درد مند جان ر	صاحب ہمت وزیر باختر سالار جنگ سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ
۹۲ ۱۲ ۱۸	۲۹ ۱۹ ۱۳

ردیف ٹ

(۲۱) نواب ٹیپو سلطان نایلی - ابن نواب حیدر علی خان
ملک لقب فرمان رواے میسور اعلیٰ مشاہیر قوم سے گزرے ہیں جن کی
منزلت اور مرتبت سے زمانہ واقف ہے اور جن کی شجاعت اور نام و
کے کارناموں سے فارسی - اردو اور انگریزی زبان کی تاریخیں بہری
پڑی ہیں۔ آپ کے والد ماجد نواب حیدر علی خان نایک کا سلسلہ شیخ

دلی محمد قریشی سے ملتا ہے جو محمود عادل شاہ بجاپوری کے زمانہ حکومت میں دہلی سے گلبرگہ آئے اور مشایخ کہلاتے تھے۔ صاحبان تاریخ نے شیخ دلی محمد کو صرف قوم قریش سے منسوب کیا ہے۔ نایلی کا لفظ اون کے نام کے ساتھ نہیں لکھا ہے۔ شیخ دلی محمد قریشی کے ساتھ فرزند اور ایک صاحبزادی تھیں۔ بجاپور کی لڑائی میں ساتون فرزندوں کو شہادت کا درجہ ملا جس کے بعد باقی ماندہ صاحبزادی نے اپنے بھائیوں کے غم میں ترک وطن کیا اور اپنے شوہر کے ساتھ کولاپور تشریف لائیں ان کے بطن سے چار صاحبزادے پیدا ہوئے جن میں سے ایک محمد فتح تھے جن کو ابتداءً نواب سعادت اللہ خان نایلی ناظم ارکاٹ نے سوپیادون اور پچاس سوار کا جمعدار بنایا۔ اور پہر رفتہ رفتہ ۶ سو پیدل دوسو سوار کے افسر ہو گئے۔ نواب مدوح کی وفات کے بعد آپ نے راجائے میو کی ملازمت اختیار کی۔ اور پہر موجودہ صحبت سے ناراض ہو کر قطع تعلق کیا اور نواب درگاہ قلیخان حاکم صوبہ ہرا کے پاس چار سو پیادہ اور سو سوار کے افسر مقرر ہو کر بالا پور کے قلعہ دار قرار پائے اس عرض میں آپ کا عقد بدر الزمان خان نایلی کی صاحبزادی سے ہوا جن کے بطن

سے حیدر علی پیدا ہوئے جن کے خلف الرشید ٹیپو سلطان والی میسورین
 بدر الزمان خان نایلی کا احوال اسی کتاب کے ردیف ب میں جدا گانہ
 لکھا گیا ہے متعدد اہل تاریخ نے جن میں بعض یورپین مورخین بھی
 شامل ہیں۔ اس پر اتفاق کیا ہے کہ ٹیپو سلطان کی حقیقی دادی قوم لوط
 سے تھیں۔ ٹیپو سلطان کو اکثر انگریزی مورخین نے ٹیگر آف میسور (میو
 کاشیر) سے ملقب کیا ہے۔ اور اون کی جوان مردی اور شجاعت کا
 لوہا مانا ہے۔ وی۔ ایس۔ وی۔ ایآر مصنف ٹٹ آف میسور ہسٹری
 کرنل بارک ولکس مصنف ہسٹری آف میسور۔ رورن۔ جی۔ یو۔ پوپ
 مصنف سوانح میسور۔ میر حسین علی کرمانی مصنف نشان حیدری
 اور بہت سے مصنفین نے اپنی معزز تصانیف کو اس خاندان کے
 احوال سے عموماً اور ٹیپو سلطان کے کارناموں سے خصوصاً اعزاز
 بخشا ہے۔ جس نام آور کے حالات میں متعدد اور مبسوط کتابیں مخصوص
 ہیں اور اس کے سوانح عمری کے انتخاب کے لئے یہی ایک مستقل کتاب کی
 ضرورت ہوگی۔ بناءً علیہ مولف نے اپنی مختصر سی تالیف کے اس حصے
 صرف چند مختصر ترین حالات پر ختم کیا ہے جس کا عنوان میر حسین علی کرمانی

چار اشعار سے زینت پایا ہے۔

بہ بزم شادمانی شاد بودہ	ز فکر این دان آزاد بودہ
چو شیشہ صاف دل و خرم شستہ	ز نقش فکر لوح سینہ شستہ
کشیدہ پایے در دمانِ حیات	درون سربردہ در جیبِ غایت
ہمہ سبب عیش و کامرانی	ہمیا بود شاہی و جوانی

اہل تاریخ نے باتفاق لکھا ہے کہ اواز علوم متعددہ بہرہ ور بود و فطرتاً

درست سلیقہ و دانشور۔ در پرورش و تربیت اہل اسلام جہدِ بلیغ می نمود

و از اقوام غیر دایما متغیر می بود۔ تلاوت کلام مجید را ہموارہ عادت

داشت۔ و در صلاح و فلاح رعایا بہمت می گماشت۔ ہمیشہ آپ کی

زبان پر یہ مصرع را کرتا تھا کہ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنا مش خوانند۔

بعض اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے زمانہ کا طلائی سکہ دو قسم کا

تھا (۱) صدیقی ہون (۲) فاروقی ہون۔ ہر ایک کی قیمت سولہ روپہ

کھدار کے مساوی تھی۔ تقریباً سکہ امامی روپیہ سے نامزد اور قیمت میں

دو روپیہ کھدار کے برابر تھا۔ اٹھ اتنی کو باقری سے موسوم کر رکھا تھا

اور چو اتنی کا نام جھری تھا۔ کاظمی سکہ سے دو اتنی مراد تھی۔ ایک ظلم کو

راحتی کہتے تھے اور ایک آنہ آہ سے مشہور تھا۔ ہتیار کی ایجاد میں کئی دماغی قوتیں ممتاز تھیں۔ نئی نئی صفات کی توپیں مختلف قسم کی بندیوں آپ کی خانہ ساز عجیب قسم کی چھریاں بنائی گئیں تھیں جو گہری کاہلی میں دیتی ہیں۔ صفدری خنجر اور حیدری سپر کی کاری گری سب سے سواہتی جس پر گولی کی زد بیکار تھی۔ آپ نہایت راسخ الاعتقاد اور متشعبہ مذہب شافعی کے پیرو تھے۔ مصنف نشان حیدری نے لکھا ہے کہ آپ کا حصہ زیادہ درگزر اور اپنی دشمن نوازی نے مہات سلطنت کو نقصان پہونچایا یہی ایک صفت تھی جس نے سلطنت کی عمارت کو ڈوبا یا۔ بتاریخ ۲۹ء دلیقعدہ سلسلہ بارہ سو تیرہ ہجری انگریزی فوج کے مقابلہ میں آپ نے جوان مردانہ شہادت کا رتبہ حاصل کیا

گدام دو خدا اقبال سر بچرخ کشید	کہ سر سر اجلس عاقبت رنج کند
کراہنا و فلک تلج سروری بر سر	کہ بند حادثہ بدست و پائے او فلند

روایت ج

(۲۲) شاہ جعفر نایطی۔ لوہری لقب قدس سرہ نزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ جو حضرت (مغفرت مآب) نواب آصف جاہ اول

کے معاصرین سے تھے آپ کو حضرت مولانا نظام الدین اولیا اور زنگباری
قدس سرہ سے ہمیشہ زادگی کی نسبت اور سجادگی کا افتخار حاصل تھا ایک
عرصہ تک آپ بلدہ اور نگ آباد میں اقامت گزین رہے اور پھر حضرت
مغفرت مآب کے التماس پر حیدر آباد تشریف لائے آپ کے وصال
بعد آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ ابوالحسن لوکھری آپ کے جانشین
قرار پائے جن کی تعمیر کی ہوئی مسجد الی الان شاہ بودے صاحب قدس
سرہ کے کٹر کی سے متصل بیرون شہر موجود ہے آپ کے وفات کے بعد
شاہ صوفی لوکھری قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے ان تینوں بزرگوں کے
کسب و کمال اور فضایل کا احوال بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے۔ شاہ
صوفی قدس سرہ کے حقیقی پوتے شاہ حسینی پادشاہ لوکھری حیدر آباد
میں جی القا میں ہیں۔ آپ کا سن شریف ۸۵ برس سے زائد ہے۔ ان تینوں
بزرگوں کا مزار مقدس مسجد متذکرہ عنوان کے احاطہ میں موجود ہے جس کا
ایک حصہ شاہ صوفی کے تکیہ سے مشہور ہے۔

(۲۳) نواب جعفر حسین خان نالیطی۔ لوکھری لقب الخاں
بہ ارادت جنگ مغفور امراے حیدر آباد سے گزرے ہیں۔ آپ کے

والد ماجد نواب سالار الملک حسین دوست خان نایلی کا احوال جدا
گناہ لکھا گیا ہے۔ مولف کو آپ کی زندگی میں آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل
تھا۔ آپ نہایت ذی علم اور دین دار شخص تھے۔ حرمین شریفین زاد ہوا
شرفاً و تعظیماً کی زیارت متبرکہ سے کئی بار سعادت اندوز ہو چکے ہیں
حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر والی ریاست حیدرآباد
کے عہد میں منت ہمدین بلحاظ آپ کے خاندانی امارت کے خانی بہادری
کے ساتھ ارادت جنگ کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آبائی معاش
جاگیری سے ہی سرفرازی پائی۔ آپ کے صاحبزادوں سے نواب
حاجی محمد اسلم خان اور نواب مولوی احمد حسین خان بہادر حیدرآباد میں
معرزین قوم سے سمجھے جاتے ہیں اور جاگیر داری کے اعزاز سے ممتاز
ہیں۔ اول الذکر نواب سے مولف تاریخ کو ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

ردیف

(۲۴) نواب قط علی خان نایلی۔ دلوائی لقب۔ الخطاب بہ نواب
انتخاب جنگ بہادر بن ناصر علی خان نایلی۔ بن شاہ محمد حسن قدس سرہ
بن حافظ حبیب الدین بن حافظ محمد درویش حیدرآباد کے نامی امرا ہیں

آپ کا نبی سلسلہ حاجی عبدالقادر معتبر خان تک پہنچتا ہے جو ملا احمد نایتہ وزیر اعظم بیجا پور کے بہانجے اور داماد تھے جن کا تذکرہ صاحب مائثر الامرا نے ضمناً فرمایا ہے۔ آپ کے اجداد درجہ اعلیٰ سے خلیل عرب پہلے شخص تھے جو بصرہ سے کوکن آئے۔ شاہ محمد حسن قدس سرہ کا احوال جن کے فضائل اور بزرگیان انظر من الشمس تین جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کا فرار مسلمان نام پلیمین واقع ہے جہاں آپ کا خاندانی مدفن ہے بدینوجہ کیا ہے جدا مجد کے ساتھ رئیس وقت (حضرت مغفرت منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نور ابد مرقدہ) کو عقیدت خاص تھی۔ حضرت مدوح نے آپ کے والد ماجد ناصر علی خان اور آپ کے عم محترم احمد علیخان نایللی کو مرشد و بلند اقبال (نواب فضل الدولہ بہادر) کی اتالیقی کے لئے منتخب فرمایا جب نواب مدوح سریر آراء سلطنت ہوئے تو احمد علیخان کو خانی او اور بہادری کے ساتھ صولت جنگ کا خطاب عطا ہوا دونوں بہائیوں کو خدمات خاص کے ساتھ ماہوارات جلیلہ اور جاگیریں معاش سے سرفرازی بخشی۔ ناصر علی خان نایللی کے یادگار (۱) عابد علیخان بہادر (۲) حافظ علی خان بہادر ہیں جن کو والی ریاست اعلیٰ حضرت

حضور پر نور ادام اللہ قبائلہ کی کم سنئی کے زمانہ میں تالیقی کا اعزاز مل چکا ہے۔ اور حضرت ہی کے مراحم خسروانہ سے دونوں بیانی خطابات سے ممتاز ہیں۔ ان اعزازات کے سوا علاقہ صرف خاص کے خدمات آبائی اور معاش جاگیری سے دونوں بیانی سرفراز ہیں۔ نواب حافظ علی خان انتخاب جنگ کو اون خدمات کے علاوہ مددگاری معتمدی صرف خاص کا عہدہ بھی تفویض ہے جسکی تنخواہ جدا ملتی ہے۔ آپ کو علوم عربیہ کے سوا زبان فارسی اور انگریزی میں کامل مہارت حاصل ہے۔ فنون سپاہ گری سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ گھوڑے کی سواری اور نیزہ بازی کے اچھے ماہر ہیں۔ اسی فن خاص کی بدولت اپنے اقاے نعمت کی بارگاہ میں مورد تحسین اور عطایاے خاص سے کامیاب ہو چکے ہیں۔ سبک خدمات میں آپ کا قدم ہمیشہ آگے رہتا ہے۔ غربائے قوم کے ہمدردی آپ کی اعلیٰ صفت ہے۔ عرصہ تک آپ مینوسپل بورڈ کے ممبر رہے اور ایک خاص مدت کے لئے وائز پریسیڈنٹ کے خدمات کو سرانجام دیا۔ نہایت روش خیالی اور خاص دلچسپی کے ساتھ اپنے فرائض خدمات کو ادا کرتے ہیں۔ آپ کے اخلاق اور فروتنی کی صفت

قابل تعریف ہے مصنفین میں آف دی نظم اس دو مینین (تاریخ قلم و نظام) اور تو زک محبوبیہ نے اپنی قیمتی تصانیف میں ایک تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کے گہر کے چراغ درویش علی خان اور محمود علی خان دو ہونہار صاحبزادے ہیں اور آپ کے جد امجد حافظ حبیب اللہ مفتوح کی اعلیٰ یادگار تین تصانیف ذیل (۱) آئینہ توجیہ فی شرح تنبیہ۔ (فقہ شافعی) (۲) رحمتہ الامہ فی اختلاف الامم (۳) شہاب ثاقب در رد و ہدویہ۔ آپ کے صاحبزادوں کو مرشد زادہ بلند اقبال کی مصابحت کا اعزاز حاصل ہے۔

(۲۵) حبیب اللہ ناطلی المتخلص بہ ذکا بن حافظ محمد میران نایلی بن حافظ محمد علی نایلی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا اصلی وطن بجا پور ہے آپ کے جد اعلیٰ نواب اودگیر کے طلب پر کرناٹک تشریف لائے اور بالآخر صوبہ مدراس کے ضلع تلورین سکونت پذیر ہوئے۔ مولوی رحمتہ اللہ رسا مدراس المہام ریاست ونیکٹ گری آپ کے حقیقی بہائی تھے۔ آپ ۱۲۲۷ھ بارہ سو چوالیس ہجری میں متولد ہوئے اوایل شباب میں عربی اور فارسی کے علم ادب سے فرغت حاصل کی ابتدا ہی سے فن سخن کے ساتھ آپ کو خاص دلچسپی تھی دربار والا جاہی

کے مشاعرہ اعظم میں شریک رہے۔ امیر الہند والا جاہ نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم میں اپنی قابلیت اور روشن فراخی کا تذکرہ فرمایا ہے **رحمۃ اللہ علیہ** بارہ سو بہتر ہجری میں آپ حیدر آباد تشریف لائے۔ قدردان علم و ہنر وزیر باخبر نواب میر سالار جنگ بہادر نے آپ کو دفتر صدر محاسبی کا میر منشی مقرر فرمایا اور پھر چاگیر کیل کا عہدار۔ اور آخر الامر سرکار دیوانی کا دوم تعلقدار۔ زمانہ ملازمت میں ہی آپ کی مشق سخن جاری تھی۔ شعرائے معاصر آپ کی صلاح فراخی کے مدح کرتے۔ حافظ میر شمس الدین فیض۔ اور مرزا اسد اللہ خان غالب کو اپنے شاگرد رشید کی ذکاوت پر فخر تھا۔ آپ کی قابلیت اور سخن سنجی کا یادگار خاش و خاش کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس پر بجا دہلوی نے تقریظ لکھی ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کے بلند کا افتخار حاصل ہے **رحمۃ اللہ علیہ** بارہ سو بیانوے ہجری میں آپ نے بمقام حیدر آباد رحلت فرمائی۔ آپ کے دو فرزندوں سے مولوی محمد میران فرد منتخب ہیں اور سہا تخلص فرماتے ہیں مصنف تزک محبوبیہ نے بھی آپ کا تذکرہ فرمایا، ذکائے مغفور کے فارسی کلام کی چند غزلیں یہ ناظرین کیجاتی ہیں۔

وہو ہذا			
دل برد کہ برد دلستان برد	دل بود ازان او ازان برد	بجران تو طاقت و توان برد	منسریا دکہ مایہ فغان برد
دست تو ز ہر کہ خواست جان	از دست تو جان نمی توان برد	مصر و دل و دین کہ جمع کردیم	عشقت آمد یگان یگان برد
دل در خور نقد بوسہ اش بود	صد حیف کہ این نداد و آن برد	اے عربہ جو قسم بنامت	نامت بہ قسم نمی توان برد
تارفت ذکا بہ پیش قاتل	تینغہ بہ ضرورت ارغوان برد		
ولہ			
صبح دے کہ سر کنم گریہ ز بے وفائیت	خلق باب در دہد و قرا شنائیت	خوبیعا و تم بیایا بفرست صبح را	ای کہ بہ بترم نکلند طول شب جدائیت
یا کہ دلش نہ داشت رحم یا کہ خودش شوق	انکہ بیاد دادہست شیوہ دلربائیت	آہ فلک گزار من کز تہ دل رسیدہ	گر زرسی باہ من آہ ز نار سائیت
بجر تو جان دین و دل مفت نہ دست میر	مفت کسی کہ این ہمہ داد بر وفائیت		
ولہ			

گوئی کہ من بقصد قتادون قتادہ ام جان سخت ترزنگ فلاخن قتادہ ام مشتی شرارہ ام کہ بدامن قتادہ ام باشیشہ گرچہ دست بگردن قتادہ ام در رقص اینطرب ز نشیمن قتادہ ام کز جلوہ ات بکوچہ و برزن قتادہ ام حرف خوشم بخاطر الکن قتادہ ام ہمچون گل شبینہ بہ گلخن قتادہ ام باین قتادنی کہ دکا من فسادہ ام		غم نیست گز دیدہ دشمن فسادہ ام نالان مرا ز گردش گردون ندید یاران سپاس خویش گرایش بکنید ساتی شکستہ حسرت می شیشہ دگر صیاد در کمین چو من بی پرستشست آوارہ ام گوے بل اوازہ ام بخوان مشکل کہ روزگار دہد عرضہ جوہرم آہ از گزشتہ وائے بجالے کہ بگذرد بر خاستن بہ حشر ہم آسان نبودہ است
نہ رائے اینکہ از آن در گزر توان کردن برگ خویش همان دیدہ تر توان کردن چسان بکوی تو خاکی بسر توان کردن تو آن بتی کہ نہ قہرت خدہ توان کردن دعائے عافیت نامہ بر توان کردن	ولہ	نہ پائے آنکہ بکویت سفر توان کردن بجلوہ تو اگر دیدہ بر توان کردن ز خون بگینہان تر شدہ بہت رنج زین خدا نکر دہ خدا اگر شوی چہ خواہی کرد کنون کہ نامہ فرستم بر جفا جوئے

اولہ		
اے ختم رسل ہر صفتے را تو سزائی ارواح مجر و کند از طوفِ پیاپے در بارگہ قدس کہ معیار کمال است مستانہ گرافلاک برقص است عجب نسبت یوسف ز پی کسب ہوا حبیب کشاید ہر چند کہ مارا ہندیدیم خود از چاہ آئی تو کہ در معرض اعجاز تو بہر سنگ آئی تو کہ در معرض حشر امم را از سستی طالع کہ بود سنگ رہن تو رحمت و نو مید ز رحمت نتوان بود یعنے ز سر مائدہ خویش ذکا را	ولہ	امانتوان گفت و گویم کہ خدائی در روضہ پاک تو نسیمی و صبائی از فرط شرف مورد لولاک لمائی زین کہ بود ذات تواس علت غائی خلق تو بہر جا کہ کند نامہ کشائی در چاہ نیفتیم کہ تو را ہمنائی چون لعل لب یار کند حرف سرائی خبر بہت تو کے بود امید رہائی گر نیست نصیب بدرت ناصیہ سائی از دور رسانم تو گلبانگ گدائی آن دہ کہ از آن بہنود زلہ ربائی
اولہ		
مرا تاب فغان بودے چہ بودے جدا از دامنش دستے کہ دارم	ولہ	تر اگوشتے بران بودے چہ بودے خدا یا گر بجان بودے چہ بودے

رگ جانے کہ در بخش من آمد ذکا سنگے کہ من بر سینہ دارم		گر آن موے میان بودے چه بود اگر زان آستان بودے چه بود
	وله	
وقت قتل من ز منع غیر رنجیدن شد خاک شد گر چون منے گوشه زکات راجه غرض سح و تاب دل انست کشاد و نجاب گر دشت را کس نسجد با خرام نازاد آن هوا خواه بهارستم که تابو دم بیاب بدگمان خویت یا دم رفت در ذوق صبا خسته بودم زین تغافل خسته تر کردی آن شنیدستی که در شب رپا دیوارت		جرم او جانم نبود آخر که بخشیدن شد دیدہ ام زین پیش دامانت که برچیدن شد نامہ کان سونیش فرستادیم حمیدن شد در ہلاکم اے فلک اینما یہ کوشیدن شد دشتم همچون سب دوستی که گلچیدن شد ور نہ برگرد سر دلالہ گردیدن شد خستگی را پیش غیر سباب پرسیدن شد داشت نالیدن بہنجارے کہ نشیندن شد
	وله	
باسیمبران ہر کہ سرے داشته باشد گر یار بسویم نظرے داشته باشد در ددل من چارہ نکیر دچہ تو ان کرد		حیف است کہ در کیسہ زرے داشته باشد در فکر جفاے دگرے داشته باشد گیرم شب ہجران سحرے داشته باشد

باجیہرم کی دوسری فصل ۲۸۸ مشاہیر قوم کا احوال

منمائے خدا یا من آنروز کہ جانان از درد دلے ناله و درد گرانیت انزور تو آ ہے کہ دکا کرد خطا کرد		در ماتم من چشم ترے داشته باشد ہمسایہ من در دوسرے داشته باشد آہست مبادا اثرے داشته باشد
	ولہ	
توان در گوشہ دل دید نیز نگ جانے را نمودم بر بخت غم و قفشت تنخوائے را چراغ ماہ ہم از بیم شام رنگ میبازد پیشمانم ز جرم خود کہ باد شناسش لودم		کہ دارد در گرہ این غنچہ صحن بوستانے را نیا ز برق عالم سوز کرد منیتانے را رفاقت کردنازم نالہ آتش فشانے را لبے کز ناز کی ما بر نتابد رنگ پانے را

(۲۶) حبیب اللہ نایلی - ابن محمد ملا نایلی مشاہیر قوم سے گزر رہے ہیں
آپ کو نواب احمد علیخان مغفور والی ریاست بیکن پل کے عہد مہمنت ہند
مصاحبت کا اعزاز حاصل تھا اور معاش لایقہ عطا ہوئی تھی۔ آپ کے
سلسلہ میں آپ کے کنو اسے غلام حسن نایلی اوسی مقام پر لکھتے تھے تا جہر
ہیں جن کے دو صاحبزادے (۱) محمد غوث (۲) محمد خواجہ منیر
سرکار نظام کی نمک خواری سے مغر زہین۔

(۲۷) مولانا حبیب اللہ بیجا پوری - نایلی بن مولانا

شیخ احمد بن مولوی خلیل الدین قاضی احمد قدس سرہم بزرگان قوم سے
 گزرے ہیں۔ حضرت امام المدرسین مولانا محمد حسین الشہید البیدری
 قدس سرہ کے جنکا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے آپ جد تھے۔ ابراہیم عادل شا
 کو آپ کی ذات بابرکات سے عقیدت خاص حاصل تھی۔ روضۃ الاولیاء
 بیجا پور میں آپ کی کشف و کرامات کا مفصل بیان ہے۔ مصنف گلستان
 نسب۔ اور مولف تباہی احمدی نے بھی برسبیل اجمال آپ کے فضائل
 کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حقایق دستگاہ مولانا محمد باقر آگاہ قدس سرہ اپنی
 تصنیف نفحة العنبر یہ میں بعض احوال مشاہیر قوم نایاب فرماتے ہیں کہ
 وقد انتشأ من هذا القوم غاریر العلماء و مشاہید
 العرفاء۔ كالعارف الربانی والواصل الحقانی
 ذی الابرار اذات الجلیلہ والمقامات النبیلہ
 والانفاس الیمنیہ والقبسات الایمنیہ الشیخ
 الاکمل الامجد مولانا حبیب اللہ بن مولانا الشیخ
 احمد نور اللہ روحہ واعاد الینا فوقہ کان جامعاً
 لعلوم الشریعة والطریقة وحقیقاً لموز المعرفۃ

والحقیقۃ لہ واقعات جمید و کرامات اثیلہ
و رسائل محررہ و مکاتیب مبتکرہ و قصاید
و حدیث و غزلیات بخدیرو نکات وجودیہ
و کلمات شہودیر بعضہا بالعربیہ بعضہا
بالفارسیہ و قد تشرف برویتہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الیقظۃ مراراً و خصہ صلی اللہ علیہ وسلم
باسعادہ سرا و جہاراً و قد قال محدثاً ہذہ الہنیۃ
فی قصیدتہ التائیہ ۛ اتانی رسول اللہ فی عین یقظۃ
و جالسئ مستقبل و ہو قبلۃ ۛ و عندی افراد السخا و
بخطہ ۛ و اطالع باب الطاء منها بخلوتی - الخ و اختصرنا
من کلامہ علی ہذا المقدار مناقبہ کثیرہ
شہیدۃ کما الشمس فی رابعۃ النہار و کان لہ
اصحاب اجلاء و تلامذۃ اولیاء -

(ترجمہ) اور بے شک اس قوم سے علماء و محقق اور اولیاء و مشاہیر پیدا ہوئے
جیسے کہ عارف ربانی - واصل حقانی - صاحب واردات جلیلہ و مثلاً

بقیدہ و انقاس متبرکہ و قبسات انبیہ شیخ اکمل و امجد مولانا حبیب اللہ ابن
 مولانا شیخ احمد منور کرے اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو اور بھیجے ہمارے طرف
 آپ کے برکات کو۔ یہ بزرگ علوم شریعت اور طریقت کے جامع اور رموز
 معرفت و حقیقت کے عارف تھے۔ آپ کے حالات عمدہ ہیں اور آپ کی
 کرامتیں ثابت اور رسایل جانچے ہوئے اور مکاتیب نادرا اور قصاید مکتبا
 اور غزلیات بلند مرتبہ اور آپ کے نکات وجودیہ اور کلمات شہودیہ میں
 جن میں سے بعض عربی زبان میں ہیں۔ اور بعض فارسی میں۔ اور آپ نے
 بارہ بیداری میں دیدار مبارک سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 شرف حاصل کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخفی اور علانیہ
 اپنی نوازش سے آپ کو خصوصیت بخشی ہے جیسا کہ آپ نے اپنے ایک
 قصیدہ تائیہ میں اس تہنیت کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے (ترجمہ
 شعر) تشریف لائے رسول اللہ میری بیداری میں پڑا اور بٹھلایا مجھ کو
 اپنے سامنے اور آپ میرے قبلہ تھے پڑا اور میرے پاس اس وقت
 افراسخاوی (نام کتاب) مصنف کے قلم سے لکھی ہوئی موجود تھی
 اور میں اپنی تنہائی میں اس کتاب کے باب الطاء کو دیکھ رہا تھا

الخ۔ ہم نے آپ کے اسی قدر احوال پر اختصار کیا۔ آپ کے اوصاف بہت ہیں کہ جو مشہور ہیں مثل آفتاب کے جیسا کہ آفتاب رابع النہار میں آپ کے مصاحب جلیل القدر اور آپ کے شاگرد اولیاء تھے۔ انتہا آپ کا وصال تاریخ ۲۹ شعبان ۱۰۸۱ھ ایک ہزار اکتالیسویں میں بمقام سجاد پور واقع ہوا اور وہیں آپ کا مزار مبارک ہے۔

مولانا محمد نجیب قادری ناگوری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف کتاب الاعراس میں آپ کی رحلت کی تاریخ ۹ شعبان ۱۰۸۱ھ ایک ہزار اکتالیس شب و شبنبہ بیان فرمائی ہے۔ اور یہہ صراحت کی ہے کہ آپ قوم نواتیہ سے تھے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا صبغۃ اللہ قدس سرہ صاحب سجادہ قرار پائے جن کی بزرگیان اور فضایل پر سے کم نہ ہتین۔

(۲۸) حسین نایلی۔ الملقب بہ محشم ابن حسن نایلی مشاہیر تجار سے ہیں۔ بنگلور کے لکپتی تاجرین میں آپ کا شمار ہے۔ کپڑے کی تجارت میں آپ نے اپنی روشن خیالی اور فطرتی سلیقہ سے فروغ حاصل کیا آپ کی نیک نفسی اور خوش معاملگی کا شہرہ ملکوں تک پہنچا۔ مدرس

پریسڈنسی میں مولف نے تاجرن کے حلقہ میں آپ کی بڑی تعریف مٹی ہے
 (۳۹) حسین احمد نالیطی۔ لوہری لقب الخطاب بحسین احمد خان
 بہادر ابن محمد اسلم خان شایان مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ نہایت
 ذی علم اور خداترس امیر تھے دربار والا جاہی سے آپ کو وکالت
 حیدر آباد کا عہدہ تفویض تھا آپ کے فرزند ارجمند محمد زنده مغفور کی اولاد
 کو مدراس پریسڈنسی میں برٹش انڈیا کے سول ملازمت کا اعزاز حاصل ہے
 (۴۰) نواب حسین دوست خان نالیطی۔ لوہری لقب
 الخطاب بہ سالار الدولہ سالار الملک حسین دوست خان ارادت
 جنگ امرائے قوم اور مشاہیر حیدر آباد سے گزرے ہیں۔ آپ نہایت
 ذی علم اور تجربہ کار شخص تھے۔ یونانی طبابت سے آپ کو خاص دلچسپی
 مالگزار کی کے انتظام کا آپ کو بڑا سلیقہ تھا۔ حیدر آباد کے متعدد ضلع
 کا انتظام امانی کے طریقہ پر آپ نے فرمایا حضرت مغفرت منزل علیہ
 کے عہد مہمنت ہمدین آپ کا عروج ہوا ۱۲۲۱ھ میں بارگاہ خداوندی
 سے سالار الدولہ سالار الملک نواب حسین دوست خان ارادت
 جنگ کا خطاب آپ کو عطا اور منصب پنچہاری مع لوازمہ علم و نقاہ

کا اعزاز آپ کو عنایت ہوا ایک عرصہ تک فوج کی بخشی گری ہی آپ کے تفویض رہی جس کا صدر مقام ضلع نانڈیڑ کی چھاؤنی مکھن میں واقع تھا متعدد مقامات پر باغیوں کی سرکوبی میں آپ نے سعی و تبلیغ کی پھر انسدادِ اذیت کی مجلس میں شریک ہوئے۔ مصنف گلزارِ آصفی نے لکھا ہے کہ

سالار الملک امیرے بود راست کردار راستی پسند۔ رعایا پرور۔

آبادان کار کہ گاہے شکوہ بد عملی اش در سرکار نرسید۔ مالگزار دادرس

پاسداری سخن بان مرتبہ داشت کہ گویا نقش کالجہ۔ ہموارہ در فکر

عاقبت مصروف۔ صاحب سلوک۔ اقربا پرور بود در سہ یکہزارو

دو صد و پنجاہ ہجری بعالم باقی خرامید۔ بسیار اشخاص را کہ تنخواہ از سرکار

می یافتند افسوس گشت۔ مصنف تنزکِ محبوبیہ نے بھی ضمناً آپ کا مختصر

احوال لکھا ہے۔ آپ کے خاندان کے متعدد و یادگار اوقات حیدر آباد

میں موجود ہیں جو مراتبِ لایقہ اور اعزازاتِ جلیلہ سے سرفراز

جن کا تذکرہ اس کتاب میں ہوا ہے۔

(۳) نواب حسین دوست خان نایابی۔ المعروف

بہ چندا صاحبِ مشاہیر قوم سے گزرے ہیں جن کا ذکر خیر صوبہ کرنا

اور حیدر آباد کی متعدد تواریخ میں موجود ہے۔ نواب مصمصام الدولہ شہنواز خان مغفور نے اپنی تصنیف مائثر الامار میں بھی ضمناً اچھا احوال مختصر لکھا ہے اور صاحب تو زک والا جاہی نے کسی قدر صراحت فرمائی ہے۔ آپ اپنی قوم کے اعلیٰ طرف دار تھے اور ہمیشہ افراد قوم کے مدد و معاون رہتے تھے۔ متعدد لڑائیوں میں آپ نے جان بازی کی اور شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے۔ حسان الہند مولانا غلام آزاد بلگرامی نے تذکرہ سرو آزاد میں لکھا ہے کہ جب محمد علی خان پسر نور الدین کو پاموئے اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد قلعہ ترچنپلی کو مستحکم فرمایا تو اس وقت ریاست آرکاٹ چندا صاحب کے قبضہ اقتدار میں تھی چندا صاحب نے فرانسیسون کی مدد سے قلعہ ترچنپلی پر حملہ کیا۔ محمد علی خان مخاطب بہ انور الدین خان بہادر نے انگریزی فوج کے سردار ون کو نپا شریک حال کر لیاجب مقابلہ کی فوجت آئی تو انور الدین خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور چندا صاحب بتاریخ یکم شعبان ۱۱۵۷ھ گیارہ سو پچتر چھری اوسی مقابلہ میں مارے گئے آپ کے فرزندوں سے نواب زین الدین خان نایلی نے نام آوری کے ساتھ زندگی بسر کی جن کی مختصر بہ کاری اور

مردانگی کا احوال بعض احوال نواب سعادت اللہ خان نایلی مصنف

ماثر الامرائے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ زین الدین خان مردے غیور فرج

بود و باذل تخلص می کرد در جنگے بردانگی جان در باخت۔ از دست

در دمن شرمندہ فیض طلیان نیست نیست

(۳۲) مولوی حاجی حسین عطاء اللہ نایلی۔ ابن امام العلماء

قاضی الاسلام بدرالدولہ قاضی الملک۔ داورس خان مستعد جنگ بہا

علماء مشاہیر قوم سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالاحمد ہے۔ اور آپ کا عرف

حافظ صاحب۔ ۳۰ شعبان ۱۲۸۵ بارہ سو ساٹھ ہجری میں بمقام مدرس

آپ متولد ہوئے۔ علوم منطق و معانی ہیئت و ہندسہ اور فقہ میں فرد

کامل۔ اور علم ادب میں لاشافی ہیں۔ عرصہ دراز تک آپ سرکار نظام

کے معزز عہدوں پر کار فرما رہے۔ تکمیل مدت ملازمت کے بعد چھ سو

روپیہ وظیفہ حسن خدمت پاتے ہیں۔ فی زمانہ امیر اکبر نواب سر آغا

مغفور کے پاگاہ میں میر مجلسی کے عہدہ سے ممتاز ہیں۔ ہنایت حلیم لطیف

سلیم المزاج۔ خداترس۔ راست باز اور خلیق شخص ہیں۔ مولف تیاری

کو آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ خداوند کریم نے آپ کو دو

ہو نہاں فرزند عطا فرمائے ہیں (۱) مولوی محمد غوث (۲) محمد صبغتہ اللہ قوم نوایط کے اکثر خاندان اپنی تقریبات شادی میں عقد کا خطبہ تیمنا آپ ہی کے زبان مبارک سے پڑھواتے ہیں اور بلحاظ بزرگی و تقویٰ امارت قوم کے شایان خیال کئے جاتے ہیں۔

(۳۳) حسین علی نایطی۔ چودہری لقب المخاطب بہ محمود علیخان و المتخلص بہ افصح ابن حاجی محمود علیخان نایطی مشاہیر قوم سے گزر رہے ہیں دربار کرناٹک کے سربراہ اور وہ افراد میں آپکا شمار تھا حسین محمد خان چودہری لقب مدارالمہام والا جاہی کے آپ حقیقی بیٹے تھے۔ لکھنؤ ایک ہزار دوسو دس ہجری میں مولانا ابوالعباس عبدالعلی مدراسی کے حُسن توسط سے آپ کا تعلق دربار والا جاہی میں قائم ہوا۔ خطاب آبائی سے سرفرازی حاصل کی۔ مشاعرہ اعظم میں رسائی ہوئی نواب عمدۃ الامراء بیادری نے آپ کو افصح الشعراء کا خطاب عنایت فرمایا مصنف صبح وطن و تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جبکہ گلدستہ کرناٹک فرماتے ہیں کہ مزاجش بغایت شوخ و شنگ و نہایت ظرافت آمیز بود شعر را خیلے سادہ می گوید و سر تلاش ندارد۔ از

تماشا نیان بزم خیال و شمع افروزان حسن مقال است		
و ہوندا		
مخو خسار آن پریزا دم	مثل آئینہ حیرت ایجاد نم	
جان من عشق مر قفسہ دارد	مخو او گشتہ حیدر آباد دم	
ولہ		
دلا از پر تو بہر علی خورشید گردیم	بیک جام ولایش مرشد جمشید گردیم	
ولہ		
نیست سروے کہ لب جو پید است	نخل آہے ز گلستان من است	
(۳۴) حسین محمد خان نایابلی۔ چودہری لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہیں جن کو سرکار والا جاہی کے دربار سے تعلق تھا۔ آپ نہایت ذمی علم اور پرہیزگار تھے۔ ہمیشہ اخفا کے ساتھ غربا کی امداد فرمایا کرتے تھے سرکار والا جاہی کے مدارالمہامی کا عہدہ آپ کے تفویض تھا۔ نواب والا جاہ امیر الہند اعظم الامر مفتار الملک۔ سراج الدولہ محمد غوث خان بہادر۔ بہادر جنگ والی مدراس نے اپنی بی بیہا تصنیف تذکرہ گلزار اعظم میں ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے مصنف		

گلدستہ کرنا تک نے بھی اجمالاً آپ کا احوال لکھا ہے۔

(۳۵) مولوی حفیظ الدین نایلی۔ الملقب بہ کلان تر۔ ابن مولوی غلام دستگیر خان نایلی۔ سربرا آوردہ افراد قوم سے ہیں۔ آپ کا خاندانی سلسلہ ملایکی نایلی المناطیب بہ مخلص خان عالمگیری تک پہنچتا ہے جن کا تفصیلی احوال اس تاریخ میں لکھا گیا ہے۔ آپ کے والد ماجد نواب شمس الامرائے تیغ جنگ کے ہمراہی سے تعلق تھا۔ پاسگاہی امتیازی ملازم سمجھے جاتے تھے۔ مولوی حفیظ الدین کی ولادت ۱۲۸۵ء بارہ سو تتر ہجری میں بمقام بلدہ فرخندہ مینا وحیدر آباد واقع ہوئی۔ آپ نے تحصیل علوم دینی کے بعد سرکار نظام کے مدرسہ طبابت میں علم طب کو کامیابی ساتھ حاصل فرمایا جس سے آپ کی طبیعت کو خاص مناسبت ہے۔ اس وقت حیدر آباد میں آپ کا مطب مشہور ہے۔ نہایت توجہ کے ساتھ اپنے رفیقو علاج فرماتے ہیں۔ آپ کی ملازمت کا تعلق ابتداءً سررشتہ طبابت سے رہا پھر سررشتہ عدالت سے اور بالآخر سررشتہ مال نے آپ کو صیغہ کڑگری کا ڈپٹی کمشنر بنایا جہاں سات سو روپیہ ماہوار سے ممتاز ہیں۔ اور اپنی قابلیت اور اخلاق اور صفات حمیدہ کی وجہ سے فخر قوم سمجھے جاتے ہیں۔

آپ کے ہونہار صاحبزادے کا نام محمد معین الدین ہے۔

ردیف

(۳۶) سید خلیل الرحمن نایلی - عرف بُڈّے صاحب الخطاب

۔ نواب اہتمام جنگ بہادر بن سید محمد بن سید صالح بن سید رشید الدین

مغفور نسبہ حافظ حاجی محمد صادق علیخان نایلی مہاجر لقب (بخشی فوج آصفیہ)

ثالث نور اللہ مرقدہ مشاہیر قوم سے ہیں۔ آپ کو ایک عرصہ تک

علاقہ صرخاص شاہی کے کچون کی مہتممی کا عہدہ تفویض رہا۔ اور اب

خانہ نشین ہیں۔ مولف کو آپ کی ملاقات کاشرف حاصل ہے۔ بڑے

حلیم الطبع اور نیک بخت شخص ہیں۔ گوشہ نشینی میں بسر فرماتے ہیں۔

(۳۷) خواجہ عمر نایلی ابن نظام الدین نایلی مشاہیر قوم سے گزرے

ہیں۔ آپ کے پوتے خواجہ محبوب مغفور کوستان گوپال پٹیہ کے انتظامی ہفتا

مجموعی طور پر حاصل تھے مراتب عالیہ اور معاش جاگیری سے ممتاز ہو کر

مدت العمر نہایت آب و تاب کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپ کے فرزند

ارجمند محمد نظام الدین نایلی حیدر آباد میں حی القایم ہیں اور اپنے

آبائی جاگیرات مادہ و راویلی۔ نظام آباد سے سرفراز۔ آپ نہایت سخی

مزاج اور ذی سواد شخص اور نواب صولت جنگ بہادر کے داماد ہیں

روایت و

(۳۸) نواب دوست علیخان نایلی - نام آوران قوم سے

گزرے ہیں۔ آپ نواب سعادت اللہ خان عالی ارکاٹ کے ہمیشہ زاد تھے۔ جو اپنے ماموں کی رحلت کے بعد منہ حکومت پر جلوہ افروز ہوئے جب

مرہٹوں نے چڑھائی کی تو ان کے مقابلہ میں آپ کو شہادت کا مرتبہ ملا

صاحب ماثرا الامر نے ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ رورن جی یو پوچ

اور کرنل ولکس مصنفین میوٹھ مٹھری نے بھی اپنے تصانیف میں آپ کا احاطہ

لکھا ہے۔ آپ بڑے صاحب الرائے اور ذکی الطبع شخص تھے۔ آپ کے

فرزند صفدر علی خان نایلی کا ذکر بھی بعض تصانیف میں پایا گیا ہے۔

(۳۹) مولوی - رحمت اللہ نایلی - رسا تخلص برادر بزرگ

حبیب اللہ ڈکان بن حافظ محمد میران بن حافظ محمد علی نایلی مشاہیر قوم سے

گزرے ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا وطن بجا پور ہے آپ کے جد ماجد نواب

او دگیر کے طلب پر کرناٹک تشریف لائے۔ اور بالآخر صوبہ مدراس کے

ضلع بتور میں آپ نے سکونت اختیار کی۔ حضرت رسا کی پیدائش ۱۲۳۱ھ

بارہ سو سینتیس ہجری میں بمقام ملوڑ واقع ہوئی۔ مولوی محمد بذل علی بنگالی اور میر مہدی ثاقب سے آپ نے عبرتی و فارسی کی استعداد بہم پہنچی اور اشعر و سخن کا مذاق حاصل کیا۔ آپ کی فطرتی ذکاوت رسائی طبیعت۔ خوش انتظامی۔ روشن خیالی نے آپ کو ترقیات مدارج کے رتبہ پر پہنچا دیا۔ ابتداءً آپ نے برٹش انڈیا کے کورٹ میں نہایت آب و تاب کے ساتھ وکالت کی اوسی عرض مدت میں آپ کی تجارت کو فروغ ہوا پھر ریاست و نیٹ گیری کے مدارالہام منتخب ہوئے جہاں آپ کی حوصلہ مندی اور علمی اور عملی معلومات کی بدولت آپ کی شہرت ہوئی۔ مولف نے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ عجب معلومات کے شخص تھے۔ آپ کے بشرہ سے اقبال کے آثار نظر آتے تھے۔ آپ کے رعب و اب کا اثر معاصرین کے قلوب پر قائم تھا با این ہمہ منزلت نہایت خلیق اور منکسر المزاج تھے آخر عمر میں آپ نے خانہ نشینی اختیار کی اور اپنے اطلاق اور اراضی کے انتظام میں زمیندانہ طریقہ پر بسر فرمائی۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم و اشارات بنیش نے آپ کا احوال بر سبیل اجمال رقم فرمایا ہے۔ محمد ابو الحسن نایلی آپ کے لخت جگر ہیں اوسی مقام پر سکونت رکھتے ہیں۔

مرحوم کے طبع زاد کا انتخاب لاجواب ہے۔		
	وہ ہونا	
دل شکستہ می بخشد و جمعیت نوید اینجا دہد بوی گل وریحان اگر خارے و سید اینجا		ز گلزار امل نتوان بغیر از غنچہ جدید اینجا چو شتم خاک دریا و خط سبز و رخ گلگون
	ولہ	
بے پردگی من کشد از چہرہ نقابت روز طرم شب شدہ در عہد شبانت		از پردہ صبرم کشد ار طرز حجابت ز اندم کہ خط آمد نفرستاد مرا خط
	ولہ	
رگ جان تار ضد انیت کہ من میدانم این قضایر ادائیت کہ من می دانم		ساز دل وقت نوائیت کہ من می دانم زد سوی تربت من بعد فنا کاے چند
	ولہ	
سوفار و در زمانہ بہ پیکان برابر است افتادگی بہ تخت سلیمان برابر است		بجشالب سوال کہ رنجند منعمان گشتم غبار و برد صبتا بکوی او
	ولہ	
شکل خمیازہ نماید لب ساغر و چشم		بزم اگر جلوہ دہد بے رخ دلبر و چشم

بیکہ در غلوت او بارہی دار غیسر	بطون آراء نشود ہوش دیگر در چشم
بے نظیر بہت رسا در ہمہ افاق نظیر	نگہ از فیض نظر گشتہ منور در چشم
	ولہ
یقین شد ز آئین جاب این امر وجدانی	کہ ترک خوشتن باشد دلیل قربانی
(۴۰) رضا حسین نایب لطفی - جدی لقب المخلص بہ افسر ابن سعید حسین خان جدی جاگیران خطہ کرنامک سے گزرے ہیں۔ آپ سالہ بارہ اونیس ہجری میں بمقام بلدہ ویلور متولد ہوئے۔ عالم شباب میں مدراس آئے اور مولوی ارتضیٰ علی خان بہادر گوپاموی کے فیضانِ تلمذ سے سوا کافی بہم پہنچا کر مشاعرہ اعظم میں اپنے رسائی پائی۔ منشاء افسری۔ تحفۃ الانشا۔ دیوان افسر فارسی و ہندی بہ چار کتاب آپ کی اعلیٰ طبیعت کے یادگار ہیں۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم اعنی امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست مدراس نے لکھا ہے کہ تیزی طبع و حضوری مزاج بخدے داشت کہ در یک جلسہ غزلے بل قییدہ می نگاشت ناظم طببعش نہم انتظام بدین آئین بر سر فرمانرواے سخن می بند۔	
دلم آسودہ بزلت تو مزن شانہ دگر	خار در سینہ زندہ ہر سردندانہ مرا

بسکہ در شیشہ دل عشق تو افسون دارد		این پریشانہ بود کعبہ و بتخانہ مرا
	ولہ	
سبز رنگان صندل ز دسرم زان گشتہ اند		کز صداع ہجیرید اگر دہ ام سر ساما
	ولہ	
جہان با مال عشقش حُسن زافزون تماشا کن		بنازم دلبری اہر دم اعجاز مبسین دارد
	ولہ	
چو دیدم رنگ باے عالم افسر		دلے میخو اہم از ہستی ریبیدہ
(۴۱) قاضی۔ رضی الدین مرتضیٰ نایلی۔ ابن قاضی محمود کبیر علماء قوم سے گزرے ہیں۔ آپ عالم متبحر۔ فرد فرید تھے ابراہیم عادل شاہ کے عہد شاہی میں آپ نے تختہ الحقیر کے نام سے فن صنائع و بدائع میں ایک کتاب تصنیف کی جو مقبول بارگاہ سلطانی ہوئی۔ قصائد بندر گو وہ کی خدمت آپ کے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ کے نام منتقل ہوئی۔ فرمان شاہی مترشدہ۔ ۲۰ محرم ۹۹۳ھ نون سوترانوے ہجری کی نقل مولف کے نظر سے گزری ہے۔ مصنف تاریخ احمدی نے اپکا احوال بر سبیل اختصار لکھا ہے۔		

(۴۲) رفیع الدین خان نایلپی۔ تاتلی لقب ابن محمد ادریس مشہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ ابراہیم عرب تھے۔ جو افراد قوم کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور کوکن میں مقیم ہوئے۔ رفیع الدین خان کو نوابی صوبہ ارکاٹ کے زمانہ میں شاہی ملازمت سے تعلق تھا۔ اور اسی دربار سے خانی کا خطاب ملا۔ مدراس پریسیڈنسی کے ضلع تلور میں آپ سکونت پذیر رہے۔ آپ نہایت ذی وجاہت اور روشن خیال شخص تھے آپ کی اولاد سے مولوی محمد غازی الدین۔ غازی تخلص نے مقام مذکور پر نام آوری کے ساتھ اپنا زمانہ ختم کیا۔ یہ مولف کے حقیقی نانا تھے۔ رفیع الدین خان نایلپی کے دوسرے فرزند حاجی حسین نایلپی کے پوتوں میں (۱) محمد عبدالعزیز (۲) محمد حسین (۳) محمد عبدالغفار حیدر آباد میں سرکار نظام کے نمک خوار ہیں نمبر (۱) و (۲) کا سبب و شغل اور بڑے نیک بخت شخص ہیں نمبر (۳) اپنی فطرتی ذکاوت اور عملی معلومات کے لحاظ سے منتخب اور منتظم۔

(۴۳) رکن الدین حسن نایلپی۔ ابن محی الدین کوکنی تجارت مشہیر قوم سے ہیں۔ بمبئی پریسیڈنسی کے مستقر تعلقہ بھنگلہ پر آپ کی تجارت کا

دارالصدر ہے۔ اناج کی تجارت میں آپ کافروغ ملکوں پر مشہور ہے
تجار معاصر آپ کو لک پتی تاجر کہتے ہیں۔ آپ کی علمی قابلیت بہت کم ہے
لیکن اپنے فن کا علمی تجربہ بخوبی حاصل ہے۔ مولف نے آپ کے بعض
ہم وطنوں سے ملاقات کی جو بالاتفاق آپ کی خوش معاملگی اور نیکی
کے مداح پائے گئے۔

رویف ز

(۴۴) حکیم شاہ زین العابدین نایطی مایل لقب وازع
تخلص ابن غلام محمد خان مایل المخاطب بہ رضا حسین خان مشہور
ابطہ قوم سے گزر رہے ہیں۔ آپ کے اجداد کا وطن دہلی تھا۔ نواسجہ الیہ
خان نایطی صوبہ دار کرناٹک کے زمانہ میں وطن سے ترک تعلق کر کے
ارکٹ تشریف لائے اور بلدہ محمد پور میں اقامت اختیار کی تو
مدوح کی وفات کے بعد اوایل شباب میں مدراس کی اقامت پسند
فرمائی اور علماء وقت کے فیضان صحبت سے بہرہ اندوز ہوئے۔
آپ نہایت ذی استعداد و خصوصاً علم حدیث میں مستند مانے جاتے
تھے۔ جفر تکسیر۔ نجوم اور رمل میں بھی آپ کو کامل دخل تھا۔ طریقت اور

سلوک میں سید شاہ احمد قادری قدس سرہ کے دست مبارک پر بیت
فرمائی تھی آپ کے فضائل علوم کا اعلیٰ یادگار آپ کے تصانیف میں
جو فتاویٰ جمعہ۔ رسایل لیلیۃ القدر۔ صدقۃ الفطر۔ تکمیل المہام فی الصیام
تبصرۃ المواہب۔ مرآۃ الحق۔ تکمیل الحجۃ فی بیان السنۃ والبدعۃ کشف
فی رد شبہات الملحدین کے نام سے مشہور ہیں مصنف تذکرہ گلزار اعظم
نے آپ کی طبعزاد کا انتخاب حسب ذیل کیا ہے۔

سادہ لوحانرا تھل از جفائے خلق نیست		یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ
	ولہ	
برائے صید ولہامی کشاید شانہ لعل		چو صیاد یکہ دامن کسرت و آہستہ آہستہ
	ولہ	
ہوشیارے ظلمت افزائے نگاہ باطنی است		بیعت بست بسو کشف العطا باشد مرا
	ولہ	
در شبہ و آن پری شبہا مر قب بود ام		بیخودی ناگہ جنون انگشت فتح اللبائش
از خیال زلف پیچانش فدا دم در بلا		کے برآید کشتی کس کہ در گرداب شد
(۴۵) زمین العابدین نالیطی۔ المتخلص بہ دیوان شعرائے		

شاہیہ قوم سے گزرے ہیں۔ آپ نواب علی دوست خان نایلی کے داماد اور نہایت ذی اعتماد تھے۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم میں اچکا تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے لکھا ہے کہ اواریہ روسائے قوم نایط این سرزمین است مردے رنگین طبیعت پاکیزہ طینت عالی ہمت بود عموماً باہمہ اشخاص خصوصاً بار باب ہنر ذوی الاختصاص مراعات شایان و تواضع نمایان می نمود۔ بآنکہ از ثروت و سنگا مان زمانہ خویش و در کثرت ساز و سامان ممتاز مجمع بیگانہ و خویش بود۔ دامن از ارتباط و نیاز چید و پیچ و راستہ فرا جان در گوشہ خلوت انزو اگزید۔ غرض این مرد عجیب ذی ہمت و حاکم خصلت بود ہر کس کہ از خویش و بیگانہ بجانہ اش فرار سید۔ اقسام اشیاء نفیسہ کہ آنرا فراہم می نمود بحال ملاحظہ پیش آن مردم می کشید۔ بعد دیدنش ہر کسی کہ تعریف چیزی نفیس از آن بعات معہود می ساخت آن شے را با و مرحمت میکرد اگر کسی ابامی کرد ناخوش می شد و باغراق در قبولیت آن الحاح حیشا آخر آن کس چار و ناچار بقبولیت آن می پرداخت ہمین یک شعرا ز

طبع ادا و است۔

دیوان عروج نشہ حق در شریعت است

سنگ سیاہ بر قبح غم و بنک زین

روایت

(۴۶) نواب سعادت اللہ خان نایب علی کو کئی لقب۔ مشہور
روسائے قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کا اصلی نام سعید کوکئی تھا خطا غلانی
کے بعد سعادت اللہ خان سے مشہور ہوئے۔ صاحب توزک والا جاہی
نے لکھا ہے کہ آپ اپنے حقیقی برادر غلام علی کوکئی کے ساتھ شہنشاہ
عالمگیر کے لشکر میں وارد ہوئے۔ داؤد خان سپہ سالار فوج کی حسنِ سلوک
سے ابتداؤ آپ کا تعلق منصبداران شاہی کے زمرہ سے ہوا اور پھر
ایکلی مجسم قابلیت اور شہنشاہ عالم گیر کی مردم شناسی اور حفظِ مملکت
نے آپ کو خطاب سعادت اللہ خان سے امتیاز بخشا۔ اکیس سال
صوبہ کرناٹک کے نائب اور پانچ سال تک خود مستقل صوبہ دار اور
فرمانرواے صوبہ رہے۔ نہایت دین دار اور خدا ترس شخص تھے آپ کی
ذات ستودہ صفات سے خلق اللہ کو نہایت آرام نصیب ہوا۔ صاحب
ماثر الامر فرماتے ہیں کہ اواز قوم نواہت بود در عہد خلد مکان مستبوا

ذوالفقار خان بمبئی کی ضلع گزنہ نامک حیدر آباد مامور شدہ باشندہ

بہ کار ہائے انجامی پرداخت و بحسن عمل باخرد و بزرگ آنجا سلوک نمود

نامے بہ بزرگی برآورد و چون پس از کشتہ شدن مبارز خان نظام الملک

اصف جاہ غنیمت آن ضلع نمود۔ او بمقتضای دہ بینی باستقبال پرداخت

زہ ہائے موجودہ گزرا نید و قرین غزت و اعتبار رخصت تعلقہ یافت

و مدت ہادر آن مرزبوم بہ نیکنامی و داد و دہش بسر برد انہ ۱۲۵۰

گیارہ سو نینتالیس ہجری میں بمقام محمد پور ارکاٹ آپ نے رحلت

فرمائی۔ جامع مسجد کے صحن میں آپ کے مزار کا گنبد مشہور ہے۔

(۷۴) سعید محمد خان نالیطی۔ مشاہیر قوم سے گزے ہیں۔

ٹپو سلطان والی میور کے زمانہ میں آپ کو فوج کی سرکردگی تفویض

ہتی۔ رورن جی۔ یو۔ پوپ نے اپنی تالیف ٹسٹ بک آف انڈین

ہسٹری میں آپ کو صاحب حکومت لکھا ہے اور برسمیل اختصار

آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

(۷۸) مولوی حکیم سلطان علی نالیطی۔ مخاطب بہ بیچ نواز خان

بہادر نامی افراد قوم سے تھے۔ نوابی مدراس کے زمانہ میں آپ کا شمار

حاذق الجبارین تہا۔ دربار والا جاہی سے مسخ نواز خان کا خطاب
آپ کو عطا ہوا تھا۔ آپ نے نہایت نیک نامی اور ہر دل غزیری کے
ساتھ اپنی زندگی بسر کی آپ کی رحلت کے بعد آپ کے نواسے حکیم محمد
غوث غیاث لقب آپ کے جانشین قرار پائے اور بقید حیات ہیں
نواب خیر النساء بیگم مغفورہ محل خاص رئیس مرحوم کی زندگی تک آپ
اون کے اسٹاف سرجن رہے۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا
شرف حاصل کیا ہے۔ بڑے سنجیدہ مزاج اور بردبار شخص ہیں۔

روایت شش

(۴۹) شایق علیخان نایلی۔ شایق تخلص ابن احمد ابوتراب
قادری مشاہیر قوم سے گزرے ہیں مصنف گلدستہ کرنامک فرمائے ہیں

کہ اکثر بزرگان سلسلہ نسبش مثل سرو قراولیا و الا مناقب حضرت
امام المدرسین (مولوی محمد حسین الشہید البیدری) رحمۃ اللہ علیہ و حضرت

قاضی محمود و محرم اسرار اللہ مولانا حبیب اللہ قدس سرہا از ہم پیوندی

چون شیر و شکر آمیختہ و مانند آب و گوہر پیوستہ از کسب علوم فارسی

بتحقیل رنگ اعتبار پرداخت و باستفاوہ صحبت بابرکت میرزا علی

بحث اظہری در عروض و قوافی خود را بنحیدر روزگار ساخت دیوانے
مختصر دارد کہ در فن شعر بجدیل و در علوم عربیہ قریب التحصیل است۔
روضہ قدسیان آپکی تالیفات کا اعلیٰ نمونہ اور شہنوی ہندی الموسوم
بہ نگارستان آپکی بے شمار تصانیف میں نامی کتاب ہے۔ نواب اعظم
جاہ مغفور والی ریاست کرناٹک کے زمانہ میں خطاب غانی آپ کو
عطا ہوا۔ اور نواب شمس الدولہ بہادر کی اوستادی کا شرف ملا۔
بارہ سوا و پنجاس ہجری میں رحلت فرمائی۔ مصنف تذکرہ صبح و وطن
فرماتے ہیں کہ آپکا اصلی نام غلام محی الدین ہے۔ صاحب اشارات
بنش نے بھی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔

می کشد ناز عشوہ خیز مرا	نیست حاجت بہ تیغ تیز مرا
مرگ تلخ است جائے شربت	ساقیائے محلق بریز مرا
شد ز مرگان شوخ و شنگ کے	باقصا نجبہ ستیز مرا
سایہ آساست دل ملازم تو	کے ز پائت بود گریز مرا
از تہ خاک تشنہ ات ساقی	آید آوازہ بریز مرا
جو ہر تیغ ابروت دامن	زانکہ دا وند طبع تیز مرا

شایق قانت کسی ہستم	نیت پروائے رستخیز مرا
وله	
از خون دلم طرف بہار است بہینید نازش دل من می برد و غمرہ قرام دامن بدلم ماند پس از مرگ تہ خاک در شوق تمنائے رخس باغ ارم را آراستن ماہ رخس بسکہ تمناست خاکیم وز ندجوش ز ماہستی چشمش شایق چہ نماید صفت حضرت فایق	این چاک جگر خندہ نار است بہینید ہر بخش او بر سر کار است بہینید پروائے او شمع مزار است بہینید از بہر عادت چارہست بہینید از ہر فلک آئینہ وار است بہینید مردیم و بسر طرفہ خمار است بہینید مفقود از آن بحر کنار است بہینید

(۵) مولوی حکیم شرف الدین نایلی - تانتلی لقب ابن لو
حکیم احمد سعید مغفور مشاہیر قوم سے ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ حافظ ابراہیم
عرب کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک
پہنچتا ہے۔ آپ کاشنو نار یا ست چیدر آباد میں ہوا۔ عربی اور فارسی
میں ذی استعداد تلمنکی زبان سے بخوبی ماہر ہیں۔ فن طبابت سے بھی
آپ کو دل چسپی ہے۔ سرکار نظام کے مالی اور عدالتی امتحانات میں

کامیاب اور سررشتہ مالگزارنی میں تعلقہ کے تحصیلدار اور سررشتہ قدا سے اوسی تعلقہ کے ناظم عدالت ہیں ذکی الطبع واقف کارافزون میں آپ کا شمار ہے۔

(۱۵) شرف الدین علی خان نایلی - چودہری لقب المتخلص بنگیں۔ نام آوران قوم سے گزرے ہیں امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ صبح وطن میں آپ کو شہر استاد وقت کہا ہے اور فرمایا ہے کہ متعدد شعراے نامی جیسے معجز۔ والا۔ فایق۔ ورائق وغیرہ کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل تھا۔ مصنف گلہ ستہ کرناٹک نے آپ کا مختصر احوال ہنایت

خوبصورتی سے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نقش نگین فکرش برکری

سخنوری بد رستی نشستہ و سک شہرت و سنگاہ معنی یابی از دستکاری

نقادش دل خواہ نقش بستہ عقیق یابی پیش لعل مانی سخنان رنگینش

بے رنگ و بہا و فیروزہ نیشاپوری در پہلوئے سلک گوہر سیلابی لطف

شستہ و صافش کم قدر و بے جلا۔ جو ہر نامہ اشعارش بلا خطہ استجاب

رنگ تطیری یا بد۔

گریہ می آید مرا بر طالع مسر زانہ ہا	بیغی رامفت بردند از میان دیوانہ
از برائے ساز سوز شعلہ طبعان شاہ عشق	می نویسد بر پر پروانہ ہا پروانہ ہا
	ولہ
تا تو اے خورشید پیکر در دلم جا کردہ	دیدہ ام را مشرق برق تماشا کردہ
دور چشم بد ز خط سبزت اے مرم نوا	نسخہ امید عاشق را محشا کردہ
(۵۲) حکیم شرف الدین علی خان نایلی - المتخلص ہست	
ابن مبارز الدین خان بہادر اطباء مشاہیر خطہ کرناٹک سے گزرے	
ہیں۔ آپ کو فن طبابت میں ید طولی تھا۔ طبیب حافق سے مشہور تھے	
زنگینی طبیعت اور موزونی مزاج نے آپ کے کلام کو گلزار اعظم مکت	
پہونچایا۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم فرماتے ہیں کہ نخل وجودش اجمینستان	
کرناٹک سر کشیدہ۔ غنچہ طبعش بہائے تربیت ثلجندان این بوستان	
شگفتگی ہیر سائیدہ۔ آخر عمر میں آپ نے ادہونی کا ارادہ فرمایا جہاں	
نواب شجاع الملک بہادر ناظم ادہونی کے پاس ملازمت سے متا	
اور خطاب خانی سے سرفرازی پائی سلسلہ بارہ سو چار ہجری	
میں رحلت فرمائی۔ آپ کے نتیجہ فکر کا انتخاب حسب ذیل ہے۔	

نظارہ محو جلوہ جانانہ میرسم	دیوانہ ام زسیر پر خانہ میرسم
شیخ و برہمن از حرم و دیر شرو	زنار بند سبجہ صدوانہ می رسم
ہرگز بسوئے من نگئے آشنا نکرد	حسرت نصیب ز گس متانہ میسم

(۳۵) مولوی شمس الدین نایطی پکا کو ابن محی الدین مشاہیر قوم سے ہیں۔ مستقر تعلقہ بہنگلہ متعلقہ بمبئی پریسیڈنسی پر آپ کی تجارت جاری ہے بلحاظ آپ کے علم و فضل کے سربراہ اور وہ علمائے قوم میں آپ کا شمار ہے۔ بڑے نیک بخت اور صاحب تقویٰ۔ مغتتم افراد قوم سے سمجھے جاتے ہیں۔

(۳۶) مولانا شہاب الدین محمود نایطی۔ قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ آپ اپنے معاصرین میں لاجواب فرد تھے آپ کا علمی تجربہ اور آپ کی فضیلت کا مرتبہ نہایت بلند تھا علوم معرفت میں کامل سمجھے جاتے تھے حایق آگاہ مولانا باقر نایطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ میں آپ کا احوال برسمیل اختصار لکھا ہے فرماتے ہیں کہ قد انتشأ من هذا القوم غریر العلماء ومشاہیر العرفاء ومنہم مولانا شہاب الدین محمود

قدس سرہ - سمعت بمأثرة العلمیہ من الثقات ولم اظفر
بشی من فوائد المتجادات (ترجمہ) بے شک اس قوم سے بیا

بین علماء اور مشہور عارفین پیدا ہوئے ہیں کہ جن میں سے مولانا
شہاب الدین محمود قدس سرہ ہیں۔ میں نے آپ کے علمی فضائل
کو معتبر لوگوں سے سنا ہے۔ اور آپ کی تصانیف مجھ کو بہتیں ملیں۔

ردیف ص

(۵۵) حکیم صنعتہ الدنا لعلی المتخلص بعیتق ابن حکیم محمد عنایت
الطباع قوم سے گزرے ہیں۔ آپ بڑے متبرک ذی علم اور صاحب

بزرگ تھے۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک

نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم میں فرمایا ہے کہ آپ نے مدت اہم

کسی بیمار سے حق العلاج نہیں قبول فرمایا اگرچہ دربار والا جاہی سے آپ کو

ملازمت کا تعلق تھا لیکن بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے بعض اہل

وربار کی ناموافقت طبائع کی وجہ سے خدمت سے استعفا دیا۔ بڑا

عربی کے نامور ادیب تھے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں سخن

سنجی کا مذاق آپ کو حاصل تھا۔ مصنف اشارات بنیش نے ہی

باجیہرم کی دوسری فصل ۳۱۹ مشابہت قوم کا احوال

آپ کا مختصر احوال لکھا ہے۔ ۱۶ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی طبع زاد کا انتخاب آپکا اعلیٰ یادگار ہے۔

بشر کا ملبہ آب و چشم آب بدل آتش	کہ دار و دریا عشق سامانے کہ من دام
دل سی پارہ ام را کرد ریجان خطش غارت	خط رنگار آخر خورد و تر آنی کہ من دام

ولہ	
-----	--

کہ ام شعلہ رخ از داغ عشق سوخت لم	کہ سوز دل ہمہ شب شمع و ارتن میخوت
مگر ز نالہ موزون من فتاد آتش	کہ عندلیب نو اسنج در چمن میخوت

رباعی نہت شبیہ	
----------------	--

رویت چمن و غنچہ دہن عارض گل	لب لالہ بنفشہ خال و زلفت سنبل
خط سبزہ زبان سوسن و چشمت رنگس	خوی غم فرد خار و دل عاشق بلبل

(۵۶) مولوی صفدر حسین نالی لکھی۔ سعید لقب ابن مولوی محمد محی الدین مغنیہ شہر قوم سے ہیں۔ آپ کا وطن ریاست میور ہے جہاں شیو سلطان کے عہد میں منظر آباد کی قلعہ داری کی خدمت آپ کے والد ماجد کے تفویض تھی۔ آپ کے اجداد کو یہی اوسی ریاست کے نمکخواری کا اعزاز حاصل تھا۔ مولوی محمد محی الدین مغفور اپنی عمر کے آخر حصہ میں

حیدرآباد شریف لائے اور خدمات لایقہ سے ممتاز رہے مولوی صفحہ
 حسین نے سرکار آصفیہ کے انجینئرنگ کالج میں تعلیم پائی اور اول درجہ
 میں کامیاب ہو کر سررشتہ تعمیرات اضلاع میں ملازمت حاصل کی
 جہاں اس وقت پانسو روپیہ ماہوار کے ساتھ حدود ارضی ضلع کے
 مہتمم ہیں۔ سولہ فصلی کی قحط سالی میں اسے جے ڈنلاپ سی۔ آئی۔ کی کشتہ
 قحط کے حسن انتخاب سے آپ نے بطور اسپیشل ڈیوٹی کام کیا۔ نواب
 غالب الملک بہادر نے حیدرآباد کی موسی ندی کے پُل کی تیاری میں جو
 مدد و محنت کے صرفہ ذاتی سے تیار ہوا ہے آپ کے علمی معلومات سے مدد
 کافی حاصل کی۔ آپ جو ان صلاح منکسر المزاج اور نہایت فرس افسر
 ہیں۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت میں نیاز مندی کا شرف حاصل
 (۱۹۵۵) نواب صفدر حسین خان باطنی۔ ابن نواب علی دوست خان
 بہادر ناظم کرناٹک مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ نواب علی دوست خان
 کی شہادت کے بعد آپ صوبہ دار مستقل قرار پائے۔ مصنف تو زک
 والا جاہی نے لکھا ہے کہ آپ کی عہد حکومت میں افراد قوم کے ساتھ
 آپ نے نہایت عمدہ سلوک کیا۔ اعیان دولت اور امرائے ریاست

آپ کو دل سے پسند کرنے لگے۔ لیکن ناخدا ترسون کی سازش نے شب بیکار
۵۵ لگایا۔ سوچیں ہجری میں زہر کے ذریعے آپکا کام تمام کیا۔
صاحب مآثر الامرا نے یہی ضمتا آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۵۸) مولوی صفی الدین محمد نایطی۔ ابن حاجی مولوی قادر مرقفی
حسین المخاطب بہ نواب سالار الملک بہادر امیر دربار والا جاہی
حیدر آباد میں باعث افتخار قوم ہیں آپ کی عربی اور فارسی تہذیب
ہنایت درست فی زمانہ معتد عدالت و کو تو الی کے دفتر میں قلمی کا عہدہ
رکھتے ہیں آپ کی آمدنی کا بڑا حصہ غربا کی امداد اور اعانت میں صرف
ہوتا ہے۔ صایم الدہر اور قایم اللیل بزرگ ہیں۔ آپ کی فروتنی اور
آپ کا انخسار جو ہر ذاتی کی خبر دیتا ہے۔ آپ کے صاحبزادوں سے
مولوی محمد مرتضیٰ نے خدا داد ذمات اور طبیعت پائی ہے۔ اوایل
شباب میں عالم فاضل کے امتحان سے فارغ ہو کر تحصیل علوم دینیہ میں
مشغول ہیں۔ مولف تاریخ کو دو نوں کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔
(۵۹) مولوی حکیم صفی الدین محمد خان بہادر نایطی المتخلص بصیر
ابن قادر علیخان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ نواب

شرف الملک بہادر کے داماد تھے۔ سرکار والا جاہی سے آپ کو تعلق تھا۔ فن طبابت میں نہایت کامل اور طبیب حاذق سے مشہور اور اپنے صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے لحاظ سے ہر دل غریب تھے آخر زمانہ عمر میں آپ نے ریاست حیدر آباد میں سکونت اختیار کی حضرت غفران منزل علیہ الرحمۃ کے مرشد زادگی کے زمانہ میں معالجہ اقدس کا اعزاز حاصل کیا ^{۱۲۸۵ھ} بارہ سو تینتالیس ہجری میں وفات پائی شاہ یوسف صاحب قدس سرہ کی درگاہ میں آپ کا مزار ہے جناب امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس علیہ السلام اپنی بیش بہا تصنیف تذکرہ گلزارِ اعظم میں فرماتے ہیں کہ مردے بود ز کین صحبت و صاحب خلق و مروت بہ و جاہت ظاہری آراستہ و بہ محاسن باطنی پیراستہ۔ در خوش تقریری و حاضر جوابی معروف و بخوش وضعی و خود داری موصوف۔ از ابتداءے حال تا انتقال بحال اعتبار بود و بہ نہایت عزت و وقار گزرا و قات می نمود و ناصر فکرش در قلم و سخن بر لشکر مضامین چنین نصرت دارد۔

چرخ از باد می جنبم ز فیض ناتوانی با | ز آہ خویش می غلطم ز پہلوئے بہ پہلو

ز شوق آتشیش میلید در موج خون بہار		بزرگ نیم جانے نشہ کاے بر لب بچہ
	ولہ	
راز دل نہ ہفت آخسہ دیدہ گریان ما		سیل بیرون برو گنج خانہ ویران ما
در رگ جان زلف مرغول کہ سودا ریت		طرہ سنبل بود ہر نالہ پھیپان ما
	ولہ	
بسان شانہ سراپاز بانم و سرموئے		ز شرح قصد زلف دراز فرصت نیست
بحال ناصرا شفته دل کہ پردارد		تراز ناز و مرا از نیاز فرصت نیست
	ولہ	
بگو شمع از زبان منیض او آمد نوینجا		بہار ارغوان سبج شد از خون شہیدینجا
زبان برگ گل باطل شوریدہ میگویی		عبث نالی دے چون غنچہ می باید ویرینجا
(۶۰) مولوی حاجی۔ صلاح الدین نالطی۔ غریب لقب بن		
حاجی محمد عبد اللہ المخاطب بہ غلام اہل بیت خان بن مولوی حاجی محمد رفیع الدین		
المخاطب بہ امیر نواز خان مغفور علمائے حیدر آباد سے ہیں۔ آپ کے جد		
اعلیٰ حاجی مولوی رفیع الدین قدس سرہ بڑے متقی اور باخدا شخص تھے		
آپ کی بزرگی اور فضایل سے زمانہ واقف ہے۔ قصبہ مدہول من تلقا		

سرکار آصفیہ متعلقہ ضلع اندور میں آپکا مزار واقع ہے آپکا سالانہ عرس
 سرکار عالی کے مصارف سے ہوا کرتا ہے۔ آپ کے والد ماجد غلام حسین
 خان بہادر منصب دار آصفیہ ہی ابتداءً بالنواڑہ کے تعلقدار رہے اور
 پھر راجہ چند لعل بہادر کے عہد حکومت میں پولیس کی ضلع داری کا
 عہدہ آپ کے تفویض ہوا باغیوں اور مفسدہ پردازوں کی سرکوبی
 میں کامیاب ہو کر مورد توجہات سرکار رہے۔ آپ کے چچا مولوی
 حاجی محمد یوسف علی خان داراب جنگ مرحوم کا احوال جداگانہ لکھا
 گیا ہے۔ مولوی۔ حاجی صلاح الدین اس خاندان کے اعلیٰ یادگار ہیں
 آپ بقیہ علم و فضل - زہد و تقویٰ۔ پابندی احکام شریعت عزرا
 فطرتی انخسار اور اخلاق حسنہ کے - ہر طرح سے قوم کے لئے
 باعث فخر ہیں اگرچہ دنیوی اعزاز منصب سے سرفراز ہیں لیکن فقیرانہ
 گوشہ قناعت میں بسر فرماتے ہیں۔ جن کی ذات ستودہ صفات
 منقنات سے ہے۔ مصنف کتاب قطب الاخوان بذکر علمای الزمان
 نے بھی اپنی معزز تصنیف میں آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کے دو
 صاحبزادے (۱) مولوی حکیم محمد عبداللہ (۲) مولوی محمد عبید اللہ ہیں

لائق اور دیندار سرکار عالی کے منصبدار و نمک خوار الولد ستر لایہ کے مصداق ہیں۔

(۶۱) نواب مصصام الدین خان نایلی - المخاطب بہ ناظم جنگ بہادر امرائے قوم سے گزرے ہیں۔ آپ نواب حسین دوست خان سالار الملک کے پوتے اور عسکری خان شیر افکن جنگ کے فرزند ہیں۔ آپ اپنی زندگی تک آبائی معاش جاگیری سے سرفراز اور معاصرین میں ممتاز رہے۔ آپ کے محامد صفات اور آپ کی نیک نفسی کی تیغ خلق اللہ کی زبان پر باقی ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند نواب محمد عسکری خان نایلی اپنے باپ کے جانشین اور جاگیرات کے اغراز سے سرفراز ہیں جن کی ذاتی قابلیت قابل تعریف ہے۔ سرکار نظام نے بلحاظ قابلیت ذاتی و اغراز خاندانی سررشتہ مالگزاری میں آپ کو ضلع کی سوم تعلقداری کا عہدہ عطا فرمایا ہے۔

روایت ع

(۶۲) عابد علی خان نایلی - ولوائی لقب المتخلص بعباد الخاں نواب صولت جنگ بہادر بن ناصر علیخان نایلی بن حضرت شاہ محمد

حسن قدس سرہ بن حافظ حبیب الدین حافظ محمد درویش امرائے
حیدرآباد سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حاجی عبدالقادر نایلی النخاطب
بہ معتبر خان عالمگیری تک پہنچتا ہے جو ملا احمد ناتھ وزیر اعظم بیجا پور کے
بہانجے اور داماد تھے جن کا تذکرہ صاحب مائثر الامرائے ضمناً فرمایا ہے
آپ کے اجداد درجہ اعلا سے خلیل عرب پہلے شخص تھے جو بصرہ سے
کوکن آئے حضرت شاہ محمد حسن قدس سرہ کا احوال جن کے فضایل او
اور بزرگیوں سے زمانہ واقف ہے جداگانہ لکھا گیا ہے بدینوجہ کہ آپ کے
جد امجد کے ساتھ رئیس وقت (حضرت مغفرت منزل نواب ناصر الدولہ
بہادر نور الدین مرقدہ) کو خاص عقیدت تھی۔ حضرت مدوح نے آپ کے
والد ماجد میر ناصر علی نایلی اور آپ کے عم محترم میر احمد علی نایلی کو مشر
زادہ بلند اقبال (نواب افضل الدولہ بہادر) کی اتالیقی کے لئے
منتخب فرمایا۔ جب نواب مدوح سریر آرائے سلطنت ہوئے تو میر
احمد علی کو خانی اور بہادری کے ساتھ نواب صولت جنگ کے خطا
سے سرفراز ہی بخشی۔ میر ناصر علی نایلی نے باوجود اصرار کسی خطاب
کو قبول نہیں فرمایا۔ ان دونوں بہائیوں کو بارگاہ خسروی سے

خدمات خاص کے ساتھ معاش چلیدہ عطا ہوئی اور بلحاظ اوسی عقیدت کے جو اس خاندان کے ساتھ رئیس مغفور اور خود بدولت کو حاصل تھی میرزا ناصر علی نایلی کے دونوں صاحبزادے یعنی میر عابد علی خان اور میر حافظ علیخان کو دالی دولت اعلیٰ حضرت بندگالغالی متعالیٰ مدظلہ العالیٰ کی کم سنی کے زمانہ میں اتالیقی کا اعزاز ملا اور حضرت مدد روح الشان کے مراحم خسروانہ سے دونوں بیہائی نہ صرف خطایات سے سرفراز ہوئے بلکہ اپنے آبائی خدمات اور اعزازات سے بھی کامیاب ہوئے نواب حافظ علی خان انتخاب جنگ بہادر کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے نواب عابد علیخان بہادر ^{رحمۃ اللہ علیہ} ہجری میں بمقام خیدر آباد متولد ہوئے اور علوم فنون متعارفہ سے فراغ حاصل فرما کر اپنے آبائی خدمات فرائض خانہ چینی خانہ و بخشی گری فوج صرف خاص وغیرہ اور معاش جاگیر سے سرفراز ہوئے اور نواب صولت جنگ بہادر کے خطاب سے ممتاز آپ نہایت خوش قلم اور خوش سواد ہونے کے علاوہ خوش قسمت بھی ہیں۔ خلق و مروت اور قبیلہ پروری آپ کی اعلیٰ صفت ہے۔ فنون سپہ گری کے سوا فن سخن سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں سلوک

و معرفت میں اپنے جد محترم کے ہم قدم۔ کمالات ظاہری و باطنی سے معزز و مکرم ہیں۔ یادگار لغتہ روح اور مذاق عابد کے نام سے آپ کی تالیفات فن سلوک میں لاثانی اور آپ کا فارسی دیوان بہارستان شاعر سے موسوم ہے جس سے مصنف کی قابلیت اور عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کے ہونہار صاحبزادوں (۱) احمد علی (۲) حسن علی (۳) حامد علی کو مرشد زادہ بلند اقبال (میر عثمان علیخان بہادر ولی عہد) ریاست ام قبالہ کی مصاحبت کا اعزاز حاصل ہے۔ (۶۳) نواب عباس علیخان نایلی - لوکھری مخاطب بہ جنگ مغفور ابن نواب سالار الملک بہادر امرائے حیدرآباد سے گزر رہے ہیں۔ آپ نہایت دیندار اور ذی علم امیر تھے۔ ریاست حیدرآباد میں اپنے بڑے آب و تاب کے ساتھ زندگی بسر کی تا دم حیات رئیس وقت کے مورد الطاف اور جاگیر ات آبائی سے سرفراز رہے۔ قبیلہ پوری کی صفت آپ کے جوہر ذات میں داخل تھی۔ عالم شباب میں عیلت فرمائی۔

(۶۴) عباس علیخان نایلی - ہزاری لقب مشاہیر قوم سے

لزرے ہیں آپکے جد اعلیٰ کو شہنشاہ عالمگیر کی فوج میں ہزار سوار اور
پانسو پیادہ کی افسری حاصل تھی۔ آپنے مدراس پریسیڈنسی میں تاجر
بسر کی۔ ویلر گھوڑے اور انگلنڈ کی صناعی کا نمونہ ابتداء آپ ہی کی تجارت
نے اہل مدراس کو دکھلایا۔ مالدار شخص تھے مگر محبت و اتفاق سے ہمیشہ
گہائے میں رہتے تھے۔ آپکے کارخانہ صناعی میں اعلیٰ قسم کی گہیاں
بھی تیار ہوتی تھیں آپ نہایت سلیم الطبع اور اصول تجارت میں کامل تھے
آپکے نواسے مولوی محمد دستگیر ابن محمد حسن نایلی سرکار نظام کے تحصیلدار
(۶۵) حکیم۔ حاجی عبدالرحمن نایلی۔ تانلی لقب ابن مولوی حاجی
محمد نظام الدین مغفور مولف کے برادر حکما و جید آباد سے ہیں آپ
سلطنت اصفیہ کے مدرسہ طبابت میں تعلیم پا کر سر شہتہ طبابت میں
سول سرجن مقرر ہوئے۔ ایک مدت تک اضلاع سرکار نظام کے ایک
ڈیوٹی پر نمایاں خدمات بجالائے۔ تیرہ سو چہ ہجری میں اپنے
جید آباد کے قافلہ حجاج کے ساتھ بطور حکیم قافلہ حجاز کا سفر کیا اور
زیارات متبرکہ سے شرف حاصل فرمایا۔ فی الوقت فوج نظام محبوبہ
کے ڈاکٹر اور چار سوروپیہ ماہوار پاتے ہیں۔ اگرچہ آپ کا مطب طبابت

انگریزی کے قاعدہ سے جاری ہے اور ڈاکٹر کہلاتے ہیں لیکن سیتال ادویہ کے استعمال سے ہمیشہ آپکو اجنباب رہا ہے علاج المونین کے نام سے ایک مفید کتاب لکھی ہے۔ جس میں انگریزی ادویہ کی حلت و حرمت سے بحث ہے اوسی میں ہر ایک مرض کیلئے یہ بات دکھائی گئی ہے کہ مسلمان بیماروں کا علاج کن کن ادویہ کے ساتھ مخصوص ہونا چاہئے۔ بہت سمجھ دار اور تجربہ کار حکیم ہیں حقیقت ادویہ کی دریافت کا ہمیشہ مشغلہ رکھتے ہیں۔

(۶۶) حاجی مولوی عبدالرحمن نایطی۔ المخاطب بہ قسمت خان احتساب جنگ بہادر ابن مدارالامراء مغفور امراء دربار والا جاہی سے گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت بتاریخ یکم جمادی الاول ۱۳۱۱ھ بارہ سو ستیس ہجری بمقام مدراس واقع ہوئی۔ اوایل عمر میں آپ نے تحصیل علوم دینی کے طرف توجہ کی۔ عالم شباب میں دربار والا جاہی سے آپکا تعلق ہوا۔ قسمت خان احتساب جنگ بہادر کے خطاب کے تحت ناظم تقسیم مشاہرہ اہل قلم مقرر ہوئے۔ نیک نہاد اور منکسر المزاج شخص تھے۔ بتاریخ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ بارہ سو ستہتر ہجری رحلت فرمائی

رسائل نور البصر فی مناقب خیر البشر و ترجمہ اربعین نووی آپ کے علم و فضل کے یادگار ہیں۔

(۶۷) ستاف سید عبد الرحمن نایطی۔ طاہر لقب ابن سید احمد ستاف مشائخین کرام سے ہیں۔ آپ کا مستقر بھٹی پریسڈنسی کے تعلقہ بھنگلہ میں واقع ہے جہاں ہزار ہا نفوس کو آپ سے بیعت ہے فاضل اجل ہوئے علاوہ فن سلوک میں نہایت کامل بزرگ ہیں معاصرین مقامی آپ کی ذات ستودہ صفات کو نہایت مغتنم خیال کرتے ہیں۔

(۶۸) سید عبد الرزاق نایطی۔ مہاجر لقب۔ المخاطب بہ صف نواز الدولہ آصف نواز الملک عبد الرزاق خان آصف نواز جنگ بن سید سعد الدین بن سید نظام الدین بن سید رشید الدین مغفور امراء و دولت آصفیہ سے گزرے ہیں۔ سید رشید الدین مغفور کی بی بی فضل النساء بیگم مہاجرہ۔ حاجی۔ حافظ محمد صادق علیخان مہاجر نایطی بخشی فوج آصف جاہ ثالث کی صاحبزادی تھیں۔

آپ کے والد ماجد ابتداء علاقہ صرف خاص شاہی کے معتمد مقرر ہوئے جن کی رحلت پر اسی عہدہ پر آپ کو اعزاز حاصل ہوا۔ کچھ عرصہ تک

آپ علاقہ دیوانی سرکار نظام کے معتمد مال و متفرقات بھی رہ چکے ہیں آخر زمانہ عمر میں اوسی آبائی عہدہ سے ممتاز رہے۔ نہایت آب و تاب کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت میں نیا حاصل رہا ہے۔ آپ نہایت کم سخن اور رحم دل امیر تھے۔ اپنے ماتحتین کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کیا کرتے تھے۔ آپ کے دم تک علاقہ صرف خاص کے ملازم اپنی خدمت کو موروثی ملازمت خیال کرتے تھے اسلئے کہ ملازم مرحوم کے ورثاء سے کسی نہ کسی قابل کا شخص کو اپنے مورث کی خدمت استحقاقاً عطا ہو جاتی تھی۔ با اینہم امارت ہر ایک ملاقاتی سے آپ نہایت خلق و مروت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اللہم اغفر وارحم۔ حضرت شاہ عبدالبنی قدس سرہ آپ کو بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ نواب سید الدولہ محمد عبدالرشید خان سید جنگ آپ کے باقیات الصالحات سے حیدرآباد میں موجود ہیں۔

(۶۹) نواب عبدالعزیز خان نایطی - المخاطب بہ انتظام جنگ بہادر حیدرآباد کے امراء قوم سے گزرے ہیں جنکو بارگاہ

شاہی سے جاگیر داری کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ بڑے نیک نفس اور غربا پر ور علم دوست امیر تھے۔ نواب داراب جنگ مغفور جنگا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کے برادر اور محبوب علیخان نایطی آپ کے فرزند ارجمند ہیں جو آبائی جاگیر ات سے سرفراز ہیں۔

(۷۰) مولانا شیخ عبد الفتاح نایطی۔ قدس سرہ بزرگان قوم گزرے ہیں جن کے مکارم اور فضایل کا تذکرہ مولانا باقر گاہ رحیم علیہ نے اپنی تصنیف نفحة العنبر فی مدحت خیر البریہ میں فرمایا ہے۔ وقد انتشأ من هذا القوم غاریر العلماء ومشاہد العرفاء ومنہم الفایز بکشف سر الاختتام والافتتاح مولانا الشیخ عبد الفتاح قدس سرہ وهو الذی کتب الملفوظ فی ترجمة شیخہ الشبہ باللوح المحفوظ تشرفت بمطالعتہ مراراً و عذت فیہ من احوال حضرة الشیخ علی مایطاول جاسراً (ترجمہ) اور بے شک پیدا ہوئے ہیں اس قوم سے باریک بین علماء اور مشہور اولیا کہ جن میں سے ہیں ابتدا اور انتہا کا بہید کہولنے

والے مولانا شیخ عبد الفتاح قدس سرہ اور آپ ہی نے اپنے شیخ کے احوال میں ایک ملفوظ لکھا ہے کہ جو لوح محفوظ سے مشابہ ہے میں اُسکے مطالعہ سے بارہا مشرف ہوا ہوں اور میں نے اس میں حضرت شیخ کا احوال پایا ہے۔ جو مثل دریا کے مبسوط ہے۔

(۱۷) عبد القادر نایطی۔ الملقب بہ شامندری بن سید محمد نایطی مشہور تاجرن قوم سے ہیں آپ کی تجارت کا صدر مقام کلیکوٹ ہے۔ خداوند کریم نے آپ کی دریا دلی اور نیک نفسی اور حسن تدبیر کی وجہ سے آپ کی تجارت میں برکت عطا فرمائی ہے۔ لکھ پتیوں میں آپ کا شمار ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ کی داد و دہش کی وسعت کے لئے جس کے حالات سنتے ہوئے دل خوش ہوتا ہے آپ کی ایک محدود تجارت کیونکر متحمل ہے بارک اللہ

آپ بڑے سنجیدہ مزاج اور خلیق شخص ہیں اور ہمہ قسم کا مال آپ کی تجارت گاہ میں نظر آتا ہے

(۱۸) مولوی عبد القادر نایطی۔ شافعی بن شرف الدولہ غلام محمد خان غالب جنگ بہادر بن مولوی عبد الوہاب خان دارالامرا

بن مولوی محمد غوث شرف الملک خاندانی امراد اعزائے مدراس
 و مشاہیر حیدرآباد سے ہیں آپ شہر مدراس میں بتاریخ ۲۲ ربیع الاول
 ۱۲۸۵ بارہ سو چتر مہجری روز جمعہ متولد ہوئے۔ علوم فقہ اور حدیث
 و منطق سے فارغ ہو کر اوایل شباب میں حیدرآباد شریف لائے
 قدردان سرکار عالی نے ابتداء آپ کو سررشتہ عدالت دیوانی میں
 منصف مقرر فرمایا اور پہر آپ کی عالی خاندانی اور دیانت و امانت
 داری کے لحاظ سے رجسٹرارسی بلدہ کے عہدہ پر آپ کا تقرر ہوا تقریباً
 چھ سو روپیہ ماہوار اوسی عہدہ پر الی الان آپ کو ملتی ہے۔
 آپ کی نیک نفسی اور نیک بختی اور ایمان داری سے بلدہ حیدرآباد کے
 رعایا کا بڑا حصہ واقف ہے آپ کے چہرہ سے شرافت اور قابلیت کے
 آثار ظاہر ہیں۔ اگرچہ آپ کو آپ کے خسر مولوی حسین عطاء اللہ کی رُشد
 کی وجہ سے مختلف زمانوں میں مختلف مواقع۔ ترقیات مدارج کے حاصل
 لیکن اپنی فطرتی قناعت اور اتقا اور دینداری کی وجہ سے آپ نے
 گوشہ عافیت کو زیادہ پسند فرمایا۔ غرباء قوم آپ کی ذات کو
 معنات سے خیال کرتے ہیں۔ گہر پر آپ کی اوقات کا بڑا حصہ تالیف

وتصنیف کے اشغال میں صرف ہوتا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ آپ کے کامل تصانیف کی فہرست باوجود کوشش مولف کو نہ مل سکی جس قدر ملی اوسکو ذیل میں عرض کرتا ہے (۱) ترجمہ ترغیب التہذیب (۲) ترجمہ اربعین (۳) تحفہ قادریہ (۴) گلدستہ قادری (۵) برد مستورات (۶) احکام مخدرات (۷) چہستان فطرت (۸) یادگار قادری (۹) ترجمہ تلخیص الاذکار (۱۰) رسالہ احکام صید بندو (۱۱) ترجمہ عوائل (۱۲) ترجمہ اجرومیہ (۱۳) احوال الخطاب (۱۴) تقویم الاصفی (۱۵) سوانح عمری آسمانجاہی (۱۶) سوانح خورشید جاہی (۱۷) یادگار سر و قار (۱۸) خلاصہ ہائے قانون وقواعد جتیری واسپا ورسوم عدالت (۱۹) مجموعہ احکام العدالت (۲۰) تقویم قادریہ۔ خداوند کریم نے آپ کو پانچ صاحبزادے عطا فرمائے ہیں۔ بڑے صاحبزادے کا نام عبدالرؤف ہے۔

(۲۳) مولوی عبدالقادر نایطی خلیف لقب غزت تخلص شعراً قوم سے گزرے ہیں۔ نواب شمس الدولہ مرحوم اور ضیاء الدولہ مغفور زمانہ حکومت میں آپ نے صوبہ مدراس میں فروغ حاصل کیا اور

باب چہارم کی دوسری فصل ۳۳۷ مشاہیر قوم کا احوال

مستعدان عصر سے مانے گئے۔ باعتبار خطاطی طرز شکستہ استاد وقت سمجھے جاتے تھے۔ عربی اور فارسی کی استعداد کے ساتھ شعر و سخن سے بھی آپ کو دلچسپی تھی۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان والی مدراس نے اپنی تالیف صبح و وطن میں آپ کا مختصر سا احوال تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں

کہ پایہ اعتبارش بسیار بلند بود و استعداد شایستہ از مستعدان عصر حاصل کردہ فکر سخن می نمود۔ کلامش در چشم باریک میان باین اعتبار غزلے

پائے ناسر نشاء ام از جان ناکام میرس	ارزو ماہر قدر خون گشت من ساغر دم
-------------------------------------	----------------------------------

ولہ	
-----	--

غزلت بخم آبر و یارم سو گند	ہر کس کہ بخود کاست کمالے دارد
----------------------------	-------------------------------

(۴۷) مولوی عبدالقادر نایلی - طاہر لقب بن مولوی محمد عبد العلّی طاہر بن مولوی محمد حمزہ طاہر شافعی المذہب مشاہیر قوم و نام آوران حیدرآباد سے ہیں آپ کے جد ماجد کو سرکار میسور میں افتاء کی خدمت تفویض تھی۔ آپ بمقام دار السلطنت میسور متولد ہوئے ابتداً تعلیم اوسے مقام پر پائی عربی اور فارسی کے کتب متداولہ سے فراغ حاصل کر کے قانون کے جانب متوجہ ہوئے۔ ریاست میسور کے سربراہ

منصبداروں سے آپ کا تعلق ہوا۔ جب آپ کے ماموں مولوی سید علی نے
 علوی نایطی کو سرسالا جنگ مغفور وزیر اعظم حیدر آباد نے طلب فرمایا
 تو آپ بھی اون کے ساتھ حیدر آباد آئے اور تحصیلداری کے عہدہ پر مقرر
 ہو گئے رفتہ رفتہ سوم اور دوم تعلقہ داری کے عہدوں پر ترقی کرتے ہوئے
 اس وقت محکمہ مالکزداری کے مددگار بنے۔ امتحانات سرکار نظام میں
 کامیاب اور نہایت بیدار مغز اور لایق عہدہ دار بنے اور ہر ایک
 مفوضہ کام کو بہت قابلیت سے ادا فرماتے تھے۔ آپ کے فرزند احمد
 غلام محمود طاہر میٹرک پاس ہو کر الین اے میں تعلیم پا رہے ہیں۔
 مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۷۵) عبدالقادر نایطی۔ دہلوی لقب الخطاب بہ معتبر خان
 عالمگیری۔ ابن سالک سالک طریقت مولانا۔ حاجی مخدوم نایطی
 شافعی مشاہیر اور نام آور ان قوم سے گزرے ہیں۔ صاحب آثار
 نے بعض احوال ملا احمد ناتیہ آپ کا احوال برسیل اجمال لکھا ہے جب
 آپ کا تعلق فوجداری کو کن سے ہوا تو آپ نے خوش انتظامی کی
 وجہ سے نام پیدا کیا اور مورد الطاف شہنشاہی ہوئے آپ کی

نسبت شہنشاہ عالمگیر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مثل معتبر خان نوکرے
 باشد۔ دیوانی دکن کا عہدہ بھی چندے آپ کے تفویض رہا۔ مصنف
 موصوف نے لکھا ہے کہ آپ نے لا ولد رحلت کی اور اپنے خاندان
 سے ابو محمد خان نام ایک لڑکے کو اپنی تبینیت میں قبول فرمایا تھا۔
 جو آپ کے بعد جانشین قرار پایا لیکن بی بی اہل تصانیف نے بعد القادر مرحوم
 کی نسبت لکھا ہے کہ آپ کے فرزند حافظ درویش نام تھے جن سے
 اولاد کا سلسلہ قائم رہا آپ کو طریقہ چشتیہ میں حضرت ناصر علی سربراہ
 قدس سرہ سے بیعت حاصل تھی او آخر عمر میں چار سال تک آپ حج
 کے سفر میں رہے اور زیارات متبرکہ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت
 شاہ حبیب اللہ صبغتہ اللہی قدس سرہ سے بھی آپ نے طریقہ قادریہ
 کی خلافت حاصل فرمائی تھی۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے صاحبزاد
 حافظ شاہ درویش آپ کے جانشین قرار پائے جن کو اپنے پدر
 بزرگوار سے خلافت کا سلسلہ حاصل تھا۔ حضرت شاہ محمد حسن قدس
 سرہ العزیز جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ ہی کی اولاد میں
 گزر رہے ہیں۔

با جیہرم کی دوسری فصل ۴۴۰ مشاہیر قوم کا احوال

(۷۶) مولوی عبدالقادر نایلی۔ پتور لقب ابن مولوی عبدالرحمن ابن مولوی محمد مہدی واصف ابن مولوی محمد عارف الدین خان رونق حنفی المذہب باعتبار دیال شیوخ صدیقی سے ہیں اور باعتبار نہال نایلی۔ آپ کا اجدادی سلسلہ حضرت خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکت پہنچتا ہے اور شیخ صدیقی کی یہی وجہ تسمیہ ہے اور نہالی سلسلہ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک۔ آپ کے پردا مولوی غلام محی الدین خان المخاطب بہ عارف الدین خان رونق تخلص برہان پور کے رہنے والے تھے۔ علم و فضل میں لاثانی۔ اعلیٰ درجہ کے نازک خیال و سخن سنج تھے۔ مشاعرہ اعظم کے منتخب افراد میں آپ کا شمار تھا۔ صاحب تذکرہ گلزار اعظم و صبح وطن نے آپ کا احوال اور آپ کے منتخب کلام کو نہایت دلچسپی کے ساتھ لکھا ہے۔ اواخر عمر میں آپ نے ریاست مینو سواد حیدر آباد کو اپنا مستقر قرار دیا آپ کے فیضان صحبت سے اس ریاست ابد قرار کے ہزار ہا نفوس بہرہ یاب ہوئے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے چار صاحبزادوں سے مولوی عبدالقادر کے حقیقی دادا مولوی محمد مہدی واصف کا تعلق سلطنت

میں قائم رہا۔ آپ کے علم و فضل کا پایہ حضرت رونق سے کم نہ تھا۔ سرسار جنگ مغفور وزیر اعظم ریاست نے آپ کو مدرسہ دارالعلوم کا عربک پروفیسر مقرر فرمایا جن سے اس ریاست کے صداعما یدین کو تلمذ رہا ہے آپ اپنے علم و فضل کے علاوہ فن شعر میں بھی اپنے پدر بزرگوار کے سچے یادگار اور واصف تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی فطرتی ذکاوت نے آپ کو مختلف اسنہ پر حاوی کیا تھا۔ انگریزی میں آپ کی قابلیت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ ترکی۔ فرنج۔ تملکلی۔ مرہٹی۔ اروسی کے نہ صرف زبان دان بلکہ نوشت و خواند کی کافی استعداد رکھتے تھے۔ آپ کے تصانیف سے روضۃ العابدین۔ ترجمہ داراللمعنا۔ ترجمہ اداب الصالحین۔ خلاصۃ التخیل۔ تحسین الاخلاق۔ مطلوب الاطباء۔ ترجمہ موجز آپکی اعلیٰ یادگار ہیں۔ آپ کے دو فرزند (۱) مولوی عبد الرحمن مرحوم (۲) مولوی حکیم عبد الباسط مغفور سے نمبر (۱) کو اس تذکرہ سے تعلق ہے یعنی نمبر (۱) مولوی عبد القادر کے والد ہیں جنکی علمی قابلیت اور علمی معلومات کو آپ کے اب و جد کا مجموعہ خیال کرنا چاہئے۔ آپ کا اتقا آپ کے تمام صفات حمیدہ پر فائق۔

فضیلت علوم دینیہ کے سوا دنیوی ضروریات کے لحاظ سے آپ نے علوم مغربیہ میں بھی اعلیٰ درجہ کی قابلیت حاصل کی تھی۔ وزیر اعظم ریاست نظام نے آپ کا انتخاب مدرسہ دارالعلوم کے فارسی اور عربی پروفیسری پر فرمایا۔ اور منصب کے اعزاز سے ہی آپ کو پیش کیا آپ کے صاحبزادوں سے مولوی عبدالقادر بڑے صاحبزادے ہیں جن کی ولادت ۱۲۹۶ھ بارہ سوا و نہتر میں بمقام حیدر آباد واقع ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے والد ماجد نے نہایت نگرانی کے ساتھ آغاز فرمائی۔ خانگی مجالس میں آپ کو ہمیشہ اخلاق اور سچائی کا سبق ملتا رہا ابتدا سے عمر ہی سے آپ کو تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا اور اوسے کے ساتھ شکار کے جانب بے حد رجحان تھا۔ فارسی اور عربی کی تحصیل کے ساتھ ہی آپ نے انجینئرنگ کالج میں شریک ہو کر کامیابی حاصل کی اور مہتمم تعمیرات و صفائی بلدہ کے عہدے پر مقرر ہو گئے۔ زمانہ ملازمت میں ہی آپ نے اکتساب علوم کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کی محنت پسند طبیعت نے اپنے کسی درجہ عمر میں شکار کی ابتدائی مذاق کو فراموش نہیں کیا۔ بارکشی اور

محنت پسندی کی اعلیٰ صفت جو ہر وقت ہر درجہ میں آپ کے ساتھ
ہم قدم رہے وہ اوسی ابتدائی مذاق طبیعت کی برکت تھی۔ سررشتہ
ملازمت میں آپ کی حسن خدمات نے آپ کو نہایت نیک نام کہا
نواب افتخار الملک بہادر معین الملہام کو تو الیٰ و صفائی نے اپنے صلیبی
متفرقات کے زمانہ میں متعدد مواقع پر آپ کے حسن عمل۔ دل سوزی
اور فرائض خدمت کی کامیابی کی نسبت اظہار مسرت اور ترقیات
کا وعدہ فرمایا اوسی کا نتیجہ تھا کہ آپ سررشتہ مال میں دوم تعلقداری
کے عہدہ پر قبولیت کے ہاتھوں سے لئے گئے جہاں آپ کو امتحانات
مال عدالت۔ فنانس حساب اور کو تو الیٰ میں کامیابی ہوئی۔ نواب
وقار الملک بہادر صوبہ دار شرقی نے متعدد تجربوں کے بعد آپ کو
اپنے صوبہ کے تمام دوم تعلقداروں سے منتخب کر کے اپنی مددگاری
پر مقرر کر دیا جبکہ بعد ازاں تیرہ سو سات ہجری میں آپ نے ضلع
مستقل اول تعلقداری پر ترقی کی اور اپنی اعلیٰ قابلیت اور علی
تجربہ کے وجہ سے صاحبان ضلع میں خصوصیت کے ساتھ دیکھے جانے
لگے حتیٰ کہ سولہ تیرہ سو چار فصلی میں دوسو روپیہ کی مستقل ترقی

کے ساتھ ایک ہزار روپیہ ماہوار پانے لگے اور سلاطین اسواٹھارہ ہجری میں منصرم صوبہ دار کر دئے گئے اور اب بحکم خاص اعلیٰ حضرت بندہ متعالیٰ مدظلہ العالی سالم ماہوار کے ساتھ قایم مقام صوبہ دار اور ماہوار پاتے ہیں۔ صوبہ گلبرگہ آپ کے تفویض ہے۔ بہت بڑی صفت آپ کی یہ ہے کہ اپنے مالک کی رضا جوئی کے ساتھ رعایاے صوبہ کے سچے خیر خواہ اور طرف دار ہیں۔ اور فرایض خدمت میں نیک نام۔ (۷۷) عہد القادر خان نالیطی۔ ابن احمد عبد اللہ بنیرہ محمد اکرام خان آصف جاہی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں ابتداءً آپ کو بیجاپور کے وقائع نگاری کا عہدہ تفویض تھا اور پھر آصف جاہ ثالث نور اللہ مرقدہ کے عہد مبارک میں آپ چار صدی منصب اور خانی و بہادری کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور معاش جاگیری سے ممتاز۔ مولف تاریخ نے نواب نصرت جنگ بہادر کے دفتر میں اس اصل سند کو دیکھا ہے جس کے ذریعہ سے آپ کو اعزازات متذکرہ بالا ملے تھے آپ کی قابلیت مسلمہ تھی۔ نہایت ذی خلق اور سادہ روش امیر تھے۔

(۷۸) مولانا عہد اللہ الشہید نالیطی۔ بن نظام الدین احمد کبیر

قاضی حسین لطف اللہ شافعی علماء قوم سے گزرے ہیں۔ مصنف تاریخ احمدی اور مولف گلستان نسب نے لکھا ہے کہ آپ فاضل اجل اور سالک طریقت تھے۔ حکومت وقت نے قلعہ داری تار پتری کا عہدہ آپ کو عطا فرمایا تھا۔ جہاں باغیوں کے مقابلہ میں آپ کو شہادت کا مرتبہ ملا۔ اوسی مقام کے جامع مسجد میں آپ کا مزار ہے۔

(۷۹) مولانا عبد اللہ نالٹی۔ الخاطب بہ محترم الدولہ نجفی میر عسکری خان سالار جنگ بہادر ابن مولوی عبدالقادر مغفور امرا مشاہیر سے گزرے ہیں۔ آپ کو دربار والا جاہی میں بخشی فوج کا عہدہ تفویض تھا بڑے ہی دیندار پرہیزگار اور باخدا شخص تھے علم حدیث میں مستند مانے جاتے تھے۔ ۲۶ محرم ۱۲۶۷ بارہ سو سرسٹہ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ رئیس وقت امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور کو آپ کی رحلت کا سخت صدمہ ہوا۔ آپ کی سوگوار میمنہ تین دن تک شاہی نوبت خانہ کی نوبت موقوف رہی۔ والی ریاست نے بنفس نفیس آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی میلہ پور کے قدیم جامع مسجد میں آپ دفن کئے گئے۔ اور اپنے فضائل علوم کا سچا یادگار نصیب

ذیل کے ذریعہ سے چھوڑ گئے (۱) اسماء الرجال صحیح مسلم (۲) شرح ہمام مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) در الثمین فی شرح الاربعین نووی مصنف تاریخ احمدی نے یہی آپ کا احوال لکھا ہے۔

(۸۰) عبداللہ خان نایطی۔ چودہری لقب المخاطب بہ فیروز جنگ عالم گیری بن محی الدین علیخان بن محمد غوث نواز خان بن مولوی محمود علی خان قاضی بیجا پور بن غلام حسین خان بن غلام محمد خان بیجا پور امرائے مشاہیر سے گزرے ہیں۔ آپ کا مفصل احوال اور آپ کی مراد کے کارناموں کو مصنف ماثرا الامرائے نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ شیخ فرید بکری نے بھی اپنی تالیف ذخیرۃ القوائین میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ بعض مصنفین نے آپ کو حضرت خواجہ عبداللہ ناصر الدین احرار قدس سرہ کے احفاد سے قرار دیا ہے مگر مولف نے آپ کے افرا خاندان سے جس قدر تحقیق کی اوس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ شیخ قریش نایطی تھے۔ مصنف رسالہ انساب النایطی نے صراحت کے ساتھ آپ کے خاندان کا سلسلہ بیان کیا ہے۔ ابتداؤ آپ کا تعلق شانہراؤ سلیم سے راجہاں آپ کو خانی کا خطاب اور دیر ہزار می منصب

حاصل ہوا اور پہر رفتہ رفتہ آپ نے منصب شش ہزاری اور علم و
نقارہ سے سرفراز ہو کر خطاب فیروز جنگ سے افتخار حاصل کیا بیچ
کہ اکثر آپ کو تبنیہ زمینداروں کے خدمات تفویض ہوئے ہیں اور
وصول چوتہ (چوتہائی محاصل) میں آپ کو بڑی کامیابی حاصل
ہوئی تھی اہل دربار نے آپ کو (چوتہ دہری) سے موسوم کیا یعنی
جس زمیندار پر آپ بھیجے جاتے تھے اوس سے چوتہ کی رقم حکمت
عملی کے ساتھ دہر والیتے تھے۔ چودہری کا لقب اسی (چوتہ دہری)
کا مخفف ہے۔ بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ مختلف لڑائیوں میں ان
سے پانچ لاکھ نفری کو اپنے اسلام سے مشرف کیا ہے جس پر آپ نے بعض
اوقات میں فخر کیا ہے۔ آپ کے رحلت کے بعد آپ کے فرزند محمد علی خان
بہادر داراشاہ کے ملازم رہے۔ اور ان کے فرزند عبداللہ خان صاحب
جنگ اورنگ آباد کے قلعہ دار ہوئے اور آپ کے صاحبزادے حکیم
محمد سعید خان بہادر نواب عظیم الدولہ حاکم کرناٹک کے خاص طبیب
اور آپ کے خلف الرشید حکیم عداقت علی خان بہادر نواب اعظم جا
بہادر فرمان روائے کرناٹک کے اسٹاف سرجن اور آپ کے صاحبزادے

مہتمم الدولہ بہادر طبیب دربار امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک گزرے ہیں۔ درجہ آخرین کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ (۸۱) مولانا حاجی عبدالوہاب نایلی۔ المخاطب بہ مدارالام۔ مدبر الملک مختار الدولہ وزارت خان ارسطو جنگ نام اور علماء اور امرائے قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے والد ماجد مولوی محمد غوث المخاطب بہ شرف الملک بہادر بن مولوی ناصر الدین محمد نایلی غفرلہ ولا سلافہ کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کی ولادت بتاریخ ۵ ربیع الثانی الاول سن ۱۱۸۰ ہجری بمقام مدراس میں واقع ہوئی آپ نے مختصرات و مطولات عربیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور دیگر فضلاء وقت اور علمائے معاصرین سے فرمائی علم حدیث میں صاحب سند اکمل العلماء سے ملقب تھے والی کرناٹک نے آپ کو مدارالمہامی کی خدمت عطا فرمائی اور اعزازات خطابی سے ممتاز فرمایا ایام ملازمت میں دوبار زیارت مقدسہ حرمین شریفین زاد سماء شرفاً و تعظیماً سے مشرف ہو چکے ہیں باوجود اس قدر ثروت کے آپ کے اوقات کا بڑا حصہ عبادت الہی اور تالیف و تصنیف میں صرف ہوتا رہا

تاریخ ۵۔ ربع الاول ۱۵۷۷ء بارہ سو پچاسی ہجری روز جمعہ کہنے
 رحلت فرمائی آپکی تصانیف مندرجہ ذیل کا عمدہ یادگار ہیں
 زمانہ میں باقی ہے (۱) اکمل الوسیل لرجال الشمال للترید
 (۲) کوکب البدریہ منتخب احادیث مجاستہ الدنیوریہ (۳) سال
 فی علم الجغرافیہ (۴) کشف الاحوال عن نقد الرجال در اسماء ضعفا (۵)
 بدور الغرہ فی اسماء القراء العشرہ (۶) ہنایتہ السؤل فی مناقب
 ریحانۃ الرسول (۷) خلاصۃ البیان شرح عقاید جامی (۸) کاشف الریاض
 الی الورقات فی اصول الفقہ (۹) ترجمہ درود شمال (۱۰) ہتہ الی
 مع حواشی در فقہ شافعی (۱۱) سند الزاہرین فی رد الوہابین (۱۲)
 ترجمہ بعض ابواب اذکار امام نووی رحمہ (۱۳) سفرنامہ حرمین یسیر
 مصنف تاریخ احمدی نے آپکا احوال لکھا ہے۔

(۸۲) شمس العلماء۔ مولانا۔ قاضی عبید اللہ نایلی۔ شافعی
 خلف الرشید امام العلماء۔ قاضی الاسلام بدرالدولہ قاضی الملک
 دادرس خان ستعد جنگ بہادر علماء مشاہیر قوم سے ہیں۔ اس خان
 مکرمت نشان کا اعلا یادگار آپ ہی کی ذات ستودہ صفات سے

قائم ہے۔ فی زمانہ محلہ رانی پٹیہ متعلقہ شہر مدراس میں آپ کا مقام ہے
برٹش حکومت کے زمانہ میں بھی صوبہ مدراس کی قضاوت کا متبرک
عہدہ آپ کے تفویض ہے۔ علوم دینیہ کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ الموسوم
بدرسہ محمدیہ اپنے اپنے دولت خانہ پر قائم کر رکھا ہے جس کی بدولت
متعدد افراد فیضیت کا رتبہ حاصل کر چکے ہیں۔ مولف تاریخ نے زمانہ
سفر مدراس میں آپ کے مدرسہ کو دیکھا ہے۔ اور آپ کی ملاقات کا شرف بھی
حاصل کیا جو فی زمانہ مدراس پریسڈنسی میں آپکا وجود مسلمانوں کے لئے
باعث خیر و برکت ہے۔ برٹش انڈیا نے آپ کے ذاتی فضایل اور کام
کے لحاظ سے بتاریخ ۲۲ جون ۱۹۱۸ء ہمارے دوستانوں عیسوی آپکو
شمس العلماء کا خطاب عنایت فرمایا۔ مصنف صحیفہ رزین نے اپنی
میش بہا تصنیف میں آپکا احوال لکھا ہے۔ تاریخ احمدی میں بھی آپ کا
تذکرہ ہے۔ رسائل (۱) گلزار سعادت و احوال ائمہ اثنا عشریہ و خلفاء
راشدین (۲) فقہ شافعی المسمی بہ کفایتہ المتعلم (۳) ربیع الانوار (شرح
احادیث ولادۃ) (۴) رسالہ فی النحو (۵) تحفۃ اللیب فی فعل الحبیب
صلی اللہ علیہ وسلم (۶) فتاویٰ و تکفیر منکر عروج حبیبی و نزول عیسیٰ علیہ السلام

آپ کی تصانیف سے ہیں

(۸۳) نواب غریز الدین خان نالیٹی۔ مامون لقب المہم
 بہ غریز یا جنگ بہادر بن نواب فیاض الدین خان مشرف جنگیہ
 بن محمد غریز الدین خان بن محمد قایم خان بن محمد سلطان مامون۔ امرے
 قوم سے ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ محمد سلطان مامون۔ نام آوروں سے
 گزرے ہیں جنکو پنڈت پڑ دمان والی پونہ کے دربار سے مامون کا لقب ملا
 تھا اس لقب کی بدولت آپکا رتبہ والی ریاست کے مامون کے مساوی سمجھا
 جاتا تھا۔ محمد سلطان مامون کے جد محمد ابراہیم خان بہادر کو حضرت مغفرت
 نواب آصف جاہ اول نور الدین مرقدہ کے ہمراہین سے تعلق تھا۔ محمد ابراہیم
 خان بہادر کے پوتوں سے محمد بدیع الدین خان بہادر اور محمد ہاشم خان
 بہادر نے اپنے آقائے نعمت کی جان نثاری کا شرف حاصل کیا۔ محمد
 سلطان اپنے بھائیوں کی شہادت سے برداشتہ خاطر ہو کر پونا چلے گئے
 اور پھر حضرت مغفرت مآب کے اشارہ سے لوٹ آئے۔ پانگل اور
 سرننگ پٹن اور شورا پور کے سفر میں بحیثیت سرکردہ سوران شاہی
 آقائے نعمت کے ہمراہ رہے۔ آپ کی رحلت کے بعد محمد قاسم خان و محمد

دایم خان آپ کے دونوں فرزند ابابائی حقوق اور اعزازات کے ساتھ صوبہ برار میں جاگیرات سے سرفراز ہوئے۔ محمد قایم خان کے فرزند محمد عزیز الدین خان کے زمانہ میں صرف منصبی معاش قایم رہی۔ محمد عزیز الدین خان کے صاحبزادے فیاض الدین خان مشرف جنگ کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مصنف تنک آصفیہ نے یہی ان واقعات کا تذکرہ لکھا ہے۔

فیاض الدین خان مشرف جنگ کے فرزند ارجمند نواب عزیز الدین خان ہیں جن کو ۱۲۶۱ھ تیرہ سو سولہ ہجری میں حضرت بندگانِ عالی متعالی مدظلہ العالی والی ریاست حیدر آباد کے دربار سے خانی بہادری کے ساتھ نواب عزیز یار جنگ کا خطاب مرحمت ہوا ہے۔ آپ نہایت لایق اور ذی استعداد شخص ہیں۔ فن سخن سے کامل پچسپی رکھتے ہیں بغیر متخلص فرماتے ہیں۔ علاقہ صرف خاص شاہی کے نظامت عطیات کا عہدہ چار سو روپیہ ماہوار کے ساتھ آپ کے تفویض ہے۔ مصنف تنک محبوبیہ نے یہی آپ کا احوال لکھا ہے۔ آپ کی اردو شاعری کی ایک غزل بدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

با جیہدم کی دوسری فصل ۳۵۳ مشاہیر قوم کا احوال

لیکن کبھک رہا ہوں عدو کی نگاہ میں یا جلیان چکتی ہیں ابرسیاہ میں زنجیر پڑ گئی مرے پائے نگاہ میں مانند نقش پا ہوں محبت کی راہ میں کچھ تکرہ میں ہے نہ پتا خانقاہ میں	کاٹا ہوا ہوں سو کہے گو تیری چاہ میں شعلہ بھڑک رہے ہیں مری دوداؤہ میں اوس زلف پیچا پار کے اندر پیچ و خم افتادگی نے خاک میں مجھ کو ملا دیا کہو یا ہے اوس کے عشق نے ایسا نکو
---	---

(۸۴) مولوی عظیم الدین نایلی - المحاطب بہ احمد کلیم خان بہا
 المتخلص بہ عظیم ابن احمد کلیم خان نایلی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کا
 علم و فضل اور آپ کی ہمہ دانی شہرہ آفاق تھی۔ رنگینی طبیعت اور شعرو
 سخن کا مذاق آپ کی طبعزاد کے انتخاب سے ظاہر ہے جس کو امیر الہند
 نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس نے اپنی تصانیف
 تذکرہ صبح وطن و گلزار اعظم میں بیان فرمایا ہے۔ مصنف گلہ ستہ کرنا
 فرماتے ہیں کہ اواز مستعدان روزگار بود و روشناسان دربار و آخر

حال ب خطاب پدر سر فرازی یافت۔

رستم میدان عشقم مغفرم از گل کسید	ولہ	حلقہ ہائے جوشنم از دیدہ بلبل کسید
----------------------------------	-----	-----------------------------------

(۸۵) ملا علی المہایمی نایلی۔ بن مولانا شیخ احمد نایلی قدس سرہما
 بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں جن کے فضایل علوم اور مراتب سلوک
 کا احوال زمانہ پر روشن ہے۔ بمبئی پریسڈنسی میں مہایم ایک مقام ہے
 جہاں آپ کا مزار مقدس واقع ہے۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ چودھویں
 صدی عیسوی کے آخر میں بمبئی میں چار جزیرے تھے جنکو مسلمانوں نے
 فتح کر لیا اور اسی وقت سے اہل اسلام کی وہاں پر ترقی ہوئی ایک
 نیکو کی فوجوں نے مہایم (اس کو بعضوں نے مہکرتی لکھا ہے) پر قبضہ کر لیا
 تھا۔ آپ کے جدِ عربی الاصل آپ کے والد کو کنین میں مقیم تھے آپ کی
 ولادت ۱۰۰۰ھ سے ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۰۰۰ھ میں قصبہ مہایم میں
 واقع ہوئی آپ کے والد ماجد مولانا شاہ احمد قدس سرہ نے اپنے ہونہار
 صاحبزادے کی طباعی اور ذہانت اور شوقِ اکتسابیہ کو دیکھ کر آپ کی
 اعلیٰ تعلیم کے طرف توجہ فرمائی چونکہ خود ہی عربی کے بہت بڑے عالم تھے
 اسلئے باپ کی توجہ نے بیٹے کو عالم بنا دیا۔ فقہ۔ منطق۔ فلسفہ۔ حدیث
 وغیرہ علوم کی تحصیل سے بہت تھوڑے عرصہ میں آپ فارغ ہو گئے۔
 بعضوں نے آپ کا نام پیر فقیہ رکھا اور بعض لوگ آپ کو مخدوم صاحب

کہنے لگے متعدد اہل تصانیف نے اپنی بیش بہا تصنیفات میں آپ کے
فضائل و مناقب کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حقایق و شگاہ مولانا محمد باقر کا
نفختۃ الغنبرۃ میں فرماتے ہیں کہ وقد انتشأ من هذا القوم خاثر العلماء
ومشاهیر العرفاء منهم مولانا الشیخ علاء الدین ابوالحسن علی المہامی
قدس سرہ الاصفیٰ وهذا القسط الاول فی صاحب المصانیف
الفائقة والتالیف الرائقة کالتفسیر المشہور بالرحمانی الذی
لویض بمثلہ القاصی والدانی وحکی مولانا الشیخ حبیب اللہ
قدس سرہ عن مصنفہ اندہ قال قابلت تفسیری باللوح المحفوظ
وکاروارف فی شرح العوارف وشرع الخصوص فی
شرح الفصوص واستجلاد البصر فی الرد علی استقصاء
النظر لابن المطہر الحلی والنور الاظہر فی کشف
ستر القضا والقدر وشرحہ الضوء الاظہر فی شرح رسالۃ
النور الاظہر واجلۃ التائید فی شرح اہلۃ التوحید
وشرح النصوص شرحاً لا نظیر لہ وصنف فی اسرار الفقہ
ومحاسن الشریعۃ کتاباً سماہ الغام المملک العالم

باحکام حکم الاحکام و ترجمہ لمعات العراقی
 و شرحہ و ترجمہ رسالت جام جہان نما و شرحہا بشرح
 سماہ (اراءۃ الدقایق فی شرح مراۃ الحقایق)
 و امحاض النصیص فی الرد علی طاعن الشیخ الاکبر
 و غیرہا من الرسائل الحاکمۃ لطافتہ الدرس
 و کان فی العلوم العقلیۃ و النقلیۃ غایۃ و فی
 اذواق توحید الوجود و تجرید الشہود ایتہ و فی الاستغ
 فی مشاہدۃ الذات و التخلی عن ملاحظۃ الآیات
 نہایۃ۔ ظہرت منہ الکرامات الجلیلۃ و الماث
 السنیۃ و الشمایل المرضیۃ و المفاخر العلیۃ ترجمتہ
 مسطورۃ فی الزبر العربیۃ و الفارسیۃ کالجبل
 المتین للشیخ عبدالوہاب المتقی الشاذلی القادری
 و اخبار الاخیار للشیخ عبدالحق الدہلوی
 و بعض رسائل الشیخ العارف المحقق المعنوی
 السید وجیہ الدین العلوی قدس اللہ اسرارہم

(ترجمہ) اور بے شک اس قوم سے باریک بین علماء اور مشہور اولیا پیدا ہوئے ہیں کہ جن میں سے مولانا شیخ علاء الدین ابو الحسن جہامی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے بہت پاکیزہ بہید کو مقدس کرے اور ہم کو آپ کے فیوض کاملہ سے مشرف فرمائے۔ آپ کی تصانیف برگزیدہ ہیں اور آپ کی تالیفات پسندیدہ۔ جیسی کہ تفسیر رحمانی کہ جس کا مثل ادنیٰ اور اعلیٰ کی نظر سے ہنیں گزرا۔ اور مولانا شیخ حبیب اللہ قدس سرہ نے آپ سے نقل فرمایا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں نے لوح محفوظ سے اپنی تفسیر کا مقابلہ کر لیا ہے اور زوارف شرح عوارف اور شرح خصوص شرح فصوص۔ اور استجلاء البصر کہ جو استقصاء النظر مولفہ ابن مظهر حلی کی رد میں لکھی گئی ہے اور نور ازہر فی کشف سر القضا والقضاء اور اوسکی شرح موسوم بہ ضواء الاظہر اور اجلۃ التائید شرح ادلیۃ التوحید اور فصوص (مصنف شیخ صدر الدین قونوی) کی بے نظیر شرح۔ اور آپ نے اسرار فقہ اور مجالس شریعت میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام انعام الملک العلام باحکام حکم الاحکام ہے اور لمعات عراقی اور اوسکی شرح کا بھی آپ نے ترجمہ فرمایا ہے

اور نیز اپنے رسالہ جام جہان نما کا ترجمہ فرمانے کے سوا اور سکی
 شرح بھی لکھی ہے جو ارادۃ القایق سے موسوم ہے۔ اور آپ نے
 ایک اور کتاب مسمی بہ الحاض النبیہ تصنیف فرمائی ہے کہ جن
 شیخ اکبر طرح کرنے والے کا رد ہے۔ ان کے سوا آپ کی اور بھی تصانیف
 ہیں کہ جو لطافت میں موتیوں کے مثل ہیں۔ اور آپ علوم عقلیہ
 تعلیم میں انتہا کو پہنچے ہوئے اور علوم طریقت کے اعلیٰ یادگار
 اور استغراق شاہدہ ذات میں کامل الیعار اور ملاحظہ صفات سے
 کنارہ کش تھے۔ آپ سے بین کرامات اور عمدہ اوصاف اور پسندیدہ
 خصلتیں اور بزرگ صفیتیں ظاہر ہوئیں آپ کا احوال عربی
 اور فارسی کتابوں میں مندرج ہے جیسے کہ جبل متین مصنفہ شیخ
 عبدالوہاب متقی شاذلی قادری اور اخبار الاخیار مصنفہ شیخ
 عبدالحق دہلوی اور بعض رسائل مولفہ شیخ عارف محقق معنوی
 سید وجہ الدین علوی (قدس اسرارہم)
 محقق کامل مولانا رحمان علی ممبر کونسل ریوان نے اپنی قیمتی تصنیف تذکرہ
 علمائے ہند میں فرمایا ہے کہ آپ کی تفسیر کو تفسیر مجاہدی بھی کہتے ہیں

اور آپ کی تصنیفات سے ایک رسالہ ہے جس میں آیہ کریمہ
 اَلْوَٰلِکَ الْمَکْتٰبِ لَا رِیْبَ فِیْہِ دِیْ لِلْمُتَّقِیْنَ کے
 ۴۴۵۲۴۴۳۱۲ بار ذکر و تراسی لاکہ چوالیس ہزار پانسو چوبیس
 اعراب بیان فرمائے ہیں۔ صاحب اخبار الاخیار فی امر الابرار نے اپنے
 شیخ علی پیر سے موسوم کیا ہے اور آپ کے علوم ظاہری و باطنی
 اور تصانیف کا تذکرہ فرماتے ہوئے تفسیر رحمانی کے نسبت

فرمایا ہے کہ این بصفۃ ایجاز و تدقیق موصوف است و تفسیر را
 بقران امتراج دادہ است۔ حسان الہند مولانا غلام علی آزاد
 بلگرامی نے بھی اپنی بے نظیر تصنیف سجتہ المرجان میں آپ کا ذکر فرمایا
 اور آپ کی قومی تحقیق کے ضمن میں قوم نایط کا احوال برسبیل اجال
 لکھا ہے (دیکھو خاتمہ کا ضمیمہ نشان ۴) آپ کا وصال جمادی الاول
 ۱۳۵۷ھ سو پینتیس ہجری میں واقع ہوا۔ مرزا حیرت دہلوی نے
 اپنے نامی اخبار کرزن گزٹ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۷ء نمبر ۶ میں
 لکھا ہے کہ مزار مبارک ایک عالیشان گنبد میں ہے جس کی تعمیر آگلی
 ارادت مندوں نے کی ہے۔ جس کے مٹلا کبتون سے آپ کی پیدائش

اور وفات کا سال اور مختصر احوال معلوم ہوتا ہے۔ مزار شریف کے جنوب میں آپکی والدہ ماجدہ (بی بی فاطمہ مغفورہ) وغیرہ اعزاء قوم کی قبریں ہیں۔ سلاطین مغلیہ کے عہد میں اس درگاہ کی مرمت ہوئی تھی۔ عرس شریف کا مجمع ہمیشہ ۲ جنوری سے ۳ روز تک قائم رہتا ہے۔ ہزار ہا مسلمان دور دور سے آتے ہیں۔ شب میں کثرت کے ساتھ ہزار ہا قذیلین روشن ہوتی ہیں درگاہ مبارک سے ایک میل تک دور دوکانین لگی ہوتی ہیں۔ پھر اس قدر ہوتی ہے کہ کہوے سے کہو اچلتے ہیں۔ سال حال میں لارڈ لیمنگٹن گورنر بمبئی نے یہی زمانہ عرس میں درگاہ کا ملاحظہ فرمایا۔ نواب زادہ نصر اللہ خان (متولی درگاہ) آپ کے ہاں تھے۔ واپسی کے وقت متولی درگاہ کے مکان پر آپ نے ناشتہ کیا۔ حضرت ممدوح کی آل سے بعض افراد حیدر آباد میں بقید حیات ہیں جو لو کہر لقب فرماتے ہیں۔

(۸۶) ملا علی قاری نایابی۔ کوکنی قدس سرہ علماء مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ باعتبار علم و فضل اپنے معاصرین میں بڑے پایہ بزرگ تھے۔ بعض اہل تصانیف نے آپ کو پیر طریقت کہا ہے مصنف

گلستان نسب نے ہی آپ کے حالات لکھے ہیں اور آپ کے کمال کا بیان کیا ہے۔ حقایق نگاہ مولانا محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف نفۃ العنبر فی مدحت خیر البریہ میں فرمایا ہے کہ ومن هذا القوم منهل فیض الباری مولانا الشیخ علی القاری المشہور بملا علی القاری الکوکنی وهو غدا للملا علی القاری الخفی والمتاخر عنده ومن مآثره البھیة الشرح العزلی علی الغوثیہ وجدته فی غایة التہذیب والانتقان وقد تسط الکلام بالعلم والعرفان والذوق والوجدان والحجة والبرهان

(ترجمہ) اور اسی قوم سے ہیں سرچشمہ فیض باری مولانا شیخ علی قاری جو کہ ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہیں اور کوکن کے رہنے والے ہیں اور آپ ملا علی قاری خفی کے سوا ہیں اور آپ کا زمانہ ملا علی قاری خفی سے بعد واقع ہے۔ اور آپ کی عمدہ نشانیوں میں سے ایک علی شریح ہے جو قصیدہ غوثیہ پر لکھی ہے۔ میں نے اسکو نہایت تہذیب اور تحقیق میں پایا۔ اور یہہ شرح نہایت مدلل اور مبسوط طریقہ عظیم اور معرفت اور ذوق و شوق کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

(۸۷) علی دوست ٹالپلی۔ سید لقب ذہین مخلف۔ بن حکیم
 مہدی الخطاب یہ شفا دوست خان بہادر سرکار والا جاہی کے نکلوا
 اور مشاہیر قوم سے گزرے ہیں سیکڑا بارہ سو پینتالیس ہجری میں
 آپ بمقام مدراس متولد ہوئے۔ اوایل عمر میں آپ نے تحصیل علوم
 کے طرف توجہ کی آغاز شباب میں ذی استعداد و نین آپ کا
 شمار ہوا۔ آپ کی ذہانت خدا داد تھی۔ امیر الہند نواب محمد غوث
 خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے تذکرہ گلزار اعظم میں فرمایا
 کہ کلامش باوجود نوشقی لطف دار و۔ زمانہ مابعد میں آپ کی ملازمت
 کا تعلق مدراس گورنمنٹ کے صیغہ پولیس سے ہوا جہاں آپ کی کارگزاری
 اور کار فرمائی نے خوب رنگ جمایا۔ محاشل عہدہ داروں میں آپ کو
 اعزاز خاص عطا ہوا۔ قیصر ہند ادا م اللہ اقبالہم کے صاحبزادگی کے
 زمانہ میں جب آپ نے پرس آف ویلز کی حیثیت سے ہندوستان کا
 سفر فرمایا اور مدراس پریسڈنسی کو عزت بخشی تو علی دوست ٹالپلی
 بحیثیت پولیس افسر ذاتی اعزاز کی وجہ سے پرس آف ویلز کی
 آرڈلی قرار پائے مولف تاریخ باتفاق اس زمانہ میں مدراس

گیا تھا اور مجھ کو صرف آپ کی صورت شناسی کا اعزاز حاصل تھا
عالم پیری میں آپ نے رحلت کی۔ مصنف اشارات بنیش نے بھی
آپ کی ذکاوت کا اعتراف فرمایا ہے۔ آپ کے فارسی کلام کے
چند متفرق اشعار ملے جنکو بدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

گرد گل از شاخ مینائی گل شادی مرا
از بسکہ سوخت عشق بت آفری
اگر یقین نکنند یار و استبان مرا
جائے درد امن نمی بخشد زمین صحر مرا
مگر شد دخت زر و لاله از زہ کرم ام
از شرم رخت آئینہ در فکر گداز ام
چو بشنود صنم بد گمان چہ دشوار است
یک گل خود رو بود مہر درخشان صبح
پر پرواہنا بر شمع محفل باد زن باد
زانکہ روید از درون خاکستری ہزارم
تا بگردون رفت بگرد و قمر شد مالہ

مست می گشتی و پیامی فرستادی مرا
ریزد بجائے اشک سمند ز چشم ترا
بدست نازکش آئینہ را بدہ قصد
جامہ چاکلی ہائے من از بسکہ وار شہ ترا
ز سرستی در آمد آن پری و در برم ام
باید کہ ز آرایش خود دست بشو
بطالعم نظر زہرہ را استرار دہند
پیش رخ ناز من در چمنستان صبح
چو گرم جلوہ گردی فہنج رشید تا ہم
ہیچو اخگر خلعت منت نمی پوشد تنم
بر کشیدم دوش ز یاد رخ او مالہ

(۸۸) نواب علی دوست خان نایطی - ابن غلام علیخان قلعہ دار و یلور رؤسائے قوم سے گزرے ہیں۔ مصنف تو زک و لا جاہی نے لکھا ہے کہ نواب سعادت اللہ ناظم ارکاٹ کی رحلت کے بعد قوم نے با لاتفاق باقر علیخان ابن غلام علی خان نایطی کو مسند نشینی کے لئے منتخب کیا جب مراسم ادا ہوئے اور اعیان دربار نے نذرین پیش کیں تو اس وقت باقر علی خان نے مسند چوڑ کر اپنے بہائی علی دوست خان کو مسند نشین کیا۔ اور سب سے پہلے خود نذر گزرائی پھر حاضرین دربار نے اونکی پیروی کی نواب علی دوست خان نے اس قدر خوبصورتی کے ساتھ ریاست کا انتظام کیا اور درباریوں کے ساتھ اونکا برتاو ایسا عمدہ تھا کہ مخالفین کے دلون میں یہی اونکی محبت پیدا ہو گئی۔ آپ انتظام ریاست میں نہایت نیک نام رہے۔ محمد حسین خان نایطی - طاہر لقب۔ آپ دیوان تھے۔ جب حاکم پونا نے وصول مشکیش کے لئے آرکاٹ پر چڑھائی کی تو آپ نہایت استقلال کے ساتھ اس کے مقابل ہوئے اور اسی لڑائی میں آپ کو شہادت کا مرتبہ حاصل ہوا۔ مصنف ملاحظہ فرمادے۔

نے بعض من احوال نواب سعادت الد خان نایطی ناظم ارکاٹ آپ کا
اجامی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب انساب النوایط نے لکھا ہے کہ نظر
علی دوست خان درار کاٹ پنجبال کمرے کم بود و بعد شہادت
خان مغر خلف الصدقش نواب صفدر علی خان مامور بکار نظامت
شد و از سر نو انشطام آبادی منتشرہ بانضباط قوانین مرتبہ ترتیب
داد و قوم و عشایر خود را باندازہ مناسب آورد۔ محمد حسین خان
از دیوانی معزول شد و میر اسد الد خان اثنا عشری بدان عہدہ کاتبی
کردید و نتیجہ این عزل و نسب نامہ مساعد شد تا بعد کے کہ صفدر علی خان
بہادر راتباریخ ۱۵ شعبان ۱۱۷۵ء جام شہادت چشانیدند۔
(۸۹) علی رضا خان نایطی۔ المخاطب بہ ضیاء الدولہ بہادر
آگاہ تخلص روسائے قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے والد ماجد نواب
حسین دوست خان المخاطب بہ شمس الدولہ والمعروف بہ چند اصبا
کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ حضرت آگاہ نے ابتداءً نواب
حیدر علی خان کی فوج میں بخشی گری کی خدمت پائی۔ صاحب تذکرہ
صبح وطن نے لکھا ہے کہ آپ ایک دن سواران فوج حیدری کا

داخلہ ملاحظہ فرما رہے تھے ایک ایسا سوار پیش ہوا جس کی سواری کا گھوڑا ناپ میں کم تھا جب آپ نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ فوج شاہی میں یا بوون کی بہرتی قائم نہیں رہ سکتی تو دریدہ ہن سوار نے جواب دیا کہ زمانہ کے انقلاب نے میرے گھوڑے کو یا بو بنا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ سوار نے کہا کہ اوسے طرح جس طرح زمانہ نے آپ کو حکومت مستقل سے فوج جدید کا بخشی بنایا یہ جواب آپ کو سخت ناگوار ہوا آپ نے ملک کرناٹک کو الوداع کہا اور پیشوا کی دارالحکومت کا ارادہ فرمایا پہلی ہی منزل میں قضا و قدر نے آپ کو ملک باقی میں پہنچا دیا مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہیں کہ او از روسائے قوم نایاب

صاحب طبع سلیم و فکر رسا بود۔ اکثر سر معاملہ باشا ہان سخن داشت

و شاہین اندیشہ را بہ تسخیر و خشیان معانی می گماشت۔ چراغ فکر

روشنش ضیا افزائے بزم نازک خیالیست۔

قصر بلند بر رہ سیلاب کردہ ایم
چراغ مخملم آئینہ ام حسن پر نیرام

از دہر اچھے حاصل اسباب کردہ ایم
بہ ہفتاد و دہ ملت آشنا شد طبع آزاد

(۹۰) مولوی علی موسیٰ رضا نایطی۔ ہاجر لقب ابن مولوی ابو الحسن نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ دربار والا جاہی سے آپ کو احتشام خان رفعت جنگ بہادر کا خطاب اور بخشی فوج کی پیشکاری کا عہدہ عطا ہوا تھا۔ آپ نہایت ذی علم اور صاحب تقویٰ۔ قبیلہ پرور امیر تھے۔ والی ریاست کرناٹک آپ کو بطاقت اعزاز خاندانی عزیز رکھتے تھے۔ برٹش گورنمنٹ کی حکومت میں ہی آپ والا جاہی نیشن سے کامیاب رہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی محمد صبغتہ اللہ ہاجر کو مدراس گورنمنٹ نے ملازمت کا اعزاز بخشا۔ آپ نہایت قابل شخص ہیں علوم دینی کے علاوہ علوم مغربی سے بھی ماہر ہیں مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔

(۹۱) قاضی عمر شہید نایطی۔ بن حسین عرب گلی قدس سرہا بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ نیپو سلطان کی حکومت میں قضا دہونی کا عہدہ آپ کے تفویض تھا اور مدد معاشی جاگیر ہی آپ کے نام عطا ہوئی تھی۔ آپ کا علم و فضل اور زہد و تقویٰ ملکوں میں مشہور تھا۔ بعض بزرگان قوم اس وقت تک حیدر آباد میں موجود ہیں جنکو

آپ کی بزرگیوں کا اعتراف ہے آپ کے دو فرزند (۱) قاضی عبد
(۲) قاضی حسین تک قضاوت کا سلسلہ جاری رہا پھر اس خانہ
کا سلسلہ آگے نہ چلا۔

(۹۲) قاضی عمر نایلی۔ قاضی لقب بن محمد عتیق اسد مشہور
تاجرین قوم سے ہیں۔ آپ کی تجارت کا صدر مقام تعلقہ بہنگہ
صوبہ بہلی۔ لکپتی تاجرین میں آپ کا شمار ہے۔ نہایت ذی خلق
و مروت اصول تجارت سے کامل واقف شخص ہیں۔

رویت غ

(۹۳) مولوی حکیم۔ غلام احمد نایلی۔ چودہری لقب ابن
حکیم قادر محی الدین خان الخاطب بہ ہتم الدولہ سربراہ خان مہنگ
بہادر سربراہ و افراد قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے جدا علی
عبد اسد خان فیروز جنگ بہادر کا تذکرہ جدا گانہ لکھا گیا ہے آپ کا
تعلق دربار والا جاہی سے تھا آپ کو شہلا بارہ سو ستر ہجری میں
بعہد حکومت امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست
مدراں مسیح الدولہ حکمت آموز خان مسیح یا ر جنگ بہادر کا خطاب

عنایت ہوا۔ آپ فن طبابت میں نہایت باخبر اور ممتاز حکیم تھے
 آپکا حلم اور آپ کی بردباری قابلِ تعریف تھی۔ مدتِ العمر آپ
 سبک کاموں کے ساتھ خاص دلچسپی رہی۔ آخر زمانہ عمر میں آپ
 حیدر آباد تشریف لائے۔ بیدار مغز اور قدردانِ علم و ہنر وزیر
 باخبر سر سالار جنگ اعظم نے آپ کو مدرسہ طبابت سرکار نظام کے
 صدارت دینی چاہی عدم موافقت آب و ہوا کی وجہ سے اپنے
 حیدر آباد کا قیام منظور فرمایا اور مدراس واپس گئے۔ اور وہیں
 رحلت فرمائی۔ مدراس کے محلہ میلاپور میں آپکی حویلی مشہور ہے۔
 (۹۴) مولوی غلام احمد نالیٹی۔ المحاطب بہ مشاہیر خان
 قاسم یار جنگ بہادر ابن نواب مدارالامراء مغفور مشاہیر قوم
 سے گزرے ہیں سلسلہٴ بارد سوچتیس ہجری میں بمقام مدراس آپ
 متولد ہوئے۔ اوایل شباب میں آپ نے فارسی اور عربی کے
 کامل استعداد ہم پہنچائی۔ مولانا سید شاہ برہان الدین قادری
 صنۃ اللہی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی دربار
 والا جاہی میں مہتممی تقسیم تنخواہ فوج کی خدمت آپ کے تفویض تھی

نہایت ذی مروت اور خلق مجسم تھے۔

(۹۵) مولانا حکیم غلام جیلانی نایطی۔ المخاطب بہ حکیم غلام جیلانی خان ابن حکیم قادر محی الدین خان مہتمم الدولہ مشہور اطباء قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کا نسبی سلسلہ عبداللہ خان فیروز جنگ بہادر عالمگیری تک پہنچتا ہے۔ دربار والا جاہی مین سرکاری حیثیت سے آپ کی تعیناتی نواب خیر النساءیکم مغفورہ محل خاص والی ریاست کی دیوڑھی مبارک پر تھی۔ آپ کا خانگی مطب نہایت شہرت پذیر تھا۔ غرباء قوم کو آپ کے مطب سے ہر طرح پر آرام نصیب تھا۔ آپ نہایت کم سخن اور خلیق شخص تھے۔ آپ کے فرزند کو مدراس گورنمنٹ مین پولیس سپرنٹنڈنٹ کا عہدہ تفویض ہے۔

(۹۶) غلام حسین نایطی۔ الملقب بہ شہر استاد و المتخلص بہ جودت ابن محمد یار خان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ تہہ نگر مین آپ کی سکونت تھی۔ آپ کے فیضان علوم سے بہت سے لوگ بہرہ مند ہوئے۔ قومی لقب کے لحاظ سے آپ اسم با مسیح تھے۔ آخر عمر مین آپ نے دنیا داری کو ترک کر کے گوشہ تنہائی مین بسر کی

باجیہام کی دوسری فصل ۳۷۱ مشاہیر قوم کا احوال

۱۳۱۔ بارہ سو تیرہ ہجری میں وفات پائی امیر الہند نواب محمد عو
 خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار
 اعظم میں آپ کا تذکرہ اور صبح وطن میں آپ کو مجتہد اہل تشیع سے
 موسوم فرمایا ہے۔ بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ آپ نہایت نیک
 نفس غربا کے خدمت گزار اور حاجت روا تھے۔ عالم تنہائی میں
 فکر سخن کو فکر معاش پر مرجح سمجھتے تھے۔ جناب سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی مدح میں آپ نے ایک دلچسپ مثنوی لکھنی ہے جسکی
 شہرت نے آپ کے کلام کو مشاعرہ اعظم مکت پہونچایا اوسی
 مثنوی کا یہ مطلع ہے

امام و مبتلا گاہ آل الطہر	پیمبر نیست بل جان پیمبر
ولہ	
گل داغ ہم بہار نخل آہ حسرت ایجادم	بد لہا سوز و دم برز با نہا شور فریادم
چہ می پرسی صنعم ناتوانی تنک میدا	فتد از سایہ ترگان موری نخل بنیادم
ز دل تالاب سد صد جانخی از پائے میل	بدوش ناتوانی میرسد از ضعف فریادم
چو آید در تصور شترخون زیر ترگان	چکد غن از رگ نبض خیال حشمت ایجادم

بہر جا دستگاہ جلوه عشقی شدم جودت	سحاب گریہ مجنون بہاء آد فرمادم
رباعی	
در ملک جهان چوننگ و عاریم نغیر از قحط تمیز بکہ ارزان شدہ ایم	چون شرم و جبار و زگاریم غریب چون گوہر آبر و بہر دیاریم غریب
(۹۷) مولوی غلام حسین نایلی - مہکری لقب حیدری تخلص ابن محمد صادق نایلی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں آپ کو نواب سعادت اللہ خان نایلی والی کرناٹک کے دربار میں اعز خاص حاصل تھا۔ نواب بشیر الملک کے حسن توسط سے نواب نظام علی خان مغفور والی حیدرآباد کی بارگاہ میں بھی رسائی تھی۔ آخر عمر میں آپ نے بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں مقام فرمایا اور وہیں آپ کی رحلت واقع ہوئی۔ بڑے طباع اور حاضر جواب تھے اپنے زمانہ عمر کو ہر ایک مقام پر کمال خود داری اور بے غرضی کے ساتھ بسر کی شعر و سخن کا بھی مشغلہ رکھتے تھے اور حیدری تخلص فرماتے تھے۔ مصنف تذکرہ صبح وطن نے آپ کا احوال لکھا ہے۔	

صاحب گلہ شہ کرناٹک فرماتے ہیں کہ حیدر معرکہ سنخوری و شیر

صفدر رزمگاہ مغنیہ پروری استعداد جید داشت و توسن اندیشہ

راگاہ و بیگاہ بدنہال صید سخن می گماشت۔ ذکاوت طبع صفا

جوش از اندازہ بیان بیش وقوت حافظہ اش از ذکاوت

ہم یکقدم پیش۔ ذوالفقار خامہ اش باین آئین فتح خیر معنی نمایہ

نیست آئینہ ساختن کارے	صاف دل شو سکندرے نیست
-----------------------	-----------------------

(۹۸) حاجی۔ غلام حسین خان نالیطی۔ غریب لقب۔

المخاطب بہ نواب حسین یا ورنجک بہادر امرائے قوم سے گزیرے

بین۔ آپ کی حقیقی ہمیشہ حضرت مغفرت منزل نواب سکندر ^{مغفور} جا

نورالدمر قدہ والی ریاست حیدرآباد سے منسوب ہیں آپ کے

جداعلیٰ شیخ حسین کو کئی قدس سرہ مشاہیر قوم سے تھے جن کے

دوسرے پوتے نواب قطب الدین خان بہادر کو ارکاٹ کی

مدارالمہامی کا عمدہ تفویض تھا۔ حاجی غلام حسین خان باعتبار

سواد علمی اور علمی معلومات کے فرد منتخب اور نیک نفسی اور خد

ترسی کی وجہ سے برگزیدہ خلائیق سمجھے جاتے تھے۔ آپ کے پوتے

محمد قطب الدین خان وغیرہ۔ اعزاز منصب سے سرفراز ہیں۔
 (۹۹) غلام حیدر خان نالیطی۔ مخاطب بہ نواباقتدار
 جنگ جمدۃ الدولہ بہادر امرائے حیدرآباد سے گزرے ہیں۔ مصنف
 گلزار آصفیہ نے آپ کا احوال نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے
 آپ کے بزرگون کو سلطنت آصفیہ کی نمک خواری کا اعزاز حاصل
 تھا۔ اور مراتب جلید سے سرفراز رہے حضرت غفران منزل نواب
 ناصر الدولہ بہادر نور الدین مرقدہ والی ریاست حیدرآباد کے
 عہدہ مہمنت مہدین تو شک خانہ۔ فیل خانہ۔ اور فراش خانہ
 کے خدمات آپ کے تفویض تھے۔ منصب چار ہزاری و دو
 ہزار سوار اور تعلقات کثیر الماحصل کا انتظام آپ کے سپرد تھا
 صاحب گلزار آصفیہ فرماتے ہیں کہ از قوم نوابا میر سیت کشید
 مزاج کم گو۔ پر فکر۔ راست کردار راستی پسند۔ بہر کس کہ زبان
 داد مانند روز قیامت تغیر پذیر نیست۔ اخلاق حمیدہ و اشفاق
 پسندیدہ اش عالمی را فر اگر فت۔ جو کام آپ کے تفویض
 ہوتا تھا۔ آپ اوس کو نہایت سلیقہ اور رونق کے ساتھ

سراجام دیتے تھے اور بڑے نیک نفس امیر تھے

(۱۰۰) مولوی غلام دستگیر نالیٹی - قریشی لقب ابن مولوی غلام علی قریشی ابن حاجی غمت الدہ قریشی - کندا چارنجی کے پرنسپل سے ہیں جن کا احوال نمبر ۱۰ پر لکھا گیا ہے۔ آپ کو علوم مغربیہ میں اچھی مہارت ہے اور مالکزاری و عدالت کے کاموں کا کامل تجربہ رکھتے ہیں۔ سرکار نظام کے امتحانات ملکی سے فارغ اور تحصیلداری کے عہدہ سے سرفراز ہیں۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ بڑے دلنسا اور خلیق شفیق ہیں۔

(۱۰۱) مولوی غلام دستگیر نالیٹی - ابن مولوی غلام حسین مرحوم مشاہیر قوم و عمائدین حیدرآباد سے گزرے ہیں حضرت غفر المہل نواب ناصر الدولہ بہادر نور الدہ مرقدہ والی ریاست حیدرآباد کے عہد مبارک میں آپ عدالت بارادری کے ناظم تھے۔ آخر زمانہ عمر میں ریاست بیکن پٹی نے آپ کو عدالت دیوانی کی نظامت پر منتخب کیا صاحب کمالات ماہر علم و فن۔ حاضر مزاج اور بلند خیال شخص تھے۔ قانون دستگیری۔ آپ کی تصانیف کا اعلیٰ یادگار ہے۔ آپ کے چوتھے فرزند

غلام جیلانی خان مرحوم کو ریاست حیدر آباد میں منصب داری کا اعزاز حاصل تھا۔

(۱۰۲) نواب غلام دستگیر خان نالیٹی۔ مخاطب بہ نواب نصرت جنگ بہادر امراء ریاست آصفیہ سے ہیں آپ کے عم محرم نواب نظام الدین خان مغفور کو بھی نصرت جنگ بہادر کا خطاب حاصل تھا جن کو علاقہ صرف خاص کے آبائی خدمات اور جاگیرات کے علاوہ نظامت داخل و تعلقات صرف خاص کا عہدہ جلیلہ بھی تفویض تھا۔ مولف تاریخ نے آپ کی نظامت کے زمانہ میں آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ بڑے دیندار اور نیک نفس غربا پرور امیر تھے۔ ہمیشہ افراد قوم کا اعزاز فرماتے تھے۔ نواب نصرت جنگ حال ہی نہایت حوصلہ مند اور نیک طینت امیر ہیں۔ خاندانی خدمات اور اعزاز جاگیرات سے سرفراز ہیں۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف بھی حاصل ہے

(۱۰۳) مولوی حکیم غلام دستگیر خان نالیٹی۔ غیاث لقب لایق تخلص۔ ابن مولوی غلام احمد مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہیں

باجیہرم کی دوسری فصل ۳۷۷ شاہیہرم کا احوال

آپ نہایت باکمال اور ذہنی تجربہ شخص تھے۔ اطباء مستندین آپکا شمار تھا۔ مہتمم الدولہ بہادر میر محلّس اطباء و دربار والا جاہی نے بھی آپ کو سند عطا فرمائی تھی۔ نوابی مدرّس کے سرشتہ طبابت سے آپکی ملازمت کا تعلق تھا۔ صاحب تذکرہ اعظم نے آپ کے قوت حافظہ اور حاضر مزاجی کی تعریف کی ہے اور تذکرہ صبح و طین میں بھی آپکا احوال لکھا ہے۔ مصنف اشارات فیش نے بھی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپکے دولت سرا پر تعلیم فن طبابت کا خانگی مدرسہ قائم تھا جس سے فیض عام جاری تھا۔ فن سخن میں آپ کی تصنیف تذکرہ لایق کے نام سے شائع ہو چکی ہے جو آپ کی قابلیت کا اعلیٰ یادگار ہے۔ آپکی طبعاً سے ایک منتخبہ غزل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

چون لالہ داغ بردل سوزا نم آرزو	صد خانہ غم چو گل بگریبانم آرزو
روشن دلے چو شمع شبستانم آرزو	اسودہ ام بلبتر سوز و گداز ہا
اکنون چو ابر دیدہ گریبانم آرزو	ہم خندہ گشت آہ من از برق تشن
مانند قیس سیریا بانم آرزو	اندر ہواے آن بت لیلع منش دم
ہر صبح و شام خواب پریشانم آرزو	لایق زیر سایہ زلف و عذاریا

(۱۰۴) ملک غلام رسول خان بہادر نالیٹی۔ ابن ملک غلام حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہیں آپ کے جد اعلیٰ محمد علیخان بہادر دہلی کے جاگیرداروں سے تھے۔ آپکو دربار والا جاتی میں نائب بخشی یا دشاہی کا عہدہ تفویض تھا۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ بڑے ہی سنجیدہ طبیعت اور نیک نخت شخص تھے آپ کے فرزند مدراس گورنمنٹ میں سکونت پذیر ہیں۔

(۱۰۵) مولوی حافظ۔ حاجی۔ غلام رسول نالیٹی۔ ناکپوری مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ ابتداء آپکو ریاست ناکپور کے افتاء کی خدمت عطا ہوئی جس کے فرائض کو آپ نے نہایت خوبی کے ساتھ ادا فرمایا۔ رعایائے ناکپور میں آپ شاہ واعظ کے نام سے معروف تھے۔ اور آپ کے مذہبی مواظبت ملکوں مشہور رہا ہے۔ شہر ناکپور کے کووال مقرر ہوئے۔ اور مدت العمر نیک نام اور کامیاب رہے۔

(۱۰۶) نواب غلام زین العابدین خان نالیٹی۔ لوکھری الخاطب بہ نواب اعتضاد جنگ بہادر خلف الصدق نواب سالار الملک حسین دست خان ارادت جنگ امرے حیدر آباد سے

گزرے ہیں اپکا مختصر احوال مصنف کلیم سرفراز نے نیتاس و سفینس نے لکھا ہے۔ والی ریاست سرکار نظام سے آپ کو منصب دو ہزاری اور علم و تقارہ کا لوازمہ عطا ہوا تھا۔ ضلع بندی سے پہلے انتظام امانی جاگیرات میں ہی آپ کا دخل رہا۔ اور انتظام ضلع بندی سرکار آصفیہ کی مجلس میں آپ شریک رہے۔ امر اکبر حیدر آباد سے نہایت متمول اور مالدار امیرون میں آپ کا شمار تھا آپ کی خلق و مروت اور قبیلہ پروری کی شہرت اتنا بڑی ہے۔ آپ اپنی آبائی معاش جاگیرات سے مادام الحیات سرفرا رہے۔ مصنف گلزار آصفیہ نے لکھا ہے کہ نواب اغتضاد جنگ

امیر سیت جوان نخت جوان سال۔ کہن تدبیر۔ صاحب اخلاق مسلوک با اقرباء و اجبا۔ رعایا پروردادرس۔ ہموارہ حاضر و با می بود۔ نواب اکرام الدین خان اور نواب غلام جیلانی خان بہادر آپ کے صاحبزادے ہیں اول الذکر نواب نے شباب میں حلت فرمائی اور آخر الذکر نواب اپنے آبائی اعزاز کے ساتھ بقید حیات ہیں۔ اور علم سیر سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ جن کا تذکرہ مصنف

تیزک محبوبیہ نے یہی فرمایا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۰۷) نواب غلام زین العابدین خان نایطی بک
خلف الصدق نواب اکرام الدین خان بہادر بن نواب غلام زین العابدین
خان اعتضاد جنگ بہادر بن نواب سالار الدولہ سالار الملک
حسین دوست خان ارادت جنگ مشاہیر قوم اور امرائے حیدر
آباد سے ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ نواب سالار الملک مغفور کا احوال
جداگانہ لکھا گیا ہے جس سے آپ کی ذاتی خوبیاں اور محامد صفات
اور مراتب و اعزازات اور خاندانی منزلت ظاہر ہے۔ آپ کے
جد غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ کے مناصب عالیہ و
مکارم اخلاق کا احوال اور آپ کی نسبت اہل تاریخ کا خیال گزشتہ
نمبر پر بیان ہو چکا ہے۔ جن کے دو صاحبزادوں سے ایک نواب
غلام جیلانی خان بہادر ہیں جو ضلع اندور میں موضع سالورہ وغیرہ
محاصلی تقریباً ۷۰۰۰ کے جاگیر سے سرفراز اور محاسن اخلاق سے
ممتاز ہیں۔ دوسرے نواب اکرام الدین خان مغفور گزرے ہیں

جو صاحب تذکرہ کے والد ماجد تھے جن کی وجاہت اور نیک بختی اور نیک نفسی کا نقش معاصرین کے قلوب پر اتیک قائم ہے۔ نواب زین العابدین خان بہادر کو امیر ابن امیر کہنا چاہئے۔ آپ کے اعزاز و منزلت کے سوا خاندانی ثروت کے اعتبار سے ہی آپ کی آثار مسلمہ ہے۔ آپ بمقام حیدر آباد متولد ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز امیرانہ طریقہ پر ہونے کے بعد مدرسہ اعزہ میں شریک کئے گئے۔ بہت تھوڑے عرصہ میں مدرسہ عالیہ یعنی نظام کالج میں منتقل ہو کر حیدر آباد سیول سروس کلاس میں شریک ہوئے جہاں اعلیٰ درجہ میں آپ کو کامیابی ہوئی پہر قانون کے طرف اپنے توجہ فرمائی تو سرکار عالی کے جوڈیشل امتحان میں اول درجہ کی سند حاصل کی۔ قدردان گورنمنٹ نے ضلع کی مددگاری عدالت کا عہدہ آپ کو عطا فرمایا پہر صدر مددگاری صوبہ پر آپ کی ترقی ہوئی۔ بالآخر عدالت عالیہ دولت آصفیہ نے آپ کو معتمد مجلس کا مددگار مقرر کیا جس عہدہ پر اس وقت تک آپ کا رگزار ہیں۔ آپ نے ملازمت کے ہر ایک درجہ میں نہایت قابلیت اور راست بازی

کے ساتھ اپنے عہدہ کے فرائض کو ادا فرمایا۔ رعایائے حیدر آباد کے بڑے حصہ کے پاس آپ ہردلعزیز افسر ہیں آپ کے مافوق حکام آپ کو منتخب عہدہ دار خیال فرماتے ہیں۔ تین سال کے لئے فرقہ جاگیر داران ریاست کے جانب سے آپ لیس لکھو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے ہیں۔ اور اکثر سالوں میں آپ کو عدالتی امتحانات کے ممتحن قرار پانیکا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ آبائی معاش جاگیری سے بھی سرفراز ہیں۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۰۸) مولوی غلام عبدالقادر نایابی المحاطب بہ قادر عظیم خان بہادر ناظر تخلص ابن غلام محی الدین خان امرائے دربار والا جاہی سے گزرے ہیں۔ سئلہ بارہ سو ہجری میں آپ بمقام مدراس متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور پھر علوم دینیہ کی تحصیل میں مختلف فضلاء وقت سے بہرہ اندوز ہوئے عربی و فارسی میں کامل استعداد رکھتے تھے۔ جب آپ کو سرکار والا جاہی میں کتب خانہ شاہی کی ہتھی اور میر سامانی کی خدمت ملی تو تھانہ عظیم خان بہادر سے مخاطب ہوئے آخر پر وقائع نگاری ریاست

باجیہرم کی دوسری فصل ۳۸۳ منشاہیرم کا احوال

کا عہدہ بھی آپ کے تفویض ہوا۔ مدت العمر تصنیف و تالیف کا شغل رکھتے تھے مسئلہ بارہ سو تینتالیس ہجری میں آپ نے رحلت فرما لی آپ کی تصانیف کثیرہ ہے۔ بہار اعظم جاہی۔ غلہستان شرح بوستان روضہ دلکش شرح یوسف زلیخا۔ شرح سکندر نامہ۔ گلستان نسب آپ کی قابلیت کے اعلیٰ یادگار ہیں۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کی مختصر سوانح عمری کے ساتھ فارسی کلام کا انتخاب بھی لکھا ہے جو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

زہد بہتر ز شباب است تو ہم میدانی	عمر خود پا بر کاب است تو ہم میدانی
مکتبہ برستی فانی کن اے باد فروش	زندگی مثل جاب است تو ہم میدانی
غره ز بہار مشو یا برافسانہ دہر	این جهان صورت خواب است تو ہم میدانی
مصحف چہرہ خوش بنظر دار مدام	مونس د کتاب است تو ہم میدانی
ناظر بر سخن یا چہرہ دل بستی	وعدہ اش نقش آب است تو ہم میدانی

(۱۰۹) مولوی غلام علی نایطی۔ قریشی لقب المعروف بہ بخشی صاحب ناظم تخلص۔ بن حاجی عظمت اللہ قریشی مشاہیر قوم ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ غلام علیخان قریشی المعروف بہ کتا چار بخشی

یو سلطانی پیدل فوج کے وزیر تھے۔ کنڈا چار کٹری زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی جمعیت پیدل کے ہیں۔ سرنگ پٹن کے حملہ کے زمانہ میں آپ محلات سلطانی کے محافظ قرار پائے تھے۔ آپکو جاگیر می معاش کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ مصنف نشان حیدری نے آپ کا تذکرہ فرمایا، جب یو سلطان کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو محلات سلطانی کے ساتھ آپ رائے ویلور تشریف لائے اور پھر محمد پور ارکاٹ کو واپس ہو کر بقیۃ العمر وہیں رہے۔ آپ کی زندگی تک ایک ہزار روپیہ کی ماہوار پنشن اور زمینداری معاوضہ لیا کرتے تھے۔ نام جاری ہی اور اچھی سکونت کیلئے حکومت وقت نے دو باغ عنایت فرمائے۔ پنشن وزیرین کا سلسلہ الی الان آپ کے خاندان میں قائم ہے۔ مولوی غلام علی ثانی آپ کے حقیقی پروتے ہیں۔ آپ محمد پور ارکاٹ میں متولد ہوئے۔ آپ کے اکتساب علوم کا زمانہ مدراس میں گزرا۔ علوم عربیہ میں کامل اور زبان فارسی میں فردا لاثانی مشق سخن میں بلیغ الکلام ناظم تخلص فرماتے ہیں اور اہل شباب میں آپ نے سرکار نظام کی نکلزاری کا اعزاز حاصل کیا اور آخر زمانہ ملازمت میں اول تعلقدار ضلع رہے۔ اور اس وقت حسن

کا چار سو روپیہ وظیفہ پائے تین باوجود وظیفہ یابی ایک عرصہ تک آپ کو ڈپٹی کمشنری اور کمشنری صیفہ عطیات کے اقتدارات حاصل تھے۔ آپ نہایت متین غیور نیک طبیعت اور سنجیدہ مزاج بزرگ بین۔ مولف کو آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ دیوان اور کلیات نظم آپ کے فارسی کلام کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

جامہ خود چون بدین عقل پریشان و ختم تا مکر و وزم دہان بدسگال و چارہ گز راز عشق من مباد از پردہ افتد بر ملا مدعایم بود ضمن چارہ تکلف و گر فن خیالی کہ می داند چون در روزگار بے تعرض داخل نرست شد مزلا غری	جائے امان جیبے جائے جیب امان و ختم چاک صدرہ کردم و صدرہ گویان و ختم چشم بر پیراہن آن شوخ پنهان و ختم زخم دل از سوزن غار مغیلان و ختم سینه صد چاک را از نوک پیکان و ختم گوئی از تار پیکر چشم در بان و ختم
--	---

ولہ

تا پائے بنجاک من افسردہ بگرزد بیوہ طرف بالب شیرین تو گرو در کار خود بود تمنائے کشادے	وامان ز بد آموزی دشمن بگرزد مارا شکر آب است ہمانا بہ تبرزد شمشیر بکف آمد دزنخے بگرزد
--	--

از کوچہ او برد ز رشکم سوزنا صبح مطلوب شبہ ہجر تو یعنی ملک الموت برداشتے ایکاش دل خستہ ام از خاک زان بیش کہ از بہر عادت برآرم		فریاد کہ راہ من شوریدہ خضر زد در روز و صالت بدرم آمد و دزد زان ست کہ ہنگام تماشا بہ کمر زد گویم کہ یکے خندہ تختیر اثر زد
	ولہ	
نوبہا حسن او ہر جا گل افشانی کند فرض در بانان بجائے خوابد ایری بد می ستیزد با من آن کا فرزند رشک حریف جامہ خاکستری پوشم نہت گرد پا بہر خلق جنیان باقی نمائیک شر مردم و رستم زبید او شہاد و نیت مایہ ناز سکندر پیش او آید زو سجدہ کرو بیان بہر سلامش میرسد زلع او باین سید کاری ندارد و چاہی دشمن نا اہل را باشد سحران پری		پردہ ہائے چشم من از شوق دامانی کند طالع خوابیدہ ام ایکاش در بانی کند صد جفا بر حال زار من مسلمان کند تا مباد اراز من بے پردہ عربانی کند بحر اشک من اگر این مایہ طغیان کند در تہہ خاکم فرو حیف این پیشانی کند ورنہ حسنش را کف مشاطہ لاثانی کند آنکہ وقف استان یار پیشانی کند آنچہ با جان حنین من پریشانی کند آوہ آغ دیو افسون گر سلیمانی کند

تاشا یدلب بہ محفل ناظم شیوا بیان		ہر یکے در بزم دعوائے سخندان کن
	ولہ	
پاشنہ کو بان دود جانب دامان خلق جنون آفرین کرد دل سوزیم خلق ز جوش جنون خانہ خرابی کند دسفر از رہر نان ہیچ ندار ختم انغم عشق تو شد بکہ تنم خشک تر ز عزیزم گزشت آخ بعنکر سخن نفث درش کرده ام جہ فرسودہ من ملیحش مرا تشنہ آزار کرد ز در خود برون می توانم ہنہاد م بغزل گوئی وہم بہ شنا گتری		جادہ دست جنون تار گریبان من کر مک شب تاب اشع شبستان من مایہ خلق ار شود خاک بیابان من بے سرو سامانیم بہت نگہبان من گردن لاغر بود خار گریبان من کاتب و شتم بود نامقل دیوان من تا دم محشر بود بر سر ام حسان من زخم دل من بود وقف نمکان من ہست دل تنگ من گوشہ زندان من نیست چو ناظم کسی در ہمہ اقران من
رناز گر بیائے تو دامان نقادہ مگر خدا کہ چشم بتان از مرض شد	قصیدہ	بر پائے من ز رشک گریبان نقادہ یعنے کہ کار بندہ ز در مان نقادہ است

برجستہ از فلک بدر کبریا رسید
از بجزنگہ کہ زدستی بسینہ ام
جا کرده است در دل تنگم بعد فریب
زانرو کہ چہرہ تو ز مے آتشین بود
ترسم کہ شاخ کاو زمین خرویش کند
می گفتم آنچہ کرد رخسار دل حنین
از خجلیتہ کہ مہر ز روئے تو می کشد
نام و نشان خاک ز چشم ترم نماند
ہر محشر می بگر تلاش سفینہ غرق
زان دم کہ شد جلال تو نامی بروزگار
عشق تو کرد و جوش جنون عام در جہان
یا بد چگونہ بار بہنرم تو پیچ کس
می ماند اگر بعد وے شد دکن
در عہد او پیای سرشک آنقدر گراں
تیرش اگر بہ ہند رہا گرد از کمان

فریاد من چہ بے ادب الان قتادہ است
دل پارہ پارہ در برم ایجان قتادہ است
شادم کہ غمگار بزدان قتادہ است
آتش پرست شمع شبتان قتادہ است
بار محبتش بر ماں قتادہ است
آوچ کہ در میان خط جانان قتادہ است
خون در نہاد لعل بدخشان قتادہ است
زین پس محال خلقت انسان قتادہ است
اعنی بحشر چشم گریان قتادہ است
در چاہ نام یوسف کنعان قتادہ است
ہر خانہ جانشین بیابان قتادہ است
خیرت بر آستان تو در بان قتادہ است
مارا کہ زیر پای بیابان قتادہ است
چند آنکہ قیمت گہر از زان قتادہ است
دشمن بروئے خاک در ایران قتادہ است

افتادہ نیست بر صف اعدائے او شکست	نصرت بزرگ گاہ رجز خان قتادہ است
ویرا نہاز دست وے آباد ہر طرف	یک کان گوہرست کہ ویران قتادہ است
زیر محل سرایش ہنہ گنبد سپہر	تہہ خانہ کہ در تہہ ایوان قتادہ است
اعلان کفر کس نکند در زمان او	ز نار شمع بگر نہبان قتادہ است
امین چشم زخم بود خسرو دکن	پروردگار خلق نگہبان قتادہ است
پایندہ رسم سالگرہ بادشاہ را	از گوے تاگرہ بگریبان قتادہ است

(۱۱۰) مولوی غلام علی نایطی - پتور لقب - صاحب تخلص الجا
 بہ منشی الملک دبیر الدولہ اعتماد خان - عطار و جنگ ابن دبیر الملک
 مشیر الدولہ رازدار خان مجوز جنگ امراے دربار والا جاہی سے
 گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت سلسلہ بارہ سو سترہ ہجری میں بمقام
 مدراس واقع ہوئی۔ ابتداء عمر سے آپ کی ذہانت - سائے کہ نکو
 از بہار شہید کی مصداق تھی۔ اوایل شباب میں آپ نے منقولاً
 اور منقولات سے فراغ حاصل کیا۔ اگرچہ تعلیم کا سلسلہ ۲۰ سال
 کی عمر میں باسباب خاص منقطع ہوا مگر مطالعہ کتب کے ذریعہ سے اپنے
 اپنی قابلیت میں اس درجہ تک ترقی کی کہ فضلا و معاصر کی نظر پر

پڑنے لگی خصوصاً فن ادب اور فقہ شافعی میں آپ فرد فرید تھے
 فن سخن سے بھی خاص دلچسپی رکھتے تھے صایب شیرازی کے
 ہم خیال وہم قدم اور صاحب تخلص فرماتے تھے۔ امیر الہند نواب
 محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس نے اپنی بیش بہا
 تصنیف تذکرہ گلزار اعظم میں فرمایا ہے۔ زور مطالعہ اش بجائے
 رسیدہ کہ بر مطولات ہم قدر تے و اکثر اشعار جستہ بر زبان باری
 و ہمت خود پیوستہ بر ملاحظہ آن می گمارد۔ گاہ گاہ بفکر سخن می پردازد
 و خود را شرمیک محفل فصاحت منزل مشاعرہ اعظم میسازد۔ بر سائی
 فکر و جودت طبع معروفست و بہ تیزی ذہن و ذکاوت مزاج
 موصوف والی ریاست نے آپ کو اپنے دربار کا میرنشی خاص
 مقرر فرمایا اور پہر بخشی گری فوج کا عہدہ تفویض ہوا۔ مولف
 تاریخ کے نہال کو آپ کے وجود باجود سے شرف حاصل ہے
 مولف نے اپنی اوایل عمر میں اس وقت آپ کی بزرگانہ محبت کو
 بحشم خود دیکھا ہے جب کہ آپ عمر طبعی کو پہنچ چکے تھے بزرگی
 کے آثار اور علم و فضل کا قار آپ کے چہرہ سے ظاہر تھا۔ نہایت

کم سخن اور آہستہ گو تھے اور ہر ایک بات کا جواب آہستگی اور
تامل کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ فقراء اور معذورین کے ساتھ ہیکو
ہنایت انس تھا اگر وہ اگر وہ آپ کی ملاقات سے مسرور ہوتے
تھے۔ لیکن کسی نے دیکھا نہ سنا کہ آپ کا سلوک اون کے ساتھ
کیا تھا۔ نوابی کرناٹک کے خاتمہ پر مدراس گورنمنٹ نے معتد بہ
پنشن آپ کے نام جاری فرمائی جس کا سلسلہ الی الان آپ کے
خاندان میں موجود ہے۔ املاک غیر منقولہ کی آمدنی کی بذولت
آپ نے مدت العمر امیرانہ بسر کی آپ کی رحلت کا صدقہ وی لا ھیج
کے اضطراب سے ظاہر ہوتا تھا۔ عجیب بات ہے کہ آپ کی وفات
کے بعد بھی کسی نے اپنی زبان سے آپ کے سلوک کا اندازہ ظاہر
نہیں کیا۔ مدراس پریسڈنسی میں آپ کا نام اب تک زندہ ہے
نواب احتشام الدولہ بہادر آپ کے فرزند رشید اپنے نام اور
باپ کے حقیقی یا دگار ہیں۔

	ولہ	
در دلم نقطہ سویدا نیست	خال روی تو نقش جان نیست	

عہد کردم بکوئے تو زروم	شوق زلف تو مو کشان منت
ولہ	ولہ
بر تہی مایگی نئے نا لم راو پچیدہ خطش پویم	نئے بے برگ بانوائی ہست چون قلم تا شکستہ پائی ہست
ولہ	ولہ
گریہ را از دلم مدد باشد مژدہ ز ہد خشک زاہد را	خیر جا ریش تا ابد باشد گرہ دل چو سبجہ صد باشد
ولہ	ولہ
لایق روئے گہر کرد تہی باشد ہر کسی متفق مذہب سلطان باشد	خاکسار سیت سزا و صفا کاری دل شد گرفتاری صاحب گرفتاری دل
ولہ	ولہ
دورا تمام ز خلد عشق حسن گندمین رو بہ محراب حریم کعبہ مقصد بود بر روی خویش آب جیا خشک دہا بتان کیسوبروئے خود کشیدند	دستیاب نیست از میراث جہاد دل بیاد بروشن طاق نسیان اذرا آئینہ کز ملاحظات شرمسار نیست امید صبح را در شام کردند

دکم جز خواب و زوشب گر شغل نمیدارد	کہ شاید چون لیا حسن کار از فیض خواب آید
لخت دل رابستہ بر بازو طفل اشک	خیر بادش کر چشم ترمید انم چه شد
آئینہ دیدن تو تماشاے دیگر است	دار و نزار جلوه در آئینہ آئینہ

سمع

بجائز است نام من صاحب	در حقیقت منم غلام علی
-----------------------	-----------------------

(۱۱۱) غلام علی خان نایلی - کوکئی برادر سعد اللہ خان نایلی امرای دربار عالمگیری سے گزرے ہیں۔ آپ کو بلدہ ویلور کی جاگیر داری کا اعزاز حاصل تھا اور خطاب خانی سے سرفراز تھے۔ صاحب ترک والا جاہی نے آپ کے محامد صفات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ نہایت ذی علم اور تجربہ کار شخص تھے۔

(۱۱۲) غلام علی موسیٰ رضا نایلی - مڑ کے لقب۔ المخاطب بہ حکیم باقر حسین خان بہادر۔ راقی تخلص بن حکیم رکن الدین خان مغفور شافعی المذہب عمائدین قوم سے گزرے ہیں۔ سالہ گیارہ سو اسی ہجری میں بمقام محمد پور پیدا ہوئے۔ آغاز شباب میں آپ نے تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی۔ فن طبابت میں طبیب حاذق سے

مشہور ہوئے نواب عمدۃ الامرا بہادر نے آپ کو درباری اطباء میں
 شریک کیا اور خطاب خانی و بہادری سے اعزاز بخشا مصنف نتایج
 الافکار فرماتے ہیں کہ اوزاعیان قوم نایطہ است ذات برگزیدہ
 صفاتش در خطہ دلکشائے مدراس جلوۂ ظہور یافتہ در اوایل بقصبہ
 اودگیر کہ از الکائے مدراس است مدتی بخوبی قیام پذیر گردید
 و پیش امیرالدین علی کہ منتخب مدرسان آنہند بود کتب متداولہ فارسی
 کز رانید پسترعنان توسن عزمت بجانب مدراس معطوف ساختہ
 بخدمت مولوی محمد باقر آگاہ ب تحصیل علوم و فنون پرداختہ و
 صاحب طبع از جہند و فکر بلند بود و در شعر و سخن گوئے مسابقت از
 معاصرین می ربود۔ نثرش در فصاحت و بلاغت بیک ترازو میتوان
 سنجید و گہائے اشعار رنگین از بہارستان طبعش گلچینان سخن بگزید
 خواہند چید و رفتن طبابت ہم ہمارت تمام و استعداد مالا کلام داشت
 و باوصاف حمیدہ و روش پسندیدہ علم شہرت می افراشت و
 نظر بہ قابلیت ذاتی منظور نظر اکسیر اثر حضرت نواب رضوان مآب
 اعظم جاہ بہادر گشتہ بشریف مصاحبت ذخیرہ اندوز جمعیت و کامرانی

کر دید و دو ہچیشان عزت و احترام فراوان بہر سائید اتم امیر الہند نواب
محمد غوث خان بہادر والی مدراس نے اپنی تصنیفات صبح و وطن تذکرہ
گلزار اعظم میں لکھا ہے کہ زبان فارسی میں آپ کی نثر بیدل اور ظہور
کا پایہ رکھتی تھی مشق سخن میں موسوی خان فطرت کا طرز آپ کو پسند تھا
صاحب اشارات بنش نے بھی آپ کی مختصر سوانح عمری کا تذکرہ
فرمایا ہے۔ گلدستہ کرناٹک آپ کی نظم و نثر کا اعلیٰ یاد گار ہے۔
۱۷۷۷ء باراسو سنیتالیس ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کے
فارسی کلام سے صرف دو غزل ہدیہ ناظرین ہیں۔

آب از حسن ملیح تو شود کان نمک	صد فغان ز آتش عشق تو کند جان نمک
سبزہ گردید نمک ریز ز باران نمک	آمد آن کان ملاحظت عرق افشان بچمن
چاشنی گیر مذاق است از این خوان نمک	گر شود لعل شکر ریز تو شیرین گفتار
کشت دل کان نمک دیدہ نمک آن نمک	نانمک ریزی حسن تو بجا طرہ آمد
کار و انصیت ز پسند آمدہ خوان نمک	خط سبزے بنوہ بر نگین لعل کے
بارش آب بود باعث نقصان نمک	آب باز می کن اے کان ملاحظت پیار
میتوان یافت از اینجا شرف و شان نمک	غور نمش بر ہمہ چیز است مقدمہ دیا

ولہ	
کشت شاد سینه خون لعل خندان غنچہ را قبض از بخل طبیعت شد نمایان غنچہ را شاخ گل از باد باشد ہمد جنبان غنچہ را کرد بس گلگون قبا چاک گریبان غنچہ را و مبدم جوشد ز لب خون فراوان غنچہ را انچنان ضربے صبار و ریخت دندان غنچہ را کرد گل در دم نیم آفرینہ را ان غنچہ را	تنگ دل بنیم سر اسر در گستان غنچہ را دید تاشت ز رخو کرد گل صرف بہار چون بند خواہش پیش اچو نوزدان عصر میشو و آخر پریشانی بہار عشق از حدیث لعل رنگین کہ حسرت میخورد لافت کم حرفی چو ز پیش زبان تنگ او حرف خوش رایتی بد بہا انبساط آرد تمام

(۱۱۳) نواب غلام محبوب خان نایلی - قاری لقب الخطب
باقدر نواز جنگ بہادر بن غلام محی الدین خان مستقل نواز جنگ مغفور
امراء حیدر آباد سے ہیں آپ کے جد اعلا حافظ محمد حسین خان نایلی
اورنگ آباد کے مشاہیر قوم سے تھے جن کو بارگاہ خسروی سے متعدد
خدمات تفویض تھیں۔ اس خاندان کے بزرگان ذکور و اناث سے
ہر ایک فرد حافظ قرآن ہوا ہے۔ قاری کا لقب جو قوم نایلی میں
مشہور و معروف ہے غالباً اوس کا واضح یہی خاندان ہے۔ آپ کی

جدة عالیہ کالی بیگم مغفورہ کو شہنشاہ عالمگیر نے قاریہ بیگم کا خطاب عطا فرمایا تھا اور آپ کی قراءت اور خوش الحانی کو شہنشاہی بیگیا صدق دل سے سنا کرتی تھیں۔ اسی خاندان میں یہ واقعہ مشہور ہے جس کی تصدیق سال خور و افراد ذکور خاندان نے فرمائی کہ بی بی قاریہ بیگم کی مجلسِ امین بی بیوں کی جماعت کثیرہ تراویح کے لئے قائم ہوتی تھی نماز سے فارغ ہونے پر حاضرین کی تعداد بہ نسبت اندازہ جماعت بہت کم نظر آتی تھی اور خانہ باغ کے پہول صبح میں غائب رہتے تھے بی بی قاریہ بیگم کے خاص اہتمام کی وجہ سے دوسری صبح نئی چمن بندیا ہوا کرتی تھی۔ اکثر افراد خاندان کا یہ خیال تھا کہ تراویح میں جنات شریک ہوتے ہیں۔ بعض افراد قوم نے اسکے اور آثار یہی پائے لیکن کسی کو کوئی نقصان نہیں پہونچا رفتہ رفتہ اس خبر کی شہرت کی وجہ سے بعض ضعیف انجیال بی بیوں نے آنا ترک کر دیا۔ لیکن حیرت اس پر ہوتی تھی کہ جماعت کی کثرت طے حالہ قائم نظر آتی تھی جب اس خاندان کے مورث جید رآباد آئے تو حضرت (غفرانمزل) نواب ناصرالدولہ بہادر نورالدین مرقدہ والی ریاست کے مورد

الطاف رہے۔ علاقہ صرغناص سے جاگیر عطا ہوئی بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ جب سواری مبارک باغراض شکار آپچی جاگیر سے متصل روٹ افروز ہوتی تھی تو حافظ محمد حسین خان نایلی کے والدہ کمرہ سے جوا کی روٹی اور بہاجی کا سالن خاصہ کے لئے طلب ہوتا تھا اور خود بدلتا فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری غریب رعایا کی روزمرہ غذا ہے زمانہ آخر میں اس خاندان کا نشان نواب مستقل نواز جنگ مرحوم اور آپ کے حقیقی بیٹی مولوی غلام محمد مغفور سے قائم تھا دونوں برادر مدت العمر اپنے آبائی معاش جاگیری اور خدمات خاص سے سرفراز رہے۔ اول المذکر نواب کے فرزند ارجمند نواب اقتدار نواز جنگ بہادر اور دوسرے بزرگ کے صاحبزادے غلام رسول نایلی بقید حیات اور آبائی معاش سے بہرہ یاب ہیں۔ مولف کو دونوں حضرات کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ بڑے سنجیدہ مزاج ذی خلق و مروت اور سلیقہ مند افراد ہیں نمبر (۱) کو علاقہ صرغناص شاہی مین کو بہتہ کی خدمت تفویض ہے۔

(۱۴) مولوی حاجی غلام محمد نایلی۔ الخطاب بہ شرف الدلو

غلام محمد خان غالب جنگ افرائے دربار والا جاہی سے گزر رہے ہیں آپ کے والد ماجد نواب مدارالامراء بہادر کا تذکرہ اس کتاب میں جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مولوی غلام محمد کی ولادت ۱۲۷۱ء بارہ سوات تالیس ہجری میں بمقام مدراس واقع ہوئی۔ آپ نے اولیٰ شباب میں فارسی عربی کی تحصیل کی۔ پہر زیارت حرمین شریفین زاد ہما اشد شرفاً و تعظیماً سے شرف یاب ہوئے۔ شاہ عبدالغفار نقشبندی اور ملا محمد جان نقشبندی قدس اللہ سرہما سے آپ کو سبب حاصل تھی۔ دربار والا جاہی میں آپ کو دبیر خاص کا عہدہ تفویض ہوا۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر گورنمنٹ مدراس نے معتد بنشین سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ آپ اپنے قوم کے حالات متعلقہ دربار کرناٹک کے لئے زندہ تاریخ ہیں۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۱۵) غلام محمد نایطی۔ بایل لقب المخاطب بہ رضا حسین خان بہادر امراء دربار والا جاہی سے گزر رہے ہیں۔ آپ کے زمانہ شباب میں ویلور کی قلعہ داری کا عہدہ تفویض ہوا۔ والی ریاست کی توجہ

خاص آپ پر ہمیشہ مبذول رہتی تھی۔ آپ کی اعلیٰ قابلیت سے امور مفوضہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی اور خوبی کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ آپ کے خاندان کا نشان آپ کے پوتے مولوی محمد اعظم مایل سے قائم ہے جو حیدر آباد میں موجود ہیں۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ نہایت بردبار ذی استعداد صائب رائے اور خلیق شخص ہیں۔

(۱۱۶) نواب غلام محمد تقی خان نایابی۔ لوکھری لعل الخطاب بہ لشکر جنگ بہادر ابن غلام محمد تقی خان لشکر جنگ حیدر آباد کے مشہور امرائے گز بسے ہیں۔ آپ کے جد نواب حسین دوست خان سالار الملک کا احوال جدا گانہ بدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ آپ کے والد ماجد کو حضرت مغفرت مکان نواب فضل الدولہ علیہ الرحمۃ و آلہ ریاست کے دربار میں تقرب خاص حاصل تھا۔ معاش جاگری سے سرفراز تھے۔ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم حیدر آباد حضور پاک کی منزلت بڑھی ہوئی تھی۔ نہایت روشن خیال اور معاملہ دان امیر تھے۔ افراد خاندان کے ساتھ آپ کا سلوک قابل

یا دگار ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ آپ کے فرزند ارجمند نواب غلام محمد تقی خان حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والد ماجد کے اکلوتے فرزند تھے اگرچہ باپ نے بڑے آرزوؤں کے ساتھ اپنے ہوہار لڑکے کی پرورش میں نگرانی صرف کی۔ مگر تقدیر ربانی نے آپ کی کم سن میں سائیہ پردی کو آپ کے سر سے ہٹا لیا۔ آپ نے خود مختاری میں ہوش سنبھالا۔ توفیق خیر نے آپ کو اکتساب علوم کے جانب توجہ دلائی۔ اوایل شباب میں آپ کی صلاحیت اور قابلیت محض خدا داد تھی بہت ہی کم مدت میں آپ نے امتحانات مالی و عدالتی میں کامیابی حاصل کر کے اپنے آپ کو سرکار کی خدمت گزاری کے قابل ثابت کیا سرکار نظام نے آپ کو ابتداً سررشتہ عدالت میں ضلع کی نظامت عطا فرمائی اور پھر سررشتہ مال کا اول تعلقدار اور ناظم ضلع مقرر فرما دیا۔ آپ کی ملازمت کا زمانہ نیک نامی اور راست بازی کے ساتھ گزرا۔ آپ اپنے عہدہ کے فرائض کو نہایت قابلیت اور دل سوزی کے ساتھ انجام دیتے رہے اہل غرض کے دلوں میں آپ کی سچائی کا بہرہ دہ تھا۔

افسوس ہے کہ عالم شباب میں دفعۃً آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک کم سن لڑکا آپ کے گہر کا چراغ ہے۔ آپ کے بنی عم نواب غلام زین العابدین خان نایلی کے حسن توجہ سے آپ کی معاش جاگیری اور خانہ خانگی کا سارا انتظام ایک خاص کمیٹی کی نگرانی میں ہے۔ مولانا تاریخ کو آپ سے ملاقات اور محبت تھی۔ بڑے حوصلہ مند اور نیک نیت امیر تھے۔

(۱۱۷) حاجی۔ مولوی۔ غلام محمود نایلی۔ مخاطب بہ ستونی دار شرف الملک محاسب خان محتب جنگ بہادر خٹک نواب مدارالامرا بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ بتاریخ رمضان ۱۳۷۷ بارہ سوا ونیتس ہجری بہ مقام مدراس متولد ہوئے۔ علوم دینیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور عم محترم سے فرما کر سفر حج شرف حاصل کرنے کے بعد دربار والا جاہی میں آپے اعتبار کامیاب ہوئے والی مدراس نے آپ کو مستوفی الدولہ شرف الملک محاسب خان محتب جنگ بہادر سے مخاطب فرما کر نائب مدارالامرا ریاست کا عہدہ عطا فرمایا۔ آپ بڑے حوصلہ مند امیر اور رہتے

شخص تھے اپنے فرائض منصب کو نہایت سلیقہ اور خوبصورتی کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

(۱۱۸) خان بہادر مولوی غلام محمود نالہی - ہاجر لقب ہیشہ قوم سے ہیں آپ کے والد ماجد مولوی احمد حسین ہاجر سرکار کرناٹک کے ڈپٹی سیکرٹری تھے۔ آپ کے جد امجد حامد سعید خان بہادر کو میو سلطان والی ریاست میسور کے دربار میں اعزاز خاص حاصل تھا۔ آپ علوم متعارفہ زبان فارسی و عربی میں فارغ التحصیل اور علوم دینیہ کے ساتھ خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ انگریزی زبان میں آپ کی قابلیت مسلمہ ہے۔ شعر و سخن کا بھی آپ کو مذاق حاصل ہے۔ تابان تخلص فرماتے ہیں۔ فی زمانہ مدراس گورنمنٹ کے صیغہ طبابت میں عہدہ جلیلہ سے ممتاز ہیں۔ ملکی معاملات کے ساتھ آپ کی طبیعت کو خاص مناسبت ہے۔ پبلک کاموں میں آپ کا قدم ہمیشہ آگے رہتا ہے ۱۹۰۷ء اٹھارہ سو ستانوے عیسوی میں برٹش انڈیا نے آپ کو بصلہ خدمات۔ خان صاحب کا خطاب عنایت فرمایا اور ۱۹۰۷ء اوغیس سو ایک عیسوی میں خان بہادر کے آئندہ سے

سرفراز ہوئے۔ طاعون کے متعلق ایک نہایت مفید اور دلچسپ تصنیف آپ نے شائع فرمائی ہے جو پبلک کے لئے نہایت فائدہ رسان ثابت ہوئی۔ مصنف صحیفہ زرین نے آپ کا تذکرہ لکھا ہے مولف کو آپ کی ملاقات کی عزت حاصل ہے۔

(۱۱۹) غلام محی الدین نایطی۔ مکی لقب ابن فقیہ حسن مکی بن شیخ محمد مکی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ پرانے نسب ناموں سے آپ کی اتقا اور پرنسپل گاری کا پتہ ملتا ہے۔ ذی علم بزرگ نوکری کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ سالہ گیارہ سو نو دہری میں مقام تربتی آپ کی تجارت کو فروغ رہا اثنائے سفر میں جب کہ ہنگی دیکھتی کا بازار گرم تھا و فقہ آپ غائب ہو گئے۔ اہل خاندان نے آپ کی تلاش میں سرگرمی کے ساتھ کوشش کی مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ انا لہ و انا الیہ راجعون۔

(۱۲۰) غلام محی الدین نایطی۔ چوکر و لقب مشہور تاجر قوم سے گزرے ہیں جن کی تجارت کا صدر مقام کڑپہ میں واقع تھا۔ فوت کے باغات میں آپ نے ریشم کا کارخانہ جاری کر رکھا

سنہ ۱۱۰۰ھ کی طرح سوچا جس ہجری میں اوسے مقام پر آپ نے وفات پائی۔ مولف کے والد ماجد اپنے جد امجد سے روایت فرماتے تھے کہ آپ نہایت سرخ و سپید بلند۔ بالا اور زور آور شخص تھے۔ فن بنوٹ میں آپ کو اعلیٰ مہارت تھی عربی بول چال میں مشاق اور تجارتی کاروبار میں لاشانی تھے۔

(۱۲۱) غلام محی الدین نایلی۔ دہلوی لقب ابن شیخ بدھن نایلی شرفائے میوڑ سے ہیں۔ آپ کے بزرگوں کو سلطان فی علی دور بار سے تعلق تھا۔ فی زمانہ آپ تقریباً بارہ ہزار روپیہ سال کے زمیندار ہیں۔ کافی کے متعدد باغات رکھتے ہیں۔ مولف نے اکثر بزرگان قوم سے آپ کے علم و فضل اور دینداری کی تعریف سنی ہے۔

(۱۲۲) مولوی غلام محی الدین خان نایلی۔ الملقب بہ بہانہ بہونڈے و المتخلص بہ معجز ابن مولوی محمد ندیم الد نایلی۔ شافعی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت محمد پور ارکان میں واقع ہوئی۔ اوایل شباب میں آپ مدراس تشریف لائے

امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی مدراس نے اپنی تصنیف
تذکرہ گلزار اعظم میں آپ کے فضائل و کمالات کا تذکرہ فرمایا ہے
صاحب گلدستہ کرناٹک فرماتے ہیں کہ اواز قوم نایط و برنگین
خیالی و معنی یابی و در سرحد قلم و سخن مرابط است با فکر رسا و تلاش
بجا و طبع وقاد و مواد دل بہا و امتیاز نمایان در زمرہ سخن سنجان
دار و اکثر کتب متداولہ فارسی را از خدمت صاحب کمالان
این ملک خواندہ در سواد آشنائی عربی مرحلہ مواد را تا سہ منزل
قطبی و میر رساندہ از دیر یازہمت را مصروف در کتب فارسی
دارد و گاہ گاہ خاطر را بہ تسخیر غزالان معنی می گمارد۔ نواب امیر لدو
بہادر والی ریاست نے آپ کو صاحبزادہ بلند اقبال کی اتالیقی
کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ جب صاحبزادہ کی مسند نشینی کا زمانہ آیا
تو حضرت معجز کی منزلت دو بالا ہوئی۔ کئی بار آپ کے لئے
مدار المہامی کا عہدہ تجویز ہوا۔ لیکن آپ نے اس سے معافی
چاہی آخر زمانہ عمر میں آپ کو شہ نشین ہے۔ آپ کی ذات ستودہ
صفات سے شایقین علوم و فنون کو ایک عرصہ دراز تک فیض

باجیہرم کی دوسری فصل ۴۰۷ شاہ قیوم کا احوال

پہونچتا رہا آخر پر سبک نے آپ کو شہر اوستا سے ملقب کیا۔ سلاہ بارہ سو بیس ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی طبعزاد کا بڑا حصہ نعت و منقبت میں ہے۔ شہسوی مناجات۔ دیوان معجز۔ قصاید معجز یہ تین تصانیف آپ کی اعلیٰ یادگار ہیں صاحب گلستان نسب نے آپ کا مفصل احوال لکھا ہے۔ آپ کے کلام کا متفرق انتخاب تذکرہ صبح وطن سے لیا گیا ہے۔

بازج مدعا غواہی گرازا امداد او دستے	برنگ استین کو تہ کن از ہزار زو دستے
ز چاک سینہ پر وائے ندامت میخام	کہ دار و تیر فر گانت چو چاک اندر خود
تمیز حق و باطل کے بود در مشرب و حد	بود مصعب بیک دست من و اندر سبوت
شہود منت از باب کرم را منفعل وار	کہ از کف میگزارد موجہ دریا برد دستے
ز پا افتاد گویا ہم چشم کم مبین ہرگز	کہ وار در گردن بردا من آن ہارود
چہاں بالا نگرد منصب شمشیر اتالی	کہ دار معجز ماورد عایش موبود

ولہ

کشیدم سر ز اوج عرش ہم یک نیزہ بالائے	بنجاک آل احمد تا چو متحبز جیبہ سا گشتم
(۱۲۳) حاجی مولوی۔ غلام نقی نایطی۔ پتور لقب المناطب	

بجیہ الدولہ بجیہ الملک میر عسکر خان سالار جنگ بہادر امرائے دربار والا جاہی سے گزرے ہیں۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ نہایت سلیم الطبع۔ خلیق۔ ذی علم۔ صاحب مروت امیر تھے۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے آپ کو وظیفہ لایفہ سے ممتاز کیا۔ آپ کی صحبت میں ہمیشہ علماء اور فضلاء جمع رہتے تھے مولف نے جب کبھی آپ سے ملاقات کی ہے۔ آپ کو نہایت خیر و برکت کے ساتھ پایا ہے۔ ۷۰ سال کی عمر میں اپنے رحلت فرمائی۔

ردیف

(۱۲۴) فاضل خان ناپٹلی۔ بن مولانا جید مرحوم بن مولانا محمود مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ بعض اہل تصانیف نے آپ کو فضایل خان سے موسوم کیا ہے۔ آپ کو سلطنت سیجا پور میں وزارت کا عہدہ حاصل تھا۔ اور پھر ریاست کرنول میں بزمانہ حکومت الف خان بہادر۔ صدر الصدور مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنی زندگی کا زمانہ نہایت آب و تاب کے ساتھ ختم فرمایا تھا فضایل خانی آپ کی قابلیت کی اعلیٰ یادگار ہے۔ آپ کے فرزند

قاضی احمد کبیر نایلی کو ریاست بیگن پٹی کی قضائت کا عہدہ تفویض ہوا جن کے فرزند قاضی محمود بھی اوسی مقام کے قاضی رہ چکے ہیں۔ آپ کے گہر کے چراغ قاضی احمد صغیر اور آپ کے صاحبزادے قاضی شاہ محمد صبغۃ اللہ کیے بعد دیگرے برابر اوسی عہدہ سے سرفرا رہے۔ مولوی محمد عیدروس قاضی القضاۃ بیگن پٹی شاہ محمد صبغۃ اللہ کے فرزند تھے۔ آپ کے سلسلہ اولاد میں قاضی محمد عباس نایلی کے نام اب تک قضائت کی جاگیر مسمسے بہ سرفراز پور بجال اور برقرار ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) محمد صبغۃ اللہ نایلی (۲) محمد حبیب نایلی سرکار نظام کے سررشتہ صرف خاص میں ملازمت کا اعزاز رکھتے ہیں جن کے ساتھ نواب صولت جنگ بہادر کے بہنیں مشہور ہیں۔ مولف تاریخ کو ہر سہ حضرات اخیر الذکر کی ملاقات کاشرف حاصل ہے۔ قاضی محمد عباس نایلی نہایت بزرگ اور خلیق شخص ہیں اور اپنے خاندان کے لئے زندہ تاریخ کا حکم رکھتے ہیں۔ مولف کو آپ کی ذات ستودہ صفات سے بہت سے حالات کی دریافت میں مدد ملی۔

(۱۲۵) مولانا فخر الدین نایطی الملقب بہ مہکری دیلوری قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے فضائل کا تذکرہ مصنف گلدستہ کرناٹک نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ذات مقدس ایشان بجا و عرفا و ارشاد فیض رشادش سند علما و حکماست جامع اقسام فضایل معنوی و صوری و مصدر کمالات باطنی و ظاہری بود و در بلده ویلور سکونت داشت و ہمت والا ہمت خود را بہ ترویج و قایم اسرار علم و حکمت و لطایف حقایق و معرفت می گماشت از قوم نایطہ بود و عرفاء این طایفہ۔ بسیارے از مردمان از انفس تقدس اقتباس بہرہ و رمذارج کمال کر دیدند و راہ یاب جاوہ سلوک و طریقت و ارشاد شدند۔ بعض بزرگان قوم اپنے چشم دید واقعات کو بیان فرماتے ہیں کہ مولانا فخر الدین مغفور ایک شب زندہ دار بزرگ تھے۔ رات اور دن میں کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں طالبان حقیقت اور سالکان طریقت سے ایک دو بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر نہ رہتے ہوں حاضران بارگاہ میں ہمیشہ خاموشی نظر آتی تھی۔ بہت کم لوگوں نے آپ کو گفتگو فرماتے دیکھا ہے۔

چہرہ مبارک سے ہمیشہ بیخود سی کے آثار عیان تھے۔ جذبہ میں کہی
کہی کچھ نظم ہی ارشاد فرمادیتے تھے۔ صاحب گلہ ستہ کرنا کٹنے
آپ کا تخلص بیخود لکھا ہے۔

(۱۲۶) فخر الدین خان نایلی۔ مخاطب بہ امین الدولہ امانت
خان نگہدار جنگ بہادر امرائے دربار والا جاہی سے گزرے ہیں
آپ کو سرکار مدوح میں نیازات اور باورچیانہ کی مہتمی کا عہدہ
تفویض ہوا اور میر سامان کہلاتے تھے۔ آپ کی امانت داری
اور کفایت شعاری پر والی ریاست کو ہر طرح پر بہرہ تھا۔
سفر و حضر میں آپ ہمیشہ اپنے اقاے نعمت کے ہمراہ رہتے تھے
آپ کی حوصلہ مندی اس وقت ظاہر ہوتی تھی جب کہ کسی عالیشان بقعہ
میں شاہی کروفر کے ساتھ ضیافت کا دسترخوان وسیع ہوتا تھا بعض
بزرگان قوم فرماتے ہیں کہ جس خاموشی اور سلیقہ کے ساتھ خاصہ
چنا جاتا تھا اور جس تکلف اور سیر حشمتی کے ساتھ اوس کا سامان
مہیا رہتا تھا اوسکی لذت صرف تاریخ اور راق اور زندہ تاریخ
کی زبانوں پر باقی ہے۔ زمانہ حال کی پر تکلف تقاریب میں

یہی وہ حلاوت نظر بہنیں آتی۔ نواب مغفور کو ان چیزوں کے سبب خاص دلچسپی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ کے دربار میں بعض ایسے افراد بھی جمع تھے جیسے فخر الدین خان نایلی۔ جو اپنی ہی آپ مثال تھے۔ آپ نہایت کم سخن اور متین اور کار فرمائی میں ممتاز بڑے باریک بین اور عجیب انداز کے شخص تھے۔

ردیف

(۱۲۷) مولوی حکیم قادر علی نایلی بیہوش تخلص بن محی الدین احمد خان بن محمد عبداللہ المحاطب بہ قادر علی خان مغفور مشاہیر قوم کزرے ہیں آپ سلا بارہ سو ستائیس ہجری میں بمقام مدراس متولد ہوئے۔ جنابے لانا قاضی ارتضا علیخان مغفور کے فیضان صحبت سے آپ کی علمی معلومات نے نمایان ترقی کی عربی میں فارغ التحصیل اور علم طب میں مستند مانے گئے۔ آپ کی خداداد قابلیت اور تلاش طبیعت نے علماء وقت کے دل پر آپ کا نقش قائم کر دیا تھا امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس اپنی بے بہا تصنیف تذکرہ گلزار اعظم میں فرماتے ہیں کہ برڈکا وٹیش

ہمہ آ رہا باب کمال اتفاق دارند و روشن مزاجی اور استملم میدانند	
بزور طبع در فنون جدا گانہ ہمارت میداشت و نظم فارسی را بر طرز	
بیدل می نگاشت۔ ۱۲ بارہ سو سا ہٹہ ہجری میں آپ نے جلالت	
فرمانی مصنف اشارات بنیش نے ہی آپ کا احوال لکھا ہے۔	
آپ کے فارسی کلام کا انتخاب مولف تاریخ نے تذکرہ صبح و طن سے	
لیا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی حاجی احمد علی نایابی۔ پرنس	
آف آرکاٹ کے مدارالمہام ہیں۔ جنکا تذکرہ جدا گانہ لکھا گیا ہے	
دیت شہادت ما دلا زکشا و دست طلب	نہ قصاص از بت ما طلب نہ ز عدل خدا طلب
تو چو عکس جلوه کہ اے پری بخیل دل طلب	بخیال دست خائی تو ہزار آئینہ خون شد
ز طیب عشق دو اطلب بشتاب و فنا طلب	اگر توبو ہوس شفا پئی دفع علت غم ولا
تو سوا غم طلبی بیا ز سواد وادی طلب	ہمہ نقش پایے علم بود بدل شہید تو داغها
تو چہ بیشہ کی کہ ہمیکنی ز پر کلان طلب	ز کلام پست گان بری کہ بلند نام جهان
	ولہ
دلجوئی و بیگانہ شعاری عجب از تو	بی پردہ و از ما بکناری عجب از تو
محروم ز یک بوسہ گزاری عجب از تو	لب گشت بہ تیغ تو سرا پای و ہنوزم

چون سنگ فلاخن بکناری عجب از تو	سگر شہبیر جمی خود کردی و از من
جویائے سراغ دل زاری عجب از تو	دل خاک درت گشت و گمان بست بہنو
بیہوش تو مست چہ خاری عجب از تو	بہر تو چنان ساقی ما گرم مدارست

(۱۲۸) حکیم قادر علی خان بہادر سرکار ناکپور کے مشاہیر سے
 کز رہے ہیں۔ جن کو چار سو سوار کی رسالہ داری کا عہدہ تفویض تھا اور
 اپنے ذاتی سو گھوڑوں کے سلعہ دار تھے۔ فن طبابت اور خصوص بنامی
 میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی شجاعت اور حذاقت کا تذکرہ
 الی الان بعض بزرگان قوم کی زبان پر ہے اس سے زیادہ آپ کے
 حالات مولف تاریخ کو دستیاب نہیں ہوئے۔

(۱۲۹) حکیم قادر محی الدین نایلی۔ چودہری لقب المخاطب
 بہ قادر احمد خان مہتمم الدولہ و سربراہ خان مہتمم جنگ بن محمد عبداللہ نایلی
 المخاطب بہ حذاقت علیخان بہادر بن حکیم محمد سعید خان مشاہیر قوم سے
 کز رہے ہیں۔ آپ کے جدا علی نواب عبداللہ خان عالم گیر المخاطب
 بہ فیروز جنگ بہادر کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کے جد امجد
 نواب عظیم الدولہ بہادر والی ریاست مدراس کے طبیب خاص تھے

اور آپ کے والد ماجد کو نواب اعظم جاہ بہادر والی ریاست موضع
 کے اسٹاف سیرجی کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ کو امیر الہند نواب
 محمد غوث خان بہادر فرمانروائے ریاست نے اپنا طبیب خاص
 مقرر فرمایا تھا۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کو علم و فضل و مرتبہ
 ذاتی اور اعزاز خاندانی کے لحاظ سے باعث افتخار قوم خیال کرنا
 چاہئے۔ اطباء دربار کی میر مجلسی کا عہدہ اور فوج کی میر سامانی کی
 خدمت ہی آپ کے تفویض تھی۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش
 گورنمنٹ نے آپ کے نام بیش قرآنیشن مقرر فرمائی جس کا سلسلہ
 اب تک جاری ہے۔ مولوی سلطان محمد نایطی میلا پوری آپ کی یادگار
 ہیں جن کا تعلق مدراس گورنمنٹ کے اکونٹنٹ آفس سے ہے علوم مشرقی
 و مغربی میں آپ کی مسلمہ قابلیت اظہر من الشمس ہے۔ مولف تاریخ
 نے آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ آپ بڑے نیک
 طبیعت صحیح الدماغ اور دیندار شخص ہیں۔ مدراس پریسیڈنسی بلکہ
 سارے ہندوستان کے باخبر افراد میں بہت کم ایسے لوگ ہوں گے
 جن کو آپ کے پر زور قلم اور شائستہ خیالات سے آگاہی نہ ہو اگرچہ

آپ بمقام مدراس گوشہ عافیت میں خموشانہ زندگی بسر کرے تہیں
لیکن آپ کی قابلیت عطر خود میبویہ کا مصداق ہے۔

(۱۳۰) مولانا حاجی۔ قادر مرتضیٰ حسین نایطی۔ الطالب

بہ مختشم الدولہ سالار الملک میر آتش خان مختشم جنگ ابن مولوی محمد

صفی الدین محمد خان بہادر۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ

بتاریخ ۱۹ ذیقعد ۱۲۸۵ بارہ پچیس ہجری بمقام مدراس متولد

ہوے۔ جب سن شعور کو پہنچے تو تحصیل علوم دینی کے شوق میں

متعدد علمائے مدراس سے آپ نے تلمذ کا افتخار حاصل فرمایا

جس کے بعد علم طب اور پھر تصوف میں کامل مہارت پیدا کی

سید محمد صبغۃ الہی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو بیعت تھی۔ سرکار والا

جاہ نے ۱۲۶۳ بارہ سو ترستہ ہجری میں آپ کو لوازمہ افتاب

گیری کے ساتھ بخشی فوج کا عہدہ اور سالار الملک مختشم الدولہ

میر آتش خان مختشم جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور بطحاظ علم و

فضل مدرسہ اعظم کی میر مجلسی کا اعزاز بھی عنایت ہوا۔ بدینوجہ

کہ والی ریاست کے مصاحب خاص تھے۔ اور کریم النفسی کی

صفت خداوند کریم نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔ خلائق کی حاجت برآ
مین ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔ آپ کی مخفی داد و دہش سے غرباء کو
بڑی مدد ملتی تھی۔ ۱۳۰۰ رجب الاول ۱۳۸۱ء میں سو تراسی ہجری میں
آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مقامی یادگار (مہمان سرا) پٹی
مادورم کے مقام پر اب تک موجود ہے۔ جو مقامی زبان میں مرتضیٰ
صاحب کا چہرہ کہلاتا ہے صاحب تاریخ احمدی نے آپ کا مختصر احوال
لکھا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی محمد صفی الدین نایطی سرکار
نظام کے نگوار اور نہایت صالح اور نیک نفس اور ذی علم شخص ہیں۔
رویفک

(۱۳۱) خواجہ کریم الدین خان نایطی ابن خواجہ بہاوالذخین
مغفور شاہیر قوم سے ہیں۔ آپ کا ننہالی سلسلہ محمد ابن مولانا محمد
مغفور تپو ر لقب تک پہنچتا ہے۔ سرکار نظام کی ریاست میں آپ کو
سررشتہ عدالت کے نظامت اول دیوانی بلکہ کا عہدہ
تفویض تھا۔ اور پھر صدر مددگار صوبہ ہوئے۔ فی الحال حسن خدمت
کے وظیفہ خواہ اور منصبدار ہیں۔ آپ کے حقیقی برادر خواجہ

شمس الدین خان مرحوم بھی سرکار نظام کے نگران تھے۔ مولف تاریخ کو دو نون حضرات کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ خواجہ کریم الدین خان کے خلف ارجمند خواجہ محی الدین خان نایلی سرکار نظام کے سررشتہ مال میں تعلقہ کے تحصیلدار اور بڑے نیک نفس اور لایق عہدہ دار ہیں۔

رولیف م

(۱۳۲) حاجی محمد نایلی۔ بن اسمعیل نایلی طاہر لقب مشاہیر قوم سے ہیں۔ مقام کلیکوٹ کے لکپتی تاجرین میں آپکا شمار ہے مولف تاریخ نے تجارتی مدرس سے آپ کے مکارم اخلاق اور نیک معاملگی اور واقفیت و تجربہ کاری کی تعریف سنی ہے۔ پارچہ کی تجارت میں خداوند کریم نے آپ کو برکت عطا فرمائی ہے ذی سواد شخص ہیں۔

(۱۳۳) مولوی محمد احمد اللہ نایلی۔ تانلی لقب بن مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور مولف تاریخ کے حقیقی برادر مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب و حسب ادریں

عرب کے توسط سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے آپ مدراس پریسیڈنسی کے ضلع فلورین متولد ہوئے اور اپنے والد ماجد کے ساتھ تین سال کی عمر میں حیدرآباد آئے آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اعزہ میں ہوئی اور پھر مدرسہ عالیہ میں منتقل ہوئے آغاز شبانہ میں فارسی اور عربی کی کتب متداولہ سے فارغ ہو کر انگریزی زبان کے طرف آپ نے توجہ کی اور استعداد کافی بہم پہنچائی اور زبان تلنگی میں نوشت و خواند کی کامل مہارت حاصل کر لیا بعد سرکار عالی کے سررشتہ مالگزار می کے امتحان میں کامیاب ہوئے اور پھر سرکار نظام کے جوڈیشل امتحان میں اعلیٰ درجہ کی سند پائی ابتدائاً آپ کو سر سالار جنگ ثانی وزیر اعظم حیدرآباد کے تقرب اور مصاحبت کا اعزاز ملا اور پھر وکیلہ کار آموزی کے ساتھ سررشتہ عدالت میں اٹاچی مقرر کئے گئے مختلف مواقع میں منصرمانہ طور پر منصفی عدالت پر کار گزار رہ کر آخر کار اپنے والد ماجد کے نشن پائے کے بعد ان کے عہدہ نظامت سوم صلا دیوانی بلدہ پر مقرر کئے گئے اور تھوڑے عرصہ تک عدالت

ضلع اطراف بلدہ کی مددگاری پر کار گزار رہے اور من بعد سٹی مجسٹریٹ
 درجہ سوم کے عہدہ پر منتقل اور تاریخ انتقال تک اسی عہدہ پر کار
 فرما رہے۔ رعایائے شہر حیدر آباد کا بڑا حصہ آپ کی نیک نفسی اور
 راست بازی سے واقف ہے۔ سلوک و طرقت میں نہایت ثابت
 قدم ریاضت کش شب بیدار۔ عمر کے آخری حصہ میں دنیوی کاروبار
 سے سخت متنفر اور تعلق ملازمت سے برداشتہ خاطر تھے۔ افسوس
 ہزار افسوس ایک خافل طبیب نے کونین کے دھوکے میں روح
 افیون کا سفوف آپ کو کھلا دیا۔ چون طبیب ابلہ شوہر آید قضا کا مقولہ
 صادق آیا۔ آپ کے علاتی برادر ڈاکٹر عبدالرحمن اور آپ کے
 محب صادق ڈاکٹر نواب تفضل باب جنگ بہادر اور مولف کے دلی
 دوست ڈاکٹر لارمی ناظم طبابت سرکار نظام ورزیدنسی ان تینوں
 حکیموں نے تریاقتی تدابیر میں بہت کچھ کوشش کی لیکن کوئی تدبیر مؤثر
 نہ ہوئی تین گھنٹہ کے گزرنے پر شب ہفتدہم ماہ شعبان ۱۳۵۷ تیرہ
 سترہ ہجری میں آپ دنیا سے چل بسے اور اپنے خاندان کو مفارقت
 دایمی کا صدمہ پہنچا گئے جمہ کے صبح نماز جمعہ سے پہلے حیدر آباد کے

محلہ چادر کہاٹ مسجد الماس میں دفن کئے گئے آپ کی رحلت کے جانگاہ
 صدمہ نے ہم دن کے عرصہ میں وجہ القلب کے عارضہ سے والد با
 کا کام تمام کیا۔ انا لہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے پانچ صاحبزاد
 حبیب اللہ۔ اسد اللہ۔ ولی اللہ۔ زین العابدین۔ محمد احمد صغیر سن
 ہیں۔ خداوند کریم مرحوم مظلوم کی مغفرت کرے اور یتیموں پر اپنا فضل
 کرم فرماوے۔ مرحوم کی تالیفات سے دو کتاب (۱) حسن النظائر۔
 (دو جیبٹ ہائی کورٹ سرکار نظام) (۲) شرح قانون قمار بازی ملکہ
 سرکار عالی شایع ہو چکی ہیں۔ حقیقت نجات کے نام سے فن تصوف
 میں ایک رسالہ ناتمام ہے۔

(۳۴) محمد اسد اللہ نالیٹی۔ کوکبی المقلب بہ کلان تر۔ ابن
 ملا احمد نایتہ مدار المہام ریاست بیجا پور مشاہیر قوم سے گزریے
 آپ شہنشاہ عالم گیر کے دربار میں اکرام خان عالم گیری کے خطاب
 سے ممتاز اور منصب ہزار و پانصدی و ہزار سوار سے سرفراز
 تھے۔ شہنشاہ جہان پناہ نے مختلف مواقع پر حسن خدمات کے
 صلہ میں آپ کو عطا یائے بیش بہا سے کامیاب فرمایا ہے۔ معزز

در بار میں آپ کا رتبہ فایق تھا۔ نواب صمصام الدولہ شہنواز خان نے ماثرا الامر امین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱۳۵) محمد اسد اللہ نایطی۔ کوکنی قدس سرہ ابن محمد مخدوم موبخ لقب بن محمد قطب نایطی مشاہیر کوکن سے گزرے ہیں آپ ۵۷۱ھ گیارہ سو پچتر ہجری میں ریاست کاہستری من مضافات مدزاس پریسیڈنسی میں تشریف لائے جہاں آپ کی معیشت کا کو ذریعہ نہ تھا۔ فن تصوف میں کامل العیار اور نہایت متقی و پرہیزگار تھے معاصرین مقامی کو آپ کے ساتھ خاص عقیدت تھی مدتہا اوسے مقام پر رہے اور وہیں رحلت فرمائی۔

(۱۳۶) محمد اکرم خان نایطی نام ملا احمد عربی کے خاندان سے ایک بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے اپنے نام کے ساتھ جعفری العلو اور نبویط کے الفاظ کا استعمال فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی ایک مختصر سی تصنیف (احوال القوم) میں اپنے نسب کا سلسلہ سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تک پہنچایا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن اسمعیل بن سیدنا جعفر صادق رضی اللہ

ماہنامہ کی دوسری فصل ۳۴۴ مشاہیر قوم کا احوال

تعالے عنہم سے آپ کا شبی سلسلہ ملتا ہے۔ حسب کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ ماورم کہ ہدایت رب قدیر از لوث کفر اقبنا بنو وہ بفرقہ طیبہ اسلامیہ راغب گشتہ از خواہش و مسرت خود و خواہان کنیزیت گشتہ عقد ساخت اگر بغور نظر بہ بنید و کار با سلام رستی سازند افضل و اکمل است شرعاً بحکم اتقواکم افضلکم۔ بعض نے پلو شاہ جہان آباد سے منسوب کیا ہے۔ اور بعض نے ارکاٹ سے۔ آپ کی صرف یہی ایک تصنیف مولف کی نگاہ سے گزری ہے جو زبان فارسی میں لکھی گئی ہے۔ جس میں بعض القاب قوم کے تعریفات ہیں۔ مولف نے اکثر افراد قوم کو ان بزرگوار سے ناراض اور اون کی تصنیف پر نکتہ چین اور اون کی تحقیق پر معترض پایا لیکن مقتضائے انصاف یہ ہے کہ قوم کو ایک ایسے شخص کا شکر گزار ہونا چاہیے جس نے القاب قوم کی تعریفات میں ایک مختصر سا رسالہ لکھنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ طرز بیان مصنف کی قابلیت کا نمونہ ہے اگر لایق مصنف نے زیادہ تحقیق سے کام نہ لیا ہوتا تو اسکو اس لئے مجبور سمجھنا چاہئے کہ اسکی معلومات کی حد اسی قدر تھی

ایک مورخ سے یہ امید نہ کرنی چاہئے کہ وہ صرف محامد کے بیان پر اکتفا کرے۔ طرز بیان اور تحقیق کا پایہ تالیف کی منزلت کو خود ظاہر کر دیتا ہے۔ انسان سے کسی غلطی کا سرزد ہونا کچھ تعجب خیز نہیں ہے۔

(۱۳۷) محمد اکرم خان نالیطی آصف جاہی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ اول نوراً مرقدہ کے زمانہ حکومت میں آپ مراتب عالیہ سے سرفراز اور خانی کے خطاب سے ممتاز تھے۔ ہنقصدی کا منصب آپ کو عطا ہوا تھا مولف نے آپ کی خطابی سند کو ایک بزرگ قوم کے قبضہ میں دیکھا ہے۔ بعض بزرگان قوم نے فرمایا کہ آپ میں جو صفت قابل تعریف تھی وہ راست بازی اور اپنے مالک پر جان نثاری کی صفت تھی اسی خاص صفت کی بدولت آپ نواب مغفرت مآب کی مصاحبت سے معزز ہوئے۔ آپ کا علمی سواد معمولی تھا فنون سپہ گری میں عدیم المثال تھے۔

(۱۳۸) مولوی محمد امین نالیطی۔ اکرم لقب بن قاضی امجدیطی

باجیہم کی دوسری فصل ۴۲۵ . مشاہیر قوم کا احوال

مشہور تاجرین سے ہیں۔ آپ کی تجارت کا صدر مقام بھی پرسیہ کے تعلقہ بھنگلہ پر قائم ہے۔ لکپتی تاجرین میں آپ کا شمار ہے اگرچہ آپ کا علمی سواد بہت کم ہے۔ مگر تجارت کے عملی معلومات بہت بڑے ہوئے ہیں آپ کے مداخل کی برکت اس سے ثابت ہے کہ مخارج کا موازنہ بہت وسیع ہے۔ لہٰذا کاموں میں آپ ہمیشہ حصہ لیا کرتے ہیں اور بڑے خلیق اور دیندار شخص ہیں۔ (۱۳۹) محمد امین عرب نایلی۔ بن محمد طاہر بن قاضی قضا مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ قاضی قضا کے دو فرزندوں سے محمد طاہر مغفور کا تعلق حکومت ادھونی سے تھا جہاں آپ سوار کے جمعدار تھے۔ جنکے فرزند محمد امین خان ثانی کو یوپی سلطانی دربار سے ڈبائی سو سوار اور ڈبائی سو جوانان بار کی افسری حاصل اور ادھونی کے مقام پر آپ کی تعیناتی تھی۔ جن کے فرزند محمد عیدروس خان اور آپ کے صاحبزادے محمد امین خان ثالث حیدرآباد میں گزرے ہیں اور ادون کے گہر کے چراغ غلام احمد خان نایلی بقید حیات اور معاش جاگیری سے سرفراز ہیں مواضع

کلو اکول وغیرہ محاصلی تقریباً دس ہزار روپیہ الے آلان آپکے نام بحال و برقرار ہیں۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ نہایت فہمیدہ اور ذی خلق شخص ہیں۔ آپ کو خداوند کریم نے دو صاحبزادے عطا فرمائے ہیں (۱) محمد امین خان رابع (۲) غلام محمد خان۔ مصنف تاریخ نگارستان آصفی نے محمد عیدروس خان نایطی کا مفصل احوال لکھا ہے۔ اور یادگار کہن لال میں محمد امین خان عرب اور اون کے فرزندون کا تذکرہ ہے۔ قاضی قضا کے دوسرے فرزند عرب صاحب کے پر وئے خواجہ عالم علی خان نایطی سربکار نظام کے علاقہ نظم جمعیت میں اب تک ایک باقی اور پالکی کے اغرا کے ساتھ ۷ سوارون کے جمعدار ہیں۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ بڑے آن بان کے شخص ہیں اور سپاہیانہ خیالات رکھتے ہیں۔ آپ کا خلق اور اکسار خاندانی شرافت کی خبر دیتا ہے۔ فیض محمد خان۔ اور محمد ناصر خان آپ کے دو فرزند ہیں۔

(۱۴۰) حقایق و سنگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ نایطی

شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابن محمد فرقنی مغفور مشاہیر قوم سے گزر رہے ہیں
آپ کے والد ماجد کا وطن دارالسرور بجا پور اور آپ کا مولد
بلدہ دیلور ہے۔ آپ ۱۰۷۱ھ گیارہ سوا ہٹاون ہجری میں متولد ہوئے
ابتدائی تعلیم سید ابوالحسن قرنی قدس سرہ سے پائی اور پھر طالب علمی
کے ارادہ سے ترچناپلی گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
کے فیضان صحبت سے کامیاب ہو کر سلسلہ تحصیل علوم کو اپنے
منقطع فرمایا اور صرف مطالعہ کتب پر قناعت کی۔ اوٹیس سال
کے سن میں حضرت محمد وح کے اشارہ پر بار دوم ترچناپلی کا سفر
فرمایا اور بیعت سے مشرف ہو کر علوم بہر ارباطنی سے بہرہ اندوز
ہوئے۔ قضایہ نعتیہ اور منقبت نگاری سے آپ کو بہت دلچسپی
ہتی۔ مرشد کے وفات کے بعد آپ کے ذاتی فضایل اور کمالات
کی شہرت ہوئی۔ والی مدراس نے آپ سے ملاقات فرمائی اور اپنے
صاحبزادہ بلند اقبال کی اتالیقی کے لئے آپ کو منتخب فرمایا
جاگیر معاش سے سرفراز بنی بخشی۔ دربار والا جاہی سے علماء
جواز کی خدمت میں جو مراسلت عربی زبان میں ہوا کرتی تھی

اوس کی کتابت اور اہتمام آپ سے متعلق تھا۔ فصحاء عرب نے والی مدراس کو مطلع کیا کہ کاتب مراسلات کے علم ادب سے وہ بہت مخلوط ہیں اور اپنا تعجب ظاہر کرتے ہیں کہ علماء ہند میں اس پایہ کے ادیب ہیں۔ آپ کا علم خدا داد تھا۔ آپ کی روشن ضمیری کا ثبوت مختلف مقامات اور مواقع پر ظاہر ہوتا تھا، امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کی بزرگی اور فضایل کا احوال نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ مولانا رحمان علی ممبر کونسل ریوان نے بھی اپنی تالیف تذکرہ علمائے ہند میں آپ کی تعریف کی ہے فرماتے ہیں کہ مولوی محمد باقر مدراسی علوم عجیبہ اور فنون غریبہ کے ماہر تھے علم ادب میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے فیوضِ ظاہر و باطن سے آگاہ اور آگاہِ مخلص فرماتے تھے تصنیفِ تنبیح الانکار نے لکھا ہے کہ ذاتِ ہمایونش بحلیہ فضایل و کمالات آراستہ بود و وجود باجودش بفتون عجیبہ و غریبہ پیراستہ سر و قرار باب فضل و کمال حلقہ بلند طبعان خوش خیال صاحب تصنیفات متکاثرہ و کمالات

با چپارم کی دوسری فصل ۴۲۹ مشاہیر قیوم کا احوال

باہرہ مرد میدان سخنوری و شمع ایوان نظم گستری۔ الحق درخیا بان
 کر نامک ہیموے سروے سر بر نہ کشیدہ و از گل زمین مدراس
 مثل او گلی رنگ افروز نگردیدہ بطبع نقاد و سخن پوازی درداده و ابوا
 فیوض نامتناہی بروے طالبان این فن کشادہ۔ مصنف گلستانہ
 کر نامک فرماتے ہیں کہ شرح بود و باش حضرت علامی درین جناب
 و التزام طریقہ انیقہ محبت و آداب طولی دارد کہ درین مختصر نمکجذ
 بہ بین نظر کمیی اثر مرشد کامل بحال مطلوب فایز گردید و رسیدہ
 با نچہ رسید و رعت و مناقب قصاید بسیار تخمیناً یکصد عزلیات و
 مثنویات مختصر بعد گفتہ بود و بعد وفات حضرت مرشد قدس سرہ
 ہمہ را شنای آب نمود و بعد از آن فکر سخن یک قلم ترک فرمودہ
 تا مدتہ با اختیار تخلص ہم سرے نداشت و در ابتداء سنہ
 یکہزار و یکصد و نو و شش بہ ایشار تخلص بنظم عربی و فارسی ہمت
 گماشت تصانیف فایقہ براعت اثاثہ در السنہ ثلاثہ بسک
 تدوین مسلک گردانید۔ الحاصل ام فرد در دار الملک سخنوری
 خطبہ خلافت بنام شریفش میخواند و زیباست و در اقلیم معانی

با چہارم کی دوسری جہل ۴۳۰ مشاہیر عجم کا احوال

پروری سکھ فرمان روائی با سم عالیش میزنند و بجاست۔ سہائے
فکر رسایش آسمان پرواز و شاہین اندیشہ اش فلک تازہ چمکی
با اندیشہ رسایش توام و رنگینی با طبیعت شریفش منضم و اقسام
سخن و تنگاہ قدرتش بلند و در السنہ ثلاثہ فکر بالا دستش اعجاز
کمند ساحت جناب و الایش از آن مبرا است کہ کسی اورا
بشعر و شاعری ستاید۔ بارگاہ رفیع المکانش از آن منزہ کہ ناوہی
پایہ سخن سنجی اورا سراید الخ ۲۴ نہ ذیجہ سلالہ بارہ سو بیس ہجری
کو آپ نے بہ مقام مدراس رحلت فرمائی۔ آپ کی تصانیف
کثیرہ سے مندرجہ ذیل کتب کے نام بعض کتب تاریخ سے
مولف کو ملے ہیں جو ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

تصانیف عربیہ

تتویر البصیر و البصر فی الصلوٰۃ علی البنی بذکر السیر۔ نفائس الحکات
فی ار سالہ علیہ السلام الے جمیع المکونات۔ القول المبین فی
وزاری المشرکین۔ الدّر الثقیس فی شرح قول محمد بن ادریس
دیوان عربی مسمی بالنفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ۔ تلک

عشرۃ کاملہ ہندیہ در جواب سببہ معلقہ وغیرہ۔ دیوان غزلیات
مقامتہ الشامہ الکاتوریہ فی وصف المعانی الا یلوریہ۔ مقامتہ
الخطیب العقابیہ للفرارۃ المسکینہ۔ مقامتہ ترشنا فلیہ۔ مقامہ
ارکاتیہ۔ شمایم الشامیل فی نظام الرسائل در مکاتیب عربیہ۔
مقامتہ حیدر آبادیہ ہر سہ ہر پنج مقامات حریری۔

تصانیف فارسیہ

سعادت سرمدیہ در وجوب محبت محمدیہ۔ کشف الغطاء عن بشرط
یوم الجزاء۔ شرح دیباچہ شنوی معنوی۔ ابقان فی شرح۔ غزل
اول حضرت خواجہ حافظ و دور سالہ دیگر کہ بہ بیتین اولین
شنوی تعلق دارد۔ رسالہ اتحاف السالک فی شرح کلمہ خطر یک
بیان دل ہناد شرح رباعی مستزاد۔ ایقاظ العاقلین۔ ارشاد الہامین
نغمہ بیدل نواز۔ سحر الحلال فی ذکر الہلال۔ جلاۃ البصائر فی
دلائل المناظر۔ کل الجواہر فی شرح جلاۃ البصائر۔ چار صدیر
بر کلام آزاد۔ کتاب الرسائل فیما تعلق بالاماتہ من المسایل
رسالۃ الاعلان بالاذان عند تقول العیالان۔ الاستعاذۃ

باجای ہم کی دوسری فصل ۴۳۲ مشاہیر مرقم کا احوال

بالسوال واحد القہار عند سماع ہنیق الحمار۔ شتمن الانصاف فی بیان الاعتصاف
فیما ثبت فی اخبار الشیعۃ من الاختلاف۔ رد الکذب علی الکاذب المنکر
بشراف الملقب بال صاحب۔ کمال العدل والانصاف الدال
علی العدول عن الاعتصاف۔ رسالہ النقول البدیعیہ فی اقسام
الشیعہ۔ دلائل اثنا عشریہ فی رد بعض ہفوات الامامیہ۔ رسالہ
دیگر کہ بال بعض روایات شیعہ تعلق دارد۔ رسالہ حدیث اتم علم
رسالہ کہ نہ بیت ۵ ذو شہادہ شد لقب الخ تعلق دارد۔ رسالہ
الحجۃ المعبیۃ فی الزام الشیعہ۔ رباعیات بدیعیہ در مناقب شیعہ۔ عین الانصاف
کمال الانصاف۔ معذرت نامہ آگاہی دیوان فارسی۔

تصانیف ہندیہ

ہشت بہشت معنوی در سیر شریفہ مصطفوی۔ ریاض الجنان
در مناقب عمرت عالیشان۔ تحفۃ الاجاب فی مناقب الاصحاب
فراید در بیان فوائد۔ محبوب القلوب فی مناقب المحبوب۔
تحفۃ النساء۔ بروقتہ السلام در فقہ مذہب امام الائمہ کاشف نعم
وارث علوم ومقامات حضرت نبی جناب امام شافعی مطلبی

عندہ - فراید در عقاید - گلزار عشق - قصہ رضوان شاہ - روح افزا خمسہ متحرکہ اوج آگاہی جس میں (۱) صبح نو بہار عشق (۲) ندرت عشق (۳) غرقاب عشق (۴) حیرت عشق (۵) حسرت عشق ثنوی روبرو سنگار - دیوان قصاید و غزلیات وغیرہ - ایک فارسی کلام متفرق مقامات سے منتخب کر کے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے		ملک الملوک فضلم بقباحت معانی
	دو جہان گرفتہ کلکم چو لوائے خسروئی	
	ولہ	
نگہ تارواشود ہر لحظہ سیر صد چمن کردم ز دم بر شیشہ دل سنگ کار کو بہن کردم		ہناں چشم خود تا جائے آن گل پر بہن کردم زدست عشق آن سنگین دل شیرین آہن
	رباعی	
رجان دار و بہ بند جنت اشار در بند منہ و دآمد و در ایزان ما		ایران بقیاس ہر سقیم الا فکار نشیند کہ بر طبق احادیث آدم
	غزل	
مشتبہ ہوا سینہ ام تا بان چو شست امین ست کہ در آغوش من آن ماہ گل پر بہن ست		مشتبہ بدل از شعلہ عشق تو تہمتے روشن است نہنجہ در قبلا چو غنچہ دل از جوش بالید

سر خود گیرے زاہد اگر خواہی سر خود را کہ امی شمع رو باشد بہانہ پر پردہ چشم بزعم زاہدان خشک منغر از فیض منواران	کہ اندر بزومندان شور بشکن بشکن است کہ فانوس خیاںش کو ہر شک من است زلای بادہ آگاہ خرم تر دہن است
ولہ	ولہ
زبسکہ تش ہجر تو چون شرارم سوخت ز شعلہ ریزی سوز دلم چہ می پر سی شب فراق تو مانند کاغذ کلر نیز برنگ غنچہ شاخ بریدہ دل تنگم لہید باتش حسرت دلم سپند آسا ز داغہا پر طأوس شد سراپایم چگونہ دم زند آگاہ چون کلیم آسا	بیابگرد تو گردم کہ انتظارم سوخت کہ از حرارت غم چشم اشکبارم سوخت تراوش شرہ اسے جان تن تزارم سوخت کہ داغ آن گل رعنا بہ نو بہارم سوخت ندانم از تپ عشقت چہ اضطرام سوخت فلک بشعلہ ہجران ہزار بارم سوخت فراق ہم نفسان جان بقیرام سوخت
(۱۴۱) محمد باقر نایطی۔ دہلوی لقب۔ برق تخلص مشاہیر قوم سے ہیں۔ آپ ریاست میسور کے نواح ہاسن مین کافی پلانٹری (بون کی کاشتکاری) کا کاروبار زمیندارانہ حیثیت سے فرماتے ہیں۔ آپ کے باغات کے خالص محاصل کا سالانہ اندازہ	(۱۴۱) محمد باقر نایطی۔ دہلوی لقب۔ برق تخلص مشاہیر قوم سے ہیں۔ آپ ریاست میسور کے نواح ہاسن مین کافی پلانٹری (بون کی کاشتکاری) کا کاروبار زمیندارانہ حیثیت سے فرماتے ہیں۔ آپ کے باغات کے خالص محاصل کا سالانہ اندازہ

تقریباً بارہ ہزار روپیہ کیا جاتا ہے۔ عربی اور فارسی زبان میں
 ذی استعداد ہونے کے علاوہ فن سخن سے بھی خاص دل چسپی
 رکھتے ہیں۔ دیوان برق آپ کے کلام کا مجموعہ ہے۔ مولف
 کے بعض اجاب لے کہا کہ آپ خلق مجسم اور بڑے منتشر شخص ہیں
 (۱۴۲) محمد باقر خان نایطی المتخلص بہ گوہر ابن نور الدین
 علیخان مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ دربار والا جاہی
 کے عمائدین میں آپ کا شمار تھا۔ والی ریاست نے ایک
 قصیدہ کے صلہ میں جو آپ کی فکر سخن کا نتیجہ تھا آپ کو جاگیر
 آل تغا سے سرفرازی بخشی تھی۔ آل تغائی عطیہ ایک نہایت
 مغرر عطیہ ہے جسکی بجالی کا وعدہ نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن کیا
 گیا گیا ہے بعض محققین نے اسکی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے
 کہ آل سے آل اولاد مراد ہے۔ اور متغہ زبان ترکی میں بمعنی
 مہر۔ بعض کی تحقیق ہے کہ آل کے معنے ترکی بول چال میں سرخ نیم
 کے ہیں۔ پس شاہان سلف کو جس جاگیر کی غطا اعزاز خاص کے
 ساتھ مقصود ہوتی تھی اوسکی سند پر شجرت یا سرخ لاکھ سے مہر

کی جاتی تھی اور مضمون سند میں آل تمغا کے الفاظ مستعمل ہوتے تھے مولف تاریخ نے سلطنت آصفیہ کے صیغہ عطیات میں صدا اسناد معاش آل تمغا کے دیکھی ہیں۔ جن سے اکثر اسناد شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ کے ہتین الغرض محمد باقر خان نایلی کو حید علیخان کے ہنگامہ میں تعلقہ نیلور کی فوجداری کی خدمت عطا ہوئی۔ آپ بڑے روشن مزاج اور قابل شخص تھے۔ مصنف تذکرہ اعظم نے آپ کا احوال لکھا ہے۔ صاحب اشارات بنیش نے بھی آپ کی تعریف کی ہے۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب تذکرہ صبح وطن سے ناظرین کے ملاحظہ میں پیش کیا جاتا ہے۔

اشفتہ جلوہات ادا ہا	سرکشہ قامت بلاہا
دل درخس تیغ ناز بند	انداز سلام میرزا ہا
قانون تکلم کہ وارد	آہنگ اشارت سفا ہا
سرخوش چمن از تبسمیت	گل کرد ز غنچہ ہا نوا ہا
آئینہ حسن آن پری رست	آبی کہ گہر شد از حیا ہا
ولہ	

باب چہارم کی دوسری فصل ۴۳۷ مشاہیر قوم کا احوال

نوائے آفت وقت است ساز مینوائی زنا بہ قانون فامحوسرود ہستی خوشیم گریبان جو ہس گر چاک از دست جنون سازم بگلشن از لب ہر غنچہ سر ز صوت او دی پس از طوف حریم دل بہ بیت اسد می ہم گہر از ساغر نظم اسیر خویشتن رفتم	بود آہنگ کثرت پردہ وحدت سرائی را کہ دارد وصل او در پردہ آہنگ خدائی را حریر پیودی گردد قبائے خود غنائی را صبا تا کہ دازلعل تو مشق بخوشنوائی را کنون حاجی توان گفتن غریب کربلائی را کہ موج بادہ شود سر نوشت پارسائی را
--	---

(۴۳۷) محمد باقر علیخان نایلی - مہکری لقب ابن اسد علیخان
مرحوم مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ اللہ بارہ سو گیارہ
ہجری میں بمقام ترجمانی متولد ہوئے اوایل شباب میں کتب
متداولہ زبان فارسی سے فارغ ہو کر مشق سخن کے طرف توجہ
کی۔ حضرت رونق کی شاگردی کا اعزاز آپ کو حاصل تھا۔ بہت
روشن مزاج اور سلیم الطبع تھے۔ آپ کی طبعزادہ سے صرف ایک
شعر تذکرہ اشارات بینش سے مولف کو ملا۔

چہ دشت ناک منزل بود شب بیک من بودم	یہ سو غارت ل بود شب جائیکہ من بودم
------------------------------------	------------------------------------

(۴۳۸) محمد باقر علیخان نایلی - ریاست میسور کے مشاہیر

سے گزرے ہیں شیوہ سلطانی حکومت میں وزیر افواج کا عہدہ آپ کا
تفویض تھا۔ گلو محل کڑ پہ کی جاگیر آپ کو عطا ہوئی تھی۔ برٹش انڈیا
کی عمارت میں ہی آپ کی جاگیر داری قائم رہی۔ بڑے دولت مند
شخص تھے۔ قبیلہ پروری آپ کی اعلیٰ صفت تھی انسانی ہمدردی
آپ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بہری تھی۔ آپ کی اولاد الی الان
ریاست میسور میں مرفہ الحالی کے ساتھ بسر کرتی ہے

(۱۴۵) مولوی محمد تقی حسین نایطی۔ مہاجر لقب رفعت تخلص بن
معین الدین محمود المناطیب بہ محمود خان بہادر مشاہیر قوم سے
گزرے ہیں۔ عربی و فارسی میں آپ نہایت ذی سواد اور فن
سخن میں نہایت پختہ کلام تھے۔ سرکار نظام کے سررشتہ مذہبی سے
آپ کی ملازمت کا تعلق تھا۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا
شرف حاصل ہے۔ بڑے نیک بخت اور متقی شخص تھے۔ ۱۳۱۵ھ
تیرہ سو پندرہ ہجری میں بہ مقام حیدر آباد آپ نے وفات پائی
آپ کی نازک خیالی کا پایہ مندرجہ ذیل فارسی کلام سے ظاہر
ہے۔ آپ کی رحلت کا ایک تاریخی مرثیہ ہی ہدیہ ناظرین ہو رہا

جو حضرت یایل کی فکر کا نتیجہ ہے۔		۱
قصیدہ لغتہ		
اے جسم لطیف تو بود جان تجھے دندان محمد در عمان تجھا بگرفت بسان نظر از عینک افلاک اے نور خدا عکس تو زینوجہ بنفتاد باشد کف پا داغ نمائے ید بیضا اے مصحف ناطق بجا صورت خوب رفت چو نوشتم صفت روی محمد		باشد بجا جان تو ایسان تجھا باشد لب او لعل بدیشان تجھا در چشم زدن جسم تو اے جان تجھا حق کردہ بتو سایہ دامان تجھا ساق تو بود شمع شبستان تجھا یک سورت نورست رشتان تجھا شد مقطع من مطلع دیوان تجھا
ہنوز زندہ ام و دل بوصل پیوند است درین نور کہ دل مبتلائے زلف کسی است چہ عیب ز ادا گر پارہ پارہ شید جسم چہ سادہ ام چو نگاہے نمیکند بر من وز نسیم و نیامد بگوشش گلبانگے	ولہ	بو غدہ ہائے دروغت کہ رست مانند است بکار من گرہ چند و عقدہ چند بہت بہم چو دوختہ گرد و بخرقہ مانند است کنم تسلی خاطر کہ یر پیوند بہت درون باغ ز شوریکہ زان شکر خند است

ز سادگی کلم اظہار آرزو ہے ہے	پیش او کہ بہرگ من آرزو مند است
امید نیست کہ صحرادر شود آباد	بہار آمد و دیوانہ تو در بند است
یکے پرس ز رفعت کہ آرزوی تو چند	شبصال چه پرسی کہ تا سحر چہ است

مرثیہ تاریخی مضمین رحلت حضرت فیت

مایل سنی بیہ ہمنے خبر کیسی دردناک	نکلی بدن سے جان محمد تقی حسین
پہلی ربیع کی وہ ہے تاریخ دوسری	ایک خاص نوحہ خوان محمد تقی حسین
یار پاک رافت و واصل کو صبر ہے	دونوں بیہ ہین شان محمد تقی حسین
حضرت کے زیر پاتہی رہ زہد و اتقا	ہتا اور ہی جہان محمد تقی حسین
کس طرح سے ذکر خدا کے فرے	جب تک چلی زبان محمد تقی حسین
دنیا میں تہے تو اور ہی کچھ اونکی شائہی	اب بڑ گئی ہے شان محمد تقی حسین
زاہد تہے مولوی تہے سخندان تہے خوشینا	ہے خلق رتبہ دان محمد تقی حسین
دنیا کا گہر چٹا تو بیہ حاصل ہوا عروج	ہے عرش سائبان محمد تقی حسین
خلد برین کی او کو مبارک ہو نعمتین	حورین ہین میربان محمد تقی حسین
کی فکر سال مرگ تو با تفت نے دی نہ	جنت ہوئی مکان محمد تقی حسین

(۱۴۶) محمد جعفر خان نایطی۔ رحمانی لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کا مقام بیجاپور کے قصبہ رحمت آباد میں تھا جسکی آبادی آپ ہی سے منسوب کیجاتی ہے اور لقب کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ آپ کے بعد کی نسلوں نے بھی اسی لقب کو اپنے نام پر قائم رکھا۔ محمد سعید نایطی شہر استاد لقب نے اپنی مختصر سی تالیف نایطی میں لکھا ہے کہ جب ملا احمد کو کنی کی دامادی کا شرف آپ کو حاصل ہوا تو آپ منصب ہزاری سے سرقراب ہوئے بعض نے لکھا ہے کہ آپ کی طبیعت میں دولت و مال کی وجہ سے رعوت پیدا ہو گئی تھی اہل قوم کے ہاتھ آپ کو اتفاق نہ تھا۔

(۱۴۷) محمد جمال الدین خان نایطی۔ صبی لقب ابن محمد جید مشاہیر قوم سے گزرے ہیں آپ کے قومی لقب کا صادمہلہ سے بیان ہوا ہے اسی خاندان کے افراد کا خیال ہے کہ آپ کے مورث اعلیٰ نے شیرخواری کے زمانہ میں تیاج دہم محرم باوجود صحت مزاج دن بہر دو دہنیں پیا تھا اون کے والد نے اوس لڑکی کو صبتی سے موسوم کیا۔ صاحب غیاث اللغات

فرماتے ہیں کہ صبیح فتح اول و کسر بار موحده و تشدید یای تختانی در زبان عربی کو د کے کہ از شیر مادر باز شدہ باشد۔ آپ کے بعد کی نسلوں نے بھی یہی لقب اختیار کیا اور یہی وجہ تسمیہ اس لقب کی ہے۔ محمد جمال الدین خان نایلطی کو ریاست ناکپور میں چار سو سواروں کی رسالدار سی کا عہدہ تفویض تھا۔ اور اسی گھوڑوں کے ذاتی سوار تھے۔ بڑے شجاع اور نام آور شخص تھے۔ مہاراجہ ناکپو آپ کو دل سے چاہتے تھے۔ برٹش رزیدنٹ اور مہاراجہ کے درمیان وکالت کی خدمت بھی آپ کے تفویض ہتی آخر زمانہ عمر میں آپ حُسن خدمت کے وظیفہ یاب رہے۔

(۱۴۸) شاہ محمد حسن علی نایلطی۔ المعروف بہ ڈولچی شاہ قدس سرہ بن حافظ حبیب اللہ مرحوم بن حافظ محمد درویش مغفور بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ حاجی محمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ آپ کی ذات بابر کا سے علی عادل شاہ کو خاص عقیدت ہتی۔ متعدد مواقع پر پاؤ وقت نے آپ کے مراتب جلیلہ کی آزمائش فرمائی ہتی۔

با جیہرم کی دوسری فصل ۳۴۴ نم مشاہیرم کا احوال

آپ کا سلسلہ نسب خلیل عرب کے توسط سے سیدنا اسماعیل بن جعفر صادق علیہما الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے۔ شاہ محمد حسن علی نایلی قدس سرہ کا زمانہ حضرت مغفرت منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نور اللہ والی ریاست حیدرآباد کے عہد حکومت میں واقع تھا۔ پادشاہ وقت شاہ صاحب مدوح کے نہایت معتقد تھے اور ہمیشہ اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا کرتے تھے حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ خامس نے ہی آپ سے فیض پایا ہے۔ آپ کے خرق عادات اور کشف و کرامات کے چشم دید واقعات الیٰیٰ منا ہذا بعض سالخوردا افراد کے زبان پر باقی ہیں۔ مضنف تاریخ خورشید جاہی نے ہی آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ مدت العمر اپنے وضو کا پانی دست مبارک سے لینے کے پابند تھے۔ اور کسی غیر سے مدد نہ لیتے تھے۔ اسی غرض سے ہمیشہ ایک چرمی ڈوچھی اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ اسی ڈوچھی کی وجہ سے عامہ خلایق نے آپ کو ڈوچھی شاہ سے مشہور کیا۔ یہ قصہ مشہور ہے کہ جب آپ قصبہ الپور سے تشریف لانے لگے تو اثنائے سفر میں نماز کے لئے ایک نالہ پر پہنچا

جہان دفعتاً ایک صحرائی شیر سے مقابلہ ہوا۔ جب وہ آپ سے قریب ہوا تو آپ نے پانی بہری ہوئی ڈولچی کو شیر پر دے مارا اور فرمایا کہ تیرا خوف وہی لوگ کرتے ہیں جو تیری حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ خداوند کریم کی شان ہے کہ آپ کو اس درندہ سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا وہ واپس لوٹ گیا۔ ہر دو والیان ریت نور اللہ مرقدہ آپ کو اپنی جان کا محافظ خیال کرتے تھے جہان بین پادشاہی سواری جاتی تھی کسی نہ کسی پیرایہ میں اخاکے ساتھ لشکر شاہی میں آپ شریک رہتے تھے۔ جب کبھی پادشاہ کو اسکی خبر ہوتی تھی تو تلاش پر بھی آپ کا پتہ نہ ملتا تھا۔ مدت العمر آپ نے فقیرانہ طریقہ پر زندگی بسر کی۔ اگرچہ سامان مقول بہت کچھ حاصل تھا مگر کچھ اوسکی پر واہنیں کی۔ ۱۲۸۳ء بارہ سو چوراسی ہجری میں بہ مقام حیدرآباد آپ کا وصال ہوا۔ نام پٹی میں آپ کا مزار ہے۔ مولف تاریخ نے فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا ہے اٹھ مقبرہ پر نور ہرستا ہے۔ مزار مبارک پر سنگ مرمر کی چار دیواری قائم ہے جس پر چاروں جانب آپ کی رحلت کی تاریخ کا نقش علی

کا لطف دکھلاتی ہیں۔ کسی نازک خیال نے آپ کی رحلت کی تاریخ فارسی زبان میں کیا خوب لکھی ہے۔

روح پاک پیر و مرشد قبلہ دین شمس	بر مقدس منزل لاہوت رفت از جسم پاک
از سر و شغیب سال وصل او شد	شد بدن از دل و حبس آفتاب جان پاک
۸۴ ۱۲ ھ	۸۴ ۱۲ ھ

مولوی محمد عبدالقادر نایطی نے بھی ایک تاریخی رباعی لکھی ہے جو صوری و معنوی صنعت سے موصوف ہے۔

چون عاشق ذات قتل ہوا اللہ احد	شد و اصل رب لم یلد لم یولد
بین صوری و معنویت تاریخ و بقا	ہشتاد و چہار و یک ہزار و دوصد
۸۴ ۱۲ ھ	۸۴ ۱۲ ھ

آپ کی باقیات الصالحات سے اس وقت نواب عابد علیخان بہادر صولت جنگ اور نواب حافظ علی خان بہادر اتہا جنگ بقید حیات ہیں جو آپ کے حقیقی پوتے ہونے کے علاوہ جد مغفول کے بزرگیوں کے اعلا یادگار بھی ہیں۔ ان دونوں نوابوں کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کے عرس شریف کے مصداق

باجپہرم کی دوسری فصل ۴۴۶ مشاہیر قوم کا احوال

سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے خزانہ شاہی سے اہتک جاری ہیں۔

(۱۴۹) مولوی محمد حسین نایطی۔ المناطیب بہ حید حسین خان بہادر بن حکیم محمد عسکری خان، در طبیب خاص نواب عظیم الدولہ منفور رئیس کرناٹک بن حید حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کو دربار والا جاہی سے تعلق تھا۔ ابتداءً مہتمم باغات سرکاری رہے۔ اور پھر نائب ناظم محمد پور مقرر ہوئے۔ نہایت ذکی الحواس اور محتاط شخص تھے۔ آپکا سوا دعلی معمولی تھا۔ بتاریخ ۲۹ صفر ۱۲۸۵ بارہ سو اسی ہجری مقام محمد پور پر آپ نے رحلت فرمائی۔

(۱۵۰) امام المدرسین مولانا محمد حسین الشہید البیدی نایطی۔ قدس سرہ ابن مولانا خلیل اللہ بن قاضی احمد بن فقیہ ابو بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ صاحب تاریخ احمدی اور مصنف گلستان نسب نے آپ کی ذات بابرکات کے فضائل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مولانا غلام محی الدین شایق نے روضہ قدسیان کے

باجیہرم کی دوسری فصل ۴۴۷ مشاہیرم کا احوال

نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو تہ متر آپ اور آپ کے
 خاندان سے متعلق ہے۔ آپ کا بنی سلسلہ سیدنا اسمعیل بن جعفر
 صادق علیہما السلام تک پہنچتا ہے۔ فقیہ محمد و م اسمعیل سُکری آپ کے
 جد اعلیٰ تھے۔ جو ابتداً عرب سے سواحل کوکن پر تشریف لائے
 ابن بطوطہ نے آپ کا احوال لکھا ہے۔ روضۃ الاولیاء میں بھی بعض
 تذکرہ ملازبیر ثانی آپ کا مختصر احوال بیان ہوا ہے۔ آپ مادر زاد
 اولیاء کرام سے تھے۔ شہر بیجا پور میں متولد ہوئے اور پھر گلبرگہ
 تشریف لائے اور آخر پر شہنشاہ عالم گیر کی درخواست پر ۱۰۹۱
 ایکھزار اٹھانوے ہجری میں محمد آباد بیدر آئے۔ اوایل عمر میں آپ کو
 محمد زبیر بیجا پوری سے تلمذ تھا ۱۱ سال کے سن میں جب کہ مصباح
 کا درس جاری تھا تو آپ کی توجہ ظاہری اپنے درس کی نسبت
 کم معلوم ہونے لگی۔ آپ کے والد ماجد نے ملا صاحب سے اپنے
 شاگرد پر توجہ مزید فرمانے کی استدعا کی ملا صاحب نے امثالاً
 للامربسبیل امتحان اپنے شاگرد رشید سے چند سوالات کئے
 جب ان کے جوابات استعداد سے زیادہ پائے تو ملا صاحب

کو سخت تعجب ہوا اور سوالات کا سلسلہ ترقی مطالب کے ساتھ جاری رہا۔ جب جوابات درست ملتے گئے تو استاد کے استعجاب کو اور ترقی ہوئی۔ حاضرین خاتقاہ من کھل بلی مچی رفتہ رفتہ خیمہ سارے شہر میں پھیلی۔ علماء اور امرائے ذمی علم کا مجمع بڑھنے لگا ایک خاصے مناظرے اور مقابلہ کی شکل پیدا ہوئی۔ تمام حضار بزر جنکو شاگرد کی عمر اور مصباح خوانی کی اطلاع تھی اس واقعہ سے متحیر تھے۔ جب ملا محمد زبیر نے اپنے شاگرد رشید کی یہ حالت دیکھی اور تمام علوم میں کامل العیار پایا تو وہ از خود رفتہ بن گئے اور مسائل سلوک سے بحث چھیڑی۔ وہاں کسی بات کی کمی نہ تھی پہر کیا تھا ہر ایک سوال کا جواب اس خوبصورتی سے دیا کہ اوشا کو اپنی ہچچکانی پر کامل یقین ہو گیا۔ شام تک جب مجلس کی یہ صورت رہی تو ملا محمد زبیر نے بے ساختہ اپنی مسند کو چوڑ کر شاگرد کے قدم لئے اور شاگرد کے ہاتھ پر بیعت کی اور فرمایا کہ جس کو علم لگائی حاصل ہوا اس کے ساتھ کیا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس راز سرستہ کے افشائے آپ کو بیجا پور سے برداشتہ خاطر کر دیا۔

دوسرے ہی دن آپ نے گلبرگہ کا ارادہ کیا جہاں نہایت خاموشی کے ساتھ گوشہ عزلت میں بسر فرماتے رہے۔ جب شہنشاہ عالمگیر گلبرگہ آئے تو سب سے پہلے آپ کی تلاش کا حکم صادر فرمایا اور آپ کا پتہ لگ گیا۔ جب شہنشاہ کی آمد کی خبر آپ کو ملی تو آپ سخت پریشان ہو کر نکل پڑے اور راستہ میں شہنشاہ سے ملاقات کی اور فرمایا کہ میرا مقام آپ کے قابل نہیں ہے۔ شہنشاہ عالمگیر آپ کو اپنے ساتھ لے آئے اور کہا کہ محمد آباد بیدر کا مقام آپ قبول فرمائیں جہاں شاہی مدرسہ خالی ہی آپ نے شہنشاہ کے اصرار پر فوراً رخصت لی اور گلبرگہ سے بیدر آئے۔ ساتھ ہی شہنشاہ نے فرامین کے ذریعہ سے حاکم بیدر کو اسکی اطلاع دی اور مدرسہ و خانقاہ کے مصارف کے لئے جاگیر ات تجویز فرمائیں اور انکو امام المدرسین سے مخدوم فرمایا۔ پہر بیدر کے مدرسہ شاہی میں آپ کے علم و فضل کا چرچا ہوا اور دور دور سے طلباء علوم آتے تھے اور کامیاب ہو کر جاتے تھے۔ طلباء کے خواب و خور کا سارا انتظام مدرسہ کے

جانب سے ہوا کرتا تھا شہداء کی راہ سو آہٹ ہجری تک بیدار کے حصہ میں یہ نعمت غیر مترقبہ رہی جس کا خاتمہ رمضان سنہ ایہ میں ہوا۔ واقعین حقیقت نے لکھا ہے کہ آپ نے اوایل ماہ صیام میں بعد نماز جمعہ مجلس وعظ کو برخلاف معمول نماز عصر تک جاری رکھا اور علی رؤس الاشہاد فرمایا کہ یہ آپ کا آخری وعظ ہے حاضرین مجلس میں کہرام مچ گیا دور دور تک اس خبر وحشت اثر کی شہرت ہوئی تا انیکہ اللہ رمضان کو آپ نے اپنے گہر اور بچوں سے الوداعی رخصت حاصل کی اور دروازہ مدرسہ پر کھڑے ہو کر مصلیٰ تراویح کو آپ مطلع فرماتے رہے کہ مدرسہ سے نکل جاوین اور اپنے آپ کو آفت آسمانی سے بچاؤین۔ معتقدین خاص سے صرف معدودے چند آپ کے ساتھ نماز میں شریک رہے۔ پہلے دو گانہ کے آخر میں بجلی گری۔ شاہی مخزن جو مدرسہ سے متصل تھا اوڑ گیا جس کے صدمہ سے مدرسہ کی عمارت کے ایک حصہ کو سخت نقصان پہونچا۔ اس سانحہ گاہ میں آپ اور آپ کے ہمراہی مصلیٰ کو شہادت کا درجہ نصیب ہوا

آپ کی لاش مبارک دوسری صبح نکالی گئی حالت تشہد میں منہ صاف ہو چکا تھا۔ بید رہی میں دفن فرمائے گئے۔

مصنف تاریخ روضۃ الاولیاءے بیجا پور نے شہنشاہ عالم گیر کے ایک مقولہ کی نقل کی ہے جو آپ سے متعلق ہے۔ شہنشاہ نے فرمایا

مرا از دکن تھخہ کہ بدست آمد ہمیں یک ذات امام المدرسین مولانا محمد حسین است و بس۔ حقایق و شگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متبرک تصنیف نفختۃ العنبر یہ فی مدحت خیر البریہ میں لکھا ہے کہ وقد انتشأ من هذا القوم خازن العلماء ومشاهد العرفاء وسارت بذکرهم الركبان وتقرطت بفرايد اوصافهم الاذان ومنهم مؤسس بنیان التعليم والتدريس ومدرس تبیان التلقين والتقدیس مولانا الشہید محمد حسین المعروف بامام صاحب مدرسن کان جامعاً للنقول والمعقول وحاوياً للفرع والاصول متحلياً بالفتح السني ومتحلياً بالستر الدني قد حوى من الاستقامة اقصاها ومن الكرامة اجلاها ومن المعارف اسناها

ومن الملک کاشف اسماہا (ترجمہ) بے شک اس قوم سے
 علماء محقق اور اولیاء مشاہیر پیدا ہوئے ہیں کہ جنگا ذکر خیر عالم
 مشہور رہے اور جن کے اوصاف کے کیسا موتیوں سے کان
 آراستہ ہو گئے ہیں۔ اوہنین میں سے ہیں تعلیم اور تدریس کی
 بنا قایم کرنے والے اور تلمیذین اور پاکیزگی کا سبق پڑھانے والے
 مولانا محمد حسین شہید جو کہ امام صاحب مدرس کے لقب سے
 مشہور رہتے۔ آپ منقول و معقول کے جامع اور فروع و اصول
 پر حاوی۔ اور برگزیدہ فتوح سے آراستہ اور علم لدنی سے سیر
 تھے۔ استقامت کے انتہائی درجہ کو پہنچ گئے اور روشن تر
 کرامات اور اعلیٰ اترعارف اور بلند تر مکاشفات سے موصوفہ
 آپ کے تصانیف کے متعلق بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ آپ کی
 شہادت کے بعد صاحبزادوں کی کم سنی کی وجہ سے اون کا
 بڑا حصہ تلف ہو گیا۔ بعض کتابیں جو بیچ رہیں وہ افراد خاندان
 کے پاس ہیں۔ مولانا باقر آگاہ اور صاحب روضۂ قدسیان
 چند کتابوں کے نام لکھے ہیں جو ان حضرات کی نظر سے گزرے

جیسے سورہ فاتحہ کی عربی تفسیر جو از بار الفایحہ سے موسوم ہے
تجیب الطیب والنساء الی حضرت سید الانبیاء انتحاب فن ریاضی
خلاصہ شرح مواقف و مقاصد - شرح عقاید - ملا سعد الدین تفتازانی
وَمَا جَلال دوانی مع حاشیہ - توحید و جو دی - عقاید حسینی -
رسم الخط عربی - خلاصہ کافیہ الموسوم بہ کافی -

(۱۵۱) مولوی حافط - شیخ محمد حسین احمد نایطی - مشاہیر
قوم سے گزرے ہیں - آپ ذی استعداد شخص تھے - شہنشاہ
عالمگیر کے زمانے میں ولی عہد سلطنت کے اتالیق اور منصباً
ریاست قرار پائے - پھر سوانح نگاری گلبرگہ کا کام آپ کے
تفویض ہوا - اس کے بعد خفیہ نویسی اور میر سامانی کی خدمت
آپ کو عطا ہوئی اور اسی کے ساتھ بسواپٹن کی فوجداری
بھی آپ سے متعلق رہی - امراء معاصرین ممتاز اور جعفر آباد
کی جاگیر سے سرفراز تھے - صاحب گلستان نسب نے لکھا
کہ جب یار علی بیگ خان بخشی سوانح نگاران کو بارگاہ خسروی
میں باریابی نصیب ہوتی تھی - اور وہ اخبار نویسوں کے مرسل

ملاحظہ اقدس میں پیش کرتے تھے تو شہنشاہ عالمگیر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ محمد حسین کا روز نامہ کہاں ہے جسکو میں پہلے دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نہایت سادہ روش اور فقیر مشرب تھے۔ باوجود ارشاد شاہی مدت العمر قبول خطاب سے کنارہ کش رہے۔ ایک برجی تختہ پر خاکپائے احمد کے الفاظ کندہ تھے جسکو آپ بطریق مہر استعمال فرماتے تھے۔ آپ کی ملازمت کا زمانہ بہت تھوڑے عرصہ میں ختم ہوا یعنی حضرت امام المیدر کے عنایت نامہ کی بنیاد پر آپ نے استعفا پیش کر دیا۔ خانہ نشینی کے زمانہ میں آپ نے نہایت مرفہ الحالی میں بسر کی بہت مالدار شخص تھے۔ آپ کی داد و دہش مشہور تھی۔ تاریخ ۱۳ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ گیارہ سو چونتیس ہجری ستر سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ محمد پور میں آپ کا مزار ہے۔

(۱۵۲) محمد حیدر نایلی۔ ناکپوری مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کو مہاراجہ ناکپور نے کوئٹہ شہر مقرر کیا تھا۔ مدت العمر نہایت نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کی اور فیضان

عہدہ میں کامیاب رہے۔ فنون سپہ گری میں کامل مہارت کہتے ہیں۔
اس سے زیادہ آپ کا احوال نہیں ملا۔

(۱۵۳) محمد رضا نایطی۔ دہلوی لقب ابن محمد غوث مغفور
مشاہیر قوم سے ہیں۔ بیوہ سلطانی حکومت میں آپ کے والد صاحب
کو ریاست میسور میں ٹاسن کی قلعہ داری کا عہدہ تفویض ہوا
فی زمانہ آپ تحصیل چمکوڑ کے تحصیلدار اور نہایت لائق اور
سمجھدار شخص ہیں۔ میسور کے بعض عمائدین نے فرمایا کہ آپ کے
خاندان سے اب تک قلعہ داری کا تعلق قائم ہے اور معاش متعلق
سے بھی کامیاب ہیں۔

(۱۵۴) محمد سبحان علی خان نایطی۔ مہاجر لقب ابن حاجی محمد
فخر الدین خان بن حاجی حافظ محمد صادق علی خان مہاجر مشاہیر
اورنگ آباد سے گزرے ہیں۔ آپ کو اورنگ آباد کی قلعہ داری
کا عہدہ تفویض ہوا۔ بڑی بہادری۔ ناموری اور جو انفرادی
ساتھ اپنے اپنی زندگی بسر کی۔ افراد قوم کے ساتھ آپ کو دلی
محبت اور ہمدردی تھی۔ غرباء قوم کے ہمیشہ خبر گیر رہتے تھے

اللہم اغفر وارحم۔

(۱۵۵) مولوی حاجی مفتی۔ محمد سعید خان۔ نایطی۔

المعروف بہ نانامیان ابن امام العلماء قاضی الاسلام مولوی حاجی محمد صبغة اللہ المخاطب بہ بدرالہ ولہ قاضی الملک وادرس خان مستعد جنگ۔ نایطی شافعی۔ مشاہیر مدراس و حیدرآباد سے گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت ۳ جمادی الاول ۱۲۸۸ء بارہ سو ستیالیس ہجری میں بمقام مدراس کنارہ دریا پر واقع ہوئی تعلیم ابتدائی کے بعد عربی کی صرف و نحو بخشی الملک مولانا محمد عبداللہ مغفور سے اور فارسی کے اکثر کتب درسیہ مولوی محمد حسین خان راقم المخاطب بہ افضل الشعر اشیرین سخن خان بہاؤ میر مجلس شعراء و دربار کرناٹک سے پڑھیں۔ علم معقول و منقول کی تحصیل اپنے والد ماجد سے فرمائی۔ حدیث کی سند بھی اپنے باپ سے پائی۔ اصول حدیث و فقہ میں آپ اپنے عم بزرگوار کے شاگرد رشید تھے۔ منطق اور دیگر علوم عربیہ کو افضل العلماء جناب مولانا قاضی ارتضاعلی خان خوشنود کو پاموسی سے حاصل کیا۔

باجیہم کی دوسری فصل ۴۵۷ . مشاہیرم کا احوا

مطالعہ کتب کا مذاق اپنے کے پایہ علم کو دو بالا کرتا گیا خصوصاً
تفسر و حدیث میں آپ اپنے معزز استادوں کے پاس مستند و
فرد منتخب مانے گئے۔ آپ کا منتخب کتب خانہ مدت العمر آپ کا
ہادی اور رہبر رہا۔ آپ کی آمدنی کی چوتھائی ہمیشہ کتب خانہ
کے تکمیل میں صرف ہوا کرتی تھی بلا دمصر روم۔ شام۔ مکہ
مدینہ مطہرہ اور ہندوستان کے مشہور شہروں میں آگے
کاتب مقرر تھے۔ نایاب کتابوں کے بہت سی جلدیں نقل کے
ذریعہ سے آپ کے کتب خانہ میں پہنچ جاتی تھیں۔ ملازمت
کا ابتدائی تعلق نواب کرناٹک کے دربار سے قائم ہوا لیکن
آخر پر نواب سرسالا رنجک بہادر وزیر اعظم ریاست حیدرآباد
نے آپ کے فضائل علوم کے لحاظ سے آپ کو حیدرآباد و طلب
فرمایا۔ یکم جمادی الاول ۱۲۳۸ھ بارہ سو چھیالیس ہجری سے آپ کا
تقرر مجلس مرافعہ صدر کی رکنیت پر ہوا۔ عرصہ تک آپ
عدالت دیوانی بزرگ کے ناظم بھی رہے۔ اور چند مجلس
مرافعہ صدر کی میر مجلسی کی خدمت بھی بجالائی۔ لیکن یہ تمام

خدمات آپ کے پسند خاطر نہ ہئیں نواب سر سالار جنگ مغفور
سے ہمیشہ اپنا تنفر احکام مخالف شرع متین کے نفاذ پر ظاہر فرماتا
کرتے تھے حتیٰ کہ دانشمند وزیر نے آپ کے لئے مجلس موصوف
کی افتاء کی خدمت تجویز فرمائی اور یہ خدمت آپ کو بہت پسند
آئی آپ کے احکام ہمیشہ احکام شرع محمدی کی پابندی کے
ساتھ نافذ ہوتے تھے۔ تادم زیست آپ اسی عہدہ جلیلہ
پر قائم رہے اور نہایت آب و تاب کے ساتھ اپنے فرائض
ادا کئے۔ آپ کی فطرتی احتیاط قابل تعریف تھی معمولی اور خف
مسائل میں بھی کتابی عبارت نقل کر دیتے تھے۔ اور اپنی را
سے احتراز فرماتے تھے۔ مولف تاریخ نے اکثر علماء کو یہ
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مفتی محمد سعید کا علم اون کے بے بدل
کتب خانہ کی وجہ سے آخر عمر تک ترقی پذیر رہے گا۔ اوقات
معینہ خدمت کے سوا اور وقتوں میں علم حدیث کی تدریس
جدا جاری رہتی تھی۔ سالکان طریقت کے ساتھ جدا اشتغال
تھے۔ کتابت حدیث کا کام اپنے قلم سے جدا جاری رکھا تھا

اتقا اور پرہیزگاری کے ساتھ ریاضت کش۔ تہجد گزار پابند
اشغال و اذکار تھے۔ دنیوی مراتب کے ساتھ دینی مشاغل میں
توغل درحقیقت آپ ہی کا حصہ تھا۔ آپ کی باقیات الصالحات
سے اس وقت جو کچھ ہیں وہ آپ کے لقائیف ہیں جن کی فہرست
ذیل میں لکھی گئی ہے۔

(۱) التنبیہ بالتشریہ زبان عربی عقاید میں

(۲) رسالہ اثبات علم غیب انبیا اردو

(۳) اعجاز محمدی

(۴) منہاج العدالت فارسی فقہ میں

(۵) ترجمہ شرط اقتداء اردو

(۶) ہدایتہ الثقاتۃ الی نصاب الزکوۃ عربی

(۷) نور الکرمیتین فی رفع الیدین

بین الخطبتین

(۸) رسالہ در بحث خستنان اردو

(۹) تشیید المبانی فی تخریج احادیث عربی حدیث میں

مکتوبات امام ربانی

- (۱۰) تخریج احادیث اطراف عربی حدیث میں
 (۱۱) تفسیر فیض الکریم " تفسیر میں
 (۱۲) رسالہ در اثبات عمل مولود سیرین اردو
 (۱۳) سرور المؤمنین فی میلاد سید المرسلین " سیر میں
 (۱۴) رسالہ در اتقان نظیر " "
 (۱۵) احوال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ " "
 (۱۶) رسالہ شق القمر فارسی " "
 (۱۷) القول الجلی فی معنی قدمی علی عربی " "
 رقبۃ کل ولی

(۱۸) نعت اردو اردو نعت

تاریخ ۱۰ شعبان ۱۱۸۱ھ کو چوہدری راجہ جیو سنگھ نے حیدرآباد میں رحلت فرمائی۔ سرکار نظام نے جرجیٹ اعلامیہ میں آپ کی رحلت پر اپنا تاسف ظاہر فرمایا اور بلکہ حیدرآباد کے کل محکمہ جات عدالتی کو ایک دن کے لئے بند

با جیارم کی دوسری فصل ۴۶۱ مشاہیرم کا احوال

رکھنے کا حکم دیا۔ انا لہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی رحلت کی تاریخ مولف کی طبعزاد ہے۔

افتخار قوم و ملت فاضل عالی صفات	شہدائین نیائے فانی رہبر ملک بقا
خامہ فکر و لانا نوشت سال انتقال	عالم کیتا شہد از عالم جناب کبریا
	۱۲ ۱۳ ۱۴

(۱۵۶) شاہ محمد سعید نالطی۔ پتر لقب ابن محمد محی الدین مغفور قدس سرہما بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ آپ متمول اور مالدار شخص تھے۔ لیکن کاروبار دنیوی سے بالکل کنارہ کش و نگول تعلقہ ضلع نلور کے مستقر پر آپ کا مقام تہہ مشایخین پتر سے آپ کی شہرت تھی آپ کے جد اعلیٰ سعید عرب کو کئی تھے۔ جن کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کی اولاد میں متعدد افراد بڑے نام آور اور ذی مراتب صاحبان علم و فضیلت گزرے ہیں۔ جیسے نواب بدرالدولہ منشی الملک مغفور۔ اور نواب رئیس الامرا مرحوم۔ اور نواب احتشام الدولہ بہادر۔ حیدر آباد میں آپ کے سلسلہ اولاد سے

مولوی محمد دستگیر و مولوی محمد سعید عاجز تخلص سرکار نظام کے
نکھواری ہیں۔ اور آل کے سلسلہ میں خواجہ محمد کریم الدین خان
وظیفہ خوار حسن خدمت نظامت صوبہ۔ شاہ محمد سعید مغفور کی وفاق
تاریخ دوم جادی الثانی سن ۱۱۰۰ بارہ سو ہجری بہ مقام دنگول
واقع ہوئی۔ جامع مسجد کا صحن آپ کا مدفون ہے۔ مولف تاریخ کی
نہال کو آپ کے سلسلہ سے شرف حاصل ہے۔

(۱۵۷) محمد سیف الدین خان نایطی باجری لقب
مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ مصنف رسالہ نایطی نے لکھا ہے
کہ آپ حکومت کوکن میں امیر کبیر اور پادشاہ وقت کے
دربار میں رتبہ فایقہ سے با توقیر تھے آپ کے بزرگوں کو
بھی شہنشاہ ہمایون کی عہد میمنت ہد میں شاہی ملازمت
کا اعزاز حاصل تھا

(۱۵۸) مولوی۔ حافظ محمد سعید اسلمی نایطی۔
سعید لقب المخاطب بسراج العلماء حافظ محمد اسلم خان بہادر عملاً
دربار والا جاہی سے گزرے ہیں۔ آپ کا علم و فضل آپ کا

تقدس اور تقویٰ اظہر من الشمس تھا والی ریاست آپ کو اپنے
اہل دربار میں فرد لاثنانی خیال فرماتے تھے اور آپ کی تعظیم و
تکریم میں ہمیشہ سعی رہتے تھے۔ حرمین شریفین زاد ہما امد
شرفاً و تعظیماً کی وکالت کا عہدہ متبرکہ آپ کے تقویٰ تھا
حب قدر و طاعت اور نذر و نیازات ریاست کے جانب سے
مقامات متبرکہ پر بھیجے جاتی تھیں ان سب کا انتظام آپ ہی
متعلق تھا سلسلہ بارہ سو تینتالیس ہجری میں آپ کو سراج العلماء
حافظ محمد اسلم خان بہادر کا خطاب عنایت ہوا۔ اور تاریخ
۸۰۰ ربیع الاول ۱۰۰۰ بارہ سو اکتہتر ہجری آپ نے دنیا سے
فانی سے رحلت کی۔ آپ کی تصانیف سے تفسیر الفرقان زبان
فارسی میں آئینہ جلدون پر شامل ہے۔ اور سفینۃ النجات کے
نام سے عقاید میں ایک مبسوط کتاب ہے۔

(۱۵۹) محمد شاہ طاہر و کہنی نایلی۔ اولاد سلاطین
ہمدانیہ سے گزرے ہیں جن کا سلسلہ نسب عبد اللہ بن محمد بن
سیدنا اسماعیل بن جعفر صادق علیہم السلام تک پہنچتا ہے۔ مصنف

باجیہم کی دوسری فصل ۴۶۴ مشاہیر قوم کا احوال

نتیجہ الافکار نے لکھا ہے کہ شاہ طاہر کہ ظہور نش درجہ ان رہ نمود
 بعد فوز بن شعور کسب کمالات گرایند و ورمات قلیل استعد
 شایستہ در جمیع علوم بہر سائیدہ بفرط شہرت بخدمت شاہ اسمعیل
 صفوی پہرہ اندوز گشتہ بتدریس کا شان مامور گردید و آخر الام
 بنا خوشی کہ شاہ را با اور و داد جلا وطن گشتہ عجالتاً با اہل و عیال
 بارادہ دارالامان ہندوستان برآمد و رفتہ رفتہ بساحل یکے
 از بنا در دکن برخورد و باشتہار کمالات وے برہان نظام شاہ
 ولد احمد شاہ بجزی مشتاق ملاقات او گردیدہ اورا با حمد مکر
 طبعیہ و باعزاز و احترام تمام از خاصان خود گردانید چون
 بعد مرورد و صورت کارش استقلال گرفت و استحکام تمام پذیرفت
 باعلان مذہب تشیع کوشید و نظام شاہ و توابع اورا از راہ
 راست بہ تنگناے ضلالت کشید انہ مصنف نتیجہ الافکار نے
 اسی تذکرہ میں عبد اللہ بن محمد بن اسمعیل کے نسب پر حملہ کیا ہے
 یہ وہی جہکڑہ ہے جس میں متعدد اہل تصانیف سلف نے
 طبع آزمائی کی ہے۔ اور اپنی اپنی تحقیق سے کام لیکر آخر پر عبد اللہ

بن محمد کو سیدنا اسمعیل بن جعفر صادق علیہما الصلوٰۃ والسلام
 کا حقیقی پوتا تسلیم کیا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ کسی مورخ کو اپنے
 مذہبی تعصب کا اظہار اس زور و شور کے ساتھ ہرگز زیبا
 نہیں ہے جیسا کہ صاحب تیاج الا فکار نے کیا ہے مذہب
 تشیع کی بنیاد اہل بیت کی محبت اور اعتراف فضیلت پر قائم
 اہل سنت کو جزو اول کا بذ صرف اعتراف ہے بلکہ یہ بات
 ان کے عقیدہ میں داخل ہے کہ جس فرد مذہب کا ذل محبت
 اہل بیت سے خالی ہے وہ مذہب سنت سے خارج ہے۔
 پس ہمارا مذہب ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا
 کہ ہم شیعیان اہل بیت کو برا بھلا کہیں اور ان کا دل دکھائیں
 مولف کا ذاتی عقیدہ یہ ہے کہ اعتبارات خاص کے لحاظ
 سے پیغمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جگر گوشوں کو بلا شک
 و شبہ فضیلت حاصل ہے۔ مسئلہ خلافت اور خیر ہے۔ اور اس کے
 لحاظ سے ہمارا تبریعی خیال اس فضیلت خاص کے منافی
 نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اس رائے کے لحاظ سے اگر معزز ناظر

باجیہرم لئی دوسری فصل ۴۶۶ مشابہت قوم کا احوال

ہم کو مایل سے ملقب کریں یا تفضیلیہ سے مخاطب فرماوین تو ہم کو
اونکا احسان ماننا چاہئے اور شکر گزار ہونا چاہئے۔ ہمارے
امام برحق ابو محمد شافعی علیہ الرحمۃ کا خیال جن کے ہم پیرو ہیں
اس خاص مسئلہ محبت اور فضیلت میں ہمارے لئے ہادی کا حکم
رکھتا ہے۔ دیکھو ہمارے امام کے متعدد اقوال ایک موقع پر
آپ نے فرمایا ہے کہ۔

واهتم بقاعد جمعہا والناہض
اور پکار کر کہہ دو مانگے بیٹے اور کہڑے ہو گئے
فیضا کلتظم الفرات الفایض
لوٹنا کر کے جسطرح کہ لبریز فرات کی موج
حقا و لیس لما اقول بناقض
میں سچ کہتا ہوں اور البتہ خلاف نہیں کہتا
فلیشهد الثقلان اتی رافض
تو جن دنوں گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں

یار اکبا کف بالحصب من منی
ای شتر سوار منا کے مقام محصب میں ٹہر
محل اذا فاض الحجج من الصفا
صبح کو جبکہ حاجی صفا سے لوٹیں
واعلم ہم ان التشیع مذہبی
اور جہاد سے اونکو کہ تشیع میرا نہیں ہے
ان کان رافضا حب ال محمد
اگر آل محمد کی محبت ہی رافض ہے

ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا ہے۔

ما الرضا دینی ولا اعتقادی رخصت میرویں ہے اور نہ میرا اعتقاد خدامام وخیرہادی سب سے اچھے امام اور بہترین ہادی فانی ارفض العباد تو کچھ شک نہیں کہ میں سب سے بڑا راضی ہوں	قالوا تر فضت قلت فلا لوگوں نے کہا کہ تو راضی ہو گیا میں نے کہا کہ نہیں لکن تو املت من غیر شک لیکن دوست رہتا ہوں میں بلا شک ان مکان حب الولی رخصنا اگر علی ولی کی محبت کا نام رخص ہے
پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اصول مذہب پر غور نہ کریں اور محض جھلے سے سنی سنائی باتوں پر کسی مذہب کی نکتہ چینی اویں۔ اہل مذہب کو سخت سست الفاظ سے منسوب کریں اور مذہب تشیع پر ضلالت کا حکم لگا دیں آدم بر سر مطلب۔ شاہ طاہر نایلی نے سلسلہ نوں سوچو ہتر ہجری میں رطلت کی۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب بلا شک لا جواب ہے۔	پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اصول مذہب پر غور نہ کریں اور محض جھلے سے سنی سنائی باتوں پر کسی مذہب کی نکتہ چینی اویں۔ اہل مذہب کو سخت سست الفاظ سے منسوب کریں اور مذہب تشیع پر ضلالت کا حکم لگا دیں آدم بر سر مطلب۔ شاہ طاہر نایلی نے سلسلہ نوں سوچو ہتر ہجری میں رطلت کی۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب بلا شک لا جواب ہے۔
پے کجا برد کہے مرغ بشب پریدہ را تا بلب قیسیم جان بلب رسیدہ را	جلوہ زلف شاہدی برد دل رسیدہ وہ چہ شود اگر شبی بر لب من نہی لبے

	ولہ رباعی	
خوردیم بے خون دل و دم نزدیم بے قطرہ اشک چشم برہم نزدیم		ما ایم کہ ہرگز دم بعینم نزدیم بے شعلہ آتلب زہم نکشودیم
(۱۶۰) مولوی محمد صبغتہ اللہ نایلی تپو لقب۔ الخطاب بہ احتشام الدولہ نگارش خان احتشام جنگ بہادر مشاہیر قوم ہین۔ آپ کی علمی قابلیت۔ محامد اخلاق۔ اور داد و دہش۔ مدرا پریسیدنسی میں مشہور ہے۔ دربار والا جاہی میں ابتداء آپ منشی خاص تھے اور پھر میر احتشام مقرر ہوئے۔ نوابی کے خاتمہ پر بر انڈیا نے آپ کے نام والا جاہی منشی مقرر فرمادی۔ فی زمانہ خانہ نشین ہین اور اپنی اہلاک غیر منقولہ کی بدولت معتد بہ آمدنی رکھتے ہین غرباء اہل اسلام کے ساتھ آپ کا حسن سلوک والا کا حکم رکھتا ہے۔ آپ کی خاموشانہ زندگی اور آپ کا خاندانی رویہ مقام سکونت پر ضرب المثل ہے۔ امراء قدیم سے آپ کا وجو باجوہ معتمد خیال کیا جاتا ہے۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا سرف حاصل ہے۔ درود شریف کا درود صبح و شام آپ کی زبان پر		

رہتا ہے۔

(۱۶۱) محمد صبغة الدنایطی - ہاجر لقب - رافت تخلص ابن محمد تقی حسین مغفور - رفعت تخلص ابن معین الدین محمود والمخاطب بہ محمود خان بہادر مشاہیر قوم سے ہیں۔ آپ کا نہالی سلسلہ ملا علی گاہ قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔ جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کی علمی قابلیت اور خصوصاً فن سخن کے ساتھ دلچسپی قابل تعریف ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہوا۔ بڑے خلیق اور متین شخص ہیں۔ اور علاقہ صفائی سرکار نظام میں ملازمت سے ممتاز ہیں۔ آپ کے فارسی کلام سے ایک غزل ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

کہ میخوایند از عشاق دلہا بہر قربانی
بگیرد دیدہ من و ام از آئینہ حیرانی
حسینی شوخ چہشی دلربائی آفت جانی
تو در مسجد نشسته داند تسبیح گردانی
کہ بردہ دل پہلویم نہ من انتم تو دانی

کہ آموزد حسینانِ اچنین رسمِ مسلمانی
لقابِ روے صاف خود اگر از ناز بزارد
میانہ فامتی گیسو درازی فتنہ پردازد
ترا از جلوہ حسنش خبر کی گردد اسے نہ
پیرس از عمرہ خود از نگاہ خود ادا خود

توئی در این توئی در آن توئی در دل توئی در جان	تراہر جاہمی بنیم - پردہ گرچہ پنہانی
سردوش بت من لعل پر خم در رکوع آرد	تماشا بین کہ این کا فر کند کار مسلمان
شود صد جان من قربان این سیم تغافل	بگردن تیغ میانی در آفت را میدانی

(۱۶۲) محمد صبغتہ اللہ نایلی - فرحت تخلص بن محمد جعفر نایلی
 مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ ۳۳۰ بارہ سوتینتیس ہجری میں آپ
 متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پانے کے بعد زبان فارسی کی کتب
 متداولہ سے فراغ حاصل کر کے فن سخن کے طرف توجہ کی اور مشاعرہ
 اعظم تک رسائی پائی مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کے
 فارسی کلام کی تعریف کی ہے۔ زبان دانان عجم کا اکثر کلام آپ
 کے نوک زبان تھا معترضین کافی البدیہ جواب اہل لسان
 کے کلام سے دیا کرتے تھے۔ نہایت تیز فہم اور حاضر جواب
 شخص تھے۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب تذکرہ گلزار اعظم سے
 یہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

تا بہ سبزه خط بوسہ دادی مرا	خضر کوئی شد بآب ندگی دادی مرا
از صبا افتاد چون دریا پیش فالہ ام	از زبان موج کرد اقرار استادی مرا

(۱۶۳) مولانا مولوی۔ حاجی محمد صبغتہ الدین ایلچی الخاں
 بہ امام العلماء۔ قاضی الاسلام۔ بدرالدولہ قاضی الملک و ادریس خان
 مستعد جنگ بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ علم معقول و منقول
 ریاضی فقہ۔ حدیث اور تفسیر میں آپ فردا ثانی تھے۔ حجاز کے
 سفر میں آپ نے بمقام مکہ معظمہ مولانا شیخ محمد جان کی بے توجہ
 باطنی حاصل کیں۔ ابتداءً آپ کو دربار والا جا ہی میں صدر
 کی خدمت عطا ہوئی اور پھر افتاء کا عہدہ ملا۔ والی بدراس
 آپ کے معتقد تھے اور ہمیشہ آپ کے حفظ و مراتب کا خیال رکھتے
 نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے آپ کو والا جا ہی
 پنشن عطا فرمائی۔ ستر برس کی عمر میں بتاریخ ۲۵ محرم ۱۲۸۵
 اسی ہجری آپ نے وفات پائی۔ بڑے باخدا شخص تھے۔ آپ کی
 پرہیزگاری۔ اتقا۔ انکسار طبیعت۔ خلق و مروت۔ خدا ترنی
 زمانہ میں مشہور ہے۔ آپ کے فضائل علوم کا اندازہ آپ کی
 تصانیف زبان عربی سے ہو سکتا ہے جن کی فہرست ذیل میں
 لکھی جاتی ہے۔

(۱) ہدایت السالک لموطا امام مالک رضی اللہ عنہ (۲) نور العین
 فی مناقب الحسن علیہ السلام (۳) الاربعین فی معجزات سید المرسلین
 (۴) غنیۃ الحساب لم یتیم (۵) العام الی من ضعف کل مسکرم
 (۶) ازالۃ الصمۃ فی اختلاف الائمہ (۷) عمدۃ الرایض فی
 فن الفرائض (۸) تعلیم النساء للکتابۃ (۹) رسالۃ فی حلیمۃ
 تسمی قضا العین لمن ابدع بالشیئ (۱۰) رسالۃ فی اثبات کفر
 ہمت رانی (۱۱) رسالۃ اعراب الرب فی اللہم رب ہذہ (۱۲)
 رسالۃ فی صلاۃ الوتر تسمی الطارق فی رد المارق (۱۳) رسالۃ
 فی یقین صدق فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱۴) رسالۃ
 فی یقین الصلوۃ الوسطی (۱۵) شرح حاشیہ شرح مواقف (۱۶)
 رسالۃ فی صوم الستہ من شوال (۱۷) رسالۃ فی تحریم الخضاب
 (۱۸) رسالۃ فی تحیم الممتنع (۱۹) رسالۃ فی السیر و مناقب الائمہ
 (۲۰) رسالۃ صغری فی السیر و مناقب الائمہ - (۲۱) مناجات
 شرح زواجہ الارشاد (۲۲) المطالع البدیہ (۲۳) شرح کواکب
 الدریہ لم یتیم (۲۴) ثبت فی اسانید الاحادیث (۲۵) کتب بایۃ

(۲۶) فہرست احادیث بمعجم الصغیر (۲۷) ذیل علی قول المسد فی
الذتب عن مسند الامام احمد رضی اللہ عنہ (۲۸) داستان غم فارسی
(۲۹) ترجمہ شصت و یک حدیث فارسی (۳۰) رسالہ شروط
اقتدا فارسی (۳۱) نور الابصار فی سیر سیدالابرار (۳۲)
تحفہ اعظمیہ فارسی (۳۳) ارشاد الفضل در صوم ستہ شوال
فارسی (۳۴) اعظم الاجر فی صلوٰۃ الفجر (۳۵) تنبیہ الانبیاء
بحیوۃ الانبیاء (۳۶) رد قیوی مولوی ارتضا علیخان در تلویث
مساجد (۳۷) ایضاً در اجتناب مستقبل وغیرہ (۳۸) روزنامچہ
سفر حجاز فارسی (۳۹) رسالہ در جواز گفتن قول انا مومن النساء
فارسی (۴۰) رسالہ در رویت ہلال فارسی (۴۱) خلاصہ
عین المصا در فارسی (۴۲) رسالہ در تحریم لہو ولعب فارسی (۴۳)
رسالہ شق القمر فارسی (۴۴) منہج الصواب فی حکم الغراب (۴۵)
فتاویٰ فی النجیز یعنی نان فرنگی (۴۶) فیض الوہاب شرح خلاصۃ
فارسی (۴۷) کتاب فقہ شافعی (ہندی) (۴۸) فوائد بدیریہ
فی السیر النبویہ ہندی (۴۹) ہشت گلزار فی مناقب فیتق النبا

اردو (۵۰) فیض الکریم تفسیر قرآن العظیم اردو (۵۱) شراہج اہر
فی مناقب سید عبدالقادر اردو (۵۲) ریاض النسوان در فقہ شافعی
اردو (۵۳) خزانہ معدلت اردو (۵۴) رسالہ در احکام عدۃ
و وفات اردو (۵۵) توشہ فلاح ترجمہ مناسک الایضاح
(۵۶) قوت الارواح شرح توشہ فلاح (۵۷) سیف المسلمین
اہدایۃ الکافرین (۵۸) گلزار ہدایت اردو (۵۹) ترجمہ حصن
حصین (۶۰) حواشی بر صحیح مسلم و منقی لابن الجارور و سنن ترمذی
و شمائل ترمذی (منقول از تاریخ احمدی۔)

(۱۶۴) مولوی محمد صبغۃ اللہ نایطی۔ الملقب بہ بہانڈے
بہونڈے۔ بن محمد حبیب اللہ بن محمد ندیم اللہ مشاہیر قوم سے گزرے
ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مت
پہنچتا ہے۔ آپ نہایت مدبر اور ذی علم شخص تھے۔ بیٹو سلطان
کی حکومت کے زمانہ میں آپ کو نواب عیدروس خان نایطی خان
قلعہ پاکپور کے پاس مدارالمہامی کی خدمت تفویض تھی آپ نے
اپنی زمانہ عمر کو نہایت نیک نامی کے ساتھ ختم کیا آپ کے صاحبزادے

مولوی محمد شمس الدین کے سلسلہ میں آپکی یادگار ریاست اصفہ
میں اب تک قائم ہے۔ یعنی آپ کے پر و تون سے (۱) مولوی محی الد
احمد (۲) مولوی محمد صبغة الد سرکار نظام کے نکلوار ہیں۔ اول الد
بزرگ کو علوم عربیہ سے فراغ حاصل ہے۔ فن نحو سے خاص دلچسپی
رکھتے ہیں اور نہایت تدین کے ساتھ اپنے فرائض خدمت کو
بجالاتے ہیں۔ نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت کے خزان
میں منظم خاص سے نام زد ہیں۔ آپ کے ہونہار فرزند کا نام
محمد شمس الدین ہے۔

(۱۶۵) مولوی محمد صدیق حسین نایاطی۔ لوکھری المہاجر
عاشق تخلص بن غلام دستگیر بن شاہ محمد ابوالحسن چشتی کلیم اللہی قد
سرہ مشاہیر قوم سے ہیں۔ علوم عربیہ میں ذی سواد اور فارسی
میں فارغ التحصیل۔ فن سخن سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں سرکار نظام
کے مدرسہ عالیہ میں پروفیسری کا عہدہ آپ کے تفویض سے
مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ نہایت
خلیق اور منکسر المزاج شخص ہیں۔ آپ کے حقیقی بڑا در مولوی

باجیارم کی دوسری فصل ۴۷۴ مشاہیرم کا احوال

غوث محی الدین ٹایلی کو یہی سرکار عالی کے سررشتہ عدالت
میں ملازمت کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت عاشق کے فارسی
کلام سے تین غزل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔

کلم کہ وقف رہ مونس وعدہ ہستم نصورت و ندامت چہ رنگ می ریزد اداشناس مرا خوش مذاق می نامد پایہ ہندی غزلت سفر نصیب مست چو زلف یار بود انخسار فطرت من نظر بفتہ تو رد خودم متبول شود نگر چہ کرد ہوایت بکام تکلیف من ز بہت و نیست مان ترا چہ خواہم گفت چہ روی جلوہ کہ من شرمنا کسی دارم ز کوی خویش چو نقش قدم نمیراند بہ بزم آرزو خویش خواند عاشق را	صلا۔ خزان و صبار ابرنگ بوہستم کہ من ز سادگی خویش رو بروہستم نمک حلال لب بو سہ بخش اوہستم بسلسلہ جو صدایم بگل جو بوہستم بہر قدر کہ ترقی کنم فروہستم گزشتہ از لب کام تو کا جوہستم چو گرد در طلب آوارہ کو بکوہستم رہین حسرت و در بند گو گوہستم فرو گزار کہ در خوشتن فروہستم چنان بہ خاک نشینی بہ آبروہستم بزم آن کہ برایم چو آرزوہستم
---	--

باز کش نگاہ نازاے بت نازین چنیں تاب جال آفتاب خود پئے آن بود حجاب ز دجگر یکے سنان بست بلب یکے فغان دست فراز شوق رست کار سپردہ غباب چون لقب است دستان لہ ہاز و چاب جنیں وان در اشک بہر نثار عشق او برد چو نام آن نگار گفت زہے فاشا دعوی فلسفی غلط خرق فلک عیان مگر ہمت مرگ پیش کن عیسیٰ عہد خویش عاشق کیسو مژہ جامہ چنان غنی گزاشت		تاب کر کہ پس کشی ناک و نشین چنیں پس تو مہل برخ نقاب اے بت شکر چنیں غمرہ نازت آچنان سر مہ سحر ت انچین از سر خاک عاشقان دامن خود چنیں حیث بدل سپردگان مایہ چنان مین چنیں آن بنو دگران چنان این بنو دشمن چنیں بوی شہادت آشکار میزد ہا فرین چنیں نالہ من کہ بگزرد از فلک برین چنیں دور بند آسمان چنان سخت نہ این مین چنیں خار بہ پیر مین چنان مار بہ آستین چنیں
	ولہ	
روی تو کہ از مقنعہ زلف عیان شد برقی ست کہ از ابرو خشید و بہان شد از عمر پریشانی و معدومی انجام بگزشتہ ز زلف تو مرا عشق دہان شد		از باد بیکبار ای پردگئی ناز تا شوق بدیدار پیدا بشود باز من با تو چلویم ای دلبر خود کام بہت این سخن کار الطاب ہم ایجاز

همساز تو یکدستم دوساز تو یک لخت	خونی تو اگر تند	در عشق تو سخت
شمشیر ترا سختی من سنگ فسان شد	صبر است نه دشوار	هین تیز بکن ناز
با وصف نگهبانی بسیار برون خیت	در چشم نظر بار	گر و سفر انداخت
مانند نگرفت و برقرار نهان شد	آن دلبر عیار	آن یار فسون ساز
نطق و هنش ز و متشابه همه محکم	جز روم بخودی کس	نبود که زندوم
گر دید سخن ساز و زبان بند جهان شد	دار و بیت پر کار	هم سحر و هم اعجاز
افسانه اشک ترم از درد کشیدن	در شوق و صالت	ارز و پشیدن
کن گوش که زیبای بنا گوش تیان شد	از لولو شهوار	آویزه ممتاز
گر زار خروشی بود و قهقهه خندی	ای فردیگانه	غوغا تو فکندی
هر غنچه و بلبل که بگلپانگ و فغان شد	گوید ز تو اسرار	دارد ز تو آواز
مفهوم لطیف است که مقبوض و بسیطی	حیران تو عاشق	محصور و محیطی
دائر تو بجان هستی و سائر تو بجان شد	ای نقطه و پر کار	در گرد و آحر از

(۱۶۶) نواب محمد صدیق علی خان نایطی - صبی لقب ابن
محمد ایراہیم نایطی مشاہیر قوم سے گزے ہیں - راجہ ناکپو کے زمانہ

حکومت میں ابتداً آپ سررشتہ ملازمت میں شریک ہوئے اور پھر تدریجاً ترقی کرتے ہوئے مدارالمہامی اور سپہ سالاری فوج کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہو گئے۔ صاحب منصب و جاگیر تھے مصنف تاریخ (تاج الاقبال و قائع بہوپال) نے لکھا ہے کہ جب راجہ ناکپور نے بہوپال پر لشکر کشی کی تو آپ تیس ہزار فوج کے ساتھ موجود تھے۔ آپ کے دولت سرا پر لوازم اعزازی سے نوبت اور نشان قایم تھا۔ مدت العمر آپ نے نہایت نیک نامی اور دلاوری کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپ کے فرزندوں سے محمد حسن علی خان نایلی نامور شخص گزرے ہیں جو اپنے باپ کی رحلت کے بعد منصب نوابی پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ بھی صاحب نوبت و نقارہ تھے۔ جاگیرات آبائی ہی آپ کے نام بحال و برقرار تھیں۔ آپ کی رحلت کے بعد اس خاندان کا عروج باقی نہ رہا۔

(۱۶۷) مولوی محمد صفدر نایلی۔ الخطاب بہ فخر الاسلام خان بن حافظ محمد حسین خان اورنگ آبادی بن حافظ محمد صادق علی

مہاجر لقب۔ علماء قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے جد امجد کو نواب نظام علی خان مغفور والی ریاست حیدرآباد کے عہد مہمنت مہد میں بخشی فوج کا عہدہ تفویض تھا۔ آپ عالم باعمل اور فاضل کل تھے۔ مرشد زادہ آفاق عالیجاہ بہادر کو آپ سے عقیدت خاص حاصل تھی۔ صاحب گلزار آصفیہ نے آپ کے فضائل کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ بھیگیں بہ مذاق گفتار و لطف تکرار شہنیر سید در علم حدیث فرد کامل عہد خویش بود۔ ۱۶۸ بارہ سو بارہ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ خلائق کے رفع حاجات میں آپ کی سعی بلیغ آپ کی اعلیٰ یادگار ہے۔ آپ کے فرزند مولوی احمد عبدالعزیز نایلی کے نام جاگیر کی شاہی عطا جاری تھی۔ دونوں کا مزار حیدرآباد کے محلہ شکر گنج میں واقع ہے۔ (۱۶۸) نواب حافظ محمد صفدر نایلی۔ رئیس لقب المہاجر بہ خان بہادر صفدر نواز جنگ بن حافظ محمد ابراہیم نایلی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کا اجدادی وطن کوکن۔ اور مولد اورنگ آباد ہے۔ حضرت (غفران مآب) نواب

نظام علی خان بہادر نور اللہ مرقدہ کی مصاحبت اور نوبت فقارہ اور عماری سے سرفراز تھے۔ تعلقہ بہنیشہ کا مالی انتظام اور فلحان حضوری کا اہتمام آپ کے تفویض تھا۔ حیدر آباد کے محلہ شکر گنج میں آپ کی تعمیر کی ہوئی پختہ مسجد آپ کی دینداری کی اعلیٰ یادگار ہے۔ آپ کی نمک حلالی اور جان نثاری پر حضرت (مغفرت منزل) نواب سکندر جاہ مغفور کو کامل بہرہ و سہ تھا کہڑ کے کی لڑائی میں محلات شاہی کی حفاظت آپ کے تفویض تھی آپ نے پوتے۔ یوسف الدین احمد نایبی زمانہ حال میں مہتممی فیل خانہ کی اجدادی خدمت سے سرفراز ہیں۔

(۱۶۹) مولوی محمد عبد العزیز نایبی۔ الملقب لوکھری الہاجہ ابن محمد علی مغفور شاہیر قوم سے ہیں۔ آپ کا مولد راسے ویلور اور مسکن حیدر آباد ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ محمد حامد سعید مغفور حیدر آباد میں گزرے ہیں۔ جنکو ٹیپو سلطان کے جانب سے ایران کی سفارت کا عہدہ تفویض تھا۔ اختتام حکومت ٹیپو سلطانی کے بعد آپ نے ناکپور کو اپنا مستقر قرار دیا۔ برٹش انڈیا نے سلطان فنڈ سے آپ کا

ولیفہ مقرر فرمایا۔ تاہم نزہت آپ اسی مقام پر سکونت پذیر رہے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند مولوی محمد علی مرحوم کے نام ہی اسی ولیفہ کا سلسلہ جاری رہا۔ مولوی محمد عبدالعزیز ریاست سرکار نظام کے کنکھارا اور نہایت خوش فکر اور خوش سوا شخص ہیں۔ آپ کی تصانیف سے فن طریقت میں (۱) رسالہ تشبیہ و تنزیہ (۲) رسالہ وحدت الوجود۔ اور اخلاق میں (۱) الانسان (۲) منظر انسانی۔ نہایت دلچسپ رسائل ہیں۔ میلاد خیر البریہ کے نام سے آپ کی تصنیف نمبر (۵) بھی شائع ہو چکی ہے۔ مولف کو آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ (۱۷۰) مولوی۔ حاجی۔ محمد عبدالعزیز نایطی۔ الملقب بہ نعت کر بن لوی غلام محمد مرحوم بن مولوی محمد علی مغفور مشاہیر قوم سے ہیں آپ کا وطن گلشن آباد میسرور ہے۔ یٹو سلاطانی حکومت میں امیر البحر کوٹریال کی خدمت آپ کے جد امجد کے تفویض تھی۔ آپ نے اپنے زندگی تک نہایت مرفہ الحالی کے ساتھ بسر کی آپ کے فرزند ارجمند یعنی صاحب تذکرہ کے والد ماجد کو تجارت میں رہا

فر فرمایا۔ ہمارا جہ میسور نے ہر چند آپ سے قبول ملازمت پر ہمارے
 کیا لیکن آپ نے اسکو اپنی کسر شان خیال کیا اسلئے کہ ہمارا جہ
 والی ریاست کو اون کے والد ماجد نے اراداً مولوی محمد علی
 ناپٹلی کا قبضہ کر دیا تھا۔ مولوی محمد عبدالغیر نے اوایل عمر میں کراچیاں کی
 ملازمت اختیار کی۔ اسوقت دارالطبع سرکار عالی کے منبر ہین
 آپ کو علوم متعارفہ کے سوا طرقت کا مذاق یہی حاصل ہے۔
 حضرت مولوی۔ حاجی۔ سید عمر علیشاہ دام ظلہ کے دست
 مبارک پر بیعت فرمائی ہے۔ اپنی اوقات عزیز کو ہمیشہ اور
 واذکار میں مصروف رکھتے ہین۔ سفر جہان کے سوا ہندوستان
 کے مختلف مقامات کی سیر فرما چکے ہین بزرگان دین کی زیارت
 متبرکہ سے شرف اندوز اور مذہبی کاموں میں صدق دل کے ساتھ
 ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہین۔ توجہ کے ایک روحانی عمل
 کی آپ کو کامل مشق ہے جس سے ضرورت پر بہت بڑی تسکین
 حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی تصانیف و انصاح غزیریہ فارسی (۲)
 غزیریہ الاخلاق (۳) باغ و بہار غزیریہ فن اخلاق و تصوف

شائع ہو کر مقبول عام و خاص ہیں۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ محمد عبدالرحمن اور احمد عبداللہ آپ کے دو ہونہار صاحبزادے ہیں۔

(۱۷۱) محمد عبدالقادر نایلی - قریشی لقب بن مولوی محمد غوث قریشی میرالصدور ریاست ٹیپو سلطانی کے پرتوتوں سے ہیں۔ آپ کا علمی اور علمی سواد بہت درست ہے سرکار نظام کے نچوڑ اور ایک مستقل تعلقہ کے تحصیلدار ہیں۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا اغراز حاصل ہے

(۱۷۲) مولوی محمد عبدالقادر نایلی جلاہر لقب طاہر تخلص بن محمد حبیب اللہ بن محمد باقر بن غلام رسول علماء مشاہیر قوم سے ہیں آپ کا نشوونما ریاست حیدرآباد میں ہوا۔ علوم عربیہ میں فارغ التحصیل اور سرکار نظام کے زمرہ منصبداران میں شریک ہیں۔ آپ کی علمی قابلیت کا اندازہ آپ کی تصانیف سے ہو سکتا ہے۔ جو حضرات شافعیہ معرفت بہ بیان ضروریہ اور لذات مسکین کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔

مصنف تاریخ نظام اردو اور تذکرہ علمائے ہند نے آپ کا احوال
برسبیل اجمال لکھا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کی عزت
حاصل ہے۔ آپ بڑے مقرر اور طباع شخص ہیں۔ فن سخن سے
بھی دلچسپی رکھتے ہیں (۱) ابوطیب محمد یحییٰ اور (۲) ابو الحیجر
محمد عیسیٰ آپ کے ہونہار فرزندوں کے نام ہیں۔

(۱۷۳) حاجی مولوی محمد عبد اللہ نالیطی المخاطب بہ
صدارت خان بہادر ابن بدرالدولہ قاضی الملک بہادر علماء
مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ علم معقول اور منقول خصوصاً حدیث
میں آپ فردا لاثانی تھے۔ امیر الہند نواب محمد خوش خان بہادر
والی مدراں نے آپ کو صدارت کا معزز عہدہ عطا فرمایا تھا
جس کی مناسبت سے آپ کو صدارت خان کا خطاب عنایت ہوا
نواب منخور آپ کا ادب فرماتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ اعز
خاص کا استعمال کرتے تھے۔ حجاز کے چوتھے سفر میں واپسی کے
وقت گلبرگہ کے مقام پر آپ نے رحلت فرمائی۔ حضرت بندہ
گیسودرا زرحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مقدسہ سے متصل آپ کا مدفن ہے

آپ کی تالیفات سے زبان عربی میں رسائل قوائد الغوثیہ
فی فروع الشافعیہ تعلیقات علی مختصر ابی شجاع۔ تخریج احادیث
بیضاوی اور زبان فارسی میں تحفۃ الاجتہ فی بیان استجاب قتل
الوزغہ۔ تحفۃ المحبین لمولد حبیب رب العالمین۔ کتاب الزجر
منکر شق القمر۔ أوضح المناسک۔ آپ کی مبارک یادگار ہیں مصنف
تاریخ احمدی نے آپ کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔
(۱۷) مولوی محمد عبداللہ نایلی المحاطب بہ حکیم خداقت
علیخان بہادر ابن محمد سعید نایلی مشاہیر قوم سے گزرے ہیں آپ
در اس کے دربار والا جاہی میں نہایت معزز اور والی ریاست
کے حکیم خاص تھے۔ اور حکیم خداقت علیخان بہادر کے خطاب
سے ممتاز۔ آپ کی علمی قابلیت مسلمہ تھی۔ بڑے ہی نیک نبت
شخص تھے آپ کا انتقال بتاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ ہجری
سوا کہتر ہجری واقع ہوا۔ آپ کے فرزند ارجمند حکیم قادر محمد
المحاطب بہتم الدولہ سربراہ خان مہتمم جنگ کا تذکرہ جداگانہ
لکھا گیا ہے۔

(۱۷۵) نواب محمد عسکری خان نالیطی لوکھری۔ مخاطب بہ شیر افغن جنگ بہادر۔ ابن نواب حسین دوست خان سالار الملک مغفور۔ امرائے حیدر آباد سے گزرے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کی خوبیاں اور مراتب اعلیٰ کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے آپ باوجود اپنی امارت کے نہایت منکسر المزاج اور فقیر دوست تھے۔ آپ کی علمی قابلیت اور روشن خیالی قابل قدر تھی۔ والی ریاست نے آپ کے خاندانی اعزاز کے لحاظ سے خانی اور بہادری کے سوا شیر افغن جنگ کا خطاب آپ کو عطا فرمایا تھا اور آبائی جاگیرات سے یہی سرفرازی بخشی تھی۔ آپ کی حلیت کے بعد آپ کے تمام اعزازات آپ کے دونوں صاحبزادوں کے نام بجالا دیے گئے ہیں۔ جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۱۷۶) محمد علوی الدلوی نالیطی۔ ریاست میسور کے مشیہ قوم سے ہیں۔ جن کے مکارم اخلاق اور فضائل علوم کا احوال مولف نے بزرگان قوم سے سنا ہے۔ آپ کے اجداد سلطانی عملداری میں مراتب شایان سے سرفراز تھے۔ فی زمانہ آپ

مرفہ الحالی میں بسر فرماتے ہیں۔
 (۱۷۷) مولوی محمد علی نایطی۔ سید لقب مخاطب بہ حکیم حاذق
 یارخان بہادر دربار والا جاہی کے معززین سے گزرے۔ فن طبابت
 میں آپ کی قابلیت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ والی مدراس نے مدرسہ
 طبابت کی پروفیسری کا عہدہ آپ کو عنایت اور حکیم حاذق یار
 بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ نہایت کم سخن اور خلیق
 شخص تھے۔ ہر ایک سوال کا جواب نہایت غور کے ساتھ
 دیا کرتے تھے۔ تاریخ ۵ شعبان ۱۲۸۵ لہ بارہ سو نو دہجری
 آپ نے رحلت کی حکیم اسد اللہ نایطی آپ کے یادگار ہیں۔
 (۱۷۸) ملا محمد علی نایطی۔ روگے لقب مشاہیر صوبہ بمبئی سے
 ہیں۔ اور بالفعل ایک سخت مرض میں مبتلا ہیں۔ آپ کی حالت
 صحت میں مولف نے آپ سے ملاقات کی تھی۔ بڑے خلیق مینسا
 بے نفس اور علوم دینیہ کے کامل ماہر ہیں۔ آپ کی تجارت
 میں خداوند کریم نے برکت دی ہے۔ متعدد دجہازوں کے
 آپ مالک ہیں۔ بمبئی میں ناو خدا سے ہی آپ کی شہرت ہے

آپ کا خاندان کفو کا سخت پابند ہے۔

(۱۷۹) مولوی محمد علی خان نایطی تو لقب مخاطب بہ رئیس الامر امدار الدولہ دار الملک معزز خان معتمد جنگ بمشاہیر ریاست کرناتک سے گزرے ہیں۔ مولف نے بمقام مدراس آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ نہایت فریس اور تیز فہم علی اور علی قابلیت سے موصوف تھے۔ سرکار والا جاہ تھے آپ کو رئیس الامر امدار الملک دار الدولہ معزز خان معتمد جنگ کا خطاب عنایت فرما کر اپنا امدار المہام دوم مقرر فرمایا تھا دیوانی مال کی خدمت فائزہ آپ کے تفویض تھی۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے چار سو روپیہ کا وظیفہ آپ کے نام جاری فرمایا۔ بتاریخ ۲۵ صفر ۱۲۹۱ لہ بارہ سو اکانوے ہجری آپ نے انتقال فرمایا۔

(۱۸۰) خان بہادر محمد علی خان نایطی۔ رتنہ سبھا مشیہ قوم سے ہیں۔ رتنہ سبھا زبان سنسکرت کا خطاب ہے جس کے معنی کوہر مجلس کے ہیں۔ یہ خطاب آپ کو ریاست میسور سے ملا

دہشتی کمشنری کا عہدہ آپ کے تفویض تھا اور فی زمانہ ناسن خدمت کا وظیفہ پاتے ہیں۔ آپ ملکی معلومات میں اعلیٰ درجہ کے ماہر اور علم و فضل سے متصف اور نہایت خلیق شخص ہیں۔

(۱۸۱) حاجی حافظ محمد غوث نایطی المناط بے انتظام خان بہادر ابن حاجی عبدالوہاب نایطی المناط بے مدارالامرا بہادر شاہ ہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ بڑے نیک بخت اور متبرک شخص تھے۔ سرکار والا جاہ نے اپنے مصاحبین خاص میں آپ کو شریک فرمایا تھا۔ پریوٹ مراسلت کا کام ہی آپ سے لیا جاتا تھا۔ ذی الحجۃ ۱۲۹۰ بارہ سو سو ستر ہجری میں خطاب انتظام خان بہادر سے سرفراز ہوئے۔ نہایت ذی علم اور راست باز شخص تھے۔

(۱۸۲) مولوی محمد غوث نایطی۔ قریشی لقب بن حاجی غلام عظمت الدین حاجی غلام محی الدین بن غلام علی میر صدو شیو سلطان شاہ ہیر قوم سے ہیں آپ کے جد اعلیٰ کا احوال مندرجہ ۹۰ پر لکھا گیا ہے۔ مولف تاریخ کو اس تذکرہ کے تحریر کے وقت

آرتھر ولینزلی کی ایک انگریزی چھپی ملی جو غالباً مارکویس ولینزلی
 گورنر جنرل ہند کی لکھی ہوئی ہے۔ یا اون کے برادر (کمانڈر چیف
 برٹش آرمی) کی۔ جس سے غلام علی میر صد رکا اغرا اور مرتبہ
 ظاہر ہوتا ہے۔ جس کا ترجمہ اس موقع پر خالی از وچسپی ہو گا۔ یہ
 مراسلہ حاکم ویلور کے نام ہے۔ مقام سرننگ پٹن۔ ۱۸ جولائی
 ۱۹۰۶ء۔ ڈیر سر۔ حامل ہذا غلام علی میر صد و رمع اپنے فرزند
 غلام محی الدین کے آپ کے زیر سایہ ویلور میں سکونت پذیر ہونا
 چاہتے ہیں کشتراں معاملات میسور نے ان دونوں صاحبوں کے
 نام پیش مقرر کر دی ہے۔ سلطانی دربار میں میر صد و رمع سے متعلق
 ترکوئی نہ تھا۔ سرکار کمپنی کے قبض و حایت میں جو مالک آئے اور
 متعلق سرکار کمپنی کی خدمت ان سے بہتر کسی نے نہیں ادا کی
 میسور کے فتح ہونے کے بعد خاندان سلطان اور بڑے بڑے سرداروں
 نے اطاعت قبول کی تو میر صد و رمع نے خیال کیا اور وہ خیال،
 عمدہ تھا کہ عامہ رعایا کے لئے عافیت اسی میں ہے کہ ملک میں
 عجلت کے ساتھ امن و امان قائم ہو جائے۔ انہوں نے اس

خاص غرض کی تکمیل کے لئے اپنے اقتدار کو پوری طرح پر کام میں لا کر بدون اپنی کسی ذاتی غرض اور فائدہ کے قلعہ داروں کے ساتھ انتظام کیا اور جمہور کی عافیت میں نہایت اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ جدا مکان کوشش کی اور کامیاب ہوئے میں بدل انکی سفارش کرتا ہوں اور بخوبی جانتا ہوں کہ جیسے علیہ آپکی راہ و رسم ان سے بڑھتی جاوے گی اوسی قدر آپ اونیکی قدر کرتے رہیں گے۔

مولوی محمد غوث قریشی انہیں بزرگ مدد و حاشان کے حقیقی پوتے ہیں۔ آپ سفر حجاز میں متولد ہوئے۔ عربی زبان اور علوم متعارفہ میں ذی استعداد ہونے کے علاوہ معاملات مالی و ملکی میں اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار ہیں۔ آپ کی سلامت روی نیک نفسی۔ بردباری۔ اور اخلاق۔ شرافت خاندانی کا نمونہ ہیں۔ سرکار نظام کے سرشتہ مال میں تحصیلداری تعلقہ کی مدت آپ کے تفویض ہے نیک نام اور رعایا پرور افسروں میں آپ کا شمار ہے۔

(۱۸۳) مولوی محمد غوث نایطی سعید لقب مشاہیر حیدرآباد سے ہیں۔ آپ کے خاندان کو دربار والا جاہی سے تعلق تھا۔ آپ کے نانا حکیم حاذق یار خان بہادر دربار والا جاہی کے طبیب خاص تھے۔ آپ سرکار نظام کے نمک خوار اور پریوٹ سکریٹری سرکار جالی کے مددگار ہیں۔ اور پانسو روپیہ ماہوہ پاتے ہیں۔ آپ کی عربی اور انگریزی قابلیت خصوصاً ترجمہ کی خوبی کے نسبت ماہران فن کو اعتراف ہے۔ آپ کا عروج ریاست حیدرآباد میں محض آپ کی لیاقت اور زور بازو ہوا۔ نپلک کاموں سے آپ کو خاص دلچسپی حاصل ہے بزرگان قوم نے آپ کی روشن خیالی اور راست بازی کے لحاظ سے آپ کو فخر قوم کہا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ محمد عبدالعزیز اور محمد عبداللطیف دونوں آپ کے فرزند ہیں۔

(۱۸۴) مولوی محمد غوث نایطی۔ حیدر لقب۔ مشاہیر تجار سے گذرے ہیں جن کا تعلق ریاست مدرا سے تھا۔

آپ کی شریفانہ معاملت اور راست بازی کی وجہ سے آپ کی تجارت کو فروغ رہا۔ ملازمت کی پابندی سے ہمیشہ آپ تنفر سے آپ کو فن نبوٹ میں کمال تھا۔ اپنی قوم پر جان نثار اور کفو کے سخت پابند تھے۔ آپ کی اولاد سے محمد حسن چیدہ سرکار نظام کے نکلوار اور بڑے لایق اور بردبار شخص ہیں جو کمنامی سے بسر کرتے ہیں۔ اور نوکری کو ننگ خاندان خیال فرماتے ہیں۔

(۱۸۵) حاجی۔ مولوی۔ محمد غوث ٹالپٹی۔ مخاطب بہ اعانت خان۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ ۳۰ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ بارہ سوارٹھیس کو آپ متولد ہوئے۔ فارسی اور عربی کی اچھی استعداد رکھتے تھے۔ فقہ اور حدیث کے ساتھ آپ کے خاص دل چسپی تھی۔ سرکار والا جاہی سے نیابت صدارت کا عہدہ اور اعانت خان بہادر کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آپ نے اپنی زندگی کا زمانہ نہایت نیک نامی کے ساتھ بسر کیا۔ بتاریخ ۲۹ جمادی الاول ۱۲۸۵ھ بارہ سوا کہتر ہجری مدینہ مطہرہ میں تب محرقہ سے رحلت فرمائی۔ جنت البقیع کا

مدفن ہے۔ آپ کی تالیفات سے ترجمہ بسط الیہدین لاکرام
الابوین زبان فارسی میں آپ کی اعلیٰ یادگار ہے۔

(۱۸۶) مولوی محمد غوث۔ نایلطی۔ الخطاب بہ شرف الدولہ
شرف الملک۔ مولوی محمد غوث خان غالب جنگ بن مولوی

ناصر الدین محمد بن نظام الدین غفرلہم۔ عالم علامہ باعث انتخا
قوم گزرے ہیں۔ صاحب تاریخ احمدی نے لکھا ہے کہ آپ

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے۔ بلکہ محمد پور
ارکٹ میں آپ کی ولادت واقع ہوئی۔ ایام طفولیت میں اپنے

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عالم
خواب میں رویت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت موصوف نے

اپنے دست مبارک سے آپ کو پانی کا پیالہ عنایت فرمایا
اور پے لینے کا حکم دیا۔ صبح اوس کی برکت سے آپ کے فط

میں نہایت قوت پیدا ہوئی۔ علوم حدیث اور فقہ کی کتابیں لکھ
اور یاد تھیں۔ علم ادب میں نام آور ہوئے ترمذی کے حاشیہ پر

تقاضی بدرالدولہ بہادر نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ نے عالم جویا

سیدنا ونبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے بہت سیری کے ساتھ آب زمزم پیا اور عالم رقت میں بیدار ہوئے اسی کا فیض تھا کہ آپ مراتب و فضائل علوم سے بہرہ ور ہوئے ^{۱۲۱} بارہ سو تیرہ ہجری میں آپ نے حیدرآباد دہلی ملاحظہ فرمایا ہے۔ ^{۱۲۲} بارہ سو سولہ ہجری میں دربار والا جاہی ^{۱۲۳} سے دارالمہامی کی خدمت آپ کے تفویض ہوئی اور خطابات جلیلہ سے سرفراز ہو کر معاصرین میں ممتاز ہوئے۔

^{۱۲۴} بارہ سو تیس میں آپ نے خدمت سے کنارہ کشی اختیار کر کے تالیف و تصنیف کے طرف توجہ کی۔ تباریخ ^{۱۲۵} صفحہ ۱۱۰
بارہ سو اڑتیس ہجری دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ جامع
والا جاہی میں اچکا مزار ہے۔ آپ کے علم و فضل کا سچا یا دگار
آپ کی تصانیف عربیہ سے قائم ہے (۱) نثر المر جان فی رسم
نظم القرآن (۲) فوائد الصبیغہ فی شرح الفرائض السراجیہ (۳)
سواطع الانوار فی معرفۃ اوقات الصلوٰۃ والاسحار (۴)
بسطا لیدین لاکرام الالبون (۵) ارجوزۃ فی القاب حضرت

علی کرم اللہ وجہ (۶) کفایت المبتدی فی فقہ اشافعی (۷) زواج و اجراء
 الی اہل دار الجہاد (۸) تعلیقات علی مختصر ابی شجاع (۹) تعلیقات
 شرح قطر الندی (۱۰) مسائل فی فقہ شافعی (۱۱) حواشی قاموس
 (۱۲) شافعی شرح کافی فی النحو (۱۳) نجم الوقاد شرح قصیدہ بنت
 سعاد (۱۴) وسایل البرکات شرح دلائل الخیرات (۱۵) نور الفویہ
 و بحر الفراید فی الفرائض - مندرجہ ذیل کتاب میں آپ نے
 فارسی زبان میں لکھی ہیں (۱۶) انہار المفاخر فی مناقب سید
 عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) یواقیت المنشورہ فی
 الماثورہ (۱۸) بسایم الازہار فی الصلاۃ علی سید الابراہیم صلی اللہ
 علیہ وسلم (۱۹) ہدایۃ الغوی الی المنج السوی فی الطب النبوی
 صلوۃ اللہ علیہ (۲۰) خواص الحیوان (۲۱) رشحات الاعجاز
 فی تحقیق الحقیقۃ و المجاز (۲۲) رسالہ در رد خواجہ کمال الدین جان
 (۲۳) برہان الحکمۃ ترجمہ ہدایۃ الحکمۃ (۲۴) فتاویٰ ناصریہ فی
 فقہ حنفیہ (۲۵) خلاصۃ البیان شرح عقیدہ عبد الرحمن (جامی)
 (۲۶) سہام الناقرہ فی عیون الناطرہ (۲۷) صلاۃ البشیج -

(۲۸) زبان ہندی من فقہ حنفی کے نام سے آپ کی ایک تصنیف ہے
(۱۸۷) مولوی محمد غیاث نایطی۔ ناکپوری فقیہ لقب
مشاہیر قوم سے گزرے ہیں آپ عالم متبحر اور انتظامی معاملات
سے نہایت باخبر شخص تھے۔ نواب کڑپہ نے آپ کو دیوانی کا عہدہ
تفویض فرمایا تھا۔ قصبہ ویلور میں آپ نے رحلت فرمائی۔
حضرت شاہ ابوالحسن قدس سرہ کے صحن مکان میں آپ کا مزار
ہے۔ آپ کے پر و تون سے مولوی محمد کلیم الدین آباد میں سرکار
نظام کے نمک خوار ہیں۔

(۱۸۸) مولوی محمد فخر الدین خان نایطی چکنے لقب
مشاہیر ملکہ ویلور سے گزرے ہیں۔ آپ کو زمانہ نوابی میں
قضاوت کا عہدہ تفویض تھا۔ آپ فاضل اہل اور عالم باعمل
تھے جن کے وجود باجود سے قوم کو فخر حاصل تھا۔ عہدہ مفوضہ
کے نازک ذمہ داریوں کو آپ نے نہایت آب و تاب کے ساتھ
سرا انجام دیا۔ آپ کے ہر ایک حکم سے دینداری کے آثار ظاہر
ہوتے تھے۔

(۱۸۹) مولوی محمد فصیح الدین نایطی - نانگر لقب - مشاہیر قوم سے گزرے ہیں مصنف رسالہ نایطی نے ایک مقام پر اس لقب کی وجہ تسمیہ کو روٹی کی تجارت سے منسوب فرمایا ہے مولوی محمد فصیح الدین کا علم و فضل اور زہد و تقویٰ عالم میں مشہور تھا۔ شاہی ملازمت پر آپ نے تجارت کو ترجیح دے رکھی تھی اور اکثر اوقات میں مواعینظ مذہبی سے خلافت کو ہدایت فرماتے تھے اور عربی زبان میں بے تحلف گفتگو کرتے تھے۔

(۱۹۰) نواب محمد قاسم علی خان نایطی مخاطب بہ نواب فتح یاب جنگ بہادر امرائے حیدرآباد سے گزرے ہیں۔ آپ کی علمی استعداد بہت درست تھی علماء کی صحبت کے ہمیشہ طالب رہتے تھے۔ دولت آصفیہ کے جاگیر داری کا اعزاز بھی آپ کو حاصل تھا۔ آپ نواب داراب جنگ مغفور کے حقیقی بھائی (۱۹۱) محمد قادر محی الدین نایطی - ناکپوری المعروف بہ میان صاحب و الملقب بہ صبی ابن محمد فخر الدین مغفور مشیکا قوم سے گزرے ہیں۔ آپ بمراج پالہ کے رہنے والے اور

مہاراجہ نائیپور کی فوج میں چار سو سوار کے رسالہ اور
اور اپنے ذاتی گھوڑوں کے سلسلہ اور ففون سپہ گری میں
استاد کامل خصوصاً بنوٹ میں فردا جواب تھے۔ کسی معرکہ
میں آپ کو شہادت کا رتبہ حاصل ہوا۔

(۱۹۲) محمد قطب الدین خان نایطی۔ رئیس لقب
مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ مصنف رسالہ نایط فرماتے ہیں
کہ آپ قصبہ کوکن میں بخشی الممالک کا عہدہ رکھتے تھے۔ اور
امارت کی وجہ سے رئیس کوکن سے مشہور تھے۔ اس لقب
کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ سید عبدالرحمن رئیس قوم کے خاندان
سے آپ کو تعلق نہ تھا۔ مولف تاریخ کو اس سے زیادہ آپ کے
حالات نہ مل سکے۔

(۱۹۳) محمد محترم خان نایطی۔ امرائے دربار عالمگیری
سے گزرے ہیں جنکو خانی اور بہادری کا خطاب اور نیچہ آری
منصب اور جاگیر سے سرفرازی حاصل تھی۔ نہایت ذی علم
اور ذی اعتبار شخص تھے۔ قصبہ ایلو ر آپ کا مستقر تھا۔

باجیہرم کی دوسری مصل ۵۰۱ مشاہیرم کا احوال

جب کیارہ سوا ونیس ہجری میں اعظم شاہ اور بہادر شاہ کا مقابلہ ہوا تو آپ اس لڑائی میں مارے گئے۔ مصنف گلہ ستہ کرنا مک فرماتے ہیں کہ او جد بلا واسطہ محمد باقر الملقب بہ محترم خان حال		
واین یزید نواب مرتضی خان بہادر و داماد نواب باقر علی خان مرحومین میشود از امراء درگاہ عالمگیری و روشناس بزم رنگین		
جہانگیری و عمدگان قوم نایط و صاحب ثروتان این طایفہ بود		
بعنایت پادشاہی بخطاب محترم خان ممتاز و منصب پنہاری		
و جاگیر سرفراز گشت خامہ جادو طرازش مخترع چمن رنگین بیانی		
و فکر آسمان پر و ازش مبدع نہال مضامین و معانی است۔		
وله .		
اختراعی سرسبز نش است نوش فنی		
بامیجاد رن سازد خاطر آزاد ما		
(۱۹۴) مولوی محمد محی الدین۔ سعید لقب خاطر تخلص۔ ابن		
مولوی حسن علی۔ سعید نایطی۔ شافعی۔ ریاست میسور کے متون		
سرکار نظام کے نمک خوار۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہیں آپ کے		
اجداد کوئیو سلطان کے عہد میں ریاست کی مختلف خدمات		

تعلق تھا۔ آپ کے والد ماجد منظر آباد کے قلعہ داری سے ممتاز رہے۔ برٹش گورنمنٹ کے عمل دخل میں آپ کو عمل داری کی خدمت عطا ہوئی۔ ہمارا جہ کے ابتدائی زمانہ حکومت میں آپ نے ترک وطن کر کے سرکار نظام کی ملازمت اختیار کی تعلقہ ابراہیم پٹن کی عملداری سے سرفراز رہے۔ آخر عمر میں ترک ملازمت کر کے سیاحی اختیار کی متعدد اوقات میں حجاز کا سفر فرمایا۔ بند گاہیں اور اولیائے کرام کی متبرک زیارات سے بہرہ اندوز ہو کر مسلسلہ قادریہ اور چشتیہ سے بیعت حاصل فرمائی۔ آپ ہمیشہ ریاضت کش اور متکلف رہا کرتے تھے۔ فضایل علوم صوری و معنوی سے آراستہ تھے۔ فن طبابت میں آپ کا تجربہ بڑا ہوا تھا۔ آپ کی قابلیت کی اعلا یا دگار آپ کی تصانیف ذیل ہیں:

(۱) غایتہ المرام در تصوف (۲) اختصار در تصوف (۳) تشفی نامہ در تصوف (۴) افشائے راز فرشن (۵) شرح العیزہ در تصوف (۶) ضیاء القلوب در تصوف (۷) نامہ خاطر (۸) بہارستان تقدیس (۹) امداد الطالبین در تصوف

(۱۰) از التہ الکہالت۔

(۱۹۵) محمد محی الدین نایطی۔ بن محمد شاہ مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ نوابی کرنول کے زمانہ میں موضع بہنڈیا تکور بطریق جاگیر آپ کو عطا ہوا تھا۔ آپ کے فرزندوں سے محمد صبغتہ نایطی کو ریاست ناکپور میں مانگاری کی منزلت حاصل تھی۔ صاحب جاگیر اور امیر کبیر کہلاتے تھے۔ جن کی اولاد کا فیلی سلسلہ مولف کو دریافت نہ ہو سکا۔ محمد محی الدین نایطی کے دوسرے فرزند (محمد حبیب اللہ نایطی) کے دوسرے صاحبزادے (مولوی غلام رسول نایطی) سرکار نظام کے نمک خوار اور داروغگی شیشہ آلات کے عہدہ سے ذمی اعتبار ہیں۔ جن کی ملاقات کا شرف مولف کو حاصل ہے۔

(۱۹۶) محمد مخدوم نایطی۔ قدس سرہ۔ ابن شیخ احمد نایطی صوبہ ارکاٹ میں صاحب دل گزرے ہیں۔ آپ عالم تنہائی میں بسر کرتے تھے۔ نواب والا جامکے عہد حکومت میں اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ قحط سالی میں میر اسد اللہ خان بہادر نائب

باجیہ ہم کی دوسری فصل نم ۵۰ شاہ قیوم کا احوال

صوبہ دار ارکاٹ نے باران رحمت کی التجا آپ سے کی ہے جب آپ مجبور ہو کر اپنے مصلے سے اوٹھتے تھے تو بارش بکثرت برتی ہتی۔ آپ اپنی زندگی ہی میں عامل سریع التاثر سے مشہور رہتے علوم ظاہری کے سوا علوم باطنی ہی رکھتے تھے۔ سید علی محمد خلیفہ حضرت شہاد عبد الرحمن بیجا پوری صبیحۃ الہی قدس سرہ سے آپ کو بیعت حاصل تھی۔ بتاریخ ۲۶ شوال ۱۱۵۰ھ گیارہ سو پچاسی ہجری آپ نے رحلت فرمائی۔ مقام تاج پورہ واقع ارکاٹ میں آپ کا مزار ہے۔ صاحب گلستان نسب نے آپ کا مختصر احوال لکھا ہے (۱۹۷) محمد محمد دوم نایطی۔ او دگیری شاہ قیوم سے گزے ہیں۔ آپ کو ریاست بیگن پل میں والی ریاست کے اتالیقی کا اعزاز حاصل تھا۔ علوم و فنون میں فرد منتخب سمجھے جاتے تھے۔ آپ کے پوتوں سے مولوی غلام رسول نایطی ریاست مدوح کے قصبہ کوئل کندہ کے قاضی اور آپ کے نواسے غلام محمود نایطی بیگن پل کے لکھپتی تاجرین سے ہیں۔

(۱۹۸) محمد مستعد خان نایطی۔ الملقب بہ پتو شاہ قیوم سے

باجپارم کی دوسری فصل ۵۰۵ مشاہیر قوم کا احوال

گزرے ہیں بقول مصنف زسالہ نایط آپ کو صوبہ کا کنار کی تیار
صوبہ داری کا عہدہ حاصل تھا۔ آپ بڑے حوصلہ مند شخص تھے
آپ کی ذات ستودہ صفات سے افراد قوم کو ہمیشہ ہر قسم کی
مدد ملا کرتی تھی۔

(۱۹۹) محمد معین الدین نایطی۔ الملقب بہ آگ لاوے
ابن غضنفر حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہیں جن کی بہادری
کا نتیجہ الاقبال (تاریخ بہونپال) سے ملتا ہے مہاراجہ ناکپود کے لشکر میں
آپ کو زسالہ داری کی عزت حاصل تھی۔ نواب صدیق علی خان
نایطی میر عسا کرومدار المہام ریاست کے مشیر خاص تھے۔

(۲۰۰) مولوی محمد معین الدین۔ مہکری لقب۔ ابن حکیم
محمد اسد اللہ خان مہکری۔ مشاہیر قوم سے ہیں۔ ٹیپو سلطانی
حکومت میں آپ کے جد اعلا محمد علی مہکری۔ بخری فوج کے افسر تھے
آپ میسور میں متولد ہوئے۔ آپ کی قابلیت عربی اور فارسی
زبان میں مسلم ہے۔ کنڑی اور تلنگی زبان سے بھی بخوبی ماہر ہیں
سرکار نظام کے امتحانات مالگزارسی میں کامیاب اور علاقہ

صرف خاص کے ضلع اطراف بلدہ میں تحصیلدار ہیں مولف تاریخ کو آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ نہایت لائق عہدہ ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادوں (۱) محمد ضیاء الدین (۲) محمد قادر علی (۳) محی الدین محمود سے منبر اور ۲ سرکار نظام کے نمک خوار اور منبر ۳ مدرسہ عالیہ حیدرآباد میں ایف اے کی تعلیم پڑھ رہے ہیں (۲۰۱) حکیم محمد مہدی نایلی - سعید لقب۔ المناطیب حکیم شفا دست خان بہادر ابن حکیم حسین علی نایلی - مشاہیر قوم سے گزر رہے ہیں۔ آپ کا وطن مدراس ہے۔ نواب والا جاہ مغفور کے زمانہ ریاست میں آپ مجلس اطباء کے ممبر اور نہایت لائق اور تجربہ کار شخص تھے مدراس میں آپ کے مطب کی شہرت اب تک باقی ہے۔

(۲۰۲) مولوی محمد میران نایلی - الملقب بہ بہاندے بہوندے۔ والمتخلص بہ شہا۔ بن حبیب اللہ ذکابن حافظ محمد میران بن حافظ محمد علی بیجا پوری مشاہیر قوم سے ہیں۔ آپ کے اچھے کلاحوال منبر ۲۵ پر لکھا گیا ہے۔ آپ رمضان ۱۲۶۵ء میں

بچپن کی دوسری فصل ۵۰۷ منشاہیرم کا احوال

بہ مقام نیلو ر متولد ہوئے۔ عربی کی اکثر و کتب میں جو سلسلہ نقل و
مین داخل ہیں مولانا مولوی شجاعت حسین غازی پوری سے ہیں
فقہ اور حدیث کی سند مولوی محمد ہاشم دہلوی سے حاصل کی اور
اور فارسی کی تحصیل اپنے شفیق باپ سے۔ فی زمانہ ناچید آباد
کے دفتر صدر محاسب سرکار میں عہدہ لایقہ سے ممتاز ہیں۔ نظم
و نثر فارسی میں اسد اللہ خان غالب کے طرز کو آپ کی روشن
طبیعت سے جلا حاصل ہے۔ آپ کی ذہانت و طباعی کی تعریف مولانا
کے سے کم سوا دشخص کی زبان سے چوٹا منہ بڑی بات کا
مصدق ہے جس کا شمار آپ کے شاگردوں میں ہے مندرجہ
ذیل نثر آپ کے فارسی کلام کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

دست جو محتسب تاشیشہ و سائست	از شکست شیشہ و ساغر مراد دل شکست
و اے بر محرومی پر وازان مرغ اسپر	کز طپیدن تا نفس شکست بال و پر شکست
حالت شکستہ ام دار و تماشاے دگر	این بہار تازہ باشد رنگ بر و دگر شکست
سہ گرائی ہائے باز از من چہ شد بیش از	تا نہاد و مجلس مجلس خود بر شکست
زادہ من کے کشم اینجا مبارک بہر تو	آرزوی سے کشی ہا برب ساغر شکست

باب چہارم کی دوسری فصل ۵۰۸ مشاہیر قوم کا احوال

معمر کہ آرامشوزا بد ز و غطر و زحشر	طرز رفتار کسی ہنگامہ محشر شکست
چارہ درد سہا شد باعث درد دگر	یعنی تاپیکان برآید دردش نشکست

(۲۰۳) محمد ندیم اللہ نایلی - المخاطب بہ ندیم اللہ خان ابن غلام محی الدین نایلی معززین قوم سے گزرے ہیں۔ آپکو والا حاجی ریاست میں والی دولت کی اتالیقی کا اعزاز حاصل تھا۔ جو اہل علوم و فنون سے آراستہ تھے۔ بتاریخ ۵ شعبان ۱۲۹۱ بارہ سو نوے ہجری بحالت سجدہ نماز فریضہ صبح آپ نے رحلت فرمائی۔

(۲۰۴) مولوی۔ حاجی۔ محمد نظام الدین نایلی۔ تاملی لقب بن مولوی محمد حسین مغفور بن مولوی محمد عبد اللہ مولف تاریخ کے والد ماجد مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کے حسب و نسب کا سلسلہ حافظ ابراہیم عرب کے واسطے سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہنچا ہے۔ آپ کے جد ماجد مولوی محمد عبد اللہ مغفور شاہی حکومت میں قلعہ ونگول کے قلعہ دار تھے۔ آپ بہ مقام ونگول متولد ہوئے۔ علوم فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کے بعد حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے شرف اندوز ہو کر عالم

شباب میں مدراس گورنمنٹ کے ضلع نیلور کی مہتممی پولیس کا عہدہ قبول فرمایا۔ لیکن بہت تھوڑے عرصہ میں جس جس طرح جدید قواعد کی پابندی ہونے لگی۔ آپ اس عہدہ سے متنفر ہوئے گئے۔ نیک نفس حکام نے آپ کی دلجوئی کے لحاظ سے بہت سے قیود اور قواعد سے آپ کو مستثنیٰ کیا لیکن صرف چھ سال کی ملازمت کے بعد آپ نے نوکری سے استعفا دیدیا۔ اور مدراس کے مدرسہ عظیم میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور پھر آخر تک اپنے تجارت میں فروغ حاصل کیا۔ اوائل سال میں نواب سر سابلار مختار الملک مغفور وزیر اعظم ریاست حیدرآباد کے خواہش اور مولوی سید عبدالوہاب حسینی مغفور اور وجہ الدین خان معنی کے ایما پر آپ نے حیدرآباد تشریف لا کر سرکار نظام کے کنواری کا اعزاز حاصل فرمایا۔ آپ کی ملازمت کا بڑا حصہ سررشتہ عدالت سے متعلق رہا۔ دارالقضاء بلدہ اور عدالت دیوانی بزرگ کے مہتممی اور پہر نیابت دوم عدالت دیوانی بلدہ پر کارفرمائی کے بعد پیرانہ سالی کی وجہ سے کنارہ کش ہوئے اور اپنی خدمت کیلئے

باجیہرم کی دوسری فصل ۵۱۰ مشاہیر قوم کا احوال

چھوٹے فرزند مولوی احمد اللہ مرحوم کو پیش فرمایا۔ قدردان گمنام نے آپ کی استدعا کو منظور فرما کر آپ کو حسن خدمت کا وظیفہ عطا فرمایا۔ سرشتہ عدالت کی تاریخ میں آپ کی راست بازی اور جفاکشی کے آثار موجود ہیں۔ رعایائے حیدر آباد کے بڑے حصہ کی زبان پر آپ کے محامد صفات اتک باقی ہیں۔ شوال ۱۲۸۵ء میں آپ نے وجع القلب کے عارضہ سے نماز شام میں رحلت فرمائی۔ آپ کے پانچ لڑکوں سے (۱) اضعف العباد مولف تاریخ (۲) مولوی محمد عبدالستار (۳) محمد عبدالودود (۴) ڈاکٹر عبدالرحمن بقید حیات ہیں (۵) سب سے چھوٹے مولوی احمد اللہ رحلت فرما چکے ہیں۔ جنکا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے اللہم اغفرہما بحرمتہ حبیبک علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۲۰۵) مولوی محمود علی نالیٹی - پتو رلقب المطلب بہ دبیر الملک مشیر الملہ ولہ رازدار خان مجوز جنگ بن محمد علی بن محمد سعید مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کی مسلمہ قابلیت زبان فارسی۔ عربی۔ اور انگریزی کی دربار والا جاہلیہ میں

قابل قدر ثابت ہوئی۔ والی ریاست نے آپکو دفتر انگریزی کا
میر منشی خاص مقرر فرمایا اور اسی عہدہ کے مناسبت سے دبیر
مشیر الدولہ رازدار خان مجوز جنگ بہادر کا خطاب آپ کو عنایت
ہوا۔ آپ بڑے سنجیدہ مزاج معاملہ فہم اور ذہنی اعتبار سے شخص تھے
والی ریاست کے پاس آپ کا بڑا اعزاز اور اعتبار تھا۔
(۲۰۶) قاضی محمود کبیر نایطی۔ قدس سرہ۔ بن قاضی احمد
بن فقیہ ابو محمد نایطی بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ آپ شاد
سید اکبر حسینی ابن حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز حسینی قدس
سرہما کے داماد اور مالک دکن کے قاضی القضاۃ مولانا عبد
جامی قدس سرہ کے معاصرین سے تھے۔ مصنف تاریخ احمدی
اور صاحب گلستان نسب نے آپ کا احوال لکھا ہے۔ بہت تہوار
زمانہ تک آپ نے قاضی القضاۃ کے فرائض خدمت کو سنبھالا
اور پھر خدمت سے مستعفی ہو کر حجاز کے طرف روانہ ہوئے
مولوی غلام محی الدین شایق نے روضۂ قدسیان میں فرمایا
کہ آپ کے سفر کے بعد آپ کے صاحبزادے (قاضی رضی الدین

مرقئی کو قضاوت کی خدمت ملی۔ جب آپ نے حج سے فارغ ہو کر مدینہ مطہرہ کا ارادہ فرمایا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم خواب میں شیخ الحرم کو حکم فرمایا کہ فاضل ہند کی پیشوائی کرے۔ جب آپ کا قافلہ مدینہ مطہرہ کے قریب پہونچا تو بیرون آبادی شیخ نے استقبال کیا۔ آپ قافلہ سے آگے بڑھے اور شیخ سے مصافحہ فرمایا اور کہا کہ یہ عاصی اس تکلیف فرمائی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ پھر شیخ نے آپ کو اپنا ہاتھ بنایا۔ زیارات متبرکہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ہند کا ارادہ کیا اور بیجا پور میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک اوسی مقام پر ہے۔ مولف نے آپ کے صاحبزادے کی قضاوت کے متعلق شہنشاہ اکبر کا فرمان مترشده ۱۰۰۹ھ تحریر فرمایا ہے۔

(۲۰۷) شاہ محی الدین نالطی۔ لوکھری لقب۔ بن شاہ جعفر قدس سرہما مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپکا سلسلہ نسب حضرت شاہ احمد کلیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حُسنِ توسط سے

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت شاہ احمد کلیم قدس سرہ کے فضایل اور خرق عادات زما میں مشہور ہیں۔ شاہ محی الدین نایلی کے فرزند ارجمند شاہ حامد سعید ٹیپو سلطانی حکومت میں صفیر ایران مقرر ہو کر معاش جلیلہ سے سرفراز تھے جن کے صاحبزادے شاہ ابوالحسن حشتی کلیم اللہی کا زمانہ مدراس پریسڈنسی میں گزرا ہے آپ کو شاہ عبدالقادر فخری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل تھی۔ اور سلوک میں بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی غلام دستگیر مغفور کے تین صاحبزادوں سے آپ کے خاندان کا نشانہ قائم ہے۔ (۱) مولوی احمد کلیم (۲) مولوی غوث محی الدین (۳) مولوی صدیق حسین عاشق منبر ایک نہایت ذی علم اور باخدا شخص اور اپنے خاندانی بزرگیوں کے سچے یادگار علوم و طریقت میں کامل اور ہمیشہ ذاکر و شاعر ہیں۔ منبر دو کو بہی سرکار نظام کی نمک خواری کا اعزاز حاصل ہے منبر تین کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مولوی غلام دستگیر مغفور اور ان کے تینوں

صاحبزادوں سے مولف تاریخ کو ملاقات کی عزت حاصل ہے۔
 (۲۰۸) سید محی الدین علوی نایطی - قریشی لقب ابن
 سید ضیاء الدین میسوری - مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ
 بخشی غلام علی خان کنڈا چار کے حقیقی نواسے تھے۔ صرف
 آپ کی تنہا کو قوم نوایط سے تعلق ہے آپ کے والد ماجد ریاست
 میسور میں نیٹونج کا عہدہ رکھتے تھے۔ تکمیل مدت ملازمت کے
 بعد آپ نے ملاصہ کا وظیفہ حاصل کر کے ہجرت فرمائی مدت
 مکہ معظمہ میں رہے۔ اور اوسی مقام متبرک پر انتقال فرمایا۔
 سید محی الدین مغفور ملیبار میں صیغہ نمک کے افسر مقرر ہوئے
 اور پھر ریاست میسور میں آپ کو اسسٹنٹ کمشنر کا عہدہ ملا
 جب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم دکن نے آپ کو بلوایا
 تو آپ حیدرآباد چلے آئے ابتداً ریونیو بورڈ کے ممبر اور
 من بعد صدر ہتتم و معتمد صدر المہام کو تو الی ناظم داخل و ناظم بیہات
 ممالک محروسہ سرکار نظام رہنے کے بعد عمر کے آخری زمانہ میں
 سررشتہ مالگزار کی کے صدر تعلقہ دار مقرر ہوئے۔ نہایت

تجربہ کار اور قانون دان افسر تھے۔ رجب شمسہ تیرا سو پانچ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ شاہ خاموش قدس سرہ کی درگاہ میں آپ کا مزار ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا بشرط حاصل ہے۔

(۲۰۹) سید مغیث الدین نایطی۔ سلطان علاء الدین کے عہد میں مشاہیر سے گزرے ہیں جن کو دربار شاہی میں اعزاز خاص حاصل تھا۔ مصنف تاریخ فرشتہ فرماتے ہیں کہ او و برادرش سید نجیب الدین ہر دو بزرہد و تقوے و سائیر کمالات

اتصاف داشتند و ایشان را سادات نوبیہ می گفتند۔ (۲۱۰) ملک محمود نایطی۔ جو ابہر تخلص ابن قاضی محمد عیدروس بنیرہ فاضل خان نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ نوابی کرنول میں آپ کو موضع کپڑا کی جاگیر داری کی عزت حاصل تھی۔ والی ریاست کے مصاحبین خاص میں آپ کا شمار تھا۔ آپ کے صاحبزادے غلام حسین گوہر تخلص کے دونوں فرزند غلام علی نایطی اور ملک محمود نایطی برہک

نظام کے نمک خوار ہیں۔ آپ کے دوسرے فرزند غلام حیدر شہوار تخلص کی اولاد سے غلام محی الدین وغیرہ کو یہی سلطنت آصفیہ کی نمک خوار سی کا اعزاز حاصل ہے۔

(۲۱۱) نواب منیر الدین خان نایطی۔ الخطاب بسکندریار جنگ بہادر ابن محمد محی الدین خان بن نواب منیر الدین خان سکندریار جنگ اولی مشاہیر قوم سے ہیں۔ آپ کی جد ماجد حافظ محمد حسن خان منصبدار ابن حافظ محمد صادق علی خان مہاجر نایطی قریشی بخشی فوج والی ریاست حیدر آباد کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کے جد ماجد کا احوال مصنف نگارستان آصفیہ نے لکھا ہے۔ آپ کا معین الاسلام خان بھی خطاب تھا۔ نواب سکندر جاہ مغفور کی زمانہ ریاست میں بخشی گری کی خدمت اور دو ہزار جوانان بار کا آوردہ اور عدالت کی صدارت آپ کے تفویض تھی۔ سفر شوراپور میں آپ والی ریاست کے پھر کا رہے۔ آپ کے پوتے نواب سکندر یار جنگ کا ابتداء علاقہ دیوانی میں تعلقہ دار تھے اور پھر حسن خدمت کا

وظیفہ پانے کے بعد علاقہ پائیگاہ نواب سرخو رشید جاہ امیر کبیر
مغفور کے معتمد مال ہوئے اور اربک اوسی پر قایم ہیں آپ کی
علمی اور عملی قابلیت اظہر من الشمس ہے۔ بڑے ہی سنجیدہ مزاج
نیک بخت۔ اور دیندار امیر ہیں۔ مارگزیدہ کے لئے آپ کا
عمل نہایت موثر ثابت ہوا ہے۔

(۲۱۲) مولانا شیخ میر نایلی۔ مشاہیر قوم سے گزر رہے ہیں
صاحب گلستان تسب فرماتے ہیں کہ ریاست دالاجاہی میں
آپ رسالہ شاہی کے سرکردہ تھے۔ اور پھر والی ریاست کے
مصاحب مقرر ہوئے۔ آپ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔
جس زمانہ میں آپ نے مایون کی تجارت جاری کر رکھی تھی
آپ کا مطالبہ ریاست حیدرآباد پر تھا۔ جب آپ نے اُسکے
وصول کے لئے نواب ناصر خٹک شہید سے ملاقات کی تو نواب
شہید نے نہایت خلق و مزت کے ساتھ آپ کی مہانداری کا
حکم فرمایا مگر آپ نے معذرت کے ساتھ اس سے معافی چاہی
اور فرمایا کہ قرض خود کو حق نہیں ہے کہ اپنے مطالبہ کے سوا کسی

تکلیف دہی کا باعث ہو۔ نواب شہید کے حکم سے آپ کا مطالبہ فوراً بے باق کر دیا گیا۔ اور پہر آپ کو اصرار کے ساتھ بھائی کا شرف بخشا گیا۔ والی ریاست نے آپ کے حسن معاملت کی بڑی تعریف کی۔

لقب (۲۱۳) مولانا شیخ میران نالیلی۔ قدس سرہ بارانہاری مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ جوان صالح اور مرد متقی تھے ہر روز بارانہار درود کا ورد جاری رکھتے تھے۔ عالم خواب ہیں آپ کو ہر روز بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہان آرا کی رویت نصیب ہوا کرتی تھی۔ ہمیشہ آپ پر رقت طاری رہتی تھی۔ صاحب گلستان نسب نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کی رحلت بلدہ محمد پور میں واقع ہوئی وہیں آپ کا مزار ہے۔

ردیفان

(۲۱۴) مولانا حاجی ناصر الدین عبدالقادر نالیلی۔ المناطوبہ امیر نواز جنگ بہادر ابن مولوی محمد صبغۃ اللہ المناطوبہ

قاضی الملک مغفور فرمائے کرناٹک سے گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۸ء بارہ سو چوالیس ہجری میں واقع ہوئی۔ علم و فضل سے آراستہ زہد و تقویٰ سے پیراستہ تھے۔ دربار والا جاہی سے آپ کو قادی حسین خان امیر نواز جنگ بہادر کا خطاب عنایت ہوا۔ ناظم باغات کا عہدہ آپ کے تفویض تھا۔ نوآبادی کے خاتمہ پر برائش انڈیا نے آپ کو نیشنل عطا کی۔ تیارخ ۲۷ جمادی الاول ۱۲۹۹ء بارہ سو ننانوے ہجری آپ نے بہ مقام مدراس رحلت فرمائی۔ آپ کی تالیفات سے صرف ترجمہ اعظم الاجر کا پتہ مولف کو ملا۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپ کا مختصر احوال لکھا ہے۔

(۲۱۵) مولوی ناصر الدین محمد نایلی۔ ابن نظام الدین احمد صغیر رحمۃ اللہ علیہ بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت محمدپور میں واقع ہوئی۔ جب فضیلت علم سے آراستہ ہوئے تو سرکار والا جاہی سے محمدپور کی صدارت آپ کو عطا ہوئی۔ جسکو نہایت راست بازی اور سچائی کے ساتھ

باچپاہرم کی دوسری فصل ۵۲۰ مشاہیرم کا احوال

میرنجام دیا مدت العمر اپنے عہدہ کے فرائض کو ادا کرتے تھے۔ تاریخ
۲۸ رمضان ۱۰۰۰ھ بارہ سو چہ ہجری اوسی مقام پر رحلت فرما
بڑے باخدا شخص تھے حضرت سید ولی محمد الحینی القادری کے
دست مبارک پر آپ نے بیعت فرمائی تھی۔ صاحب تاریخ احمدی
نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۲۱۶) سید نجیب الدین نایلی - امراے دربار سلطان علی اول
میں مشہور شخص تھے۔ زہد و تقویٰ میں خصوصاً اور تمام کمالات میں
عموماً آپ کا نام مشہور تھا۔ مجد قاسم فرشتہ نے آپ کا احوال
لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ سادات نوبت سے تھے۔

(۲۱۷) مولانا حاجی نظام الدین احمد نایلی - المنحطب
بہ منفذ جنگ بہادر ابن نواب بدرالدولہ مغفور امراے صوبہ
کرناٹک سے گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۰۰۰ھ بارہ سو بیس
ہجری میں بمقام بلدہ مدراس واقع ہوئی۔ ذی علم اور صاحب
استعداد تھے۔ سفر حجاز کے بعد آپ کا تعلق دربار والا جاہلی
سے ہوا۔ نظام الدین احمد خان منفذ جنگ بہادر کا خطاب

اور نفاذ احکام عدالت کی خدمت عطا ہوئی۔ بڑے آب و تاب کے ساتھ آپ نے اپنے عہدہ کے فرائض کو سنبھالا۔ نیک نام افسر تھے۔

(۲۱۸) مولانا مولوی نظام الدین احمد صغیر نایطی۔ ابن محمد عبداللہ مغفور۔ بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ آپ بڑے باکمال اور تحقیق معرفت سے آگاہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۹ھ گیارہ سو تیرہ ہجری میں ہوئی۔ تحصیل علوم دینی کے بعد دارالریاست محمد پور ارکاٹ کی صدارت کا عہدہ آپ کے تفویض ہوا۔ آپ کی اوقات غریز کا بڑا حصہ تالیف و تصنیف میں گزرتا تھا۔ ۱۳۲۲ھ رمضان ۱۳۸۹ھ گیارہ نو اسی ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی اور اپنے مولد ہی میں دفن ہوئے۔ آپ کی تالیفات ذیل آپ کی اعلیٰ یادگار ہیں (۱) انباء الاذکیما بتجیب الطیب والنسائی سید الانبیاء بزبان عربی (۲) سرور الصدور ترجمہ معرب الزبور فارسی (۳) فیض الوہاب فی شرح خلاصۃ الحساب فارسی (۴) فیض الجلیل فی ترجمۃ الانجیل فارسی (۵) فتح الوہاب

فی ترجمۃ القول السدید فارسی (۶) کنوز السعاده فی الذکر الایمہ
 الاثناعشر فی فارسی (۷) حصول المبرات بشرح دلائل الخیرات
 (۸) وقایع نہفتہ امیر الامرانظام الدولہ ناصر جنگ - و مجیہ
 لدفع فساد المظفر الطاغی فی دیار التلنگ بزبان عبری -
 (۲۱۹) مولانا نظام الدین احمد کبیر نایلی - ابن قاضی حسین
 لطف اللہ نایلی - بزرگان قوم سے گزرے ہیں - آپ علوم صوری
 و معنوی میں فرد کامل خصوصاً حدیث میں اکمل تھے - حدیث
 کی سند جو ض بن محمد بن شیخ البضیف السقاہ سے حاصل فرمائی
 ہتی - اوائل عمر میں علی عادل شاہ کے منشی خاص تھے اور پھر شاہ
 جہان کی خدمت میں سفیر مقرر ہوئے آخر عمر میں خانہ نشین رہے
 صاحب تاریخ احمدی نے آپ کی رحلت کا عجیب واقعہ لکھا ہے
 آپ فرماتے ہیں کہ جب آپ کی رحلت کا وقت قریب ہوا تو آپ
 نے غسل فرمایا اور سفید لباس کے ساتھ ایک سفید فرش پر مایا
 بیٹھ رہے - بار بار کہہ رہے ہوتے تھے اور آداب بجالاتے تھے
 اور فرماتے تھے کہ غلام ہرگز اس قابل نہیں ہے - اور پھر فرمایا

اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد انک محمد عبدہ ورسولہ۔ یہہ فرما کر
آپ گر پڑے۔ لوگوں نے سنبھالا اور آپ کو مردہ پایا یہہ واقعہ
۱۸ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۱ھ میں واقع ہوا۔ صاحب
گلستان نسب نے بھی آپ کا ذکر خیر فرمایا ہے۔
رد لعل واو

(۲۲۰) مولوی وجہ الدین خان نایلی۔ تانتلی لقب۔
معنی تخلص بن غلام محی الدین خان بن تاج الدین خان مغفور۔
مولف تاریخ کے عم مکرم مشاہیر حیدرآباد سے گزرنے میں
آپ کے جد امجد کو حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ مغفور اور
مرقدہ کے عہد مبارک میں نواب ارسطو جاہ مدارالمہام وقت
نے حیدرآباد طلب فرمایا معاش منصب سے سرفرازی بخشی
سنہ ۱۰۱۱ھ بارہ سوا ونیس ہجری کے اوایل میں نواب ارسطو جاہ
کی رحلت ناگہانی۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ کی مصداق
واقع ہوئی۔ آپ کے والد ماجد مدت العمر اپنے آبائی منصب
سے متنازع رہے۔ جس کا سلسلہ اتک آپ کے خاندان میں قائم

آپ بڑے باکمال اور ذی علم و فضل تھے۔ مولوی عبد العظیم نصر اللہ خان مغفور نے اپنی تصنیف تاریخ دکن میں آپ کے حالات لکھے ہیں۔ مصنف اشارات بنیش نے بھی آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کی تصنیفات سے صلوٰۃ النجاة فی حسان الدعوات ایک اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے جس میں ایک سو ایک درود اور ہر درود سے مختلف صنائع کے ساتھ بقاعدہ جمل تاریخ نکالی ہے۔ دوسری تصنیف جدید التواریخ کے نام سے شائع ہوئی ہے جس کے ہر جملہ سے بقاعدہ جمل نواب سرسالا خٹک مغفور وزیر اعظم دکن کی خلعت و زارت کا سنہ نکلتا ہے مولف تاریخ نے اپنے اوایل شباب میں آپ کی نیاز مندی کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد وزیر الدین خان ناٹلی حیدر آباد میں بقید حیات ہیں اور ابائی منصب سے سرفراز حضرت معنی کا فارسی کلام آپ کی شگفتگی طبیعت اور روشن مزاجی کی داد دیتا ہے۔

خندہ ز نان بسوی من زد بیا کہ ہم چنین دست ہندا بر میان کرداد کہ ہم چنین ہیچ تہ نہ دیدہ ام نام خدا کہ ہم چنین از سر ناز و انما بند قبا کہ ہم چنین بر رخ من نہ صنم روئے صفا کہ ہم چنین برز دہ چشکے با و دل بر با کہ ہم چنین اسی مہ آسمان جان بام بر آ کہ ہم چنین علی چنان بون بخیر ز جا کہ ہم چنین آمدہ ناگہان نشست در بر ما کہ ہم چنین مشت غبار خاک را دہ ہوا کہ ہم چنین		فصل بہار یا من چون برسد بہر چمن گفتش اے کرشمہ دان ناز تو خون کش دست زدین کشیدہ ام کفر تو برکزیدہ ام شد بچہ رنگ غنچہ را دست صبا گرہ کشا پیش مریض سکتہ دم چون بون آئینہ ہم پرسد اگر کسی ز تو شینفتہ چون کنی بگو برافق فلک چنان مہر بودہ صیا نشان قنہ بلند چون شود حشر بیا چگون شود گفت کہے بیارست جان بر بدن چگونہ رفت چگونہ زین جہان مستی خاکسار را
	ولہ	
این است کہ صد فاذ بر انداختہ این است آتش بدل و جان من انداختہ این است شمشیر جفا بر سر من آختہ این است از جلوہ آن قامت افراختہ این است		این است کہ غارت دل من ساختہ این است این است کہ از عارض افروختہ خویش این است کہ پیوستہ از آن ابرو خو نیز این است کہ بر پا بچہ ان کرد قیامت

این است که چون شمع بسوزتپ فرقت این است که گاهی به تغافل ز سر مهر این است که از زخمه یک غمزه خو غوار این است که مردوم بوفاداری الویک این است که آن هندوی زلفش ز تقابل این است که چون ابرو دیتغ بکفت شد این است که بر دخت قلب جگر از تیر این است که معنی بقمار هو بس او		اجزائے وجودم همه بگداخته این است بر حال من ار نپر داخته این است تارک جان همه بنواخته این است قدر من دلباخته نشناخته این است شجون بدل عاجز من تاخته این است ترک فلک اول سپر انداخته این است اثبات کن یک گز دو فاخته این است نقد دل و جان صبر و خرد باخته این است
مصرع سچید زلفش رسا افتاده است بهره و راز نعمت ایمان دل عاشق بود دل نمی خواهد تماشاے فضلے سبز ز آ فارغ است از گردش گردون ل پر در من کس نگوید قائم را بشت پابر لاش زن یک سر مونیست از جور بتان رو گریز	وله	موشگافانرا مضامین پیش پا افتاده است کوز بجز و وصل در خون و رجا افتاده است خط سبز ش خطه نر بہت فزا افتاده است دانه اشکم کجا در آسیا افتاده است خون من کرده بقدر خون بیا افتاده است در قضاے عاشقان طرفہ بلا افتاده است

سبزہ یگانہ با من آشنا افتادہ است استخوان من ز منقار ہما افتادہ است میر جدا و تے جدا پائے جدا افتادہ است میر نوشت من بدان گر نقش پا افتادہ است کو بموت احمر از رنگ خا افتادہ است نیش راس صواب اندر خطا افتادہ است سالکان را بچو جاوہر ہما افتادہ است از فی مرقان فقط یک نور یا افتادہ است بر سر معنی نمیدانم چہا افتادہ است		نیست با گھلائے این گلشن سرور بر گم کو سگ کو صنم تا از زمین دارش لاش عاشق گر بھی جوئی بین در قتل گاہ خاک در راہ تو گر دیدم ز تقدیرم پیرس گشتہ و تش اگر در نزع پاسا ید بجاست مینماید ہمہ رے باز لفت او مشک ختن خاکساری بروصول منزل مقصد مذام فرش پا انداز او در کلبہ چشم بجاست زیر دیوارش ہمہ شب نالہ و زاری کند
	ولہ	
طفک شوخشت بر روی دود شانہ اش بر تار گیسومی دود سیل خون از ہر بن مومی دود روز و شب دنبال آہومی دود خال او مانند ہندومی دود		اشک من این سونہ آئینومی دود چون رسن بازے کہ تازہ بر رسن یتغ ابر و جملہ تن کردہ فگار و حشم در عشق چشم شوخ تو بر سلمان پئے تاراج دین

آب رفته باز در جوی دود ہر کہ او در عشق زانومی دود چون برابر بشم کہ لولومی دود گر کسی از پائے نیرومی دود بیشتر بر حسن پاومی دود نکتے در شب ز شبومی دود آب خشک او ز جادومی دود تیر بر قصد ترا زومی دود یتغ در کف ترک بدخومی دود		کام شکم تر شود دیگر ز رے آئینہ از نقش پایش سر زند زود تر آید بثر کا نم سر شک من ز دست ناتوانی می روم دست او یک دست خوب اما نظر بوے زلفش شام آید در شام چاہ بابل تر شد از چاہ دقن یار با سنجیدہ ام کز دست او راہ خلق نیک ای معنی سپر
چنان فتنہ خیز کہ مشکل نشیند بے سہل خیز د مشکل نشیند دمی گر نشیند بمنزل نشیند کہ در قالب قدرت این گل نشیند بہ پہلو کون چون جلا جل نشیند	ولہ	چو آن محشر آرا بہ محفل نشیند اگر از منش مہر در دل نشیند نگیرد براہ تو آرام ساک وجو ویشہ خشت ناچیز نبود دل پر فغان رہہ بزمش چو یا بد

خوشالذات تیغش ابد کہنہ جانبے بگرد ہتی کردہ قالب چسان خال بر روئے او جا گرفته بخون گرمی اور ادم ذبح گیرم بدار و محیطی در آغوشش معنی		کہ در رقص شادی نہ بس نشیند گر آئینہ پیش مقابل نشیند سلامت بر آتش نہ قفل نشیند کہ تا دیر بر سینه قاتل نشیند مگر خشک لب ہچو ساحل نشیند
خیال خواب نیاید سر یک در چشم مرا نظارہ رویش چو فیل مست کند نگہ بگردش چشت کنم منید اغم یکی است واجب و ممکن گذر ز کج بینی شیندہ ام ز ہمہ تخم نیست ز گس کے بلند نظر ہچو من بیکہ نیست عیار صن طلایش بیک نظر گیرم بخار خار مرہ کور می شود معنی	ولہ	ز دید حسن ملیحان شدم تک در چشم بجاست ابرو او گر ز ندجک در چشم چہ آفتم ز سد باز گردش فلک در چشم با حوصلے دو نماید وجود یک در چشم بذیدہ ام کہ ترا ہست مرد یک در چشم جانب بادہ نماید مرا فلک در چشم نہادہ اند ز مردم مرا محک در چشم ہمیشہ می خلد اورا ہین خشک در چشم
	ولہ	

گفتا چہ در شماری چونتو بود ہزارم گفتا تو در شش و پنج رفتی مشو و چارم گفتا بگیر عبرت از حسن اعتبارم گفتا خزان پیے تو بہر دگر بہارم گفتا ہر قد کس نبود گجہ گذارم گفتا ہمین در ہما شد رایج دیارم گفتا بس است بروں اغت زیاد گام گفتا ہنوز از دل بیرون نشد غبارم گفتا بیا رغیرم باغیسر چو یارم گفتا متلع داغی ناید ہیچ کارم گفتا بخر قبائے نگر فت در کنارم گفتا خمش دماغے برگفتنت نذارم	گفتم بدر عشقت ای گل نفس شمارم گفتم بیک نظارہ قربان بکن سہ بارم گفتم ترا بخلق از خلق اعتبار است گفتم ہر اے عالم تو موسم بہاری گفتم بشوق میرم گاہے بیا بخانہ گفتم کہ داغ عشقت زد سکہ بردن گفتم من عطا کن خیرے زیاد گارت گفتم خطت برآمد دل صاف از امن گفتم چگونہ باشی بیا دروغیاجان گفتم بگیر دل را گاہے بخارت آید گفتم کسے گرفتست از شوق تنگ در گفتم ز حالی معنی گویم اگر تو شنوی
---	--

ولہ

از خطا جادہ شد مگر این سرنوشت من اے دوزخ از لقاے تو باشد شست من	افتادگی بروے زمین شد سرتشت من جنت مرا بغیر لقائے تو دوزخ است
--	---

گر دید خار بست ز دنیا که گشت من باشد ز لطف خوب تو اعمال زشت من آمد چو وصف برق خورش در نوشت من شد فصل دے بوصل تو اردی بہشت من از بادہ کردہ اندہا ناما سرشت من عشق تو زد بقالب آئینہ خشت من اے شاطر مچہ فکر نہائی بکشت من		تا چشم سمرکین بدل افشا نہ تخم عشق یارب امید عفو تو گستاخ کردہ است شد شاخ نخل طور بکف خامہ و قلم اردی بہشت گشت بہر تو فصل دے زین مشیت خاک نشے جوش میزند چہر ان مشورشت کلمہ گر صفا دہد معنی ز دیدن زح تو رو بہات برد
	ولہ	
دل سیما بگر دو پارہ پارہ ز موج او کند ساحل کنارہ بکار خیر بجای استنارہ کہ افتد طفل شوخ از گاہ ہوارہ کہ دادم نقد ایمان در کفارہ ز ند در خس من صبرم شرارہ کہ بوسم آن لب شیرین و بارہ		کند گر اضطراب من نظارہ طلاطم می زند در پائے اشکم بخویم مصلحت در بادہ خوردن بضبط اشک مرگام نم بجنبہ چہ غم در کمر زلف او گر فتم رخ چسپیدہ افشان بت من ازین رو گویش قند مکرر

گل یکہ بدو باغ ہزارہ		نہا شد چون دل صد سخت معنی
	ولہ	
این نالہ و آہم بنشیند نہ نشیند آتش ز گناہم بنشیند نہ نشیند این فتنہ راہم بنشیند نہ نشیند یورش ز سپاہم بنشیند نہ نشیند در پہلو ماہم بنشیند نہ نشیند گردے بکلاہم بنشیند نہ نشیند از بخت سیاہم بنشیند نہ نشیند این مشیت گیاہم بنشیند نہ نشیند جز تو نگاہم بنشیند نہ نشیند یک مہر گواہم بنشیند نہ نشیند یک آہ پکاہم بنشیند نہ نشیند گو قافیہ باہم بنشیند نہ نشیند	ولہ	آن درد تو خواہم بنشیند نہ نشیند عمر بیت کہ از اشک نہامت بزخم بر خاست خطش از پے تازاج دل و دین اشکم بر معرکہ عشق تو گرم است خورشید کہ معرور جالست بخواہم بہ قدر یکوے تو چنان گشتہ ام ایکاش پیش شکن کا کل او نقش در ستم جز کوے تو جائیکہ گل ولالہ بخیزد ہر چند کہ خوبان بجاہاند مگر یار بر مخضر خوبی خطش کاش ز بوسہ زین گریہ شام چہ بخیرد کہ در آندل بے ساعتہ معنی غزل تازہ رقم زد
	ولہ	

تیر بدست میند ہی ترک سیاہ مست چون بکشاو آن نگار دست نگار بست بعد وفات از رس بستہ کنند بست حسن درستی بُداو زلف تو شد شکست محویتی بود بے مست می السرت را تا دل و جان کنم فد احسن کشاو بست فتح نہان بود نگار ظاہر این شکست را فتنہ بلند می بود جلوه قدسیت را گم شدہ میان تو نیست نمودہ بست داغ تو یار گرم کرد بر جگر نم نشست نیست بکف ز نقد جان معنی شکست	سر نہ ناز میکشی ز کس می پرست و رفت عنان اختیار از کف این جگر نگار می بود از جنون من خوف دریدن کفن بر سر پائے تو فنا و سر کشیش ز سر نہا نشہ بہت کاٹے نیست شعور حاصل چشم ز ناز بر کشا باز بہ بنداز چیا فوج مژہ بگشت اگر داد ہنر میتم مگر طفک شوخم اردو و الحذر رہے فانی آن دہان تو زندہ شد از بیان گرچہ نجاست آہ سرد از دل من بفرط روی تو دید ناگہان کرد شمار دوزخ
---	---

روایت ہ

(۲۲۱) مولوی ہدایت محی الدین خان نالیلی - تاتلی
لقب بن غلام محی الدین خان مرحوم بن تاج الدین خان بہادر مغفور
مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کا نسبی سلسلہ ابراہیم عرب کے

حسن تو سوسے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت
 مغفرت منزل نواب سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ کے عہد مہمنت میں
 میں آپ کے جد ماجد نواب ارسلو جاہ مدار المہام سلطنت آصفیہ
 کے ایما پر صوبہ مدراس سے حیدرآباد و تشریف لاکرہ اور تاج لہنجائی
 بہادر سے مخاطب ہو کر منصب داری کے اعزاز سے سرفراز
 پائی آپ کے والد ماجد غلام محی الدین خان نایطی ہی معاش
 منصب سے سرفراز رہے۔ آپ کی ولادت بلدہ مینو سواد
 فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں واقع ہوئی تحصیل علوم متعارفہ
 کے بعد آپ کو فن سخن کے ساتھ خاص دلچسپی رہی آخر زمانہ عمر میں
 فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی سے آپ کو
 تلمذ کا افتخار حاصل ہوا۔ آپ بڑے حوصلہ مند اور نیک نیت اور
 صاحب خلق و مروت تھے۔ مولف تاریخ کو آپ کی برادر زادگی کا
 اعزاز حاصل اور بارہا آپ کی خدمت میں حاضری کا اتفاق ہوا
 آپ کی بزرگانہ محبت نقش دل ہے۔ ۴۰ سال کی عمر میں بہ مقام حیدر
 رحلت فرمائی۔ محمد علی۔ احمد علی۔ محمد قادر علی۔ آپ کے تین صاحبزادے

ہیں۔ آپ کا اردو کلام ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے

رورور وضع پیبر کے سید المرسلین رسول خدا کہتے ہیں لا الہ الا اللہ دہیہ کلبی اور کل کہنے العطش یا نبی عنایت ہوں طور پر ہی چراغ جلتے ہیں زلف حضرت ہوین اُتی ہے یا الہی اوس آستانہ سے شب معراج منتظر تھے یہی خضر و الیاس دونوں کے دونوں وجد متربان یا رسول اللہ	بندہ آیا خدا خدا کر کے یہ لقب ہیں ہمارے سرور کے کلمہ گو شفیع محشر کے سگ دربان ہیں سب اس کے ایک دو گہونت آب کوثر کے اسم پاک رخ منور کے اگر و عود و مشک و عنبر کے سہر ہو یہی نہ سہر مرا سر کے عرش کیا عرش کے یہی اوپر کے راستہ پر ہیں میرے رہبر کے ہے غلاموں پہ آل ہجر کے
--	--

ولہ

بزم میں یا رہا نام آیا طایر دل کو جہان تا کیا	ہو مبارک تجھے پیغام آیا لیکے صیاد و ہیں دام آیا
--	--

یار دیتا ہوا دشنام آیا جب صنم جانب حمام آیا خود بخود گور میں بہرام آیا		واد اس داد و دہش کے قربا ہو گئی حُسن کی گر ما گرمی کہیں دیکھا نہ سنا ایسا شکا	
بہسی موجیں بھی اڑا لیتی ہے دریا ہو کر یہ کس آفت میں پڑا یا مسیحا ہو کر گہر گر و نکا میں تری انکو مین سرما ہو کر رد گئے دونوں کے دونوں وبالا ہو کر قد بالا سے سہی قد سے دو بالا ہو کر طور کی شمع نہ جلجلاے تپنکا ہو کر	ولہ	چشم بہرتی ہے کہسی بہتی ہے چشمہ ہو دم کی فرصت نہیں دھکا دھانا تاکا بقنبا جی چاہے ترا پیس لے ظالم جھکو ما سمان اور زمین آہ و فغان سے میری سرو کو گاڑ کے طوبی کو اکھیرا جڑ سے رخ پر نور کے جلوہ سے ابھی ڈر ہے	
عشق نے میرے مجھے رسوا کیا میں نے دل اٹھج سے تہنڈ کیا پہلے میری جان کا سودا کیا اگے میرے اگیا میرا کیا	ولہ	حسن نے تیرے ترا چہر چا کیا زیر فلک آہن بہرین سرو سرد یاد ترے حسن کے بازار نے ادسکو بنایا تو بنی جان پر	

ہا جیہ کم کی دوسری فصل ۵۳۷ مشاعرہ قورم کا احوال

اوسکے خارخ نے کیا سا مٹا مرد مک چشم کو اوس شوخ نے میرے گریبان کو میرے شک نے یار پہ مرنے کے لئے ناصحا	جس کے کہلے پاؤں نے پیچھا کیا میرے لئے سحر کا پتلا کیا رشک وہ دامن دریا کیا وجد کو اللہ نے پیدا کیا
ولہ	ولہ
بدر کو بھی ہلال کرتا ہے دل دہن کا خیال کرتا ہے جسکے قبضہ میں تیغ ناز ہے کیون نہ ہوں ہم زمین کے پتھر تیغ کو درمیان میں رکھ کر واہ کیا بات واہ کیا کہنا یہ شہید و ننگ گنج ہے قال مجھ کو حیرت ہے آئینہ کی تلاش جستجوی وصال ہے عجا	غیرت خو رکمال کرتا ہے فسکر امر محال کرتا ہے ہم سے جنگ وجدال کرتا ہے سختے ہیں وہ نہال کرتا ہے وہ پیام وصال کرتا ہے بید ہیں قیل و قال کرتا ہے تو تلفت کس کا مال کرتا ہے کیون رخ بمیشال کرتا ہے وجد فکر مال کرتا ہے
ولہ	ولہ

باب چہارم کی دوسری فصل ۵۳۸ مشابہتیں مر کا احوال

عاشق ہونا ہنسی نہیں ہے جس سے فیند آئے وہ کہانی اے خضر وصال ہو نہ جسکا خالق نے کمر تجھے میر جان اوڑتی سی سنی ہے یار میں نے تاختر رہے چرخ روشن ہے سبکو عزیز موت لے جب	دل دنیا دل لگی نہیں ہے میں نے تو کبھی سنی نہیں ہے اوسکی کچھ زندگی نہیں ہے ایسی دی ہے کہ دی نہیں ہے تم سے اچھی پری نہیں ہے تربت بے وارثی نہیں ہے کس نے جان اسپہ دی نہیں ہے
کچھ گئی جان نہیں ہوں کہ پہر ابھی نسکون نام مٹی پہ مرا لکھ کے وہ فرماتے ہیں یہ وش کیسی ہے یارب یہ روکیسا اے شہ حسن مرے دولت دیدار تری رخنہ اندازیان روزن دیوار کرے کیا میں اپنے دل پر داغ کی منت کا چراغ وہ ہوا کیسی کہ وہ شوخ اور اتا ہے تنگ	نہ قضا آئے ہو ی ہوں کہ میں جا ہی نسکون تو وہ لکھا نہیں لایا کہ مشابہی نسکون آپ جا ہی نسکون اسکو بلا ہی نسکون کجا جل انکھوں کا نہیں ہے کہ چر ابھی نسکون اور اوسے ور سے میں انکھیں دکھا ہی نسکون کسی بھری ہوئی مسجد میں جلا ہی نسکون یہ ہوا کیسی کہ میں خاک اور ابھی نسکون

میں مجبیٰ پی شکون تجھ کو پلا ہی شکون وہ نہیں میں تری بجلی جو گرا ہی شکون		ناصح مشق میں یہ تو نہیں ہو سکتا نا تو ان آہ میرے کہتے ہی اس کان و جد
	ولہ	
آپ نے ہو کر ابھی کہا ہی نہیں آنے والی نیند ہی آئی نہیں اوس زرخندان کو ششائی نہیں قد ہی پر موقوف بالائی نہیں بندہ درگاہ ہر جائی نہیں غیر نقصان سو دوائی نہیں آئی لیکن ساتھ اوسے لائی نہیں میں نے کچھ تصویر کھینچی نہیں نام کو چشمہ ہے بینائی نہیں و جد تیری ناصیہ سائی نہیں		اس رویت کی سزا پائی نہیں ہے شب فرقت کی تنہائی غیب کون ڈوبا کون اچھلا چاہ میں سر سے اونچے ہو رہے ہیں کنگہ بس ہے گر ہو ایک بھی لمبیں کلہ گرم بازاری ہو جنس حسن میں بعد مدت گم شدہ دل کی خبر دلکے آئینہ میں اوسکا عکس ہے کہو کر بنیاد اون کی دیکھ لے اپنے گن دکھلا رہی ہے سر نو

روایت

(۲۲۲) ملا یحییٰ نایلی - کوکئی لقب - الما طب بمخلص خان

باچہ ہرم کی دوسری اصل ۵۴۰ مشاہیر قوم کا احوال

عالم گیری مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ دربار عالم گیری میں
دو ہزاری منصب اور ہزار سوار سے ممتاز ہو کر دکن پر متعین ہوئے
ولایت بیجا پور کی لڑائی میں آپ نے حق نمک ادا کیا اور کارا
نمایان سے مستوجب تحسین و آفرین ہوئے۔ اورنگ آباد
آپ کا مستقر تھا۔ بارگاہ شہنشاہی میں آپ کا اعتبار اس قدر بڑھا
ہوا تھا کہ ایک کوئی سفارش نامنطور نہیں ہوئی۔ صوبہ اورنگ آباد
میں آپ کی جویلی نامی عمارت سے مشہور تھی۔ آصف جاہ
اول نے جب اوسکو پسند فرمایا تو ملائیچے کے ورثہ نے سعاد
خان نایطی صوبہ دار آرکٹ کے اشارہ سے اوس کا ہبہ نام
پیش کر دیا۔ نواب صمصام الدولہ شہنواز خان نے اپنی تصنیف
ماثر الامرا میں آپ کا تذکرہ فرمایا ہے

(۲۲۳) مولوی یوسف الدین نایطی۔ پی لے لقب
ابن مولوی حکیم سید زین العابدین مشاہیر قوم سے ہیں آپ کی
دو دیال سعادت سے ہے اور نہال نایطی جسکا قومی لقب
پی لے ہے آپ کی ولادت حیدرآباد میں واقع ہوئی۔ ابتداً

باجیہم کی دوسری جمل ۵۴۱ مشاہیر قوم کا احوال

تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور مختلف علوم فارسی اور عربی کی تحصیل کی۔ ابتدا ہی سے آپ کی طبیعت روشن تھی۔ اور بڑی ہنایت رسا۔ اعلیٰ قابلیت کے ساتھ راستبازی آپ کی اعلیٰ صفت ہے۔ بڑے مستقل طبیعت اور صاحب الرائے ہیں۔ ابتداء آپ کی ملازمت کا تعلق ریاست سرکار نظام کے صدر المہامی مال سے رہا۔ پھر آپ صرف خاص میں مقتد مجلس مقرر ہوئے آخر پر ضلع کے اولیٰ تعلقہ دار اور ایک ہزار روپیہ ماہوار پر آپ کی قوت بیانہ اور آپ کا علم مجلس قابل تعریف ہے۔ یہاں خلیق اور متین افسر ہیں۔ نواب ارادت جنگ نایلی کے پوتی کے ساتھ آپ نے عقد فرمایا ہے۔

(۲۲۴) مولوی یوسف حسین نایلی تانلی لقب بن مولوی محمد حسین بن مولوی محمد عبداللہ قلعہ دار ونگول مولف تاریخ کے عم محترم مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ کا نسب او حبی سلسلہ ابراہیم عرب کے توسط سے سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ علوم عربیہ میں فاریح اعلیٰ

اور سنسکرت کے اعلا واقف اور تثنکی زبان میں کامل مہار
رہتے تھے۔ برٹش انڈیا نے صوبہ مدراس کے ضلع بلور میں آپ کو
تحصیلدار مقرر فرمایا تھا۔ یکمیل سروس کے بعد جب پنشن ملی
تو نواب جعفر علی خان المعروف بہ ٹیپو صاحب امیر دربار چندر
مصاحب خاص والی ریاست حضرت (معرفت بنگال) نواب
افضل الدولہ بہادر نور احمد مرقدہ کے ایما پر آپ حیدر آباد
تشریف لائے نواب سالار جنگ مغفور وزیر اعظم حیدر آباد
نے آپ کے لئے سرکار آصفیہ کے تحصیلداری کا عہدہ تجویز فرمایا
ہر چہ آپ کو یہ عہدہ ناپسند تھا لیکن امتثالاً امر آپ نے اسکو
قبول فرمایا تقریباً بارہ سال تک نہایت نیک نامی کے ساتھ
خدمت بجالا کر ۵۵ سال کی عمر میں آپ نے رعت فرمائی
آپ کے پوتوں سے مولوی تاج الدین محمد۔ سرکار نظام کے
نکھو اور ضلع اطراف بلدہ کے رجسٹرار ہیں۔

(۲۲۵) یوسف علی خان نایطی۔ المناطوب بہ نواب
داراب جنگ بہادر امرائے ریاست حیدر آباد سے گزشتے

باجیہ رم کی دوسری سسل ۵۴۳ نمشا ہیرم کا احوال

منصب سے ہراری و ہزار سوار اور خان بہادر دارا ب جنگ
مخاطب تھے۔ آغاز شباب ہی سے آپ نے نیک نامی کی شہرت
پائی۔ خلق اللہ کی حاجت براری میں اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا
نہایت کم سخن اور بردبار شخص تھے۔ سلطنت آصفیہ کی جاگیر داری
کا اعزاز بھی آپ کو حاصل تھا۔ صاحب گلزار آصفیہ فرماتے ہیں
کہ صاحب اخلاق کریمانہ و اشفاق شفیقا نہ نجیب شناس قدرا
کمال و اہل کمال در عین شباب عقل صد سالہ بزرگانہ داشتہ
براتب خفی و جلی و بر موز مخفی و ظاہری بخوبی تمام میر سید مرد
سخنی و کشادہ جبین۔ خندان رو۔ صاحب ہمت۔ زیادہ از
مقدور و در کار خیر اجبا و ارباب احتیاج و استحقاق بدل بامو
متقی و متشرع بر طبق عادت بزرگان خویش قدم بقدم گزاشتہ
بر جادہ مستقیم خاندان خود ثابت قدم است۔

خاتمہ

(الف) ضمیمہ جات

ضمیمہ نشان (۱) از تو زک والا جاہی

مصنف برهان جان هانڈی

نواپا صیغہ جمع و مفروش نایط قومی است از عرب مختلف الشرح
 کہ بہ تحقیق مصنف تاریخ طبری بنی قریش و بہ تشریح تاریخ
 یمنی از قوم ملاحین و بہ توضیح منتخب الباب شرفاء کوفہ اند
 و علی امتی حال از نظم حجاج ابن یوسف جلا وطن و از دریا
 و اصل سواحل ہند و بر زمین مرہٹ مقیم بندر کوکن شدند و
 در اوقات سلاطین اربع دکن امتیاز یافتند

ضمیمہ نشان (۶۲) از منتخب الباب جلد سوم مصنف

خانی خان نظام الملکی

گویند در ایام سلطنت ملک عبدالملک مروانی شہسہ کہ حجاج صاحب
 حکومت و ریاست قلم و عرب و عجم گردید شرفا و نجبا و سادات
 بنی ہاشم را ہر جا کہ می یافت بہر محبت و کنایہ صغیر و کبیر برنا و پیر
 آن دیار را می کشت و خانہ ہائے ایشان را می سوخت و دود
 آتش ظلم او عالمی را فرا گرفت جمعہ کثیر از اولاد و احفاد و اصحاب

جناب مصطفوی و غفر تقوی از ظلم و بیداد و تنگ و بجان آمدہ
 باول ہائے پریشان و سینہ ہائے سوزان و دیدہ ہائے خون چکان
 دست از جاذبہ حب وطن خویش و تبار و کار و بار دیار برداشتہ
 با عیال و اطفال مال منال بہشت جہان کنار جزایر عرب با
 کشتند و قاصد بنا در دکن کہ در آن زمان بندر و اہل و حیول
 و بندر کنبایت و بہروج و اطراف پھلی بندہ جاری بود گردیدند
 و بہم عنانی باد موافق و مخالف ہر جہاز بہ بندرے افتاد و وقت
 فرود آمدن چون راجہ و زمینداران ہر مکان کہ فرمان و احکام
 استجا بودند و اسم اسلام در گوش آہنجا حکم خلیدن ہزار خار
 ہا داشت برائے فرود آمدن آنہا مضایقہ می نمودند آن تختہ
 بندان دریائے سرگردائی و دریانوردان بحر حیرانی بہ تعلق و الحاح
 پیش آمدہ قرار عہد و پیمان عدم الظہار ایمان و دین خود کہ در
 گوشہ و کنار خانہ خویش ہر یکے بعبادت معبود برحق برسم
 و آئین خود پیر دازد و در ظاہر و آشکارا موافق و دید آن ملک
 در لباس و دیگر اطوار بعمل آرد بمیان آورده فرود آمدند و بحال حرم

و احتیاط که صدائے اذان و قراءت قرآن و عبادات دیگر بکوت
 انقوم نزد زیست می نمودند و هر که ام بکنی و پیشه بلباس آن
 ملک مشغول شدند چنانچه در اکثر بنا در لغایت حال زنان شرفا
 آنجا که بقوم عرب و نواتیه مشهور اند و جمعی که از اولاد عباس و بر
 و طلحه و دیگر اصحاب رضی الله تعالی عنهم خود را می گیرند رخت و لباس
 عورات بنود می پوشند و بهین دستور بطریق اخبار زندگانی نمود
 و عبادت صنایع بچون می پرداختند و در شادی و کتختائی بطور
 و پیروی آنجا عمل می آوردند اگر چه بعد از فوت شوهر زنان
 جوان در مکّه متبرکه و مدینه منوره و تمام روم و ایران و توران
 و همه قلمرو اسلام از زمان قدیم لغایت حال شوهر دیگری نماند
 بل و ارثان آنها بزور بقصد کفومی ارند اما در هندوستان زنان
 شرفای اسلام که مراد از اهل مشایخ و عرب اند این عمل را فعل
 قبیح و عیب دانسته ترک رویه آبا و اجداد که موافق حکم خدا
 و مطابق شرع محمدیست نموده بسبب هم نسبتی و بوجاهت متداد
 ایام که درین غربت میان کفر و تناسل و تولد واقع شد و ملاحظه

نمودند کہ جملہ اقسام ہنوو کہ تعداد آہنا انتہا ندارد پنج قوم کہ
 برہمن و کہتری و راجپوت و بقال و کانت باشند از نجبائے
 کفرہ اند اگر دختر شیرخوارہ را بقدا حدے در آرند و شوہر او
 در همان شب اول مید و باز بہ نکاح دیگرے در نمی آرند۔ چون
 شرفاء ہر قوم را با اشراف ہر دیار ہم چشتی بیان می آید بہ تعانکہ
 غیرت کہ ما از چہ راہ کمتر از این جامعہ ہاشیم بتیمت این رسم را
 سرمایہ آبرو و غیرت و نشان شرافت و نجابت دانستہ ترک
 رویہ بزرگان سلف نمودہ اند اگر چہ این طریقہ عقلاً و شرعاً
 محمود نیست و درین ضمن مفسدہ بسیار حاصل میگردد کہ بہ توضیح
 آن نہ پراختن اولے۔ اما درین صورت۔ احتیاط بعضی امور کہ
 از شرفائے دیار عرب در غربت بخار رفته خلاف طریقہ عجم
 بحکم ختیوا سنا ہم۔ سرشتہ کفو را از دست ندادہ اند و در
 گرفتن و دادن دختر غیر ہم قوم سوائے سیدے کہ صاحب
 شجرہ و ذی شہرت باشد با ہیچ سلسلہ با وجود کمال پریشانی
 و در ماندگی نسبت نمی نمایند و از جاریہ این ملک کہ ہیچ ہند

سوائے دار حربه ملکیت آن ثابت نمیشود و از قوم ارازل
و فاحشه که بعاشقی در خانه آرند فرزند حاصل نمی کنند و اگر احدی
از سلسله آنها مرتکب این افعال گردد او را از قومیت انجح
منوده در شادی و غمی از و نفرت و قطع سلسله رحم می نمایند
و به او نسبت نمودن باعث خرابی نسل و خلل می دانند و از
قبایح دیگر که در خانه زنان مغنیّه و رقاص طلب نمودن و خوجه
سرایان را در خانه راه دادن و رذائے شادی اندرون
خانه بجنور مستورات از راه کمال بے غیرتی که ورا کثر مردم بانام
و نشان رقاصی با انواع فحش گوئی و رسوائی خلاف عقل و شرع
رواج یافته و قبح آن از نظر مایه تبعیت همدیگر برخاسته بلکه از
عز و نشان دولت جز و لاینگ اعتبار و سرمایه لذت حیات
گردیده در آن قوم نمی باشد اگر چه درین باب شرفائے تمام بلاد
هندوستان مدعی اند که این ویتیه از مابلعل نمی آید اما آنچه بر محرر
اوراقی بعد تقص ورق بعد ورق روزگار و تماشائے گردش
بیل و بنار که با همه قوم در عالم بکیزگی مدتهازیت می نمود احتیاط

این رشته کفو که با وجود نشانمستی دولت و گرفتاری کمال نکبت که درین هر دو صورت سر رشته اختیار از دست میرود و دست از لذات جسمانی پاس رعایت لوازم و کمکت و ثروت بر نداشتن فقط در طایفه شرفائے شیخان احمد آباد و خاندین که بزرگان پهلوانی ولایت از سلسله واحد اند و در بعضی مشایخ و شرفائے ملک شرقی یافته شده و الحال از تقاضای فساد زمان در آن قوم بهم خلل عدم ملاحظه کفو رفته یافته حاصل کلام بعد میر و رایام خضیئه بنائے اسلام در کنار ساحل و بنا در دکن و احمد آباد استحکام یافت -

ضمیمه نشان (۳) از وقائع سعادت مصنفه محمد امین مغفور

نایطه گرو و از شیوخ و مسکن اینان عربستان و این طایفه کسب علم و در صحایف موصوف و از شرفائے عرب است در عهد نظامت بنو امیه اذیت با و رسید آخرش حجاج بن یوسف در غصه خود بعض فضلاء این گروه را از عرب بدر کرد و این

کرده از بصره بنواح مالک دکن رسیده ساکن کوکن نظام شاهی
 گردید که این را الغایت تحریر یعنی ^{۱۲۱۰} هفتصد سال میشود و از آنجا
 هر یک از اینها بوجه متعیش از علاقه روزگار و تجارت و عیشت
 و غیره مامور گشت و لقب های میان این قوم حسب اکساب
 آنها بحسب شناسائی عمر و زید مربوط چنانچه مثل همین در هر فرقه
 هم قرار داد است. پس ازین زمره در سرحد دکن چندین پشت
 سپری شد تا آنکه عصر غلام علی و برادر کوچک شان محمد سعید
 به پالکر که این هر دو فرزندان عاقبت محمود خان بودند رسید انهم
 ضمیمه نشان (۴) از سجنه المر جان مصنفه حسان الهند میر
 غلام علی آزاد بلگرامی

انوائت کتوالت قوم فی بلاد الدکن رأیت فی
 کتاب فارسی ما ترجمته قال الطبری فی تاریخه المناایة
 طایفة من قریش خرجوا من المدینة المنورة
 خوفا من الحجاج بن یوسف الثقفی الذی قتل خمیین

الفأمن العلماء والأولياء وغيرهم على غير حق
وبلغوا ساحل جن الهند وسكنوا بهـ

ضمیمہ نشان (۵) از زبنت الحقایق مصنفہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
منقول از گلستان شب

وان سئلت عن قوم سيمونهم في بلاد الهند بالنايطه
فهم من قوم بني هاشم بن عبد مناف بن قصي لان
بني هاشم ال على وال عباس وال جنة وال جفري
الطياري والي حارث بن عبد المطلب وهم ينسبون
اليهم لقوله عليه السلام ان الله حرم عليهم
غسالة الناس فحرم عليهم الصدقات والمراد بها
الفرايض حتى جاز التطوع لان المال هنا كاللما
والفرايض كالنماء الحديث والتطوع كالنجد
وقيل يجوز الفرض في هذا الوقت ايضاً وهم
مشهورون باستجابة الدعاء لهم اثر عظيم

معروف وهم المهاجرون أيام حجاج بن يوسف
من المدينة المشرفة سنة إحدى وستين
من الهجرة الطيبة من استيلاء يزيد بن معاوية
بن سفيان الذي قتل الإمام حسين بن علي رضي الله
عنهما بأمره مع اثنين وسبعين نفرًا في أول
حكومته وفي آخرها قتل عامًا في المدينة
المشرفة سنة إحدى وستين وخرّب الكعبة
المعظمة بضرب المنجنيق كما في المطولات
هاجروا إلى سواحل بحر الهند بعد ما قاتل
أكثرهم فقتل منهم هذا الحجاج خمسين ألفاً
تعمداً بغد حق فبعد ما هاجروا وتعنّوا
ببلادهم صاروا مضطرين متحيرين في ديار
الكفر حتى اشتغلوا بالمكاسب الرديّة
إلى أن اشتهروا في الأطراف بالسنة كفلة
الهند بأنهم ملاحون حتى كتب بعض أهل

اللغة مثل عبد الذين ابى طاهر محمد بن يعقوب
 الفيدونز ابادى مصنف قاموس اللغة
 النواتى الملاحون فى البحر فولادته كانت
 فى سنة عشرين وسبع مائة ووفاته كانت
 خمسين وثمان مائة وكان زمان هجرة القوم
 المسطورين سنة احدى وستين فمات كعبه
 صاحب القاموس وغيره غلط محض غفاه الله عنه
 مع انهم اشرف الاشراف شعوبا وقبائل وهم
 السادات العظام والمشايخ الكبار طبقتهم
 اعلى من الطبقات السنية المعروفة اذ امهم الله
 فى محاسن اعمالهم وواظبهم فى مكارم افعالهم
 كقول حسان (ع) وان سنام المجد من الهاشم
 ومابقى فى المدينة المشرفة مواليتهم واما الذين
 يدعون الجبابرة فى الحرب والحجم ويتفاخرون
 بالشرافة فهم الاثليون بينهم وهذا غاية ما

تحقق من اكثر كتب التاريخ ونهاية التتبع
من كتب الارباب وهم الرواة الثقات في
الاحاديث وهم المجتهدون في المذاهب الاربعة
من اهل السنة والجماعة نقل من التاريخ الالهية
ضميمة نشان (٦) رساله كشف الانساب مصنفه مجمع الفوائد

علامه جلال الدين سيوطي رحمه الله عليه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اما بعد فنوا الوايط قوم وهم اولاد عبد الله الوايط بن
محمد بن اسمعيل الذي مات في المدينة المنورة وهو
ابن جعفر الصادق رضي الله تعالى عنه وسبب
خروجه من المدينة الشريفة انه وقع ذات يوم
بينه وبين عبد الله الوايط وبين الخليفة جث
كثير ولام طويل حتى غلب على الخليفة والزم
عليه الزام شديد فغضب على عبد الله الوايط
واخرجه من المدينة الطيبة مع اولاده وقبائله

فقدم سيدنا مع عشيرته واهله البغداد وسكن
واقام في موضع الوايط الذي بينه وبين البغداد
مسيرة ثلاثة ايام فاقام فيه اياما كثيرة فينما
كذلك غلب الروافض على اهل خوالي البغداد
وكلفهم بالرفض والبدعة القبيحة فقبل بعضهم
الرفض والبدعة الشنيعة واطاعوا في ذلك الامير
وكان امير الروافض لا يقدر ان يكلف قومه
بنى الوايط لاجل استجابة دعوتهم وحرمة سياهم
فانشأ الامير العذر وارسل اليهم ربنفلا ومعه
كتاب مضمونه ان مذهب الشيعة حق والخلافة
بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي رضي الله عنه
لا مدخل لغيره وانتم السادات العظام لم لا تقرقوا
الخلافة لحدكم على رضي الله عنه وان اطاعتنا
واجبة عليكم قال الله تعالى واطيعوا الله واطيعوا الرسول
واولي الامر منكم فالاولى ان تعذفوا بطريقتنا

وتقبلوا مذهبنا ولا فغليكم الجزية والخراج فلبس
 بنوا الوايط من الاطاعة وما قبلوا مذهبهم ولا من الجزية
 شدياً واشتغلوا بالدعاء عليهم حتى انزل الله تعالى
 على الروافض المذكورين الوباء والبلاء ووقع في
 قلوبهم الرعب وحصل لهم الخوف والهيبه - فندموا
 وتابوا الى الله جميعاً وجاءوا عندهم للعذرة وان
 كان باطنهم مملوءاً بالمكر والخداع فقالوا لهم ادعوا
 لنا حتى يدفع الله عنا البلاء - بدركة دعاءكم
 وايضاً ما تمس في خدمتكم ان بعض الناس لا يقبلون
 اطاعتنا لعدم اطاعتكم لنا فالا نسب ان يعطى كل
 واحد منكم بيضة من الدجاجة ليعلموا ان قوم بني
 الوايط اطاعوا الامير واعطوا الخراج فقبلوا التماس
 الامير بعد المشورة لاجل دفع الخصومة والمجدال
 فجاء كل واحد منهم عند الامير بيضة فامر بجمع
 البيض في مكان واحد فاذا اجمعوا فقال لهم

لا يجوز ان ناخذ من بنى فاطمة رضى الله تعالى عنها
 شيئا قليلا كان او كثيرا وقال خذوا حقكم
 من البيض وارجعوا الى مكانكم فاخذ كل
 واحد منهم حقه وقالوا للامير انا اخذنا حقنا
 من البيض ورجعوا الى مكانهم واكلوا كلهم
 البيض فدخل عليهم رسول الامير بعد ثلاثة ايام
 فقال لهم ظهروا الكذب منكم والفساد ببيكم لانه
 اخذ كل واحد منكم حق غيره واكلتم حق
 غيركم فحصل بهذا السبب ذنبان عظيمان الاول
 الكذب والثاني اكل الحرام فلان اعطوا
 الجزية ام اقبلوا مذهبنا ففكر بنوا لوائط فاستقلوا
 بالدعاء عليهم فما قبل الله تعالى الدعاء منهم
 لان لقبول الدعاء شرطين - اكل الحلال وصدق
 المقال فبعد ذلك سلط الامير عليهم الحسد
 وامر بالظلم والايذاء والاخراج ثم هاجروا من

ذلك الموضع الى البصرة ونزلوا فيه ومات رئيس
المذكورين السيد عبد الرحمن في البصرة تغسله
الله بالرحمة والرضوان والمغفرة والاحسان وتلك
الوفاة والهجرة والفرقة والفتن كانت في سنة
اثنين وخمسين وسبع مائة من هجرة المصطفى صلى الله
عليه وسلم ثم بعد وفاته رحمه الله تعالى
هاجروا من المصرة الى سواحل بحر الهند وتوطنوا فيه
ضمیمه نشان (۴) از آثار الامرا مولفہ نواب شهنواز خان
صمصام الملک

اتانکه نوابیت را ملائین گویند و سند از قاموس گیرند در غلط افتاد
اند گویند حجاج بن یوسف ظالم مشهور از روی عناد باستیصل
اشراف و اعیان همت گماشته بسیار از صلحا و علماء را
تتبع بیداد گزرا نیند ناگزیر مردم از مرنخوش جلائے وطن
اختیار نمود و هر جا مانع یافتند خریدند جمعی از بنی قریش در
۱۵۲

از مدینه طیب به هجرت کرده به جهاز برآمدند و در سواحل بحر هند
متعلق بولایت دکن که موسوم به کوکن است فرود آمده توفین
گزیدند و بمرو را یام و دهورا غوان کثرت تشعب و تفرق
راه یافته اماکن و مواضع آن ناحیه را فروگزفتند و برای
شنا سائی هر فرقه را باندک ملا بست با چیز نسبت بآن چیز
ملقب ساختند غریب لقب باورین گروه شائع است -
ضمیمه نشان (۸) اثر تاریخ طبری مصنف ابو جعفر طبری منقول
از گلستان نسب

الذیطة طایفة من قوم قریش تفرقت من البلدة
المباركة الطیبة خوفا من الحاج بن یوسف الذی
قتل خمسين الفاً من العلماء والاولیاء حتی فصلت
الی ساحل بحر الهند فتوطنت فی اماکن فیها وتلك
التفرقة كانت سنة اثنين وخمسين ومائة من
الهجرة النبویة علی صاحبها افضل الصلوة واكمل

از اصحاب النجیات و قریش اولاد نصر بن کنانہ
بن مدرکتہ بن الیاس من اجداد رسول اللہ صلی
علیہ والہ وسلم و ہوتا فی عشر منہم -

حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سجتہ المرجان میں اسی
کا حوالہ دیا ہے۔ اور مولوی باقر آگاہ قدس سرہ نے اپنے
تصنیف نفحة الغبریہ میں طبری کے قول سے بحث کی ہے (۱۹)
ضمیمہ نشان (۹) از گلستان نسب مصنفہ نواب قادر عظیم
بہادر بکر ناٹکی

از روی فضل و بزرگی نسب بعد رتبہ بنی فاطمہ سوائے این طبقہ
علیہ وآل حمزہ و عباس پہنچ کس ہم سر آن نیست در اکثر کتب
علوم مرتبہ کیفیت اکل حلال و صدق مقال و استجابت دعا
این خاندان تقدس نشان مندرج و برائتہ خلائی مشہور این
قلیل البضاعت عدیم الاستطاعت را گویا را و طاقت کمیت
خامہ را در عرضہ مدح طرازی شان جولانی و بدناما از اشباع

فضایل آنها را بانی بعض بزرگان ماسلف و نسبت خود بآن خاندان
 سراپا شرف نوشتن آن لازم و متعتم شد که اکثر از مردمان ذالالت
 بر تو همین این طایفه علیه کمر شقاوت بسته اند درین وقت پرفت
 حرکت سکون فضل دانست که خفت آن زمره اشد ناقص و معتل
 جاہل که اجوف از کمال اند شود رب انصافی بهما کذبون
 فواضل آن گروه سراپا شکوه که در کتب زمان ماضی داخل است
 از ازمی نویسم و بد عبارت نبی تحلف و قریب الفهم ترجمه می کنم
 تا در زمان حال و استقبال بر کم استعدادان مشکل نیفتد زیرا که
 درین ایام نافر جام مطلقاً بهم انبار روزگار تحصیل علم مصروف
 نیست و روز بازار بے علمی و کج فهمی بس گرم. بیشتر از شرفا
 عالی نسب این دیار شوق علم از خاطر فرموده اند و کم پایگان
 مجهول النسب بر تحصیل آن کمر همت بسته هر واحد آن در شرفست
 و قابلیت طبل پس فی الدار غینا دیادمی نوازند. و به شرفا بے اس
 الزام بر خود واجب می آید. طرفه ماجرایی است که مضمون
 ان هذا الشيء عجيب صادق ترمی آید. اعنی بعضه انبار قوم

بل آنانکه با هم قرابت می دارند بسبب بی موادی ازین قوم
 انکار می نمایند و نهایت قبذل می دانند و می گویند که خود را در
 زمره داخل نیستند بلکه شیخ اند و بعضی مصر به سیادت و بزرگان
 ماسلف مثل قاضی محمود و مولانا حبیب الله و مولانا محمد حسین
 مدرس شهید و امثال شان نایط بنودند پس مایان چگونه شدند
 انتها - انهار این مقوله محض نادانی آنهاست - مدعای تقوییر
 که عطفش نمی کنند تصدیق مد قول شان است پرنظار است که جناب
 سرور عالم صلی الله علیه و سلم سلطان صناید قریش بود و درین
 صورت ذات قدسی صفات آنجناب شیخ قریشی است لفظ
 سیادت خطابست که بعد نبوت حاصل شد سوائے لطن جناب
 بضعه خیر البشر شفیع یوم الفرع الاکبر علیها التیمتة والثناء حقیقه
 هرگز بر کسی دیگر اطلاق آن ننخواهد شد اگر چه مجازا بر تمام آل هاشم
 اطلاق سیادت می کنند - پس هر که در اولاد اعمام و دیگر عشایر
 سر و رکل علیه الصلوٰة والسلام بود - یقیناً شیخ است - نایط گفتن
 اینها را بسبب نسبت فرزندی از دایط بنیره حضرت جعفر طیار

رضی اللہ عنہ است بسبب کثرت استعمال و او مبدل بہ نون
 گردید بسبب بعد زبان و انواع تفرقه سلسلہ نسب کہ بحضرت
 معلیٰ میر سید گم شد در صورت حضور بہ نظر اہل انکار می رسانند
 تا منفعل از گفتار خود می شدند در ملفوظ عبد الفتاح کہ از مریدان
 جدی و قبلتی قطب بلا اشتباہ حضرت مولانا حبیب اللہ قدس سرہ
 و اعاد الینا فتوحہ بود مرقوم است کہ روزے آنجناب ارشاد
 نموده کہ حضرت شیخ علی الہامی قدس سرہ و وہال تحصیل علم نمود
 بودند و اللہ تعالیٰ چنان قوت و فضیلت داد کہ تفسیر رحمانی
 تصنیف کردند۔ و نقل است کہ تفسیر مذکور برابر عرش عظیم دید
 مقابلہ نموده کم و بیش را اصلاح کردند و از انبار جنس ما اند
 انتہا کلامہ۔

ضمیمہ نشان (۱۰) از نفعۃ العنبریہ مصنف مولانا باقر آگاہ

ویلوری

طاوالتی رطہ ذبیان بنو نایط مذہرت فیہم نابغا

شرح

طاوله غالبه في الطول والارتفاع اى فاخرة - الرهط ويجرك
 قوم الرجل وقبيلته - ذبيان بضم الذال المجمة وكسرها
 وسكون الموحدة قبيلة منهم زياد بن معاوية كذا
 في القاموس والصاح - أقول اسمها هو ابو قبيلة وتطلق
 القبيلة على الجذحوز او هذا شائع ذائع - وزياد بن
 معاوية المذكور الملقب بالنابعة صاحب المعلقة من
 ضاحيد الشعراء ومشاهد الزعماء نايط ايضا قبيلة
 على حد ما مر في ذبيان وتجمع على نوايط وحذفت التاء
 بالترخيم وهذا جائز بالاتفاق ونايطة جد القبيلة
 بن نصر بن ~~عنانة~~ وبقية النسب الشريف معروفة
 بنوع ~~عنانة~~ ونصر ظهر ولان قال الشعر واجادة ولم
 يكن في ارض الشعر والباء في بي السببية والاستعانة
 ومعنى البيت ظاهر ومما لا بد من تحريه في هذا المقام
 احوال النوايط -

اعلم ان النایطة قوم من قریش حیتون بمحمد صلی الله
 علیه وسلم فی نصر بن کمانة كانوا من جیدان المدینة زادها
 تشریفا و فار قوهاز من الحاج بن یوسف الثقفی الذی
 جاروا و ابادوا حل قومہ دابا البوار و نزلوا علی سوجل
 بحر الهند ذکره الامام ابو جعفر الطبری فی تاریخہ
 و الامام الفوی فی کتب الفقه فی باب الفیئ والغنیمة
 عند تقسیم بطون القریش و قبائلهم اقول سوا حل بحر
 الهند فی قول الطبری عبارة عن الکوکین الکوکین
 العادل شاه المضاف الی بیجا پور و الکوکین النظام
 شاه المضاف الی احمد نکر و کلاهما علی الالسنه
 مشهوران و فی الکتب المعتمدة مسطوران (الخ)

ضمیمہ نشان (۱۱) از تاریخ فرشته مصنفه ملا قاسم ہند و شاہ
 در احوال حکام ملیبار

بعد از آنکہ رفتہ رفتہ تر و دمسلمانان در آن ملک بسیار شد و بسیار
 از ملوک ملیبار بحلقہ اسلام درآمدند راجہ ہائے ہندو گروہ و دابل
 و جیول و غیرہ بطریق حکام ملیبار مسلمانان را کہ از عربستان آمدہ
 در سواحل دریای مسکن دادند۔ ایشان را مخالف بہ نواہت یعنی
 خداوند گردانیدند نظر بر این آتش حسد درون سینہ یہود و نصاری
 افرختہ کمر عداوت مسلمانان بستند اما چون ممالک دکن و گجرات
 مسخر پادشاہان دہلی گشت و اسلام در طرف دکن قوت گرفت
 مخالفان سکوت اختیار کردہ اظہار عداوت نمی توانستند نمود (الخ)

(ب) تقریبات

منہاج

اس کتاب کو میں نے اکثر مقامات سے دیکھا ہے۔ جناب مصنف

صاحب نے تاریخی حالات کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے امور تحقیق طلب کی تحقیق عمدہ طور پر کی گئی ہے جو مقام اس کتاب کا دیکھا جاتا ہے خوبی تقریر سے اس کے چہوڑنے کو جی نہیں چاہتا یہ کتاب جناب مصنف کی جودت طبع اور فضل و کمال پر اول دلیل ہے۔ زید اللہ مجدہ واجلالہ و حصل لہ مرامہ و آمالہ بخدمۃ حبیبہ الصغریٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

محمد لطف اللہ عفی عنہ

مفتی مجلس عالیہ عدالت سمرکان نظام

منبر (۲)

کون ایسا شخص ہے۔ جو قوم نوایط سے واقف نہیں ہے ہندوستان کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جس میں اس قوم کے افراد کم و بیش بستے ہوں۔ ہر زمانہ اور ہر حکومت میں اس قوم کے افراد نام آور رہے ہیں۔ اس قوم کے بعض خانوادے فضائل علمی میں ممتاز اور

علوم مختلفہ میں صاحبان تصانیف گزرے ہیں۔ ہمارے معاصرین میں بھی بعض کا تقدس اور علمی فضیلت عظیم المثال ہے۔ مجھ کو، افسوس ہوتا تھا جب کہ با این ہمہ خوبی احوال اس قوم کے کوئی مبسوط تاریخ نظر نہ آتی تھی یوں تو مختلف کتابوں میں ہم نے اُن کے چیدہ چیدہ حالات پڑھے ہیں اور ایک دو مختصر سے قلمی رسالے بھی دیکھے ہیں۔ لیکن وہ ہرگز کافی نہ تھے۔ میرا خیال ہے یہ بات بھی افراد قوم کے خوبیوں میں داخل ہے کہ باوجودیکہ متعدد افراد صاحبان تصانیف گزرے ہیں مگر کسی قومی تاریخ کے طرف توجہ نہ کی یا تو انکا خیال یہ رہا کہ وہ اپنے وقت کو اس سے بہتر کاموں میں صرف کرنا چاہتے تھے یا اس خاص کام کو خود ستائی میں داخل سمجھتے تھے۔ بارہا خود میں نے یہ ارادہ کیا کہ قوم نایط کی تاریخ لکھوں لیکن اسلئے کام نہ چل سکا کہ مواد نا کافی تھا۔ ضروری کتابیں موجود نہ تھیں بات یہ ہے کہ قومی تاریخ کو جس خوبی کے ساتھ افراد قوم کا کوئی لایق شخص لکھ سکتا ہے اور جو سہولتیں اوسکو نصیب ہو سکتی ہیں وہ

کسی شخص کو مشکل کے ساتھ نہیں وہ باتیں نہیں مل سکتیں۔ میرے
 قدیم دوست نواب عزیز جنگ بہادر بھی ناپٹلی ہوئے کی حیثیت
 سے اگر اون لوگوں کے نقش قدم پر چلتے جن کا تذکرہ میں اوپر
 کر چکا ہوں تو موجودہ صدی بھی اس قوم کی تاریخ سے محروم رہ جائے
 عزیز جنگ بہادر نے بہت ہی اچا کیا جو اپنے اور اشغال کے
 ساتھ اس ضروری کام کو پورا کر دیا اور سچ یہ ہے کہ اس نادر
 کام کو جس خوبصورتی اور آسانی کے ساتھ آپ نے پورا کیا ہے
 غیر اقوام کا کوئی شخص مشکل کے ساتھ ہی ایسا نہ کر سکتا تھا۔
 کسی مالدار شخص کو روپیہ کا صرف کرنا کچھ مشکل نہیں ہے لیکن
 قابلیت کے ساتھ کسی ایسے کام کو کر لینا اسی شخص سے ہو سکتا
 جو مالدار کی قابلیت بھی رکھتا ہو۔ میں نے اس تاریخ
 کو من اولہ الآخرہ پڑھا اور میرا جی اس بات سے بہت خوش ہوا
 کہ یہ تاریخ تمام ضروریات پر حاوی ہے۔ قوم کا نسب اور
 اوبس کی ابتدائی تاریخ کے سوارسم و رواج زمانہ حال کی تصویر
 لائق مورخ نے نزاکت کے ساتھ کھینچی ہے اور جڑی امور سے

یہی قطع نظر نہیں فرمائی۔ عبارت نہایت سلیس اور با محاورہ
 طرز بیان دلچسپ ہونے کے علاوہ اسکے چہانے میں بھی خاص
 اہتمام سے کام لیا گیا ہے میری رائے میں صرف ایک خفیف
 سانس نقص اس کتاب میں باقی رہ گیا ہے یعنی مشاہیر قوم کی فصل
 بہت مختصر ہے بہت سے افراد اس سے رہ گئے ہیں جو بلحاظ
 فضائل علوم و مراتب دنیوی قابل بیان تھے۔ مولف نے
 کہا کہ ان کو اس فصل کا زیادہ مبسوط کرنا مقصود نہ تھا جن
 ایک طرح کی نمائش تھی بہر حال جس قدر احوال مشاہیر قوم نالیط کا
 لکھا گیا ہے نہایت خوش اسلوب اور مختصر مفید کا حکم رکھتا ہے
 بہیئت مجموعی میری رائے میں یہ کتاب اپنی آپ ہی مثال
 ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ مولف نے قوم پر بڑا احسان کیا
 جو ایسی دلچسپ تاریخ شائع فرمائی اور اقوام کے مشتاقین
 اصلاح تمدن و طرز معاشرت اسکو ہر ایک حصہ ملک میں
 قبولیت کے ہاتھوں لین گے اور دلچسپی کی نگاہ سے دیکھیں گے فقط
 خاکسار وکیل احمد سکندر پوری۔ وظیفہ خوار عہدہ صدر دکن علی الترتیب

منبر

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

بے روان سپر ہر آنے ناپطیان را نوید و فرسوزہ استخوان این
 تیرہ را چشم روشنی کہ حالائی معجز طراز محقق لوزئی - بہ انگیزہ
 روحانی پیوندی و نیروے تنائی و روانی - جاوید زندگانی
 بکار خودشان کرد - نج نج فلیق ایشی کہ مال قلمش بہ دم میجا ماند
 و پھ پھ ادیب لیبی کہ شمر دواش چشمہ خضر را عقب نشانند
 اگر ندانی کہ آن کیست و فرخنده اش چیست ع فاش می گویم
 از گفته خود دل شادم - شیوا بیان - تندیس پیوس - رومان
 دانش - فرسوسے - کنونیان - فروغانی - ایشج - سروش گانی
 سریرت جناب تیشار نواب عزیز جنگ بہادر است -

(۱) قوم (۲) قوم (۳) عقیل (۴) سبب (۵) عقیل (۶) عقیل (۷) ڈبرہ (۸)
 خطاب (۹) تصویر (۱۰) فراست (۱۱) تصویر (۱۲) قبلہ (۱۳) معاصرین (۱۴) روشنی (۱۵) عنقریب
 حضرت

کہ بصد جگر کا وی بگر د آور دن خوشے و کو اس و آداب و
 و القاب و بر بستی تمدن و حسن معاشرت و پدر اُم زنا شوی^(۱۹)
 و غیرہ اینان و دو چراغ خورد و شب را بیایان آور و تکلف
 بر طرف و تفتح بر کران۔ اگر این محسن قوم چندین جان فرسائی
 بر خود گواری منی فرمود اند محالات عادی بود کہ اندے^(۲۰) یا نہ
 سرایان خفنگ آنچه پیغاره^(۲۱) با در ماند و بود شان زده بودند
 از آن ستونان ابد آ رست گاری فی شمع این کار از تواید^(۲۲)
 مردان چنین کنند۔ روشن گرا انصاف پڑ و ہش ہمیں بندست^(۲۳)
 و فرا خور پسند کہ ہر چہ از نیان کہ خودش نیر فرد کامل آن
 کینہ است نا بایست دید یا بخت سوانح آہناراد و افسانہ
 پنداشت بے اندیشہ لومت لایم قلمداد کرد ہلا ہان ایہا ا^(۲۴) لقم
 باید کہ از ہمہ کار ہمالیدہ روے خود آوری و بہ آلفستگی^(۲۵)

(۱۷) حادث و خاصیت (۱۸) جشن (۱۹) کج (۲۰) اندک (۲۱) سپودہ گویان

(۲۱) طعن (۲۲) حالات (۲۳) دلیل (۲۴) بس (۲۵) الحال (۲۶) کنارہ گرفتہ

(۲۸) توجہ

الیشش به دعا کنی و به تشکر و سپاسداری پرداز می ورنه بلند
پایگان عالی پایه بر زبان خواهند سخت - ع کفران نعمت است
که بدتر ز کافر است

ز در قم تاریخ نایط کلک نواب عزیز بارک الله قوم نایط را از تحقیقات او لوحش الله از رک ابر بهار خاموش پست تر احوال اینان بود از تحت اثری هست هر هر نقطه اش و شن تر از نجم شد حرفش به حفظ این هر حصین از نه کلک که میدارد بدست خوشتن شده باد از من تر اے قوم نایط مرده باد خمت از تائید نواب معرشد منبرم	با کمال خوبی و انداز و حسن اختراع دفع شد تعریف خلق و گشت حاصل نفع تازه و سرسبز و شادابست از بس این صناع یافت از فیضان او تا عرش اعظم ارتفاع هست هر هر سطر آن پر نور چون خط شعاع گشت الفاظش بحق این همه وین قلاع نیزه طعن عدو را کرد اینک اند قلاع کین زمان کس امنی باشد به تکریم نفع صرف قص شادمانی باش و معرفت سماع
--	---

نامه سیاه غلام علی قریشی - ناظم تخلص و طیفه خوار اول تعلقه داری مکرر صنفی

منہج

روشنی بخش سوا و دیدہ و سدیدائے دل۔ دانش افزائے عالم و جاہل۔ میرے عزیز و دوست قابلِ تفاخر و اب عزیز جنگ بہادر کی جدید تالیف جو اپنی جدت و ندرت میں اپنی آپ ہی نظیر ہر بیشک قومِ نایط کے حالات میں ایک نہایت ہی جامع و مانع کتاب ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ لایق مولف نے بڑی قابلیت و لیاقت و تحقیق سے کام لیا ہے ایک قوم کی مستقل تاریخ میں جن باتوں کی بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جس طرز کو زمانہ حال نے پسند کیا ہے اسی طرز پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ قوم کے بعض افراد جو فطرۃً زود بخشی یا کم غوری کے عادی ہیں اس وجہ سے اسکو بہت پسند نہ کریں کہ اس میں بعض ایسی باتیں ہیں لکھی گئی ہیں جن کا اخفا و انکسار خیال میں اظہار پر تفوق رکھتا تھا جیسے کہ قوم کے بعض رواجات اور عادات یا بعض ایسے کمالات جن کو اس زمانہ کے متحمل

لوگ عیب میں داخل سمجھتے ہیں لیکن ان کو انصاف سے کام لینا چاہئے یہ کتاب محاند قوم سے موسوم نہیں ہے جس میں نہ صرف تعریف کی توقع رکھیں بلکہ ایک قوم کی مستقل تصویر ہے جس سے بہلایوں اور برائیوں کے دو نون رخ نظر آتے ہیں یہ ایک مسلم بات ہے کہ من صنف فقد استهدف۔ جب کتاب عزیز میں رطب و یابس ہو تو عبد الغریز میں کیوں نہ ہو دیکھا جائے تو کونسی تصنیف و تالیف عیوب سے خالی ہو سکتی ہے یہی انصافاً یہہ و یکہنا اور کہنا ہے کہ لایق مولف نے کہاں تک پریشان حالات و واقعات کے جمع کرنے میں مشقت اُٹھائی اور اوس میں کس قدر کامیابی حاصل کی ہے تو اوسکی شہادت خود کتاب دے رہی ہے باوجود اس مادی شہادت کے کسی اور قسم کی شہادت کی بالکل ضرورت نہیں ہے نقطہ و خجہ و جانچ لیں گے اور میری منصفانہ رائے کے ساتھ اتفاق کرے گا۔

قوم نایط کے نسب اور ہجرت اور رسم و رواجات خصوصاً عرف کی حقیقت کو جنکو وہ اپنی اصطلاح میں الگ سے

موسوم کرتے ہیں لائق مولف نے مہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے ان تینوں عنوان سے عرف و لقب کا بیان ایک ایسا بیان ہے جس میں بعض مختصر نگاروں نے گزشتہ زمانہ میں ہی اپنے اپنے معلومات کے مطابق چند ورق رسیل لکھے ہیں۔ لائق مصنف نے اصولی طریقہ پر عرف و القاب کی حقیقت کو بہت دلچسپ طور پر بیان کیا ہے اور تمثیلاً بہت سے ایسے عرف و القاب اس کتاب سے ملتے ہیں جو پچھلے رسایل میں متروک ہیں اگرچہ بعض عرف و القاب اس کتاب میں ہی متروک ہو گئے ہیں۔ جیسے۔ پٹیل۔ ہانڈے۔ کھاری۔ کاواری۔ مدو۔ پوندلے۔ کنگلی۔ کابلو کے۔ مرگیز۔ دیارے۔ تہو بری۔ پائمانی۔ چادرے۔ زویل۔ برے۔ کراری۔ مزید۔ پھالکی۔ ڈون۔ مرنگلی۔ جلال وغیرہ وغیرہ۔ لیکن خود مولف نے اصول عرف و القاب کے بیان میں اسکا تذکرہ کر دیا ہے۔ کہ جن عرف و القاب کے تعریفات اس کتاب میں لکھے گئے ہیں انکو اصول القاب کی تمثیل خیال کرنا چاہئے۔ اور انہیں اصول کلی کے لحاظ سے جزئی القاب کا انحصار اور استقرار ناممکن ہے۔

اور مولف کا یہ خیال بالکل درست ہے۔
کتاب کے آخری حصہ میں جن مشاہیر قوم کے تذکرے لکھے
گئے ہیں اور انکا مجموعہ بنفسہ ایک مستقل کتاب طبقات و تذکرہ
رجال کا حکم رکھتا ہے جس کے پڑھنے سے اس بات کا اندازہ
ہو سکتا ہے کہ اس قوم کا دنیاوی و دینی و علمی و اخلاقی عروج
پر ایک زمانہ میں کس حد تک رہا ہے۔ اکثر افراد قوم والی ریا
اور وزیر دولت زدہ چکے نہیں اور اکثرین علماء قوم صاحب
تصانیف جلیلہ اور کیسے کیسے فقراء طریقہ اس قوم میں گزرے
ہیں میری نچتہ اور مضبوط رائے ہے کہ لائق مصنف نے اپنی اس
کتاب کے ذریعہ سے ایک مشہور و معروف قوم کو جو فی زمانہ
تاریکی میں تھی روشنی میں لایا اور اس مفید تالیف سے اپنا ہی
نام زندہ جاوید بنین فرمایا۔ بلکہ اپنی قوم کا یہی جس کی وجہ
وہ ہمیشہ کے لئے مولف کے سپاسگزار وزیر بار منت رہینگے
اور وہ لوگ بھی جو آثار و اخبار اقوام دنیا کے خواہان
و جوان ہیں اور ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرزانہ مولف

اردو لٹریچر میں بھی اپنی اس عمدہ تالیف سے ایک کارآمد ذخیرہ
معلومات کا بڑا دیا ہے جو شایقین علم سیر و تاریخ کے لئے
پر مذاق ہے۔

نواب عزیز جنگ بہادر کو میں مبارک باد دیتا ہوں کہ
انہوں نے اپنے اور اپنی قوم کے لئے ایک شایستہ یادگار
قائم کر دیا اور سچ یہ ہے کہ یہ اوہنین کا حصہ تھا۔ کار بہر
مرد و مرد بہر کار۔ لعل اعمال رجال و لعل رجال اعمال۔
بہر حال یہ کتاب ہر طرح سے قابل عزت اعزاز اور اپنے موضوع
کی طرح اپنے امثال و اقران میں عزیز و سرفراز ہے اور اپنی
لطف کے لحاظ سے مدح ماح۔ قدح قادح سے بے نیاز۔

انست رائے من کہ بریں نو کتاب بود	در یک نظر گزشتہ کہ با صد شتاب بود
----------------------------------	-----------------------------------

عاصی۔ عبدالقیوم

معتد حجازریلوی و وظیفہ خوار اول تعلقداری سرکار علی

منہر

قدیم زمانہ میں شخصی سلطنت کے اصول نے فن تاریخ پر یہ اثر کیا تھا کہ تاریخی تصنیفات میں جو کچھ لکھا جاتا تھا صرف سلاطین کے واقعات اور حالات ہوتے تھے۔ ملک اور قوم کے حالات سے مطلق بحث نہیں ہوتی تھی یہی سبب ہے کہ سیکڑوں ہزاروں تاریخوں کو پڑھ کر اگر پتہ لگانا چاہو کہ اس زمانہ کا تمدن اور تمدن و معاشرت کیا تھی تو تمکو بالکل ناکامی ہوگی لیکن اب مغربی تہذیب کے اثر نے یہ حالت بالکل بدل دی ہے آج سب سے زیادہ جس چیز کی تلاش ہے وہ قومی اور ملکی معاملات میں اور موجودہ تصنیفات میں خصوصیت کے ساتھ ان ہی باتوں کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ انداز صرف زمانہ حال کی تاریخ میں نہہرہ سکتا ہے کیونکہ قدیم ذخیروں میں یہ سامان بہت کم موجود ہے اسلئے آج کتنی ہی کوشش اور کاوش کی جائے پوری کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ایسی حالت میں اگر کوئی مصنف غیر معمولی دیدہ ریزی سے اس قسم کے کچھ واقعات ہمہ تن ہموار کر کے انہماقِ قدردانی کا مستحق ہو گا۔ ہم جس کتاب پر ریویو کر رہے ہیں

اسی قسم کی ایک کامیاب تصنیف ہے ابتداء اسلام سے عرب و عجم کے سیکڑوں خاندان ہندوستان میں آکر آباد ہوئے جن کے کارنامے چہرہ تاریخ کے خط و خال ہیں ان ہی میں نوایط کا خاندان ہے جو آج سے سیکڑوں برس پہلے ہندوستان میں آیا اور بڑی کامیابی کے ساتھ مدراس اور دکن کے حصوں میں پہولا پہلا آج بھی یہ خاندان امتیاز کے ساتھ قائم ہے اور اسکی یادگارین ان ممالک میں ہر جگہ ایک خاص نام و نمونہ رکھتی ہیں یہ کتاب اسی خاندان کے حالات میں نواب عزیز جنگ بہادر کی تصنیف ہے اگرچہ نواب صاحب کو اس مرحلہ کے طے کرنے میں بعض قدیم تصنیفات سے مدد ملی ہے کیونکہ خود اسی خاندان کے مصنفین نے انساب النوایط وغیرہ کے عنوان سے ایک دو کتابیں لکھی ہیں جو اس مرحلہ میں گویا چراغ راہ ہیں۔ لیکن نواب صاحب نے جس قسم کے واقعات اور حالات بہم پہنچائے ہیں اور ان کے لحاظ سے یہ تصنیف گویا اس باب میں پہلی تصنیف ہے کتاب کے دیباچہ میں مضامین کی جو فہرست ہے اس سے بہ آسانی اس

دعویٰ کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ایسی تحقیقات کے
 بہم پہنچانے میں چونکہ ہر قسم کی تصنیفات کا اعتبار کرنا پڑا ہے
 اسلئے ایک نکتہ چین کو اعتراض کا موقع ہاں آسکتا ہے مثلاً
 صفحہ ۲۹ میں محدث طبری کی جو عبارت نقل کی ہے وہ اصل کتاب
 سے نہیں بلکہ گلستان نسب اور آزاد بگرامی کے حوالہ سے
 ہے اصل کتاب آج چھپ گئی ہے اور اس میں اس عبارت کا
 ہموکتہ نہیں ملتا لیکن اس قسم کے امور میں ایک مصنف اور
 رائے کا پابند نہیں ہو سکتا وہ کہہ سکتا ہے کہ جس شخص نے حوالہ
 دیا ہے وہ مثبت ہے اسلئے ممکن ہے کہ اوسنے طبری کی چودہ جلدوں
 میں سے کسی موقع پر یہ عبارت دیکھی ہو جب تک اتنے بڑے
 کتاب کا لفظ لفظ مطالعہ نہ کیا جائے ایک معتبر ناقل کے حوالہ
 غلط نہیں کہا جاسکتا۔

آج کل دلی اور لکھنؤ والوں نے زبان کی پابندی کا بڑا شور مچا
 بچار کہا ہے تذکیر و تانیث کے متعلق ان نخوت پرستوں کی خاطر
 ملحوظ رکھنے میں ایک ایسے مصنف کو بہت سی مجبوریاں ہیں

جن کی مادری زبان دکنی ہے۔ کسی دوسری زبان کے محاورہ میں علم کے ذریعہ سے کیسی ہی قابلیت بہم پہنچائی جائے لیکن کسی نہ کسی موقع پر مادری زبان کی جہلک ضرور نظر آجاتی ہے۔ مثلاً نواب صاحب نے یادگار کو کہیں مونث لکھا ہے اور کہیں مذکر لیکن دلی اور لکھنؤ والے اسکو عموماً مونث لکھتے ہیں۔ ہمارے خیال میں فرنہنگ آصفیہ کی تحقیق نواب صاحب کے لئے کافی ہے اسی قسم کے اور جزئیات یہی ہیں لیکن ایسی چھوٹی باتیں کتاب کی قدر و قیمت کو کم نہیں کر سکتیں ہم بہر حال نواب صاحب کی تحقیقات اور تدقیقات کی داد دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ تمام ملک ایسی ناور تصنیف کی قدر کریگا۔

فاکسار شبلی نعمانی (شمس العلماء)

ناظم سررشتہ علوم و فنون سرکار نظام و معتمد انجمن ترقی اردو

منبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اقول حامدا ومصليا ومسلما ان هذا الكتاب اول تايخ
للقوايط في الانساب - اشاعه هذا القبط البديع من
حسن التاليف الرفيع الفاضل النواب عزيز جنك بمادر
صانه الله تعالى من الضيرو والضرين فيه احوال القوم
كالمها على الاستيعاب والكمال واستدل عليها
من الكتب المستندة في احوال الرجال درج في اخره
على طور الضميمة ما ألفه الامام العلامة السيوطي
في تحقيق احوال القوم من رسالة بعنوان بيان النظر
انها رسالة مستقلة له في هذا الباب وان شيعت محمدي
عديدة من الرسائل المختصرة من تائيفاته باهتمام
ملك الكتاب التي بعضها على الورقين وبعضها
على ثلاثة او اربعة اوراق الا ان هذه الرسائل
ما طبعت غالبا الى الان في مطابع الهند فنعلم القوم
والفلاح في طبع هذه الرسالة المفيدة في ضمن هذا

الكتاب ذكر المؤلف الفاضل في هذا الكتاب ان
اسم هذه الرسالة كشف الانساب والذي وجدت
في بعض النقول ان اسمها بحر النسب وليس اختلاف
السمية مبها يقدر في المسمى سواء كان اسمها كشف
الانساب او بحر النسب اى ما كان فلا مزية في انما
رسالة مفيدة موثوق بها فطبعها ايضا كان من الضروري
فلله در المؤلف الفاضل حيث افادنا بهذا الدر الكامل
لاشك في ان العلامة السيوطى ذكر في هذه الرسالة
احوال بعض القبائل من القوم النوايط كما يستفاد
من مطالعتها وهذا الكتاب كافل لاحوال القوم
كلها مستوعب للرسوم والعادات وغيرها جلها
ثم ان المؤلف الفاضل رفع في تاريخه هذا احسن تحقيقه
ما استعجبه بعض المؤلفين قبله في مولفاتهم من اختلاف
القاب والقوم ورايت بعض افراد هذا القوم ايضا
انه يخص القوم ببعض الالقاب المتداولة ويضيق

ويجدد دائرة القوم مع كونها واسعة غير محدودة
وبعد ملاحظة هذا التأليف اللطيف لنا ان نقول ان
ظنهم هذا انما هو مبني على انهم لم ينظروا الى ان
تاريخا مبسوطا في هذا الباب وما راوه من الرسائل الصغرى
في الرسالة الاكبرم خانية ورسالة النايط ورسالة
انساب النايط فهي غير كافية لهم في اسعاف
مما هم لان الرسائل الثلاث الاخيرة مقصودتان في
احوال بعض القبائل والرسالة الاولى تبين حقيقة
القباب معدودة فليس في احد منها جامعية ولا تحقيق
في هذا التأليف الحري بالتفاخر للنواب عزيز جند
سيما الجزء الاخير منه الذي في احوال مشاهير القوم
فانه عديرا النظير في بابيه لانه جامع لاهوال علماء
القوم على البسط والتفصيل حري على غيره بالتقدير
والتفصيل ويعلم بالنظر فيما فيه من فهرس اسماء
تصانيفهم ان قوم النوايط قد دخلت فيهم اجلة العلماء

وانتشرت منهم اعزة العرفاء والامراء والوزراء
ايضا وان كانوا فيه من المذكورين الا ان القلب
يفرح وينشرح من تذكرة العلماء العاملين والعرفاء
الواصلين وظنى ان هذا الكتاب البديع لا ينتساب
غالبا ينظر بعين الوقار والاعتبار في دار الحكومة
جاورة والى كون الذى من مضافات بمبى فوسيد^{شم}
وحوايه التى معمورة من افراد هذا القوم علم الكثرة
وارجو من يطالع هذا الكتاب من افراد القوم
ان تصالح به اخلا فقههم وتتشددا فعالهم وعاداتهم
وان هذا الكتاب حرى بان يدرس ويعلم به
صبيان القوم لانه يفيد لهم من حيث المباني ومن حيث
المعاني وان ترجمه الفاضل المؤلف باللسان الانجليزية
وبشيعه في بلادها فالغالب ان ادبائها المائلين الى
علم التاريخ يقرؤنه بغاية الذوق والميلان وان
عاقلى مولف هذه الارجوزة البديعة فاستدعى منه

ان يصور كل واحد من الحلى التى بسط ذكرها فيها
 بصورتها الخاصة به فى اثناء بيانها لان مطابع الهند
 فى هذا الزمان يشيعون تصاوير الاشياء بالسهولة
 وكمال الصنعة فى تصوير الصورة وتكبير هذا الامر
 متوقع فى الطبع المكرر بدون الدقة والصعوبة واقول
 مهنيًا للفاضل المؤلف ان تاريخه هذا سيفع فى قلوب
 الالباء والاذكياء موقع السويده وايضا اقول
 بغاية الفرحه والسروار ان هذا المؤلف تذكار له
 فى صفحه العالم على مر الازمان والدهور بارك الله
 لنا ولرفيه الى يوم النشور

حرره العبد المستكين ابوالمظفر

محمد سعيد الدين عفا عما جرت

عنه رب العالمين

منبر

مژده با قوم نوا یط مژده ها
 دانکه شد آثمار نیکت آشکار
 از محامد آنچه بودت شد بیان
 شد همتر مایت سراسر بر ملا
 این به میں آن کتاب بے نظیر
 هست زینا و صفت آن نعم الکتاب
 آن کتاب بے چون بهار بے خزان
 تا بدانی کیست آن عالیجناب
 نام آن دارائے هوش و ننگ
 من عزیز مصر دانش خوانش
 فخر قوم و افتخار خاندان
 فخر آن قوم که زیبد ناز
 جذافه زان نازک خیال

پایه ات بگزشت از اوج سما
 یافته اوصاف خویت اشتها
 از ذمایم آنچه بودت شد عیان
 شد کمالات بعالم روم
 حرف حرفش و لغز و دل پزیر
 بے عدیل و بے مثال و لا جواب
 هست تاریخ النوا یط نام آن
 هست از رشحات کلکش آن کتاب
 مقترن سازی عزیز و جنگ را
 قد و هار باب منیش دانش
 خاندانش راز و آتش غروشان
 بر چنین دانشورے ممتاز
 طبع اوصافی تراز مار زلال

بود مستور نقاب اختفا دست جد و جہد این فرخندہ خو می توان گفتن ید بیضا نمود کرد تحقیقش بوجہ منتخب کرد از کیفیت آن گفتگو راستی این است در ہاسفہ است شرح ہر یک داد شرح بس نکو کان براب دیگران شد تبصرہ می توان گفتن روانش شاد کرد قول اہل البیت ادبی صادق است ہیچ امر لا بدی نگزاشته راست گوید مولوی حسنی	چہرہ حالات قوم از ابتدا برگزفتہ آن نقاب از چہرہ او حال قوم خود بطرزے و نمود باکہ دارد قوم پیوند نسب ہجرت قوم از موطن اصل او معنی القاب قومے گفتہ است از رسوم قوم و مخصوصات او کرد از اعیان قومش تذکرہ ہر یکے زینہا بنوعی یاد کرد شرح حال قوم بہر شایق است آنچه باید سر بر نبکا شتہ خوشتر این تاریخ بر طرز نوی
میل او در خاطرش انداختند در خور است و مدح و آفرین خامہ اش نقش شکر آفرودہ است	ہر کسے را بہر کارے ساختند اے خوشاطر زبان دلشین چشم حاسد کو رکارے کردہ است

از خدا خوا بد سہائے مستہام	کردن قوم است و بار منتش زندگی باد اولار دوستکام
----------------------------	--

بیچہ ان محمد سیران سہاتخلص نمک خوار دولت آصفیہ تمام شد	
---	--

تاریخ تالیف کتاب از مولف ہیچہ ان ولا تخلص	
--	--

بجہ اسہ کہ تاریخ رقم شد فلک را بود منکر سال یامین	نخبہ یادگار قوم نایط مولف گفت تاریخ النوایط ۱۸ ۱۳ ۸
--	--

نتیجہ منکر سنخو رلاشانی مولوی عبد حبیل نعمانی	
--	--

جذبہ اے عہد محبوب ذکون
 اک جہان تیرے کرم سے کامیاب
 اس نقصان سیف سے تیرے قلم
 چشم بد و داس ترقی کی انگ
 ماشا اللہ یہ صناعات و فنون
 یہ چمن صدیوں رہے پہولا پہلا
 قدر کے قابل ہے اس قدر کمال
 اس زمانہ میں بحسن اتفاق
 جس میں ہے قوم نوایط کا بیان
 یہ تجس یہ طلب یہ چان میں
 ذکر امر واجبی مد نظر
 کیون نہواخر مولف کون ہے
 ذی چشم یعنی دلائے نامور
 انہرض اس مجمع خوبی کو دیکھ
 بول ادبہا دل وہیں بے سخت

میمنت ہمدنی میں تو عین الکمال
 اک جہان تیری بدولت ہے نہال
 سرخرو تیرے قلم سے ہر کمال
 حیدر آباد و زہد جاہ و جلال
 یہ مشاغل اور یہ علمی قیل و قال
 خوش رہیں اجاب دشمن پائمال
 پتہ پتہ عین صنیع لایزال
 میں نے دیکھی اک کتاب بیشال
 جامعیت ہے علم و جہ الکمال
 یہ نظریہ جستجو یہ دیکھ بہال
 بحث لا طایل سے بچنے کا خیال
 اک محقق نکتہ رس روشن خیال
 نیک طینت نیک باطن خوش خیال
 ہو گئی پیدا یکا یک فکر سال
 ہے یہ تاریخ نوایط بے مثال

تاریخ اختتام طبع از مولف

گردید پسند طبع از باب صفا

از سبت و هفتم ربیع اولی

۲۲ ۱۳ هـ

تاریخ نوایط آنکه بنوشت و آلا

تاریخ و سه و سال اشاعت در باب

تمام شد



